ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنة کہ یہ دیوان فصاحت و بلاغت عنوان سراپا افسون افسانہ عشق موسوم

صنمخانہ عشق

۱۳۰۶ھ

نتیجہ فکر فلک سیر استاد الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
سلمہم اللہ القدیر استاد نواب خلد آشیان والی دار الریاست رامپور

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

ان من الشعر لحکمة وان من البیان لسحرا

الحمد للہ والمنة کہ یہ دیوان فصاحت و بلاغت عنوان سراپا افسون افسانۂ عشق موسوم بہ

صنم خانۂ عشق

نتیجۂ فکر فلک سیر استاذ الاساتذہ ملک الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
سلمہم اللہ القدیر استاد نواب خلد آشیان والی دار الریاستہ رامپور

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ آفتاب سے گرم اُسکی کبریائی کا — کہ ذرہ ذرہ ہے آئینہ خود نمائی کا

بکارتا ہے یہ انداز توبہ شکن — کہ آئے وہ جسے دعوی ہو پارسائی کا

۲ زمانے بھر کے حسینوں کی جان دین اُسپر — چلن اُسی سے تو سیکھا ہے دلربائی کا

دکھائے تیغ وہ ناآشنا یہ کہتا ہے — یہ گھاٹ ہے مرے [illegible]

دراز عمر ہو [illegible] تصور کی — مزہ وصال کا دیتا ہے غم جدائی کا

فقیر اُسکی گلی کا ہو [illegible] کیا ہے — جو تاج شاہ ہو کاسہ [illegible]

لپٹ ہے اُسے [illegible] — ستارہ اوج پہ ہے [illegible] کا

۳ بھٹکی راہ میں [illegible] ہے خضر — طرح [illegible] ہیں [illegible] رہنمائی کا

[illegible] — نگہ ہے شوق [illegible] کا

۵ [illegible] — کرشمہ [illegible] ایک اُسکی [illegible] ادائی کا

رسائی [illegible] اُسکی — [illegible] زینت جو اقرار [illegible]

[illegible] — [illegible]

طریقِ عشق مین گم ہو کے پہنچے منزل پر
نیا یہ راستہ سوجھا ہمین رسائی کا

رہِ طلب مین ادب ہی سے سرفرازی ہے
مزہ کلیم سے پوچھو برہنہ پائی کا

خدا خدا جو کرے اور خودی کا دم بھی بھرے
بڑا فریبی ہے جھوٹا ہے وہ خدائی کا

جو بندہ ہے تو مزہ بندگی مین پیدا کر
نہین وہ بندہ جسے ذوق ہو رہائی کا

۸ ۱۳۰۸ھ

بشر سے حمد الٰہی آئینہ سر کیا ممکن
پہاڑ اُٹھائے کہاں حوصلہ یہ رائی کا

سکہ رائج جب سے دینِ مصطفےٰ کا ہوگیا
غلغلہ ساری خدائی مین خدا کا ہوگیا

جب سے دل دیوانہ محبوبِ خدا کا ہوگیا
مصطفےٰ اُسکے ہوئے وہ مصطفےٰ کا ہوگیا

حشر مین نیچے لوائے حمد کے پائی جگہ
ظلِّ رحمت سایہ اُس زلفِ رسا کا ہوگیا

چارہ سازی حقیقت کی تو نامِ پاک نے
نام اطبا کا ہوا شہرہ دوا کا ہوگیا

اوّلِ بعثت مین ختم الانبیا پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا مین انتہا کا ہوگیا

جب سے گلگشت باغ مین مدینے کی چلی
پھولونکی ڈالی وہین دامن صبا کا ہوگیا

یاد لب مین جب نے دی وصل کی لذت مجھی
زہر قاتل مین اثر آبِ بقا کا ہوگیا

موم پتھر کو یہ اُس فخرِ سلیمان نے کیا
حلقۂ خاتم نگینِ نقشِ پا کا ہوگیا

شربت دیدار نے اچھی دوا دی وقت نزع
خوب بیڑا پار اس دردآشنا کا ہوگیا

طوق دینِ مصطفےٰ کا جسکی گردن مین پڑا
قید سے آزاد وہ بندہ خدا کا ہوگیا

جزوِ ایمان کہکے کیا رتبہ بڑھایا آپ نے
چشم حورانِ جنان مین گھر حیا کا ہوگیا

چار بالش پر حکومت کی کیا جس دن جلوس
حاکم آب و آتش و خاک و ہوا کا ہوگیا

چودھوین کا چاند دکھلا کر یہ کہتا ہی فلک
لو شبیہِ پاک کا تیار خاکا ہوگیا

رحمتِ حق کیون نہو نازل محب پر آپ کے
آشنا ہے آشنا جو آشنا کا ہوگیا

روح نے جلوہ جو دیکھا آپ کا قندیلِ عرش
آشیانہ اُس گرفتارِ بلا کا ہوگیا

خاتمہ جب ہوگیا بالخیر تو سمجھا ہین
ختم مجہپر لطف ختم الانبیا کا ہوگیا

التجا پر اُمت عاصی کی جب آمین کہی
بول بالا ان عزیزونکی دعا کا ہوگیا

دونون رخسار ونکی رحمت ہین ۔۔ مزون ۔۔
ترجمہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کا ہوگیا

۔۔ مین ۔۔ جو لکھا ایک پرچہ بھی امیر
۔۔ دولت وہ نسخہ کیمیا کا ہوگیا

حسن مطلق کا ازل ۔۔ دن سے ۔۔
لا مکان کہتے ہین جسکو وہ مرا کاشانہ تھا

۔۔ کا حاکم جان کا مالک ۔۔
میہمان جسکو مین سمجھا تھا وہ صاحب خانہ تھا

بے تعلق کیا مین اسکے تصور ۔۔ یا
جب جھکایا سر گریبان اپنا خلوت خانہ تھا

۔۔ عالم کا تماشا باعث غفلت ہوا
دیکھنا آنکھون کا کانون کے لئے افسانہ تھا

شکر صد شکر اُس حسین کے نور سے روشن ہے دل
شمع رخ پر جسکے جبریل امین پروانہ تھا

اسقدر اُسکے تصور نے مٹایا ۔۔ مجھے
شبہہ ہوتا ہے کہ ہستی مین کبھی تھا یا نہ تھا

کیا ہوا انکار اگر اصرار وصل پر ہوا
یہ کمال شوق تھا وہ ناز معشوقانہ تھا

گل سراپا گوش بنتے کیون نہ سننے کے لیے
چہچہے بلبل کے گلشن مین ترا افسانہ تھا

دار پر چڑہکر انا الحق جو کہا منصور نے
وہ بھی اک تیرا کرشمہ ہمت مردانہ تھا

ہم غلط فہمی سے سمجھے قتل کرنے کو عتاب
اور وہان اک چھیڑ تھی اک ناز معشوقانہ تھا

سن لئے دو حرف جسنے ہوگیا سرمست عشق
چشم افسون ساز کا افسون مرا افسانہ تھا

وعظ کی مجلس مین بھی آئے تو یون مستان عشق
مے کی بوتل تھی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ تھا

جھگڑے لیلی وشون کے دیکھنے تھے شہر مین
جا کے جنگل مین بسا مجنون بڑا دیوانہ تھا

وصل ہوتا کسطرح خلوت کہان تھی رات کو
پھول تھے نرگس کے رکھے شمع تھی پروانہ تھا

مزرع عالم مین مجسا سوختہ قسمت کہان
جلگیا قسمت کا میری کھیت مین جو دانہ تھا

دیر کی تحقیر کراتنی نہ اے شیخ حرم
آج کعبہ بنگیا کل تک یہی بتخانہ تھا

آزما دیکھا اُسے سو بار سب نے اے امیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا

تین تیرا ناست ہون جنت مرا کاشانہ تھا
موسم گل مین چمن کیسا پری خانہ تھا
پھول بھی تھے پھل بھی تھے اُس سرزمین پر کیا نہ تھا
ہاے کیا دن تھے کہ دور بادہ و پیمانہ تھا
دیکھی منصور کو سولی او بے ترک پر
مین تڑپ کر کیون لگا تا ناز برداری مین داغ
پھول جس گھر مین پینے تھا آج ہے اب ہو تین پھول
یار اُدہر بدست مین بجز و تکلف بر طرف
نیند کے جھونکے چلے آتے تھے کیون ہنگام ذبح
حُسن خط سبز نے ایسا سمجھے دھوکا دیا ہو
آج جس دل کا کوئی گاہک نہین کل تک یہی
بیٹھے بیٹھے حکم دے بیٹھے وہ قتل عام کا
کہتے ہین فرہاد و شیرین کا سُنا کل ہمنے حال
گور مین آکر ہوا کوئی نہ غربت کا شریک
پوچھتا پھرتا ہے غم اُسکا مرے سینے مین آب
حال میرا سُنکے وہ بولے کہ جی دکھنے لگا
تڑپنے ہی مین شمعین تیری محفل کی رہین
وان نگاہین تیز تیز اور یان تھین آہین درد خیز

جو ساقی چشم [illegible] ہوا [illegible]
پھول جو تھا وہ کسی [illegible] کا پیمانہ تھا
آگ [illegible] یان [illegible] آباد ہم ویرانہ تھا
بادشاہ ہون [illegible] خلوت خانہ و میخانہ تھا
[illegible] پیار آکے حرف گستاخانہ تھا
ترک [illegible] تو ناز معشوقانہ تھا
[illegible] مرا [illegible] شانہ تھا
[illegible] جنت مین جو آیا ہو ستمگر کیا دیوانہ تھا
[illegible]
[illegible] بیگانہ تھا
[illegible] کاشانہ تھا
جب [illegible] ناز معشوقانہ تھا
خار [illegible] افسانہ تھا
جو یگانہ تھا [illegible] اک بیگانہ تھا
کیا ہوا وہ جو جہان دل تمام اک ویرانہ تھا
ہاے کس کس [illegible] س بید [illegible] کا آشنا نہ تھا
گو پردون سے [illegible] جھمتا ہر اک پروانہ تھا
وصل کی شب [illegible] افسون اور افسانہ تھا

جام جم کو دیکھتے ہی مین نے پہچانا امیر

میرے ہی میخانے کا چھوٹا سا اک پیمانہ تھا

آنکھوں میں نور تیرا دل میں سرور تیرا / دروازے سے ہے گھر تک سارا ظہور تیرا

جنت میں بھی ہے چرچا اے رشک حور تیرا / شہرہ ہے اللہ اللہ اب دور دور تیرا

تو مہ تیرے آگے سب قطرہاے شبنم / انکا کہاں ٹھکانا جب ہو ظہور تیرا

اے چشم شوق وہ تو ہر رنگ میں ہے ظاہر / اب بھی جو تو نہ دیکھے تو ہے قصور تیرا

میں آئنہ ہوں تیرا تو آئنہ ہے میرا / تجھ میں ظہور میرا مجھ میں ظہور تیرا

مدہوش عشق ہو کر جا بزم معرفت میں / پردہ نہ بیچ میں ہو غافل شعور تیرا

ہے بیخودی ہی جس سے ہوتا ہے قرب حاصل / غائب ہو آپ سے ہو پاے حضور تیرا

خورشید و ماہ سب میں جلوے ترے ہیں لیکن / ایسی کہاں ہیں آنکھیں دیکھیں جو نور تیرا

اے دل جو اسکے غم کو تجھ میں جگہ ملی ہے / رکھا ہے نام ہمنے دار السرور تیرا

نادان امیر ناحق امیدوار ہے تو
دل لیکے پھیر دے گا وہ اب نہ تو تیرا

نہ شوق وصل کا موقع نہ ذوق آشنائی کا / میں اک ناچیز بندہ اور اُسے دعویٰ خدائی کا

بڑا صد شکر جو داغ اپنے سینے میں جدائی کا / ستارہ بنگیا آخر وہ صبح آشنائی کا

درازی دھجیاں میں آتی ہے کب روز قیامت کی / کہ اک پیوند ہے پیراہن روز جدائی کا

بنے جو موج اپنے بحر خوں میں حلقہ اے قاتل / الٰہی ہو وہ چھلا تیری انگشت حنائی کا

نوید وصل عاشق کے لئے ہے صدمۂ فرقت / ابھرنا بیٹھ جانا ہے محیط آشنائی کا

جلاتا کیوں ہے ایذا مجکو شوق وصل بھڑکا کر / ارے اس آگ سے تو پھونک دے پردہ جدائی کا

الٰہی کون سے مجرم کی آمد ہے قیامت میں / ہوا ہے حکم رحمت کو یہ کس کی پیشوائی کا

ہدف دل کو بناتے ہیں جو کچھ کہیے تو کہتے ہیں / سکھاتے ہیں چلن تیروں کو اپنے دلربائی کا

پہنچکر یار تک بیخود ہوے پہنچے نہ مطلب کو / رسائی نے دیا کیا داغ ہمکو نارسائی کا

قدم تیرا جہان پڑتا ہے بو مہندی کی آتی ہے
ترے نقش قدم مین رنگ ہے پای حنائیکا

شب وصلت نزاکت اُنکی شوق وصل سے بولی
ترس کھا مجھپہ ظالم وقت ہے بیدست و پائیکا

وفا ناخلو اسکو بھی نہین ہے اُسکی فرقت مین
سبق پڑھنے چلی ہے عمر اُس سے بیوفائیکا

تمھین تم آئنہ خانے مین ہو چار و طرف دیکھو
کہو جی اب بھی کچھ ارمان نکلا خود نمائیکا

لپٹ کر سیکڑون کالی بلائین بوسے لیتی ہین
انہین باتون سے مُنہ کالا ہے شبہای جدائیکا

سر اُسکے پاون پر رکھکے بنائے ہین یہ بت جسنے
مزہ ہے خاک ٹھہرا ہے بُت پر جبہہ سائیکا

بہت ہی بھر گیا ہے عمر کا پیمانہ اب چھلکا
چراغ اک جھلملاتا سا ہے بزم آشنائیکا

قفس مین ہون مگر سارا چمن آنکھونکے آگے ہے
رہائی کے برابر اب تصور ہے رہائی کا

نہین ممکن ہے سونا ہجر مین نیند آنہین سکتی
طلایہ پھر رہا ہے آنکھ مین طوق طلائیکا

امیر خستہ جان آفت مین ہے یا حیدر صفدر
کرو امداد اسکی وقت ہے مشکلکشائیکا

ترے بندون سے کرتے ہین یہ بت دعوی خدائیکا
تماشا دیکھتا ہون تیری شان کبریائیکا

دکھایا مہر نے جلوہ جو ان کو خود نمائیکا
تو بولے چور ہے تو بھی مرے رنگ طلائیکا

لچکتی ہے جو شاخ گل مین اس غیرت سے مرتا ہون
کہان دیکھا لچکنا اسنے اُس نازک کلائیکا

نئی دھج اُسنے مقتل مین دکھائی نیمجانون کو
لگایا بانکپن پر اور طرہ کج ادائی کا

نیا افسانہ کہہ واعظ تو شاید گرم ہو مجلس
قیامت تو پُرانا حال ہے روز جدائیکا

نہ پہنچے ہاے بے بال و پری سے شاخ گل تک بھی
چمن سے لیچلے ہم پھول داغ نارسائیکا

خدا کی شان ہے ترسا کرین ہم دیکھنے والے
مزہ آئینہ لوٹے یار تیری خود نمائی کا

رُلایا حسرت پابوس مین مجھکو لہو برسون
تصور رنگ لایا کیا ترے پاے حنائیکا

نزاکت دیکھنا رنگ حنا سے وہ یہ کہتا ہے
کہ تجھپر خون ہے ظالم مری نازک کلائیکا

کہا جب وصل مین مین نے کہ آنکھونسے لڑین آنکھین
تو بولے ہان ابھی ارمان باقی ہے لڑائیکا

گم گشتگیون نے وہ مزہ مجھکو دیا ہی　　اب منہ بھی کبھی جانب منزل نہین ہوتا
عاشق کے بہل جانے کو اتنا بھی ہی کافی　　غم دل کا تو ہوتا ہے اگر دل نہین ہوتا
کہتے ہین دم ذبح وہ رک رک کوئی پوچھے　　اس ناز سے ناراض تو بسمل نہین ہوتا
فریاد کرون دل کے ستانیکی اُسی سے　　راضی مگر اسپر بھی مرا دل نہین ہوتا
اُٹھنے کو کہے کوئی تو بنجاتی ہے جی پر　　اُس بزم مین جانا مجھے مشکل نہین ہوتا
فریاد بھی کرتا ہون تو اللہ سے اپنے　　اُس در کے سوا مین کہین سائل نہین ہوتا
انداز کسی کان کی بجلی کا اُڑا لے　　یہ حسن تڑپ مین تری اے دل نہین ہوتا
مرنے کی بتون پر یہ ہوی مشق کہ مرنا　　سب کہتے ہین مشکل مجھے مشکل نہین ہوتا
دلداریون کو آئین حسین چار طرف سے　　پر ہاے ستم ایک طرف دل نہین ہوتا
جس بزم مین وہ رخ سے اُٹھا دیتی ہین پردہ　　پروانہ وہان شمع پہ مائل نہین ہوتا
کہتے ہین کہ دل دیکے تڑپتے ہین جو عاشق　　ہوتا ہے کہان درد اگر دل نہین ہوتا

یہ شعر وہ فن ہی کہ امیر اسکو جو برتو
حاصل یہی ہوتا ہے کہ حاصل نہین ہوتا

خضر رہ مقصود اگر دل نہین ہوتا　　منزل کا پتا سیکڑون منزل نہین ہوتا
برسون سے تڑپتا ہون مین بسمل نہین ہوتا　　اتنا سا مرا کام بھی قاتل نہین ہوتا
جھٹکے دیے موباف کے کوڑے بھی لگائے　　گیسو سے کسیطرح جدا دل نہین ہوتا
زخمون کی ہنسی پر بھی نہین آتی ہی غیرت　　پورا کوی وار اے مرے قاتل نہین ہوتا
آتا ہے جو کچھ منہ مین وہ کہہ جاتا ہے واعظ　　اور اُس پہ یہ طرّہ ہے کہ قائل نہین ہوتا
کیا سحر ہے اُس بت کی نظر مین یہی الٰہی　　جب تک وہ ادہر آئے یہان دل نہین ہوتا
رک رک کے تو خود پھیرتے ہین حلق پہ خنجر　　اور مجھسے شکایت ہے کہ بسمل نہین ہوتا
آئینے کو بھی روک دیا ہے کہ نہ آئے　　اب آپ بھی وہ اپنے مقابل نہین ہوتا

راحت کا نکلتا نہین اسکے کوئی پہلو
مایوس بھی کمبخت مرا دل نہین ہوتا

اُڑتا بھی ہوا سے ہی تو اُڑتا ہے اُدہر بھی
لیلی سے الگ پر وہ محمل نہین ہوتا

دریاے محبت سے جو پار اُترین وہ جانین
ہوتا ہے خدا جانے کہ ساحل نہین ہوتا

تیر اُسنے لگایا وہ پڑا آکے جگر پر
بچپن ہے وہ کیا جانے ادہر دل نہین ہوتا

جو لطف ہے آزارِ محبت مین وہ مجھکو
عیسیٰ بھی کرے پیار تو حاصل نہین ہوتا

بولے یہ خضر پار اُترنے کو جو پوچھا
دریاے محبت کا تو ساحل نہین ہوتا

وہ ہم ہین کہ زندہ ہین اور اُس کوچے مین پہنچے
بے موت کوئی خلد مین داخل نہین ہوتا

جب دردِ محبت مین یہ لذت ہے تو یارب
ہر عضو مین ہر جوڑ مین کیون دل نہین ہوتا

شرم اُسکی مجھے مانعِ دیدار نہین ہے
نازک سا یہ پردہ ہے کہ حائل نہین ہوتا

ٹکڑے بھی ہین گل خون مین ڈوبا بھی ہے لیکن
اب بھی دلِ عاشق کے مقابل نہین ہوتا

حسرت سے اِدھر اور اُدھر دیکھ رہا ہے
بھوکا ترے دیدار کا سائل نہین ہوتا

تم اور کوئی کام امیر اسکو سکھاؤ
تڑپانے تڑپنے کے لئے دل نہین ہوتا

غم نہین جی تن سے نکلا دل گیا
مل گئے تم مجکو سب کچھ مل گیا

بولے وہ سینے پہ میرے رکھکے ہاتھ
کیسے اب تو اضطراب دل گیا

اے نگاہِ یاس تیرا ہو بُرا
گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

تیغِ قاتل ہے اسے بادِ بہار
جب چلی وہ غنچہ سا دل کھل گیا

کوچۂ گیسو نہ ہاتھ آیا مجھے
کالے کوسون سیکڑون منزل گیا

مٹ گیا کاجل کا تِل اصلاح مین
مصحفِ عارض کا نقطہ جھل گیا

آبنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلائے آپنے دل ہل گیا

مرحلے طے کنجِ عزلت مین کئے
بیٹھے بیٹھے سیکڑون منزل گیا

برہمن کو بت مجھے تو اسے صنم
جسنے جو مانگا خدا سے مل گیا

جمع ہین سینے مین پیکان تیر کے
سیکڑون دل ہین اگر اک دل گیا

حل مرے مشکلکشا نے کی امیر
لیکے کیسی ہی کوئی مشکل گیا

داغ غم روز ازل ہی مل گیا
تن مین جان آنے سے پہلے دل گیا

کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
بولے اُف اف پاؤن میرا چھل گیا

اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے مل گیا

مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھل گیا

ہڈیون کی چاٹ پاتے ہی ہما
کیا سگِ محبوب سے ہل مل گیا

آئی جب صحرا مین خوشبو نکی یاد
سامنے نرگس کا تختہ کھل گیا

پھونکدیتی کیون نہ پروانے کو شمع
پیار کرنے کو سرِ محفل گیا

مانگنے پر بوسے کے کاٹی زبان
اب دعا دینے سے بھی سائل گیا

اُس کا رُخ پھرتے ہی آنکھین پھیر دین
لو اُدہر قاتل ادھر بسمل گیا

کیا ملا مجھکو ملا کر خاک مین
ہان لقب عاشق کشی کا مل گیا

وای قسمت غافل آیا مین امیر
عمر بھر غافل رہا غافل گیا

دامنون کا نہ پتا ہے نہ گریبانون کا
حشر کہتے ہین جسے شہر ہے عریانون کا

گھر ہے اللہ کا گھر بے سرو سامانون کا
پاسبانون کا یہان کام نہ دربانون کا

خاطر رنج و غم و درد سے فرصت ہی نہین
میزبان ہوکے ہوا مین انہین مہمانون کا

کب کسی اور کی جم سکتی ہے اس پر پٹری
توسنِ ناز ہے خوکردہ تری رانون کا

گور کسریٰ و فریدون پہ جو پہنچون پوچھون
تم یہان سوتے ہو کیا حال ہے ایوانون کا

اُنکے حلقون کی ہو تمیس کہان تک مجھسے
ڈہیر شقّون کا ہے انبار ہے پروانون کا

کون گل چہرۂ رنگین کا نہین دیوانہ
باغ غنچہ ہے ترے چاک گریبانون کا

قحط روزی یہ جہان مین ہے کہ کہتے ہین ہنود
رمضان خوب مہینا ہے مسلمانون کا

کیا لکھین یار کو نامہ کہ نقاہت سے یہان
فاصلہ خامہ و کاغذ مین ہے میدانون کا

دل یہ سمجھا جو ترے بالون کا جوڑا دیکھا
ہے شکنجے مین یہ مجموعہ پریشانون کا

مانع بادہ کشی مجھکو ہین ناحق واعظ تو
خرچ کیا ہوتا ہے ان حلق کے دربانونکا

سبزۂ خط نے گھٹا دی ترے عارض کی بہا
تھا جو لالے کا چمن کھیت ہے اب دہانونکا

حشر مین قفل بھی رضوان نے نہ کھولا تھا ابھی
جا پڑا خلد مین ٹولا کا مرے ارمانون کا

موجین دریا مین جو اُٹھتی ہوئی دیکھین سمجھا
یہ بھی مجمع ہے ترے چاک گریبانون کا

سُننے والون کے نہ کسطرح پھنسین جا رُول
دام صیاد و کا لچھا ہے تری تانون کا

عرصۂ ہستی و طولِ شب گور و محشر
بعد ہے بندہ و رب مین ابھی میدانون کا

تیر پر تیر لگاتا ہے کماندار فلک
خانۂ دل مین ہجوم آج ہے مہمانون کا

در جانان سے نکلکر مین پھنسا زندان مین
گرد حلقہ سے لے انعام ہے دربانون کا

عشق رخسار مین اقبال سکندر پایا
آئنہ دست نگر ہے ترے حیرانون کا

لال سو باف صنم گیسوے شبگون مین نڈال
خون ہو جائے گا دو چار مسلمانون کا

توڑکر بال دپر اُسکے جو بنایا ہے جنور
ہے ہوا خواہ ہمارے ترے مگس رانون کا

بسملون کی دم رخصت ہے مدارات ضرور
یار بیڑا اتری تلوار مین ہو پانون کا

آنکھ قاتل کی نہ کیونکر مرے زخمون پہ پڑے
زہرہ پانی ہوا جاتا ہے نمکدانون کا

آدمی غیرون کی اغوا نے نہ رکھا اونکو
کھیل سارا ہے بگاڑا انہین شیطانون کا

بیخودی آٹھ پہر گم یہ مجھے رکھتی ہے
دن کو شب رات کو ہون خواب نگہبانون کا

میرے اعضا نے پھنسایا ہے مجھے عصیان مین
شکوہ آنکھون کا کرون یا مین گلہ کانون کا

قدردان چاہیئے دیوان ہمارا ہے امیر
منتخب مصحفی و میر کے دیوانون کا

تابع دین کبھی دولت پہ نہ شیدا ہوگا
پیرو شیر خدا کیا سگ دنیا ہوگا

یہی کاہش ہے تو کیسا تن لاغر کا پتا
آج ہے مجھ سے کہ کل پر عنقا ہوگا

معرفت کے لئے ہے ترک تعلق لازم
خوب سمجھیگا وہ تنہا کو جو تنہا ہوگا

مرگ کے بعد ہے بیدار دلون کو آرام
نیند بھر کر وہی سوئیگا جو جاگا ہوگا

ٹکڑے ٹکڑے نہین یہ جو ہوا دل ساقی
کوئی شیشہ کسی میخانے مین ٹوٹا ہوگا

ہمنے اندیشۂ پیری مین جوانی کاٹی
رات بھر خوف رہا صبح کو ابکیا ہوگا

دل کو آغاز محبت مین نہ سمجھو تھوڑا
بڑھتے بڑھتے یہی قطرہ کبھی دریا ہوگا

بیوفائی سے تمہاری یہی ہردم ہے خیال
تم جو اپنے نہوے کون کسیکا ہوگا

یہ نہوگا کہ جگہ دوست کی خالی دیکھون
دل بھر آئیگا تہی مے سے جو مینا ہوگا

شہر کو چھوڑ کے کیون دشت مین وحشی جائین
خاک اڑاتے جدھر آجائینگے صحرا ہوگا

کیا ہوا لاش پہ میری جو وہ ہنستا آیا
چھپ کے اغیار سے تنہائی مین رویا ہوگا

عشق مژگان مین کہان صورت آرام امیر
نیند اڑ جائیگی بستر پہ جو کانٹا ہوگا

کی جو کچھ عشق نے تاثیر تماشا ہوگا
تیری صورت پہ مری شکل کا دھوکا ہوگا

یہی ساقی کی کدورت ہے جو میرے دل سے
جام مے درد سے لبریز یہ مینا ہوگا

جانے دے قتل مجھے کر کے نہ غم کر قاتل
تھا جو ہونا وہ ہوا رونے سے ابکیا ہوگا

تو ہی مجھ گم شدہ سے چھٹ کے نہوگا نالان
اے جرس قافلے کا قافلہ روتا ہوگا

قیس لیلے کے تصور مین ہے لیلے کیسی
اپنے ہی دل کا سویدا کبھی دیکھا ہوگا

بے سبب زلزلہ عالم مین نہین آتا ہے
کوئی بیتاب تہ خاک تڑپتا ہوگا

ہجر ساقی مین ہے دل چور کرون کیا گلگشت
سبزۂ زیر کف پا ریزۂ مینا ہوگا

دیکھ اے درد جدا ہو نہ دل محزون سے
اور اولجھے گا یہ بیمار جو تنہا ہوگا

جوش سودا کی گھٹا نے کی نہ کر فکر اے قیس
بڑھکے آخر کو یہی طرۂ لیلے ہوگا

وہ جہان اوج پہ آیا یہ چمک اٹھتے ہین
مہر ذرون کے مقدر کا ستارا ہوگا

گنج قارون بھی ملا مجکو جو اے حرص تو کیا
عمر مفلس کی طرح صرف تمنا ہوگا

عشق اُسکے لب شیرین سے مین رکھتا ہون امیر
ورد بھی ہوگا مرے دل مین تو میٹھا ہوگا

سرد آہین جب کسی نے کین وطن یاد آگیا
چار جھونکے جب چلے ٹھنڈے چمن یاد آگیا

جس جگہ دو گز زمین پائی کھُدی سمجھا مین گور
جب نئی دو چادرین دیکھین کفن یاد آگیا

تن سے باہر آکے دھیان آیا عدم کا روح کو
قید سے چھٹ کر مسافر کو وطن یاد آگیا

نزع مین سنگین دلی کا حال شیرین پر کھُلا
موت کی سختی اٹھائی کوہکن یاد آگیا

گور مین بھی ہم نہ بھولے صحبت احباب کو
گوشۂ خلوت مین لطف انجمن یاد آگیا

کھینچکر چادر جو پھر تربت پہ میری ڈالدی
سچ بتا کیا تجکو اے وزد کفن یاد آگیا

جامۂ صد پارۂ گل جب نظر آیا مجھے
سو جگہ سے چاک اپنا پیرہن یاد آگیا

رہ گیا اپنے گلے مین ڈالکر بانہین غریب
عید کے دن جسکو غربت مین وطن یاد آگیا

شاعرون مین تھی سخن سازی بہت پر اے امیر
رہ گئے منہ کھول کر جب وہ دہن یاد آگیا

روبرو آئینے کے تو جو مری جان ہوگا
آئنہ ایک طرف عکس بھی حیران ہوگا

آشنا جام سے جسدن لب جانان ہوگا
ساقیا روح پہ جمشید کی احسان ہوگا

رنگ اخفائے محبت جو نمایان ہوگا
ورد پہلو کیطرح داغ بھی پنہان ہوگا

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر
عوض نامۂ اعمال گریبان ہوگا

غنچۂ گل کو تو سو بار شگفتہ دیکھا
غنچۂ دل بھی الٰہی کبھی خندان ہوگا

اے جوانی یہ ترے دم کے ہین سارے جھگڑے
تو نہ ہوگی تو نہ یہ دل نہ یہ ارمان ہوگا

خواہشِ وصل تو کیونکر کہون لیکن ناصح
دیکھ لینے کا تو حضرت کو بھی ارمان ہوگا

اک پری رو نے ہماری یہ بنائی صورت
سیکڑون دن پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا

دستِ وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا

زلف شانے سے یہ کہتی ہے نہ سر چڑھ اتنا
پیچ کچھ ایسے پڑینگے کہ پریشان ہوگا

آگ دل مین جو لگی تھی وہ بجھائی نہ گئی
اور کیا سمجھے ہم اے دیدۂ گریان ہوگا

جان دیکر جو ملے بوسۂ جانان تو ہے مفت
دل نہین ہے کسی عاشق کا جو ارزان ہوگا

اے اجل دوڑ کہ غربت مین پڑا ہون تنہا
اس طرح کا ہے کو خالی کبھی میدان ہوگا

میرے اور غیر کے مقتل مین کھلینگے جوہر
امتحان عشق و ہوس کا سرِ میدان ہوگا

رات دن گیسوے محبوب کا رہتا ہی خیال
خواب آنکھون مین مری آکے پریشان ہوگا

ہین دمِ ذبح جو انداز یہ جلادی کے
ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا

اور بڑھ جائے گا دیدار سے ذوقِ دیدار
یہ وہ نعمت ہے کہ سیر اس سے نہ مہمان ہوگا

اپنے مرنے کا تو کچھ غم نہین یہ غم ہے **امیر**
چارہ گر مفت مین بیچارہ پشیمان ہوگا

مرے بس مین یا تو یارب وہ ستم شعار ہوتا
یہ نہ تھا تو کاش دل پر مجھے اختیار ہوتا

پسِ مرگ کاش یون ہی مجھے وصلِ یار ہوتا
وہ سرِ مزار ہوتا مین تہِ مزار ہوتا

ترا میکدہ سلامت ترے خم کی خیر ساقی
مرا نشہ کیون اترتا مجھے کیون خمار ہوتا

مرے اتقا کا باعث تو ہے میری ناتوانی
جو مین توبہ توڑ سکتا تو شراب خوار ہوتا

مین ہون نامراد ایسا کہ بلک کے یاس روتی
کہین پا کے آسرا کچھ جو امیدوار ہوتا

نہین پوچھتا ہے مجکو کوی پھول اس چمن مین
دل داغدار ہوتا تو گلے کا ہار ہوتا

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب
مرے دونون پہلوؤن مین دل بیقرار ہوتا

دم نزع بھی جو وہ بت مجھے آکے منہ دکھاتا
تو خدا کے منہ سے اتنا نہ مین شرمسار ہوتا

نہ ملک سوال کرتے نہ لحد فشار دیتی
سر راہ کوے قاتل جو مرا مزار ہوتا

جو نگاہ کی تھی ظالم تو پھر آنکھ کیون چرائی
وہی تیر کیون نہ مارا جو جگر کے پار ہوتا

مین زبان سے تمکو سچا کہو لاکھ بار کہدون
اسے کیا کرون کہ دل کو نہین اعتبار ہوتا

مری خاک بھی لحد مین نہ رہی امیر باقی
انہین مرنے ہی کا ابتک نہین اعتبار ہوتا

نہی چوٹین چلتین قاتل جو کبھی دوچار ہوتا
کہ ادہر سے وار ہوتا تو ادھر سے پار ہوتا

ترے عکس کا جو قاتل کبھی تجھسے وار ہوتا
تو نثار ہونے والا بھی جان نثار ہوتا

رہی آرزو کہ دو دو ترے تیر ساتھ چلتے
کوی دل کو پیار کرتا کوی دل کے پار ہوتا

اثر اسقدر تو ہوتا مرے لوٹنے کا ان پر
کہ وہ کروٹین ہی لیتے جو مین بیقرار ہوتا

ترے ناوک ادا سے کبھی ہارتا نہ ہمت
جگر اس سے آگے ہوتا جو جگر کے پار ہوتا

مرے دل کو یون مٹایا کہ نشان تک نہ رکھا
مین لپٹ کے رو تو لیتا جو کہین مزار ہوتا

ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتون نے روکا
نہ لپٹتین یہ بلائین تو وہ دل کے پار ہوتا

مین جیون تو کسکا ہوکر نہین کوی دوست میرا
یہ جو دل ہے دشمن جان یہی دوستدار ہوتا

مرے پہلون مین جو آتے تو نئے وہ گل کھلاتے
کہ کلائیون مین گجرے تو گلے مین ہار ہوتا

ترے ننھے دل کو کیونکر مری جان مین دکھاتا
وہ دھڑکنے کیا نہ لگتا جو مین بیقرار ہوتا

مرا دل جگر جو دیکھا تو ادا سے ناز بولا
یہ ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

سر قبر آتے ہو تم جو بڑھا کے اپنا گہنا
کوی پھول چھین لیتا جو گلے مین ہار ہوتا

دم رخصت انکا کہنا کہ یہ کاہے کا ہے رونا
تمہین میری قسمون کا بھی نہین اعتبار ہوتا

مین نثار تجھپہ ہوتا تو رقیب جان کہوتا
مین ترا شکار ہوتا وہ مرا شکار ہوتا

شب وصل تو جو بیخود نہوا **امیر** ہوکا
ترے آنے کا کبھی تو اُسے انتظار ہوتا

موباف کھل گیا ہے کسی گلعذار کا
آنچل لٹک رہا ہے عروس بہار کا

کچھہ تو سبب ہے گردش لیل و نہار کا
اس پر پڑا ہے صبر کسی بیقرار کا

کیا دل جلا رہا ہے پس مرگ سے دعا
ٹھنڈا رہے چراغ الٰہی مزار کا

جنکو ملا کے خاک مین خوش ہو رہے ہے تم
تکیون مین دیکھو رقص بھی اُنکے غبار کا

گرد نقط سے ہو نہ مکدر اُلٹ نقاب
غافل غبار سے یہ رہ انتظار کا

پھولون کا قافلہ ہے کہ اُتری ہے یہ برات
ہر شاخ گل سے ہے پاؤن عروس بہار کا

آئین وہ یا نہ آئین ترس کہائین یا نہ کہائین
کیا اختیار گریہ سے بے اختیار کا

پھر بیٹھے بیٹھے وعدہ وصل اُسنے کر لیا
پھر اُٹھ کھڑا ہوا وہی روگ انتظار کا

دلسوز بیکسی سا نہین کوئی بعد مرگ
پروانہ ہوگئی مرے شمع مزار کا

روؤن تو اُنکو آتی ہے بیساختہ ہنسی
اچھا ہے جوڑ گریہ بے اختیار کا

ایسا مزہ ملا ہے تڑپ مین کہ ہے دعا
بڑھ جائے اور طول شب انتظار کا

پر لگ گئے چمن کے تم آئے جو سیر کو
کیا اُڑ چلا ہے رنگ عروس بہار کا

وہ شوخ اپنی راہ سے یہ اپنی راہ ہے
قابو کا دلربا ہے نہ دل اختیار کا

ساقی کے ہاتھ سے جو گرا جام کہہ اُٹھا
ٹوٹا وہ دل کہین کسی امیدوار کا

ہمراہ ہے جو حسرت و ارمان کی بھیڑ بھاڑ
تابوت اُٹھا **امیر** غریب الدیار کا

جھونکا اِدھر نہ آئے نسیم بہار کا
نازک بہت ہے پھول چراغ مزار کا

عالم وہی ہے سن سے اُتر کر بھی یار کا
جوبن خزان نے چھین لیا ہے بہار کا

یارب مٹے نہ دل سی کبھی داغ آرزو
ٹھنڈا نہو چراغ شبِ انتظار کا

شاخون سے برگِ گل نہین جھڑتی ہین باغ مین
زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا

شیشون نی ہچکیونکی جھڑی لگائی ہے ڈاک کیون
میخانے کو ارادہ ہے کس بادہ خوار کا

میری لگی بجھانے کو آتا ہے باربار
ممنون ہون مین گریۂ بے اختیار کا

ہر گل سے لالہ زار مین یہ پوچھتا ہون مین
تو ہی پتا بتا دے دلِ داغدار کا

اِس پیار سے فشار دیا گورِ تنگ نے
یاد آگیا مزہ مجھے آغوشِ یار کا

آنسو اِدہر روان مین اُدہر چُھٹک رہا ہے دل
نالہ مرادہوا ن ہے سمندر کے پار کا

گردون نے لیکے اُسکو ستارون مین کیا
اونچا ہوا جو ذرہ ہمارے غبار کا

ہلتی نہین ہوا سے چمن مین یہ ڈالیان
مُنہ چومتے ہین پھول عروسِ بہار کا

پھولون سے فرش خاک پہ تاری چھٹک گئے
دھاگا کبھی جو ٹوٹ گیا اُنکے ہار کا

آئینہ دیکھتے ہی وہ خود لوٹ ہو گئے
آخر پڑا ہی صبر دلِ بیقرار کا

لپٹا مین خواب مین بھی تو بولی الگ الگ
مرجھا نہ جائے پھول کوئی میرے ہار کا

اُٹھتا ہے نزع مین وہ سرہانے سے ای **امیر**
مٹتا ہے آسرا دلِ امیدوار کا ٭

جمال یار کو کہتے ہو تم کہ ہان دیکھا
کلیم ہوش مین آؤ ابھی کہان دیکھا

وہی چراغ وہی گل وہی قمر وہی برق
نئے لباس مین دیکھا اُسے جہان دیکھا

دکھائی آئینے نے اُنکو عکس کی تصویر ٭
تو ہنسکے بولے کہ تو نے مجھے کہان دیکھا

نہین ہے دخترِ رز سا بھی کوئی حُسن پرست
ٹپک پڑی یہ جہان کوئی نوجوان دیکھا

کہین تو دیکھ چکے ہین یقین ہے دل کو
مگر یہ یاد نہین ہے تمہین کہان دیکھا

فنا ہے حسن کو دولت کو زندگانی کو ٭
جہان مین نہ کوئی باغ بے خزان دیکھا

پھنسی جو دام مین بلبل تو کن نگاہون سے
کبھی چمن کو کبھی سوے آشیان دیکھا

شب وصال وہ سامان وہ روشنی وہ نشاط
ہوئی جو صبح تو اُجڑا ہوا مکان دیکھا

بھارمین جو نکالا ہمین تو کیسا پایا
خزان مین حال ہمین تو نے باغبان دیکھا

ترے وصال کی فرقت مین جسکو یاد آئی
لٹا ہوا جو کہین کوئی کاروان دیکھا

کہین سے وقت ملاقات اُن سے آنی بات
جو کچھ سُنا تھا وہ آنکھون سے مہربان دیکھا

دکھائی ترک تعلق نے شان بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکان دیکھا

نکل جیتو نین آنکھون مین کیا جگر مین چبھین
امیر آج عجب نوک کا جوان دیکھا

وہ پاؤن تھے جو شایہ آغوش نقش پا
افسوس اب ہین خواب فراموش نقش پا

سر رکھ وہ پاؤن ہو کے جو ہمدوش نقش پا
فریاد کر اُٹھے لب خاموش نقش پا

کیا جانے آئی شہر خموشان سے کیا خبر
ابتک اُسیطرف ہین لگے گوش نقش پا

بیدرد جانے والو ٹھہر جاؤ دم تو تم
کچھ تم سے کہتے ہین لب خاموش نقش پا

حیرت کی ہے نگاہ نہ سننا نہ بولنا
آنکھین کھلی ہین بند لب و گوش نقش پا

ہم بے زبان خاک نشینون کا عیش کیا
تھا اک تبسم لب خاموش نقش پا

کیا راہ چلنے والون کا غربت مین آسرا
جب نقش پا کو چھوڑ گئے ہوش نقش پا

اسے دل چل اُسکے ساتھ دبے پاؤن اٹھ کے
آواز پا ذرا نہ سُنے گوش نقش پا

ڈرتے ہین پاؤن رکھتے کہ ایسا نہو کہین
چپکے سے چوم لین لب خاموش نقش پا

نازک بہت ہین پاؤن نہ رکھ اسطرح قدم
چھالے نہ ڈالے گرمی آغوش نقش پا

کیا چین سے ہین خواب مین آسودگان خاک
دیتے ہین یہ خبر لب خاموش نقش پا

اُس گرم رو کے شوخی رفتار سے امیر
اُڑتے ہین رنگ رخ کیطرح ہوش نقش پا

کیونکر رہے نہ زار تن دتوش نقش پا
جز خاک کچھ نہین ہے خور و نوش نقش پا

دشت جنون مین اب وہ کہان جوش نقش پا
سوتے ہین دونون پاؤن ہم آغوش نقش پا

وہ تیز رو ہے زار تن و توش نقش پا
ڈر ہے کہ پس نہ جائے کہین دوش نقش پا

رکھدین وہ آکے پاؤن سر دوش نقش پا
اس شوق مین کشادہ ہے آغوش نقش پا

نسبت ہے راہ عشق سے راہ حرم کو کیا
یان کثرت سجود سے ہان جوش نقش پا

اے مست ناز دیکھکے رکھ راہ مین قدم
چھلکے کہین نہ بادہ سرجوش نقش پا

رفعت سے تیرے خاک نشینون کو کام کیا
افسر طلب نہین سر مدہوش نقش پا

بیٹھا ہے راستے مین ہدایت کیو اسطے
کیا رہنما ہے پیر صفا کوش نقش پا

دور خرام ناز ہے کس مست حسن کا
ساغر بکف ہے دست قدح نوش نقش پا

یہ تو کہان نصیب کہ ہاتھ آئین وہ قدم
آغوش حور ہے مجھے آغوش نقش پا

وحدت کی جلوہ گاہ ہے یہ دشت خاک امیر
ہین ایک چشم و گوش و بر و دوش نقش پا

پہلو سے تو اُٹھا تھا کہ مین سرد ہوگیا
بیدرد میرے مسیحا کو تو درد ہوگیا

ہنگامۂ جفا سے فلک گرد ہوگیا
نالے جو گرم مین نے کئے سرد ہوگیا

کترا جو اپنے دست نگارین سے یار نے
کاغذ کا پھول برگ گل ورد ہوگیا

ہنگام سیر باغ جو وہ شوخ ہنس پڑا
اتنا سا ہوکے غنچے کا مُنہ زرد ہوگیا

دل کو ہمارے اب کسی پہلو نہین قرار
یہ درد آشنا ہمہ تن درد ہوگیا

سر اُٹھا کے ہاتھ ہوا سرفراز مین
دنیا پہ لات مار کے پا مرد ہوگیا

یکتائی جمال کا لکھا جو مین نے وصف
دیوان کا ہر ایک ورق فرد ہوگیا

مجھ سا کہان ہے کوی زمانے مین خاکسار
رُخ سے مرے جو رنگ اُڑا گرد ہوگیا

عالم کی سیر آٹھ پہر ہے نصیب امیر
خلوت مین بیٹھکر مین جہان گرد ہوگیا

آنکھ اُسنے نہ کھولی جسے سفاک نے تاکا
مُنہ دیکھ لیے اُٹھی تھی قضا کسکی ادا کا

نادان ہو دہوکا ہے تمہین زلف رسا کا
سایہ سے ہے جو سر پہ تمہارے یہ خدا کا

غازہ ہی نہین لوٹ رہے گا تو پہ تمہارے
ہاتھون پہ بھی لوٹا ہوا ہے رنگ حنا کا

مجہہ مست کو گلشن کی ہوا راس نہ آئی ؎
آنکھین نکل آئین کوئی انگور جو تاکا

ایسا تری رحمت پہ بھروسا ہے کہ مجھسے
احسان اُٹھایا نہین جاتا ہے دعا کا

اللہ ری شب غم کی سیاہی کہ سحر بھی
بڑھتی ہوئی آتی ہے عمل ردّ بلا کا

کیا جانیئے کیا ہے ترے بیمار کی حالت
عیسی بھی یہ کہتے ہین کہ ہے وقت دعا کا

گلزار مین پھولو نہ بہت لالہ و گل پر
مرغان چمن یہ کوئی جھونکا ہے ہوا کا

کیا خوف ہے آندھی کی طرح آئے جو دولت
رویا ان بھی نہ میلا ہو گلیم فقرا کا

وعدہ جو کیا وصل کا آئے وہ پئے قتل
ہے حُسن کے مشرب مین وفا نام جفا کا

کی آڑ سے مژگان کی نگہ خیر ہو یارب
غمزے نے جہروکے سے مجھے جہانک کے تاکا

دم توڑ رہا ہے ترا بیمار محبت
یہ کوسنے کا وقت ہے ظالم کہ دعا کا

ماتم مین جو کھلتا ہے اُس شوخ کا جُوڑا
اُڑ چلتا ہے رنگ اور مری بزم عزا کا

پرسش کو نکیرین کی جا آئینگی حورین
کُشتہ ہون مین اک صاحب عصمت کی حیا کا

خوش ہون کہ ترے کوچے کی مین خاک ہوا ہون
بے مانگے ملا کرتا ہے بوسہ کف پا کا

کیا کیا ہے شب وصل نگہبانی عصمت
چوکی ہے نزاکت کی تو پہرا ہے حیا کا

دل چھلنی کیئے دیتے ہین موئے مژۂ یار
اِن ننھے سے تیرون مین ہی ہے توڑ بلا کا

کچھ نیند نے کچھ نشے نے کچھ شوخی کی کمک کی
مشکل سے شب وصل اُٹھا پردہ حیا کا

رونے دے تڑپنے دے مجھے بیخودی شوق
کیون ساتھ چھڑاتی ہے قدیمی رفقا کا

اللہ رے اُس گل کی کلائی کی نزاکت
بل کھا گئی جب بوجھ پڑا رنگ حنا کا

مشتاقون سے اپنے جو کیا کرتی ہے غمزہ
کیا سیکھی ہے انداز قضا تری ادا کا

کیا جانیئے آجائے گا کس روز وہ جلاد
انسان کو معلوم نہین وقت قضا کا

بازو پہ مین اپنے دلِ بیمار کے باندھون
تعویذ جو ہاتھ آئے مزارِ شہدا کا

اللہ ہی اُس ابرو و مژگان سے بچائے
یہ قہر کی تلوار وہ ناوک ہے بلا کا

مشتاق امیر اُٹھ گئے دنیا سے ہزارون
پردہ رُخِ محبوب سے اُٹھا نہ حیا کا

ایک دل ہمدم مرے پہلو سے کیا جاتا رہا
سب تڑپنے تلملانے کا مزا جاتا رہا

سب کرشمے تھے جوانی کے جوانی کیا گئی
وہ اُمنگین مٹ گیئن وہ ولولا جاتا رہا

درد باقی غم سلامت ہے مگر اب دل کہان
ہاے وہ غم دوست وہ درد آشنا جاتا رہا

آنے والا جانے والا بیکسی مین کون تھا
ہان مگر اک دم غریب آتا رہا جاتا رہا

آنکھ کیا ہے موہنی ہے سحر ہے اعجاز ہے
اک نگاہِ لطف مین سارا گلا جاتا رہا

مر گیا مین جب تو ظالم نے کہا افسوس آج
ہاے ظالم ہاے ظالم کا مزا جاتا رہا

درد باقی داغ باقی دل ہی پہلو مین نہین
رہ گئے نا آشنا سب آشنا جاتا رہا

جھوٹے وعدون سے وہ راحت کا سہارا بھی گیا
واے قسمت یاس کا بھی آسرا جاتا رہا

بے تکلف نشۂ مے نے تو اُن کو کر دیا
پر وہ شرمیلی نگاہون کا مزا جاتا رہا

شربتِ دیدار سے تسکین سی کچھ ہو گئی
دیکھ لینے سے دوا کے درد کیا جاتا رہا

آیت لا تقنطوا اُتری تو عاصی بول اُٹھے
آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا

مجکو گلیون مین جو دیکھا چھیڑ کر کہنے لگے
کیون میان کیا ڈہونڈتے پھرتے ہو کیا جاتا رہا

نیند بھی فرقت مین کھا بیٹھی ہے آنے کی قسم
خواب مین بھی دیکھنے کا آسرا جاتا رہا

جب تلک تم تھے کشیدہ دل تھا شکوون سے بھرا
تم گلے سے ملگئے سارا گلا جاتا رہا

مرگ دشمن پر کفِ افسوس تم ملتے تو ہو
پھر ملو گے ہاتھ لو رنگِ حنا جاتا رہا

شیخ جی ہین اور شب بھر دخترِ رز سے اختلاط
وہ تقدس ہو چکا وہ اتقا جاتا رہا

شوخیان رگ رگ مین ہین جمتا وہان کسکا ہی رنگ
آتے آتے ہاتھہ مین رنگِ حنا جاتا رہا

ہاے وہ صبحِ شبِ وصل اُنکا کہنا شرم سے
اب تو میری بیوفائی کا گلا جاتا رہا

بیخودی کا ہو بُرا محروم رکھا وصل سے
آپ جب آئے تو دل سے مدعا جاتا رہا

دل وہی آنکھین وہی لیکن جوانی وہ کہان
ہاے اب وہ تاکنا وہ جھانکنا جاتا رہا

تیرے دشمن سوگ دشمن کا کرین جانی بھی دے
بوالہوس بدنام کن اچھا ہوا جاتا رہا

سینے چھاتی سے لگا کر جسکو رکھا عمر بھر
ہاے وہ نازون کا پالا دل مرا جاتا رہا

گھورتے دیکھا جو ہمچشمون نے جھنجلا کر کہا
کیا لحاظ آنکھونکا بھی او بے حیا جاتا رہا

کیا بُری شے ہے جوانی رات دن ہے تاک جھانک
ڈر بتون کا اِک طرف خوفِ خدا جاتا رہا

کھو گیا دل کھو گیا رہتا تو کیا ہوتا امیر
جانے دو اِک بیوفا جاتا رہا جاتا رہا

غنی ساتھ دنیا سے کیا لیگیا
مگر جو کسیکو دیا لیگیا

بڑی پیچ در پیچ تھی راہ دیر
خدا ہمکو لایا خدا لیگیا

تری آنکھ قاتل وہ بادی ہے چور
اشارون مین دل کو اڑا لیگیا

عجب تُرک غمزہ بھی چالاک تھا
لگاوٹ سے ہمکو لگا لیگیا

کیا غمزے نے تاراج جب صبر کو
کہا دل نے وہ یے گیا لیگیا

گیا سامنے یار کے مین تو یون
کہ ہاتھون سے دل کو سنبھالے گیا

گیا دل تو طاقت بھی جاتی رہی
تڑپنے کا بھی وہ مزا لے گیا

بظاہر رہا مجھسے غافل مگر
کنکھیون سے وہ دیکھے بھالے گیا

بہت تھے اسیرانِ زندانِ ہوش
جنون آکے سبکو چھڑا لے گیا

وہ جب تک رہا مجھپہ برسا کیا
بخار اپنے دل کا نکالے گیا

سگِ یار تھا مستحق اے امیر

مرے استخوان کیون ہما لیگیا

پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا
تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

تم لاکھ قسم کھاتے ہو ملنے کی عدو سے
ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

قاتل ہی کے کھچنے کی شکایت نہین ہمدم
خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

مین واسطے دیتا ہون وہ خط لے نہین جاتا
قاصد کو ذرا خوف پیمبر نہین آتا

ڈرتا ہے کہین آپ نہ پڑجائے بلا مین
کوچے مین ترے فتنۂ محشر نہین آتا

غیرون سے برا آپکو کہا ہو تو کہا ہو
باور اُنھین آیا ہو یہ باور نہین آتا

ناوک کی خطا ہے نہ کماندار کی تقصیر
اے طائر دل وقت برابر نہین آتا

جو مجھپہ گزرتی ہے کبھی دیکھ لے ظالم
پھر دیکھون کہ رونا تجھے کیونکر نہین آتا

پھول اُسنے کھلائے کہ بتو یہ نہ کہو تم
اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

دو دانون پہ اشکون ہی کے دون فاتحۂ دل
افسوس ہے اتنا بھی میسر نہین آتا

کہتے ہین یہ اچھی ہے تڑپ دل کی تمھارے
سینے سے تڑپکر کبھی باہر نہین آتا

بنجاتی ہین چلمن رخ روشن کی شعاعین
آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

سلجھاتے ہین جب زلف تو الجھاتی ہین اکر دل
فرق اسمین کبھی بال برابر نہین آتا

چوٹ اُس نگہ ناز کی کھاتا نہین ناصح
یہ صید کبھی تیر کے زد پر نہین آتا

دشمن کو بھی ہوتی ہے مرے حال پہ رقت
پر دل یہ ترا ہے کہ کبھی بھر نہین آتا

غیرون سے اشارے مرے آگے سر محفل
پھر آپ کہین گے کہ مجھے شر نہین آتا

کب آنکھ اُٹھاتا ہون کہ آتے نہین تیور
کب بیٹھکے اُٹھتا ہون کہ چکر نہین آتا

غربتکدۂ دہر مین صدمے سے ہین صدمے
اسپر بھی کبھی یاد ہمین گھر نہین آتا

ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر
وہ پردہ نشین گھر سے بھی باہر نہین آتا

کچھ ٹھکانا ہے ناتوانی کا / نہ اُٹھا بوجھ زندگانی کا
داغ دل مین جو ہے جوانی کا / گل ہے یہ شمع زندگانی کا
جانتا ہون کہ خودنما ہو تم / پردہ کب تک یہ لن ترانی کا
اور اُسے پیر چرخ کیا کوسون / صبر تجھپر ہے میری جوانی کا
راہ مین وہ جو بیٹھے ملے تو ہوا / سامنا مرگ ناگہانی کا
حلقۂ چشم وقت نزع نہین / ہے یہ چھلا تری نشانی کا
جوشش نفس بہار مین سے گل / رنگ ہے تیری نوجوانی کا
ناز اُنکے کبھی اٹھ نہین سکتے / زور ہے اب یہ ناتوانی کا
اس طرف بھی نگاہ لطف کبھی / صدقہ اے نوجوان جوانی کا
مرگ جسکو جہان مین کہتے ہین / نام ہے میری زندگانی کا
مثل شبنم ہماری قسمت مین / ایک دانہ ہے وہ بھی پانی کا
رخ ترا کس طرح مین دیکھ سکون / زلف ہے لام لن ترانی کا
اے غم یار مین نہین مٹتا / نام مٹتا ہے ناتوانی کا
جسکو آیا مجھے تو مین سمجھا / اُسنے چھلا دیا نشانی کا
بھر نام سکندر آئینہ / چشمہ ہے آب زندگی کا
پڑ چکین بانکپن کو دیتا ہے / جوبن اُبھرا ہوا جوانی کا
گھلکے سمجھا یہ مین کہ دیدۂ تر / چور ہے شمع زندگانی کا
چودہوین کا بھی چاند صدقے تھا / ہاے عالم تری جوانی کا
نہ اُٹھا مفلسی مین دست سوال / ہے یہ احسان ناتوانی کا
پورا پورا شبیہ یوسف مین / رنگ ہے تیری نوجوانی کا
کیون نہ پیری مین داغ دل ہو عزیز / پھول ہے باغ نوجوانی کا

دل بتون سے اٹھا نہین سکتا
شکر کرتا ہون ناتوانی کا

منتظر حشر مین ہے دامن تر
مہر محشر کی مہربانی کا

رہگیا ہے فراق مین مجھکو
آسرا مرگ ناگہانی کا

دل تو مین نذر کر چکا اے جان
اب سبب کیا ہے مہربانی کا

زیست کا اعتبار کیا ہے امیر
آدمی بلبلا ہے پانی کا

گھر مین تمہارے غیر سے جایا نہ جائیگا
آغوش نور مین کبھی سایا نہ جائیگا

دل گیسوؤن مین تمسے پھنسایا نہ جائیگا
اس چاند کو یہ داغ لگایا نہ جائیگا

بیخود نہ کر وصال مین اے جلوۂ صنم
ہون ناتوان مجھ سے آپ مین آیا نہ جائیگا

کہتا ہے دل چھپاؤن گا مین خوب [illegible]
آنکھین یہ کہتی ہین کہ چھپایا نہ جائیگا

تلوار ان سے کھنچ نہین سکتی نہ کھنچ سکے
کیا سرمہ آنکھ مین بھی لگایا نہ جائیگا

جب دیکھ لوگے یاس بھری میری شکل تم
یہ تمسے میرے دل کو دکھایا نہ جائیگا

لاکھون کو خاک مین تو ملا دیگا آسمان
ظالم سے دو دلون کو ملایا نہ جائیگا

چہرہ چھپا لیین آنکھ چرا لیین حیا سے وہ
جوبن ابھار پر ہے چھپایا نہ جائیگا

لاؤن مین اُن سے دل مین کدورت محال ہے
یہ لعل خاک مین تو ملایا نہ جائیگا

پہنائے جنکو پھولون کے ہار انسے بعد مرگ
دو پھولون سے کفن بھی بسایا نہ جائیگا

ترک ادب ہے دل سے مٹاؤن جو داغ عشق
مسجد کا ہے چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ غنچہ اس چمن مین مرادل ہے اے امیر
باد بہار سے بھی کھلایا نہ جائیگا

دل مین خیال اُن آنکھون کا لایا نہ جائیگا
میخانہ گھر خدا کا بنایا نہ جائیگا

آہون سے سوز عشق مٹایا نہ جائیگا
آندھی سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

یہ تیرہ شام غم ہے کہ کہتا ہے سایہ بھی
اب مجھسے پاس آپکے آیا نجائیگا

گر ہین یہی جفائین تو ظالم جزا کے دن
آڑے مری وفا سے بھی آیا نہ جائیگا

کیون یاس توڑتی ہے مرے دل کا آسرا
یہ گھر اُجڑ گیا تو بسایا نجائیگا

وحشت مین تھک کے مجھسے یہ ہمزاد نے کہا
مجھسے تو ساتھ آپکے آیا نجائیگا

جلدی سے پلا دے مجھے ساقیا شراب
ہون ناتوان جام اُٹھایا نجائیگا

دکھلا کے سبکو دست حنائی وہ کہتے ہین
عاشق کا یہ لہو ہے چھپایا نجائیگا

رونگا درد دل سے کبھی مین جو باغ مین
پھولون کو پھر صبا سے ہنسایا نجائیگا

دوزخ نے مجکو دیکھکے مالک سے یہ کہا
مجھسے تو یہ غریب جلایا نجائیگا

سو غمگسار لاکھ ہون غمخوار آس پاس
دل مین جو درد ہے وہ بٹایا نجائیگا

مجھ روسیہ کو قبر مین منہ دے ای کریم
یہ منہ کسیکو مجھسے دکھایا نجائیگا

تیرے ہزار غمزے مین قاتل بچاونگا
خنجر کا تیرے ناز اُٹھایا نجائیگا

دیدار یار کا نہ اُٹھے گا مزہ امیر
جب تک دوئی کا پردہ اُٹھایا نجائیگا

کھولے ہوئے جوڑا تجھے ایجان نہین دیکھا
اس باغ مین سنبل کو پریشان نہین دیکھا

وہ خار ہون جسنے کبھی دامان نہین دیکھا
وہ پھول ہون مین جسنے گریبان نہین دیکھا

کیا کہتے ہو بس دیکھ لیا حال تمھارا
دیکھوگے ابھی تمنے مرا ہیجان نہین دیکھا

ہان دست جنون دیکھین تو ہمنے کبھی اب تک
آغوش مین دامن کے گریبان نہین دیکھا

بیفایدہ تم کھینچتے ہو تیر کو دل سے
اس گھر سے نکلتے ہوئے مہمان نہین دیکھا

برباد کیا مجھکو ہوا آپ بھی برباد
نادان کوئی تجھ سا دل نادان نہین دیکھا

کیا شوق ہے دکھلا کے وہ رخ پوچھین جو مجھسے
اب بھی نہین دیکھا تو کہون ہان نہین دیکھا

دل لینے مین ہر طفل حسین ہوتا ہے اُستاد
اس فن مین تو نادان کو بھی نادان نہین دیکھا

تیر نگہ یار نے بھی رحم نہ کیا ہائے
اُجڑے ہوے دل کا کوئی خواہان نہین دیکھا

وہ دل تھا ہمارا کہ تری تیغ نظر نے
تلوار کے مُنہ پر بھی ہراسان نہین دیکھا

ہے محفل دنیا بھی عجب درد کی محفل
وہ آنکھ نہ دیکھی جسے گریان نہین دیکھا

دیکھا تو مرے حال کو سو مرتبہ تم نے
پر دیکھنے کیطرح مرےجان نہین دیکھا

جان آنکھون سے دم تن سے نکلتے ہوئے دیکھے
پر دل سے نکلتے ہوئے ارمان نہین دیکھا

آنکھون نے جو دیکھا اُسے تو دل یہ پکارا
مین نے ابھی اے جلوۂ جانان نہین دیکھا

افسردہ امیر اپنی تباہی سے ہو تو کیون
کیا حوصلۂ کالبِ علی خان نہین دیکھا

مین کبھی وقت پہ مقتل سے نہ ٹل جاؤنگا
کچھ زمانہ نہین کروٹ جو بدل جاؤنگا

لاکھ دنیا مین پھنسون چال وہ چل جاؤنگا
کہ مین اس بھول بھلیان سے نکل جاؤنگا

اس سرا مین مین مسافر نہین رہنے آیا
رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤنگا

خبر آئی کہ وہ آتا ہے عیادت کے لئے
اب کچھ امید پڑی ہے کہ سنبھل جاؤنگا

سوچتا ہے مری تپ دیکھکے فرقت مین طبیب
نبض کو ہاتھ لگاؤنگا تو جل جاؤنگا

ہون سبک روح کرے گا مجھے کیا قید کوئی
مثل آواز سلاسل سے نکل جاؤنگا

مستی اُن آنکھون مین آتی ہے تو کہتا ہے حجاب
دیکھ تو آئی تو مین گھر سے نکل جاؤنگا

باغ عالم مین ہون گویا شجر آتشباز
اور بھی پھولون پھلونگا جو مین جل جاؤنگا

سامنے سے جو وہ سرکین گے تو ہوگی یہ تڑپ
عکس آئینہ صفت گھر سے نکل جاؤنگا

دیکھنے دے مجھے رخسار ترا حرج ہے کیا
دو گھڑی دیکھکے پھولون کو بہل جاؤنگا

مر کے بھی دل سے مٹے گا نہ حسینون کا خیال
ساتھ لیکر مین یہی حُسنِ عمل جاؤنگا

جوش وحشت مین مجھے قیدی زندان نہ کرو
سیل ہون توڑ کے دیوار نکل جاؤنگا

آتش عشق سے مجھے ہوگئی گلزار خلیل
دل مین سمجھا تھا وہ کافر کہ مین جل جاؤنگا

قدردان مصحفی و حضرت سودا ہین امیر
لیکے تربت پہ انہین کی یہ غزل جاؤنگا

چال وحشت کی کسی روز جو چل جاؤنگا
دو قدم مین مین دو عالم سے نکل جاؤنگا

جوہری ہو کہ نہ ہو کوئی سخن کا پس مرگ
ٹھوک کر مین تو لہو لعل اُگل جاؤنگا

اب مین کریان ترے کوچے مین جو آیا آیا
کوئی چھالا ہون برس کر جو نکل جاؤنگا

کوے جانان نہین یہ کہتا ہے مرا دل مجھسے
تو اٹھانا مجھے مین گر کے مچل جاؤنگا

مجھسے کہتا ہے شب وصل یہ جوبن انکا
تیری آغوش کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

پھونکنے آئی ہے کیون آتش فرقت مجکو
مین پتنگے کی طرح وصل مین جل جاؤنگا

غش سنبھلنے نہین دیتا مجھے اے شوق وصال
ہان اگر تو نے سنبھالا تو سنبھل جاؤنگا

جھونک دیگی جو مجھے آگ مین قسمت میری
مین سیہ بخت دھوان بنکے نکل جاؤنگا

آج بوسہ تجھے دیتے ہی بنیگا اے جان
کچھ ترا وعدہ نہین ہون کہ مین ٹل جاؤنگا

نور شمع تہ فانوس ہون مین زیر فلک
قید رہنے کا نہین صاف نکل جاؤنگا

چکنی چکنی تیری باتین نہین سنتا ناصح
ڈر رہا ہے کہ نہ سنبھلونگا پھسل جاؤنگا

وعدہ وصل پہ جا ہی جو قسم ہنسکے کہا
رنگ رخ مین نہین تیرا کہ بدل جاؤنگا

وصل مین اُس سے مرا حوصلہ کہتا ہے امیر
کیا مین ارمانِ عدو ہون کہ نکل جاؤنگا

حریم کوچہ قاتل کی راہ اگر لینا
سمند عمر سے او شہسوار اُتر لینا

جگر سے اُٹھتے ہین شعلے کہ دل سے ای ہمدم
کدھر یہ آگ لگی ہے ذرا خبر لینا

یہ مجکو دیکھکے پلکون کو حکم ابرو ہے
بنے جو تیغ سے تم برچھیون پہ دھر لینا

پڑا ہے دیر سے مٹی خراب ہوتی ہے
لگا دو ہاتھ جنازے کو پھر سنور لینا

لٹک کے کہتی ہے وہ زلف لاکھ پیچ پڑین
بلائین اُسکی مجھے سر تا کمر لینا

مزے اُڑا کہ درِ توبہ باز ہے زاہد
حسین شراب جو دین پھیکے تو توبہ کر لینا

وہ مُسکرا کے مرے چھیڑنے کو کہتے ہین
کھان چمک کے یہ بجلی گری خبر لینا

کیا ہے صبح کی گردش سے کم نہین لے دل
شبِ فراق مین کروٹ اِدھر اُدھر لینا

شہیدِ ناز کا تابوت اُٹھا تو فرمایا
برات جاتی ہے کسکی ذرا خبر لینا

امیر جاتے ہو بتخانے کی زیارت کو
پڑے گا راہ مین کعبہ سلام کر لینا

دمِ اخیر ہے لازم نظارہ کر لینا
خدا سے کام پڑا ہے بتو خبر لینا

چلا تو ہے طرفِ کعبہ دیکھ لے حاجی
جو دیر راہ مین آئے طواف کر لینا

پکارتے ہین یہ کشتے تمھاری مقتل مین
رسے ہین کھیت ہماری ذرا خبر لینا

مریضِ غم کی عیادت کو جب ہو کے وہ سوار
کھا قضا سے کہ بڑھکر ذرا خبر لینا

یہ تیرِ غمزہ سے کہتی ہے تیغِ ناز اُسکی
جو دل پہ قبضہ ملا ہو تو تو جگر لینا

ہجوم ہو گا بہت جلوہ گاہِ حشر مین یار
اگر پہنچ نہ سکون مین مری خبر لینا

نہ توڑ شام سے اے دل شبِ فراق مین دم
ابھی تو رات ہی ساری پڑی ہے مر لینا

گلے سے قتل کے دن عضو عضو کہتا ہے
مری طرف سے بھی خنجر کو پیار کر لینا

چمک کے ابر سے عالم پہ گر پڑی بجلی
یہ کسنے پردے سے جھانکا ذرا خبر لینا

تڑپ کے مُنہ سے کلیجا نکل پڑے نہ امیر
بہت جو درد اُٹھے دل پہ ہاتھ دھر لینا

ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا
درد اُٹھ اُٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا

لوٹ جاتے تھے حسین دیکھ کے آنا دل کا
کیا موافق تھا جوانی مین زمانا دل کا

کہتے ہین کیا مین کرون سنکے فسانہ دل کا
وہی جھگڑا وہی دکھڑا ہے پرانا دل کا

آفرین کہنے سے رُک جاتا ہے قاتل میرا
لذتِ قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا

اِسنے دیکھا اُسے اور اُسنے اِسے دیکھ لیا
اب تو دشوار ہے پہلو مین چھپانا دل کا

آج اِس شوق سے پیکان مِرے دل مین آیا
آگیا یاد کسی شوخ پہ آنا دل کا

ہاے وہ پہلی ملاقات مین میرا رُکنا
اور اُس کا وہ لگاوٹ سے بڑھانا دل کا

عشق مین صبر کہان ضبط کہان تاب کہان
جان جانا نہین ہمدم یہ ہے جانا دل کا

سنچلے بیٹھے رہو قدمون پہ پڑا رہنے دو
دیکھو اچھا نہین ایجان اُٹھانا دل کا

قیس کم ظرف تھا فرہاد تنک حوصلہ تھا
دل لگی ہمتو سمجھتے ہین لگانا دل کا

سینہ چھلنی کئے دیتی ہین نگاہین اُنکی
ڈھونڈتے پھرتے ہین یہ تیر ٹھکانا دل کا

یون نہ ہاتھ آئیگا یہ مال کبھی دزدِ حنا
سیکھ دزدیدہ نگاہی سے چُرانا دل کا

متصل آہ کی پہلو سے صدا آتی ہے
اَب وہ ہے درد کا گہ تھا جو ٹھکانا دل کا

نگہ ناز سے کہتے ہین اُڑا دے اسکو
سامنے آہی گیا اب جو نشانا دل کا

جی لگے آپکا ایسا کہ کبھی جی نہ بھرے
دل لگا کر جو سنین آپ فسانا دل کا

حسرت و درد کا اللہ رے فرقت مین ہجوم
کہ نہین اب کسی گوشے مین ٹھکانا دل کا

دل مرا لیکے دکھا دی مجھے مٹھی خالی
پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا

ہاے وہ دیکھکے اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
دونون ہاتھون سے مرا اُنکو دبانا دل کا

مشرب عشق مین کیسی ہین یہ اُلٹی باتین
دل لئے جاتے ہو یہ کیون کہتے ہین آنا دل کا

تیر پر تیر لگا کر وہ کہا کرتے ہین
کیون جی تم کھیل سمجھتے تھے لگانا دل کا

دل جو دین اُنسے تو ایجان یہ گہرا پردہ
اور روا رکھتے ہو پردے مین بھی آنا دل کا

کسی پہلو پہ وہ آئین مگر آئین تو سہی
نہ سنین بات مری سن لین فسانا دل کا

گریبان کرنے کا ہے خوب سلیقہ اُنکو
سیکھو آنکھونکی شرارت سے جلانا دل کا

پھیر کر مُنہ مجھے تڑپاتے ہین اور کہتے ہین
رُخ بدل کر ہم اُڑاتے ہین نشانا دل کا

جتنے ارمان تھے جی بھر کے نکالی ایجان
وصل مین لوٹ لیا تمنے خزانا دل کا

نگہ ناز سے غمزے نے کہا تڑپا کر
یون اُڑا دیتے ہین اُستاد نشانا دل کا

ہر نگہ وصل مین اُس شوخ کی کہتی ہے امیر
ہو جسے حکم اُڑا دے وہ نشانا دل کا

کیا مین اے پردہ نشین قتل کا خواہان ہوتا
شرم آتی ہے مجھے خنجر بھی جو عریان ہوتا

رونے والا کوئی ہوتا تو کچھ آنسو بہتے
ابر ہی آکے مری خاک پہ گریان ہوتا

داغ ہی دیکے کو لیتا کوئی لیتا تو سہی
کوئی بے رحم ہی دل کا مرے خواہان ہوتا

درد ہی تھا دلِ بیمار کا غمخوار قدیم
اب یہ صورت ہے کہ وہ بھی نہین پرسان ہوتا

حلقۂ زلف مین وہ رخ جو جھلک دکھلاتا
جلوہ گر کفر کی آغوش مین ایمان ہوتا

لطف تھا دست درازی کا جب ای جوششِ دل
بڑھکے دامن سے ہم آغوش گریبان ہوتا

دیکھتے چاہ سے تم پیار سے ہم تو شبِ وصل
دل مین جو کچھ تھا سب آنکھون سے نمایان ہوتا

پیکے واعظ مئے گلگون مرے دشمن بچتائین
تیرے کہنے سے نہ پیتا تو پشیمان ہوتا

بوسہ کیا مجکو دیا ہے کہ خریدا ہے غلام
اس سے احسان نہ کرتے وہ تو احسان ہوتا

بلکے زخمون نے مزہ کچھ نہ دیا خوب ہوا
مفت ان اوچھون کا شرمندۂ احسان ہوتا

ایسے ہنگامے بہت دیکھے ہین اُس کوچے مین
حشر کیا فتنہ ہے جس سے مین پریشان ہوتا

جب وہی حور نہین خلد مین تو داورِ حشر
جھونک دیتا مجھے دوزخ مین تو احسان ہوتا

ایک ارمان نکلتا ہے تو سو آتے ہین
دل عجب گھر ہے کہ ہرگز نہین ویران ہوتا

پھوٹ پڑتی نہ اگر شیخ و برہمن مین یہان
تو نہ کافر کوئی ہوتا نہ مسلمان ہوتا

کہہ اُٹھا اس لئیے منصور انا الحق کہ وہ شوخ
خون ناحق سے پسِ قتل پشیمان ہوتا

کیا مزہ دیتی ہے رہ رہکے کھٹک اسکی امیر
دل کے بدلے بھی مرے سینے مین پیکان ہوتا

ہمسے دل درد محبت کا دُکھایا نہ گیا
زخم کھایا کیے تانکا کبھی کھایا نہ گیا

نبض کی چال سکھائی تپشِ دل نے مجھے — عمر چلتے ہوئے گزری کہین آیا نہ گیا

کتنا نازک تھا دلِ زار کہ پژمردہ رہا — رنگ کا بوجھ بھی اس گل سے اٹھایا نہ گیا

کبھی کاجل کبھی آنکھون مین لگایا سُرمہ — رات تھا کون سا جادو کہ جگایا نہ گیا

یہ مرا دل ہے کہ جسمین نہان الفتِ زلف — دیکھو آئینے سے اک بال چھپایا نہ گیا

کبک و طاؤس نے ہر گام پہ کھائی ٹھوکر — تیری رفتار کا انداز اڑایا نہ گیا

دخترِ رز شوخ تھی مستون ہی کی صحبت مین رہی — چار دن پردے مین ساقی سے بٹھایا نہ گیا

قیس کی خاک اُڑانے کو ہوا آندھی تھی — پردہ محمل سے لیلی کو اٹھایا نہ گیا

جام مے فرقتِ جانان مین پلانا کیسا — قدح زہر بھی ساقی سے پلایا نہ گیا

لاش بے گور و کفن وادی غربت مین رہی — مرکے بھی غیر کا احسان اٹھایا نہ گیا

بزم غم مین مجھے قسمت نے بنایا ہے چراغ — کسکا مہمان ہوا مین کہ جلایا نہ گیا

چرخ ممسک نے مٹانے مین بہت کوشش کی — نامِ حاتم تھا مگر مین کہ مٹایا نہ گیا

تیغ قاتل بھی ہے کیا چشمۂ بے فیض امیر
کوئی قطرہ کسی پیاسے کو پلایا نہ گیا

درد الفت نے وہان سے بھی نکالا ہوتا — قید اگر عرش کی زنجیر مین ڈالا ہوتا

کان مین بجلیون سے حُسن دوبالا ہوتا — اشہبِ ناز کو چمکا کے نکالا ہوتا

طور پر ہم سا اگر دیکھنے والا ہوتا — دیکھتے برق تجلی کو سنبھالا ہوتا

جب مین کہتا ہون نہ جھگڑا سر گردن کاٹا — تیغ کہتی ہے مجھے بیچ مین ڈالا ہوتا

اور سامان جنون مین ہمین درکار نہین — کوئی نشتر کوئی کانٹا کوئی چھالا ہوتا

ناتوانون کو گرایا تو فلک کیا پایا — کسی گرتے ہوئے بیکس کو سنبھالا ہوتا

منحصر ساغرِ جم ہی پہ نہین بادہ کشی — ٹوٹا پھوٹا کوئی مٹی کا پیالا ہوتا

مجھ پہ آنکھین جو نکالین تو ہوا کیا حاصل — کوئی ارمان مرے دل کا نکالا ہوتا

صدمۂ فرقت نے یہ صورت بدل دی ہے مری
بہیجدون تو منہ تکین اہل وطن تصویر کا

حسن کھلتا ہے حسینوں کا جسے جتنی نگاہ
جسقدر دیکھو ابھرتا ہے بدن تصویر کا

فکر رنگین کب ہوا کرتی ہے پیری مین ضعیف
خشک ہوتا ہے کہین نخل کہن تصویر کا

دیکھہ جو کچھ سامنے آجاے منہ سے کچھ نہ بول
آنکھ آئینے کی پیدا کر دہن تصویر کا

اور حسن ان گلونمین ہین دنیا لیکن نہین
رنگ لاکھون یونہین کہتا چمن تصویر کا

صانع قدرت کی ہے عالم مین صنعت سے نمود
بانکپن نقاش کا ہے بانکپن تصویر کا

غیر ممکن ہے کہ فیض اصل آئے نقل مین
نافہ کرتا ہے کہان پیدا ہرن تصویر کا

کم نگاہی سے وہ دیکھے جس پری کی شبیہ
ایک کاغذ بھر اتر جاے بدن تصویر کا

جلوہ گاہ یار مین ہر اک ہے حیرت سے دوچار
کرتی ہے نظارہ ساری انجمن تصویر کا

کشتۂ حیرت ہون مجھ مین دم نہین اے تیغ ناز
زخم کھا کر کیا لہو دے گا بدن تصویر کا

جب سے پہولا ایک بھی گل اسکا مرجہایا نہین
کیا دل پر داغ میرا ہے چمن تصویر کا

ہون وہ وحشی کھینچتا ہے جب مرا نقشہ **امیر**
چاک کر دیتا ہے مانی پیرہن تصویر کا

شوق خلوت مین بھی ہے انجمن آرائی کا
آئنہ خانہ ہے گوشہ مری تنہائی کا

پاؤن پر تیرے جو سر ہے تری شیدائی کا
بوسہ مقصود ہے پردہ ہے جبین سائی کا

پاؤن صحرا مین لگا کب ترے سودائی کا
دل مین لالے کے رہا داغ ہی تنہائی کا

خاک پر خون جو ٹپکا ترے سودائی کا
داغ اچھل کر وہ ہوا لالۂ صحرائی کا

ہم ترے حسن کے بازار سے ہر جائین کہان
طور ٹھیکا ہو جو موسے سے تماشائی کا

بے ثباتی چمن حیرت نرگس سے کھلی
ملگیا کور سے سرمہ ہمین بینائی کا

شفق شام نہین ہے یہ مرے ماتم مین
منہ کو آیا ہے کلیجا شب تنہائی کا

لامکان پر طلب احمد کو خدا نے بھی کیا
متحمل ہو بشر کیا غم تنہائی کا

رو سفیدی مجھے حاصل ہے سیہ کاری مین
مین بھی کیا خطِ عمل ہون کسی سودائی کا

شوق دیدار مین اُٹھتی ہی جو ہر وقت نگاہ
ناتوان مین اُنھین شبہہ ہے توانائی کا

دلِ کفار اُسی سے کیے اللہ نے خلق
بچ رہا کچھ جو اندھیرا شبِ تنہائی کا

اُس رخِ صاف کو دیکھون تو پڑھے او فروغ
سرمہ ہوکر نظر آنکھ کی بینائی کا

ٹال جاتے ہین مجھے دیکھکے وہ خُلق کمان
رنگ ہے مفلس و منعم کی شناسائی کا

دستِ گستاخ سے کر دامن یوسف کو نہ چاک
اے زلیخا ہے یہ کوچہ تری رسوائی کا

کوئی آتا نہین مجھ تک جو بجز یادِ خدا
لامکان گوشہ ہے شاید مری تنہائی کا

تیغ مژگان کا غضب ہاتھ لگایا تمنے
کٹ گیا پاے نگہ چشمِ تماشائی کا

عین سجدے مین میسر ہے نظارہ اُسکا
چشم مینا ہے کہ داغ اپنی جبین سائی کا

صحبتِ مردم بیحس مین بہلتا نہین دل
لاکھ تصویر مین ہون پر رنج ہی تنہائی کا

شوق سے تیغ لگاؤ مجھے لیکن ہے یہ ڈر
خندۂ زخم نہ ڈھنڈورا ہو رسوائی کا

پیاس اسکی جو بجھے گی تو مے کوثر سے
ظرف عالی ہے امیر احمد مینائی کا

داغ دیگا تجھے یہ شوق خود آرائی کا
دیکھ آئینہ ہے دشمن تری یکتائی کا

جسنے دیکھا ہے تجھے دیکھتے ہین سب اسکو
خلق سے جمع تماشا ہے تماشائی کا

آئنہ دیکھکے آئے ہین مزے مین ایسے
خود وہ مُنہ چومتے ہین اپنے تماشائی کا

راستی قلزمِ الفت مین رہی ہمکو پسند
جب کیا قصد کیا شیر کی پیرائی کا

جو رہی پھولونکے اُٹھا جی نہ پڑا اے بلبل
گھر مین صیاد کے ہے محکمہ گیرائی کا

تو بھی آئے تو نہ وہ آنکھ اُٹھا کر دیکھے
اور ہی رنگ ہے اب تیری تماشائی کا

چیخ اُٹھا لوٹ گیا تو نے اُٹھادی جو نقاب
آج جی چھوٹ گیا تیرے تماشائی کا

اسے اجل جلد خبر لے کہ ڈراتا ہی مجھے
دیو بن بن کے اندھیرا شبِ تنہائی کا

تڑپ سے اُسکو جو ناوک لگی اسکو پیکان کی
وہ شعلہ ہے جگر کا یہ شعلہ دل کا

پڑی نگاہ جو دلبر تو حسرتون نے کہا
کہ تیر جگر کا ہے دلبر کے فاصلہ دل کا

جرس پکار رہا ہے کہ خیر ہو یارب
چلا ہے راہ محبت مین قافلہ دل کا

مین کاروان مین لڑاؤنگا تمکو یوسف سے
جرس سے نالون مین ہوگا مقابلہ دل کا

وہ دن کہان ہین جو رہتا تہا اوسے شکوہ یار
اب اُس سے جا کے مین کرونگا گلہ دل کا

لگا کے یار کی تصویر اپنے سینے سے
نکال لیتے ہین فرقت مین حوصلہ دل کا

عجب ہوا جنون خیز ہے کہ غنچے بھی
چٹک چٹک کے دکہاتے ہین ولولہ دل کا

نہ سیر عرش ہے مشکل نہ قطع راہ عدم
خدا کرے کہین سے طے ہو یہ مرحلہ دل کا

تعلیان دل سوزان کی عشق مین دیکھو
بنا ہے عرش کی تہ مین آبلہ دل کا

یہ جُھک کے کہتی ہین کانون مین بجلیان انکی
تڑپ مین ہوگا نہ ہمسے مقابلہ دل کا

امیر بھول بھلیان ہے کوچہ گیسو
تباہ کیون نہ پہرے اس مین قافلہ دل کا

پرتو مین کب اسمین کسی خوش جمال کا
بزم پری ہے آئنہ اپنے خیال کا

ہر ذرہ آفتاب سے کرتا ہے ہمسری
اللہ رے دماغ ترے پایمال کا

سمجھے ہین جسکو اہل زمین چرخ آبگون
اک شیشہ ہے مرے عرق انفعال کا

روشن دلون کا عیب بھی بے شبہہ ہے ہنر
کیونکر نہ بڑھکے بدر ہو ناخن ہلال کا

اے چشم یار بھاگ نہ مجھہ تیرہ بخت سے
ہمراہ ہے غزال کے سایہ غزال کا

تیر نگہ جب اُسکا چلا ہے سوے فلک
چلہ اُتار دیا ہے کمان ہلال کا

کس زلف مشکفام کا عکس اسمین پڑ گیا
عالم ہے آرسی مین جو نافہ غزال کا

ہل ہل کے ایسی دامن گیسو نے دی ہوا
شعلہ بھڑک گیا ترے حسن و جمال کا

کیا کام آئیگی تری گردش پھر اے فلک
فرقت کی شب سے روز بدل دے وصال کا

مجھ تک کب آسکیگی سیاہ سزاے جرم
دریا ہے بیچ مین عرقِ انفعال کا

احمد جو تھے جسم نہ تھا سایہ اسلیئے
دل پس نجائے زیرِ قدم پائمال کا

شوقِ جوابِ خط ہے دمِ نزع بھی امیر
ہون منتظر مین قاصدِ فرخندہ فال کا

گور مین تمنے جو لاشے کو اُتارا ہوتا
اے ہے تو خاتمہ بالخیر ہمارا ہوتا

رُخِ جانان کا میسر جو نظارا ہوتا
مہرِ تابان مری قسمت کا ستارا ہوتا

دیکھتے چہرے کو اپنے اگر آئینے مین
حال جو کچھ ہے ہمارا وہ تمھارا ہوتا

دل کو اُس زلف کا لازم تھا تصور اتنا
کہ دھوان آہ کا بھی عنبر سارا ہوتا

ہم وہ بیکس ہین کہ ہے اپنی نگاہون مین اثر
سر کے بھل دوڑتے تیشے پہ جو اُتارا ہوتا

وعدۂ قتل مین منظور تھا ایسا جو خلاف
ہاتھ پر ہاتھ نہ جلاد نے مارا ہوتا

چاہی فرعون نے موسیٰ سے مدد چوک کیا
غرق ہوتا نہ اگر اُسکو پکارا ہوتا

کیا نگہ بھی نہین اُٹھ سکتی تھی خنجر کی طرح
تاک کر تمنے کوئی تیر ہی مارا ہوتا

نزع کے وقت چھپانی تھی نہ تمکو پلکین
ڈوبتے وقت تو تنکے کا سہارا ہوتا

خط مرا لیکے کبوتر جو پہنچتا اُس تک
نسرِ طائر مرے طالع کا ستارا ہوتا

غیر کے ساتھ پلاتے تو نہ پیتا مین شراب
ننگ کیونکر یہ مرے دل کو گوارا ہوتا

برخلاف ایسی ہواے باغِ جہان کی ہے امیر
پھول کو ہاتھ لگاتا تو شرارا ہوتا

میری طرح نہ اک دن ابرِ بہار رو دیا
وہ ایک بار رویا مین لاکھ بار رو دیا

مجنون سے مین نے پوچھا کل حال بیکسی کا
کچھ کہہ سکا نہ منہ سے پر زار زار رو دیا

کیا بیکسی کا عالم میرے مزار پر ہے
جو آگیا وہ بنکر شمعِ مزار رو دیا

آزاد سے ہنستے ہین مقتل مین زخم لیکن
خندان ہوا جو پہلے انجام کار رو دیا

دل مرا سینے مین کیا اب تو دو عالم مین نہین — جلد یا بنکے خیال اُس بت ہرجائی کا
تجھکو بھی جلوہ گہ ناز مین روکا تھا ما — حوصلہ دیکھ لیا اپنے تماشائی کا
پھرتی ہے حسرت پابوس دو عالم مین تباہ — اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا
اپنے جلوے کو وہ خود دیکھکے کہہ اُٹھتے ہین — واہ کیا آنکھ ہے کیا دل ہے تماشائی کا
دشت مین لالہ ہے گلزار مین گل بزم مین شمع — ہر جگہ رنگ نیا ہے مرے ہرجائی کا
دوڑکر برق تجلی نے سنبھالا اُسکو — لڑکھڑایا جو قدم تیرے تماشائی کا

ہر شب و روز جو وحشت سے ہے چکر مین امیر
یہ بھی شاید ہے قدم اُس بت ہرجائی کا

موقوف بیخودی پہ ہے جلوہ حبیب کا — اپنی خودی پہ ہے مجھے دھوکا رقیب کا
صیاد دیکھ تو پاس ہے لازم غریب کا — لٹکا دے شاخ گل سے قفس عندلیب کا
اللہ رے پاس عشق مین مجکو حبیب کا — آنسو ٹپک پڑے جو دکھا دل رقیب کا
ہون وہ مریض غم کہ بدلتا ہے روز رنگ — ٹھہرا مزاج بھی نسخہ طبیب کا
عشاق کی خزان سے ہے معشوق کی بہار — غازہ ہے روے گل کو لہو عندلیب کا
کسنے دہن یہ غنچے کو یارب دکھا دیا — اتنا سا ہو گیا ہے جو منہ اس غریب کا
سمجھے جسے تجلی نور خدا کلیم — در پردہ تھا جمال خدا کے حبیب کا
ہر سرو پر نثار ہون ہر گل پہ سینہ چاک — قمری کا دل ملا ہے جگر عندلیب کا
مارے خوشی کے جامے سے باہر ہوا اُسنے — منہ دیکھکر اُٹھا تھا یہ کس خوش نصیب کا

تار ایک ہی ہے سبحہ و زنار کا امیر
اسلام و کفر مین بھی ہے رشتہ قریب کا

شبنم و گل کو جو ہمنے ترے ہوتے دیکھا — تو اسے چاک گریبان اُسے روتے دیکھا
کبھی موتی نہوے یار کے دانتون سے سفید — آبرو مفت مین چھوٹون کو ڈبوتے دیکھا

گھر مرا گور غریبان سے بھی بڑھکر ہے خراب
گل کو ہنستے نہ یہان شمع کو روتے دیکھا

بن پڑی کیسی کہ غفلت مین لیا بوسۂ رخ
جاگ اُٹھے بخت مرے اُسکو جو سوتے دیکھا

عیش مین سوختہ بختونکو ہے اندوہ نصیب
شمع کو محفل شادی مین بھی روتے دیکھا

دل ترے عاشق حیران کا شگفتہ کیا ہو
کسنے گل غنچۂ تصویر کو ہوتے دیکھا

فتنہ ہے سارے زمانے کا ترا دانۂ خال
سیکڑون مخلوق نین بس اسے بوتے دیکھا

ہون وہ عاشق کہ جلا وہم رقابت سے جگر
شمع کو اشک سے دامن جو بھگوتے دیکھا

کیا بُرا عشق کا کوچہ ہے کہ اس مین سبکو
جان کو مال کو ایمان کو کھوتے دیکھا

ہے مرض تمکو تو رونے کا ہمیشہ سے امیرؔ
یون ہی رومال یہ رومال بھگوتے دیکھا

تھا دھیان مین نقشہ جو تری جلوہ گری کا
مُنہ پھیر لیا دیکھکے رُخ ہمنے پری کا

آخر ہو نہین عالم سے چراغ سحری کا
لو جلد خبر وقت نہین بے خبری کا

ہر صبح کو یہ شور ہے مرغ سحری کا
چونکو کہ زمانہ نہ رہا بے خبری کا

وقفہ نہین اب بزم سے ہوتا ہی یہ رخصت
مُنہ دیکھ رہا ہون مین چراغ سحری کا

دیتا ہے خبر بے خبر احباب کا اُٹھنا
پردہ نہین اُٹھتا ہے مگر بے خبری کا

مستی مین کہین دیکھ لی اُس ماہ کی رفتار
بھٹکا ہوا پڑتا ہے قدم کبک دری کا

اللہ کی قدرت کا تماشا وہ صنم ہے
چہرہ ہے اگر حور کا جوبن ہے پری کا

میخانے مین دور مئے گلرنگ نہین ہے
اندر کے اکھاڑے مین یہی رقص پری کا

یاد آتا ہے گلزار مین اُس گل کا وہ سونا
آنا وہ دبے پاون نسیم سحری کا

ڈر ہے یہ خبر اُڑکے نہ صیاد کو پہنچے
اچھا نہین چرچا مری بے بال و پری کا

کچھ روز دن ابھی صبر کرلے تپ وحشت
بے موسم گل لطف نہین جامہ دری کا

احباب دم نزع مجھے دیکھ رہے ہین
مُنہ تکتے ہین پروانے چراغ سحری کا

گھبرا کے چلے آئے مرے گھر وہ امیر آج
احسان ہوا مجھپہ مری بےخبری کا

عمر برق و شرار ہے دُنیا
کتنی بے اعتبار ہے دُنیا

داغ سے کوئی دل نہین خالی
کیا کوئی لالہ زار ہے دُنیا

ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع
عرصۂ کارزار ہے دُنیا

نشۂ عیش یان نصیب کسے
کہ سراپا خمار ہے دُنیا

یار باشی کا شوق ہے اسکو
یار لوگون کی یار ہے دُنیا

اہل رغبت سے کرتی ہے نفرت
بڑی پرہیزگار ہے دُنیا

آنے جانے پہ سانس کے ہے مدار
سخت ناپائدار ہے دُنیا

اپنے ستون سے بھاگتی ہے مدام
کسقدر ہوشیار ہے دُنیا

ایک جھونکے مین ہے ادھر سے اُدھر
چار دن کی بہار ہے دُنیا

کوی کافر کوی مسلمان ہے
مجمع نور و نار ہے دُنیا

بد تر اسکو سمجھہ خزان سے امیر
دیکھنے کو بہار ہے دُنیا

جی ہی لے گا غم جانان میرا
مجھکو کھا جائیگا حرمان میرا

ملک الموت جسے کہتے ہین
زندگی بھر ہے نگہبان میرا

تجھسے دامن ہے ترا چین بجبین
تنگ ہے مجھسے گریبان میرا

شرم کی بات ہے اے روز کفن
گور دیکھے تن عریان میرا

چھیڑ ہے یہ بھی پریزادون کی شو
نام رکھا ہے سلیمان میرا

ہون وہ غم دوست جلو نین ہے آگ
بھُن کے دانہ ہو جو خندان میرا

رنگ لائی ہے یہ خونباری چشم
دامن گل ہے گریبان میرا

دفتر دہر پریشان ہو ابھی ‏ ‏ ‏ دل جو ہو جائے پریشان میرا

بیت ابرو کے لکھے ہین مضمون ‏ ‏ ‏ دفتر حسن ہے دیوان میرا

چار آنسو جو ندامت سے بہے ‏ ‏ ‏ دھو گیا نامۂ عصیان میرا

پھر کہان مین غم محبوب کہان ‏ ‏ ‏ اور دو دن ہے یہ مہمان میرا

ضعف سے ہون صفت تار نظر ‏ ‏ ‏ کیا کرے کی صفت مژگان میرا

تھم کر تھم کر اسے دست جنون ‏ ‏ ‏ پاؤن پڑتا ہے گریبان میرا

کیون اٹھا درد مرے پہلو سے ‏ ‏ ‏ کیون خفا مجھ سے ہے مہمان میرا

کیا دورنگی ہے زمانے کی امیر
مین حزین زخم ہے خندان میرا

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا ‏ ‏ ‏ درد کی طرح چمک جائیے گا

میری تربت پہ اگر آئیے گا ‏ ‏ ‏ عمر رفتہ کو بھی بلوائیے گا

سبکی نظرون مین نہ چڑھئے اتنا ‏ ‏ ‏ دیکھئے دل سے اتر جائیے گا

آپ کے در سے مین اٹھنے کا نہین ‏ ‏ ‏ کیا جنازہ ہے جو اٹھوائیے گا

دیر کو چلئے ابھی حضرت دل ‏ ‏ ‏ کبھی کعبے کو بھی ہو آئیے گا

مین تو ہون حضرت ناصح مدہوش ‏ ‏ ‏ کون سمجھے گا جو سمجھائیے گا

زندگی مین تو نہ آئے اک دن ‏ ‏ ‏ آپ مرقد پہ ضرور آئیے گا

شیخ تاکین تو کہے دختر رز ‏ ‏ ‏ کیا مین تربت ہون جو پی جائیے گا

اسقدر کیون ہے دل زار سے ناز ‏ ‏ ‏ بوجھ بیمار سے اٹھوائیے گا

کہتے ہو شمع بجھا دو شب وصل ‏ ‏ ‏ کیا اندھیرے مین نہ گھبرائیے گا

آئیے نزع مین بالین پہ مری ‏ ‏ ‏ کوئی دم بیٹھ کے اٹھ جائیے گا

وصل مین بوسۂ لب دیکے کہا ‏ ‏ ‏ منہ سے کچھ اور نہ فرمائیے گا

زرق برق آپ کی بوجہ نہیں
درد دل کو مرے چمکائیے گا

ہاتھ سینے جو بڑھایا تو کہا
بس بہت پاؤن نہ پھیلائیے گا

منہ دکھانے کو کہا تو بولے
ہم جلا لین گے جو مر جائیے گا

حسرتین نزع مین بولین مجھ سے
چھوڑ کر ہم کو کہان جائیے گا

رنگ گل ہو کے چمن مین رہیے
بوے گل ہو کے نہ اڑ جائیے گا

دل مرا لے تو چکے ہین سرکار
کہین ناز اس سے نہ اٹھوائیے گا

آپ سنیے تو کہانی دل کی
نیند آ جائیگی سو جائیے گا

آنکھ مین پھیل نہ جائے کاجل
دیکھیے سب کے بگڑ جائیے گا

بسط سے عمر گزرتی ہے امیر
آپ بھی یون ہی گزر جائیے گا

ہو چکا وعدہ کہ کل آئیے گا
دیکھیے آپ نہ بدل جائیے گا

آئینہ دیکھ کے پچھتائیے گا
دیکھیے دیکھیے شرمائیے گا

رنگ اس نے صفت دل لائیے گا
کبھی مہندی مین جو پس جائیے گا

وعدہ آنے کا جو فرمائیے گا
جیتے آج آنے تھے کل آئیے گا

دل کو تو یون مین اگر لائیے گا
شوخ سب خوب اسے تڑپائیے گا

اتنی کچھ جانے کی جلدی کیا ہے
بیٹھیے جائیے گا جائیے گا

داغ بہ داغ دہ دے کر بولے
دل کو ان پھولون سے بہلائیے گا

اور شرم سے مین ڈرتا ہون
وہ زبردستی جو چھین جائیے گا

کہتے ہین کہ تو دیا آئین سے گے
اب یہ کیا چڑ ہے کہ کب آئیے گا

ڈبڈبائے مرے آنسو تو کہا
روئیے گا تو ہنسے جائیے گا

ہائے کیا دیکھ کے دل دے کوئی
آنکھ کی طرح بدل جائیے گا

لاکھ پردون مین وہ ہین حضرتِ دل
کہین دہوکا نہ کوئی کھائیے گا

ہے شبِ وصل حیا شام سے کیون
جانِ من صبحکو شرمائیے گا

گھر سے چلیے مرے تابوت کے ساتھ
کہین کترا کے نکل جائیے گا

بولے وہ آئینہ دکھلانے پر
کیا مجھی سے مجھے لڑوائیے گا

بیخودی کہتی ہے عشق مین مجھ سے
آپ مین اب نہ کبھی آئیے گا

رات اپنی ہے ٹھہرئے تو ذرا
آئیے بیٹھئے گھر جائیے گا

کہتے ہین ہجر کا رونا کیا ہے
مین نہ آؤن گا تو آپ آئیے گا

گرمیان دیکھئے کہتی ہے وہ تیغ
ٹھنڈے ہو لیجیے پھر جائیے گا

گرمیِ شوق یہی ہے تو اسیر
آپ اسی آگ مین جل جائیے گا

کہا مژہ نے ہوا جب مقابلہ دل کا
کہ اتنے نیشتر اور ایک آبلہ دل کا

اٹھو گلے سے لگا لو مٹے گلہ دل کا
زرا سی بات مین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

دم آ کے آنکھون مین اٹکے تو کچھ نہین کھٹکا
اٹک نجائے الٰہی معاملہ دل کا

مری بغل مین وہ بیٹھا تو غیر کو لیکر
دبا کے توڑ دیا اُسنے آبلہ دل کا

کڑی نگاہ کی او سنگدل اُٹھیگی نہ چوٹ
کہ شیشے سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

تمہارے غمزون نے کھوئے ہین ہوش و صبر و قرار
انھین لٹیرون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

خدا ہی ہے جو کڑی چتونون سے جان بچے
ہے آج دلشکنون سے مقابلہ دل کا

تم اپنی اُٹھتی جوانی کی شوخیان دیکھو
اُبھر اُبھر کے بڑھاتی ہے ولولہ دل کا

لپٹ گئے مری سینے سے اُٹھکے وصل کی شب
اُنھین بھی آج مزہ دیگیا گلہ دل کا

بدل کے یار نے چتون مٹا دیئے جھگڑے
نہ مین رہا نہ رہا دل نہ وہ گلہ دل کا

ہوئی رسائی تو ظالم نے کھولدی چوٹی
کہان پہنچکے ہوا قطع سلسلہ دل کا

پوچھی امیر سے کل مین نے جو دل کی حالت
سینے پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار رو دیا

یہ گرم اپنا داغِ جگر ہوگیا
پسینے مین خورشید تر ہوگیا

سفر میرے حق مین حضر ہوگیا
جہان تھک کے بیٹھا مین گھر ہوگیا

غضب اشکباری سے عقدے پڑے
کہ کوتاہ تارِ نظر ہوگیا

ملے ہین شرر کے مجھے بال و پر
اُڑا اور بے بال و پر ہوگیا

دکھائی مرے عشق نے شانِ حُسن
تنِ زار موے کمر ہوگیا

غضب ہین تری چٹکیان اے فلک
کلیجا گلِ نیلوفر ہوگیا

دیا مژدۂ آبروِ اشک کو
جو پانی کا قطرہ گُہر ہوگیا

گیا اُڑ کے اُس شوخ کے ہاتھ تک
مرا نامہ خود نامہ بر ہوگیا

کہان ہم کہان در ترا شاہِ حُسن
فقیرانہ یان بھی گزر ہوگیا

وہان پُرزے پُرزے ہوا خط امیر
یہان چاک میرا جگر ہوگیا

موقوف جُرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا
بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

میرے سیاہ خانے مین شکوہ حور تھا
بجلی کی طرح پردۂ ظلمت مین نور تھا

اے برقِ حُسن یار یہ اچھا ظہور تھا
دیدار کو کلیم تھے جلنے کو طور تھا

واعظ دبی زبان سے کرتا تھا ذکرِ حور
اِتنا لحاظ دخترِ رز کا ظہور تھا

بانٹا تمام خلق کو اللہ نے وہی
جو کچھ بچا ہوا تری خلقت سے نور تھا

اے شورِ حشر قہر کیا کیون جگا دیا
گوشہ مزار کا مجھے آغوشِ حور تھا

ہم کیا کہ میکدے مین ترے جامِ چشم سے
جو شیشہ تھا وہ نشۂ مستی سے چور تھا

آیا بڑا مزہ مجھے مجلس مین وعظ کی
واعظ تھا مست ذکرِ شرابِ طہور تھا

آجائے بس مین وہ تو کہون مین شبِ وصال
وہ شوخیان کہان گئین جنپر غرور تھا

عجز و نیاز اِدھر تو اُدھر تھا غرور و ناز
جتنے تھے ہم قریب وہ اُتنا ہی دور تھا

میرے عمل تو قابلِ دوزخ ہی تھے مگر
کرتا جو وہ نہ رحم تو رحمت سے دور تھا

لپٹا مین بوسہ لیکے تو بولے کہ دیکھئے
یہ دوسری خطا ہے وہ پہلا قصور تھا

کس کس کو روکتا شبِ فرقت کہ مین تو ایک
اور جان بیقرار تھی دلِ ناصبور تھا

تھا اُنکی شوخیون سے مقابل جگر بھی کچھ
پورا مگر جواب دلِ ناصبور تھا

نیچی رقیب سے نہوی آنکھ عمر بھر
جُھکتا مین کیا نظر مین تمہارا غرور تھا

فرقت مین کیون نہ تھا کسی کروٹ مجھے قرار
کیا دونون پہلوؤن مین دلِ ناصبور تھا

کیا بات امیر جوشِ نشاطِ شباب کی
غم آتے آتے دل مین ہمارے سرور تھا

اُستا دمیل جول مین اُسکا ظہور تھا
پریون مین تھا پری تو وہ حورون مین حور تھا

جب تک کہ چشمِ شوق مین وحدت کا نور تھا
جس بام پر نگاہ پڑی کوہِ طور تھا

ہمسے گناہگار جو محروم رہگئے
ساقی مگر یہ جامِ شرابِ طہور تھا

صورت تری دکھا کے کہونگا یہ روزِ حشر
آنکھون کا کچھ گناہ نہ دل کا قصور تھا

قاتل نہ چھوڑتا تھا عزیزون کو نیمجان
ایک آدھ ہاتھ اور لگانا ضرور تھا

وہ لطفِ انتظار وہ سامانِ وصل ہائے
دل کو غمِ فراق مین بھی کیا سرور تھا

مہمان ایک آن کی تھی آن حُسن کی
اتنی سی بات پر تمھین اتنا غرور تھا

پیتے تھے ہم ادب سے وضو کرکے چندلون
ہر ایک جام جامِ شرابِ طہور تھا

اس شان سے وہ آئے کہ ہم کر سکے نہ بات
آنکھین تھین مست ناز نظر مین غرور تھا

دشمن مرے بُرائی کرین اور تم سنو
اُن سے نہ تھا بعید مگر تم سے دور تھا

تڑپا جو وقتِ ذبح تو میری تھی یہ خطا
خنجر کیا نہ تیز یہ کسکا قصور تھا

آغازِ عشق ہی سے سب آثار تھے بُرے
پہلے ہی تجھسے صبرِ دلِ ناصبور تھا

شکوہ کسی سے دل شکنی کا کرون مین کیا
یہ شیشہ چوٹ کھانے سے پہلے ہی چور تھا

اُس حور نے نقاب اُٹھا کر دکھا دیا
ستر ہزار پردون مین پنہان جو نور تھا

وہ شوخ آنکھ شوخ نگہ شوخ تھی مگر
سب کا جواب ایک دلِ ناصبور تھا

ہمزاد کا پتا تو کہان دشتِ عشق مین
سایہ بھی میرا مجھسے بہت دور دور تھا

اِک نیمجان کا کام نہ پورا ہوا امیر
قاتل کو تیغِ ناز پہ ناحق غرور تھا

پہلو مین میرے بیٹھکے بھی مجھسے دور تھا
تصویر کیطرح وہ سراپا غرور تھا

جنت تہا جسم روح مین اندازِ حور تھا
سمجھے نہ ہم یہ فہم کا اپنے قصور تھا

اُس حور نے جو ہاتھ سے اپنے پلا دیا
پانی مین بھی سرور شرابِ طہور تھا

جتنی تھی عاجزی وہ مجھی کو عطا ہوئی
بخشا خدا نے آپ کو جتنا غرور تھا

ہو حق تمام وعظ کی مجلس مین مچ گئی
چوکھی شراب ذکر شرابِ طہور تھا

سمجھے تھے جسکو مردمکِ چشم یار ہم
دستِ پری مین دامنِ گیسوے حور تھا

شاہون سے پوچھتی ہے تہِ خاک عاجزی
کیسی یہ تمکنت تھی یہ کیسا غرور تھا

وحدت مین قرب و بُعد کی گنجایشین کہان
کیونکر کہون قریب کہ وہ مجھسے دور تھا

صبحِ شبِ وصال وہ بولے کہ واہ واہ
کیا سستے چھوٹے کہلکے کہ میرا قصور تھا

جب تک وہ آئین آئین تڑپ کر یہ چلدیا
کیا جلد باز ہاے دلِ ناصبور تھا

اُسکی کڑی نظر کی اُٹھائی گئی نہ چوٹ
لگتے ہی ٹھیس شیشۂ دل چور چور تھا

کیا کہیے تھا وصال مین کس کس کو اضطراب
رگ رگ مین میری رنگِ دلِ ناصبور تھا

تھے خالِ رُخ پہ رُخ تھا تہِ گیسوے سیاہ
ظلمت وہ نور مین تھی یہ ظلمت مین نور تھا

پہلو مین وہ جو آے تو کیسا ٹھہر گیا
بگڑا ہوا مجھی سے دلِ ناصبور تھا

آئی جو شام وعدہ تو مہندی طلب ہوئی
مطلب کیوقت دیکھیے کیسا شعور تھا

بجلی چمک گئی تو یہ عشاق سے کہا
تم مین سے یہ کسی کا دل ناصبور تھا

سو شعر ایک جلسے مین کہتے تھے ہم امیر
جب تک نہ شعر کہنے مین ہمکو شعور تھا

غیر تو زندہ ہے پھر غم ہے مریجان کسکا
سوگ رکھے ہوے ہے زلف پریشان کسکا

عمر گزری مجھے اُس بزم مین لیکن نہ کھُلا
میزبان کون ہے میرا مین ہون مہمان کسکا

وصل مین بھی جو نکلتا نہین دل سے باہر
مُنہ چھپاے ہوے بیٹھا ہے یہ ارمان کسکا

دیکھکر مجکو وہ انداز و ادا سے بولے
کہ اسے کسنے بُلایا یہ ہے مہمان کسکا

مُنہ ترا چومتی ہے روز شکایت کسکی
ذکر رہتا ہے بدی سے یہ مریجان کسکا

مین بھی ہون تم بھی ہو آئینہ بھی ہو محفل مین
دیکھو پھر حال زیادہ ہے پریشان کسکا

رو رہا ہون مین یہ کس پردہ نشین کے غم مین
ڈھونڈنے نکلے ہین آنسو مرے دامان کسکا

یان تو ہے دل مین کھٹک اور وہ فرماتے ہین
سچ کہو تم یہ چُرا لاے ہو پیکان کسکا

خون مین بھر کے جو نکلا مرے دل سے تو کہا
لپٹ آیا یہ مرے تیر سے ارمان کسکا

جب کہا روز نمک زخم پہ چھڑکے کوئی
بولے وہ منفعت کا ایسا ہے نمکدان کسکا

بوسہ جو ڑسے کو دیا مین نے تو ہنسکر بولے
آگیا کفر کی مُٹھی مین یہ ایمان کسکا

لُٹ گیا وصل مین جوبن تو یہ غمزے سے کہا
ہٹ مرے پاس سے اب تو ہی نگہبان کسکا

سوچ تو کسلیے نکلنے کی یہ حسرت ہے امیر
بیمروت یہ ترے دل مین ہے ارمان کسکا

پردہ اُس چہرے سے جدا نہوا
ہاے وہم بھی مرا ہوا نہوا

جب ہوا وعدہ اور وفا نہوا
ہوگیا ایک سب ہوا نہوا

کام جان حسب مدعا نہوا
دل لیا تو مگر جفا نہوا

ہائے بیدرد کیا مزہ ہوتا / تیرے پہلو مین دل مرا نہوا
یار ثابت قدم تھا شوق وصال / کہ شب ہجر بھی جدا نہوا
دھوم تھی اُن کی لن ترانی کی ہو / کیا کہین ہم سے سامنا نہوا
ہائے رے شرم اُس پریرو کی / آئنہ صورت آشنا نہوا
خامشی مین بھی کیا حلاوت ہے / کہ کبھی لب سے لب جدا نہوا
تیس دن می پلائی ساقی نے / ایک روزہ مرا قضا نہوا
فتنے کہتے ہین اُن نگاہون سے / چشم بددور تم سے کیا نہوا
کیون نہ منصور دار پر کھنچتا / راز داری کا حق ادا نہوا
داغ دلسوز تو ہوا اے درد / تو کسی درد کی دوا نہوا
آئنہ دل کا بے مثال رہا / کسی صورت سے آشنا نہوا
شکر کر اس نمک فشانی کا / مُنہ تو زخمون کا بے مزا نہوا
کھیت لاکھون سے ہے مگر قاتل / سبزہ شمشیر کا ہرا نہوا
پُتلیان بھی بدل گئین دم نزع / وقت پر کوئی آشنا نہوا
شرم عصیان سے جو بہا آنسو / اُسکی رحمت کو اک بہانہ ہوا
مجھکو درد آشنا کیا لیکن / درد خود درد آشنا نہوا
اسنے سو سو طرح گلا گھونٹا / خوف سے دم مرا خفا نہوا
دل ہوا خون پر وفا ہے وہی / رنگ اس پھول سے جدا نہوا
بیوفائی کو تیری لگتا داغ / وعدہ اچھا ہوا وفا نہوا
کہتے ہین اب تو رٹ ہی شکوون کی / پھر ہماری ہوئی گلا نہوا
کوئی دم رکھدے ہاتھ سے خودبین / آرسی ٹھہری آئنا نہوا
کنگھی کیسی جو بھول کنگھی کا / چھو لیا اُسنے درد شانہ ہوا

صورت لالہ اس چمن میں امیر
داغ دل سے مرے جدا نہوا

اے فلک یہ رت یہ متوالی گھٹا
اب تو راتیں ہجر کی کالی گھٹا

لاے ساقی کو بھی متوالی گھٹا
کچھ مزہ دیتی نہیں خالی گھٹا

تم بھی جوڑا کھولدو وہ آگئی
بال کھولے گیسوؤں والی گھٹا

گل نہیں چھوے چمن میں لائی ہے
میکشوں کی نذر کو ڈالی گھٹا

پھونکدینگی اسکی ٹھنڈی گرمیاں
جیت نے کی برق سے پالی گھٹا

پان کی لالی پہ ہے بجلی نثار
مسی پر قربان ہے کالی گھٹا

جان پر توبہ کی ٹوٹیں بجلیاں
خوب برسی بجلیوں والی گھٹا

حلقۂ گیسو نہیں پھرتی ہے گرد
دیکھکر اُس کان کی بالی گھٹا

پھول چلکر باغ میں مستو ہو
آئی ہے لینے کو متوالی گھٹا

رنگ پھیکا ہے بجلی کا نظر
دیکھ لے اُس لب کی گر لالی گھٹا

ہے سیہ مستوں سے ایسا میل جول
رعد انہیں گھر کے تو دے گالی گھٹا

کچھ تو ہو اے چرخ برسے یا کھلے
کیسی ہے امسال جنجالی گھٹا

کیا گلے ملتی ہے متوالوں سے آج
کھول کر آغوش متوالی گھٹا

ہجر ساقی میں برستی یہ نہیں
کرتی ہے رو رو کے دل خالی گھٹا

ساقیا مے چھان کر اس میں پلا
چھاننے کو لائی ہے جالی گھٹا

گورے گورے گال تیری بجلیاں
کالی کالی کاکلیں کالی گھٹا

لوٹتے ہیں سانپ سینے پر امیر
دیکھکر فرقت کی شب کالی گھٹا

دیکھے اُن کانوں کی گر بالی گھٹا
اپنی بجلی پھینکدے کالی گھٹا

دختِ رز کو لاتی ہے ستون کے پاس
کرتی ہے ور پہ نگ جتا نہین ہر کسی کا

رات دن لُٹتے ہین موتی ہر طرف
کیا تری سرکار ہے عالی گھٹا

ایسی ہے سرکار ساقی کی بلند
رعد ہے گھڑیال گھڑیالی گھٹا

مست تجکو دیکھکر پیتے ہین مے
ہے بڑی تیری خوشی اقبالی گھٹا

جان کو مستونکی تھی توبہ عذاب
یہ بڑی تو نے بلا ٹالی گھٹا

دلپہ غم چھایا ہے بدلی کی طرح
اے مرے موٹے مری والی گھٹا

آگئین پھر دو اعظون کی شامتین
آج پھر آئی وہ کل والی گھٹا

ساقیا کرتی ہے مستون کو نہال
تیری پھلواری کی ہے مالی گھٹا

تاک مین تیری ہوا میخوار مست
کس سے ہوگی تیری رکھوالی گھٹا

آپ اچھے وقت پر آئے امیر
خوب میخانے پہ جب چھائی گھٹا

تکا کرتی ہے چاند سا مُنہ کسی کا
ستارہ ہے چمکا ہوا آرسی کا

ہنسی آنے مین کیون لجائین نہ آنکھین
تبسم یہ مُنہ چوستا ہے کسی کا

لڑاتی ہے آنکھ اُس سے ڈرتی نہین ہے
زرا دیدہ دیکھے کوئی آرسی کا

یہ کیا ہے کہ جب مانگیے اُن سے بوسہ
تو مُنہ دیکھنے لگتے ہین آرسی کا

دبا ہے تو لا کھا ہی شاید دبا ہے
بہت شوخ ہے رنگ اُنکی مسی کا

چڑھاتی ہے مُنہ جب وہ ملتے ہین مسی
مین باؤن تو مُنہ توڑ دون آرسی کا

دمِ رقص ہاتھون کو اتنا نہ پھیلو
کہین یار دل پس نہ جائے کسی کا

ہنسا عکس ہنسنے پر اُنکے تو بولے
کہ میرے ترے واسطہ کیا ہنسی کا

نہ غیرون کی حسرت بر آئی نہ میری
کبھی کام تمسے نہ نکلا کسی کا

جھلک اُسکے ہونٹون پہ وہ کملا کے چلدی
لجانا زرا کوئی دیکھے ہنسی کا

صوبہ رسن تار سے جان ٹانگی
کہ یاد آ گیا مجکو غمزہ کسی کا

کبھی اسکے لب پر کبھی اُسکے لب پر
ٹھہرتا نہین پاؤن چنچل ہنسی کا

کیا دل نے یہ کہکے سینے کو خالی
کہ ارمان اب اسمین رہے گا کسی کا

یہ اوچھا پن اسے زخم اچھا نہین ہے
کہ رونا ہے انجام ایسی ہنسی کا

مجھے موت آئی تو حسرت پکاری
کہ دنیا سے وارث اُٹھا بیکسی کا

یہی ہے نزاکت جو اُنکی تو اک دن
کبھی وقت آجائے گا بے بسی کا

یہ گورِ غریبان مین کہتی ہے حسرت
کہ اصلی وطن ہے یہی بیکسی کا

کوئی انکو چھیڑے نہ ہے بدگمانی
وہ کہتے ہین یہ کام تو ہے اُسی کا

مرے ساتھ تربت مین حسرت تو آئی
ہوا حال کیا جانے کیا بیکسی کا

نہالِ محبت مرا رنگ لایا
وہ پھولون مین آئی یہ پھل ہے اُسی کا

کوئی بوسہ مانگے کوئی وصل چاہے
وہ کہتے ہین لو ہو گیا مین اسی کا

نہ پلٹا کبوتر نہ قاصد ہی آیا
وہان جو گیا ہو رہا وہ اُسی کا

امیر اک مرقع ہے یہ دارِ فانی
غم و کلفت و حسرت و بیکسی کا

مرے پھولون مین کیا ہی موقع ہنسی کا
نہ اتنا بھی بے درد ہو دل کسی کا

اُٹھانے کو رکھا ہے لاشہ کسی کا
یہ کیا وقت ہے آئینے آرسی کا

نہین وصل و ہجر اک مرقع کھچا ہے
تری بے بسی کا مری بیکسی کا

دکھاتی ہے ہر صبح اُنکو وہ عالم
کہ مُنہ چوم لیتے ہین وہ آرسی کا

وہ کہتے ہین ہونٹون کا بوسہ نہ دونگا
اُتر جائے گا رنگ میری مسی کا

مری چشم حیران مین دیکھ اپنا جلوہ
ترے پاس کیا کام ہے آرسی کا

بہم ملتی جلتی ہے دونون کی رنگت
سلامت رہے جوڑ سرمے مسی کا

نہ مہندی ملین وہ نہ لاکھا جمائین
دہان رنگ جمتا نہین ہی کسی کا

ترے لب جو نازک ہین ڈرتی ہو آتے
جھجکتی ہے پڑتا نہین منہ ہنسی کا

گھٹا کالی کالی جو آئی مین سمجھا
کھلا ہو گا اسوقت جوڑا کسی کا

تبسم ہے غنچون مین پھولون مین خندہ
چمن مین کوئی رنگ دیکھو ہنسی کا

مناسب ہے ارمان دل سے نہ نکلے
اکیلے مین گھبراے گا غم کسی کا

لب زخم مقتل مین کیسا تبسم
بھلا یہ بھی موقع ہے کوئی ہنسی کا

یہ بے چھیڑے ہی روے دیتی ہو ساقی
مزہ دختر رز سے کیا ہے ہنسی کا

ترس کھا کے کی اسنے بیکس نوازی
دم سر پہ احسان ہے بیکسی کا

بندھی ہے حنا ہاتھون پاؤن مین انکے
ابھی چھیڑیون وقت ہے بیبسی کا

شب غم اجل کو بلایا تو بولی
سمجھے دل دکھانا نہین بیکسی کا

بناوٹ سمجھتے ہو رونے کو میرے
مجھے تو ہے ایجان رونا اسی کا

شب غم کہو درد اٹھے آہ نکلے
مزہ آج جی بھر کے ہو بیکسی کا

وہ کہتے ہین دو اور مجھکو دعائین
یہ سب گالیان ہین نتیجہ اُسی کا

دکھا کر اُسے روز محشر کہون گا
کہ سرکار مین نالشی ہون اسی کا

نہ بھولون گا جب تک مری دم مین دم ہے
دم نزع بھی دم بھرونگا اُسی کا

غنی ہے مرا دل یہ کیا کم ہے دولت
گلہ میرے دشمن کرین مفلسی کا

نگہ برچھیان غمزہ خنجریان لگا سے
مرا ایک دل ہو گیا وہ اسی کا

شب غم نہ دیگا کوئی ساتھ میرا
امیر آسرا ہے تو کچھ بیکسی کا

دھیان آیا جو دل مین اُس ہنسی کا
غم کو موقع ملا خوشی کا

اُن ہونٹون مین کھیلنا ہنسی کا
کھلنا دکھلا گیا کلی کا

گھورا جو اُنھین بہت تو بولے
کچہ تو حق چھوڑو آرسی کا

کین دست درازیان صبا نے
اُسکا جوبن کلی کلی کا

مرنے نہین دیتی مجکو یہ کوفت
وارث نہین کوئی بیکسی کا

ڈورے نشّے کے دختِ رز سے
در پردہ ہین رشتہ دل لگی کا

جان بخش لبون پہ ان بتون کے
مرنے مین مزہ ہے زندگی کا

تھا عکس حریف کیون نہ رو کا
کیا مُنہ ٹوٹا تھا آرسی کا

ہے تازہ طلسم رُخ پہ وہ زلف
اِک حور پہ سایہ ہے پری کا

گلگیر ہون مین وہ شمع محفل
رہتا ہے مزہ جلی کٹی کا

بجلی کی پڑے نقاب اسیر
نقشہ جو کھچے تری ہنسی کا

کاجل یہ نہین ہے انکھڑیون مین
اُٹھتا ہے دھوان تری مسی کا

ہنس ہنس کے چمن مین میری گل نے
عقدہ کھولا کلی کلی کا

بجلی جو چمکی تو مین یہ سمجھا
آنچل لٹکا کسی پری کا

بجلی شب مہ مین ہین وہ آنکھین
جل جاے نہ کھیت چاندنی کا

تکیون مین مٹی ہوی بھی قبرین
دیتی ہین پتا کسی کسی کا

آجاے ادھر بھی دور کرتا
ساغر کسی چشم نرگسی کا

آتی ہے صداے درو چمن کر
سینہ چھلنی ہے بانسلی کا

کیا ساتھ دیا امیر میرا
قائل ہون مین وضع بیکسی کا

ردیف باے موحدہ

پوری مراد دل ہو کہ پھوٹے مرا نصیب
چلتا ہون ابتو کوچہ قاتل کو یا نصیب

اُس رشکِ مہر کو ہے خود آرائیون کا شوق
اِن روز دن آئینے کا ہے چمکا ہوا نصیب

وہ دل مجھے خدا نے دیا ہے کہ عشق مین
آیا یہان جو غم تو پکارا خوشا نصیب

چاہِ ذقن سے چھٹ کے پھنسا گیسوؤن مین دل
دیکھے نہین زمانے مین ایسے بلا نصیب

دیکھا نہ ایک رنگ جہانِ دو رنگ مین
اچھا کسی کا ہے تو کسی کا بُرا نصیب

مقتل مین دیکھ کر مجھے بیکس ہوا وہ نرم
اُس جنگجو سے صلح ہوئی لڑ گیا نصیب

وہ داغ ہون نہین ہے جو مرہم سے آشنا
وہ درد ہون مین جسکو نہین ہے دوا نصیب

جا ہی چکا تھا گھر مین مین دیوار پھاند کر
دربانِ یار جاگ اُٹھا سو گیا نصیب

ساقی نے دے کے جام کفِ رعشہ دار مین
مجھسے کہا کہ لے مگر آگے ترا نصیب

گو ماہِ صیام وہی ہے پہر میکشی
دروازے میکدون کے کھلے کھل گیا نصیب

پہنچے ہین محنتون سے دریار تک امیر
دیکھین اب آگے ہمکو دکھاتا ہے کیا نصیب

حالِ فنا سے دہر سے غافل نہین حباب
ہر دم کو جانتا ہے دمِ واپسین حباب

اعلیٰ پہ اسفلون کو ہے بحرِ جہان مین فوق
دریا مین موتیون سے ہے بالانشین حباب

دیتا ہے بے ثباتیِ افلاک کی خبر
جامِ جہان نما سے ہین کم نہین حباب

تقلید میرے دیدۂ تر کی اگر کرے
کر لے تمام بحر کو زیرِ نگین حباب

پہچانتے ہین خوب جو ہین معنی آشنا
دنیا ہے نقشِ آب سپہرِ برین حباب

ساحل پہ بہرِ غسل اُتارو نہ پیرہن
دیکھے نہ تمکو آنکھ بچا کر کہین حباب

دروازہ رو سے خلق پہ گھر کا کیا ہے بند
رکھتا ہے طرفہ دیدۂ انجام بین حباب

چشمِ غضب سے تم کبھی دیکھو تو کیا عجب
گھبرا کے پاسے موج پہ رکھ دے جبین حباب

ہے پانی پانی آنکھ اُٹھاتا نہین امیر
کیا میری چشمِ تر سے ہوا شرمگین حباب

عشق بت سے بھی تھا خدا مطلب
اور واللہ کچھ نہ تھا مطلب

ایک دیدار ہے مرا مطلب
دوسرا ہے نہ تیسرا مطلب

مانتے کیو تو مین نہین کہتا
جان من سن تو لو ذرا مطلب

خط مرا کچھ اودھر اُدھر سے پڑھا
بیچ سے وہ اُڑا گیا مطلب

جس نے نامہ پہ کہا کیا خوب
جو مری چڑ وہ آپ کا مطلب

اُس سے آنکھون مین ہو گئین باتین
بے عبارت ادا ہوا مطلب

ایک جان اور حسرتین لاکھون
ایک دل اور ہزار ہا مطلب

مُنہ لگے کون روز ناصح کے
بات سمجھے نہ بات کا مطلب

کیون ملائین وہ آنکھ اب سب سے
لے چکے دل نکل گیا مطلب

یہ ادب کا لحاظ تھا شب وصل
دل سے لب تک نہ آسکا مطلب

عیش ہو اور امیر کا آقا ہو
ہے یہ بندے کا یا خدا مطلب

ردیف باے فارسی

کہتا ہون یہین سو رہو دیکھو ہے بڑی دھوپ
اس وقت کہان جاؤ گے پڑتی ہے کڑی دھوپ

ہو جاے گا اے شیخ مرا دامن تر خشک
میدان قیامت مین پڑے گی جو کڑی دھوپ

دونون کو پڑھا عشق یہ اُس گیسو و رُخ کا
آپس مین رقابت ہوی سایے سے لڑی دھوپ

اے دل نہ شب وصل کی آمد مین ہو بیتاب
ہے شام قریب اور ہے دو چار گھڑی دھوپ

موقوف کرو قصد سفر آنے دو جاڑے
گرمی کا یہ موسم ہے بڑے دن ہین بڑی دھوپ

اے ابر کرم باغ مین ہو سایہ فگن جلد
نرگس نہ کہین غش ہو کہ کھاتی ہے کھڑی دھوپ

اللہ بچاے جو حلیم آے غضب مین
ظاہر ہے کہ برسات مین ہوتی ہے کڑی دھوپ

نالون سے ہوا گرم یہ گلشن جو ہلے نخل
شبنم کے عوض رات کو تیون سی جھڑی دھوپ

سختی سے دن اُس گل کی جدائی مین ہوا ختم / کانٹے کی طرح آبلۂ دل مین گڑی دہوپ

کیا نور ہے فراش نے اُس مہر کے گہر مین / جب فرش کو جہاڑا عوض گرد جہڑی دہوپ

برسات مین دکھلاؤ کبھی رُخ کبھی گیسو / دو چار گھڑی سایہ ہو دو چار گھڑی دہوپ

اُس آہ مین امیر آئی ہے کیسی مجھے تقدیر / ہے شب کو یہان اوس بہی دن کو کڑی دہوپ

میری تربت پہ کھُلے بالون اگر آئین گے آپ / حشر تک خواب پریشان مجھکو دکھلائین گے آپ

چین کے افشان چاند سا چہرہ جو دکھلائین گے آپ / چاندنی چھٹکے گی خود تارے نکل آئین گے آپ

کہدو رضوان سے یہی پہلو دل سبزہ ان کبھی ہے / اور کیا جنت مین رکہا ہے جو دکھلائین گے آپ

دیکھکر زلف اُن سے کہتے ہین ہوا خواہان عشق / کیا اسی دامن سے دل کی آگ بھڑکائین گے آپ

وصل مین جب رنگ چہرے کا ہے زرد آئینہ مین سرخ / حضرت دل ہجر مین کیا رنگ دکھلائین گے آپ

کیا ندامت کی ہے حاجت مین ہون مجرم تو کریم / دیکھکر دریا تری رحمت کے لہرائین گے آپ

مجھسے ہے چشمون مین تو سرکار کا یہ حال ہے / جب نہو گا کوئی تو کسطرح پیش آئین گے آپ

حضرت غم دل مرا گھر آپ کا ہے آئیے / پر مین بے سامان بہت ہون آ گئے کیا پائین گے آپ

کوئی ایذا آج ہی چھوڑی نہین ہے امیر / کل جو وہ آئے گا تو کسطرح تڑپائین گے آپ

مجھکو کیا جسکو جب ملین گے آپ / وہ یہ پوچھے گا کب ملین گے آپ

آنے پائے جو بزم عیش مین ہم / مثل ساز طرب ملین گے آپ

ہاتھ پھیلا کے لی جو انگڑائی / مین یہ سمجھا کہ اب ملین گے آپ

ہوش عاشق کے کہو کی وصل کی شب / مثل بنت العنب ملین گے آپ

خاک مین بھی ملا چکے ہم کو / نہ ملے اب تو کب ملین گے آپ

حرف مدغم کی طرح وصل کی شب / نہ جدا ہونگے جب ملین گے آپ

ہے تعلّی مزاج عالی مین
اور خوبون مین کب ملین گے آپ

رفتہ رفتہ جناب یوسف سے
جا کے مثل نسب ملین گے آپ

خاصہ آپ مین ہے دولت کا
بخت چمکین گے جب ملین گے آپ

جان دینے کا تب ملے گا مزہ
دل کے مانند جب ملین گے آپ

ق

آسیے دو نون وقت ملتے ہین
رُک رہے اب تو کب ملین گے آپ

ہجر سے کون آپ مین آسے
مل رہون گا مین جب ملین گے آپ

آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملجاے
کہیے اسطرح کب ملین گے آپ

تپش دل کا میرے ہوگا علاج
نبض کیطرح جب ملین گے آپ

ڈہونڈتا ہے عبث امیر سبب
ایک دن بے سبب ملین گے آپ

ردیف تاے قرشت

ہین ترے عارض و گیسوے عنبر دن رات
پر یہ حیرت ہے کہ یک جا ہوی کیونکر دن رات

تیری شمشیر ادا سے ہی زمانہ بھی دو نیم
ہین اسیوجہ سے دو ٹکڑے برابر دن رات

یہ بھی شاید تری بیداد کے فریادی ہین
ماہ و خورشید جو پھرتے ہین کھلے سر دن رات

میری آہون کے دہوئین سے یہ زمانہ ہی سیاہ
کہ نظر آتے ہین اب چرخ پہ اختر دن رات

منزل کوچۂ جانان کی ہے کیا اُنکو تلاش
ہے فلک پر جو مہ و مہر کو چکر دن رات

یون مرے دل کو ہی عشق رخ و گیسو یکسان
جیسے نوروز مین ہوتے ہین برابر دن رات

اک زمانہ اُنہین کرتا ہے رقم نامۂ شوق
بیٹھے رہتے ہین لب بام کبوتر دن رات

کیا سپید و سیہ دہر سے ہے کام اُنہین
ہین سے عشق سے بیخود جو قلندر دن رات

کم نہین صور سرافیل سے نالے میرے
اُسکے کوچے مین ہے ہنگامۂ محشر دن رات

سوتے ہین دن کو عوض شب کے ملاقات کہان
رات دن ہے اُنہین اسے واے مقدر دن رات

مہربان یار ہے اب ہجر کا کیا ذکر امیر

شکر صد شکر کہ ہے وصل میسر دن رات

اُسے میرے گھر تک نہ لائے گی رات
قیامت تک آئے گی جائے گی رات

بلا ہجر جانان مین لائے گی رات
سیاہی کی صورت ۔ بلائے گی رات

سپیدی سے ہے انجام موے سیاہ
سحر ایکدن ہو کی جائے گی رات

یقین ہے وہ چھپ کر چلے آئین گے
مرے کام بگڑے بنائے گی رات

کمان کہکشان تیر تیر شہاب
یہ کسکو نشانہ بنائے گی رات

چلو مل کے بیٹھو غنیمت ہے وصل
نہ دن ہوگا ایسا نہ آئے گی رات

تڑپتے تڑپتے ہوا دن تمام
خدا جانے اب کیا دکھائے گی رات

نہ آئین گے فرقت مین تارے نظر
غریبون سے آنکھین چرائے گی رات

مداوائے غم ہوگا فرقت مین غم
اُٹھا دین گے نالے جو آئے گی رات

جو فرقت مین ہے تیرہ روزی یہی
تو دن کو بھی گھر سے نہ جائے گی رات

رُلاتی ہے ہمکو سر شام ہجر
جو بھیگی تو طوفان لائے گی رات

وہ گیسو جو افشان کے طالب ہوے
ستارے ابھی توڑ لائے گی رات

ازل سے ہے یان تیرہ بختی امیر
بھلا ہم کو کیا آزمائے گی رات

خدا دکھائے کسی گلعذار کی صورت
شگفتہ دل ہو گل نوبہار کی صورت

کہان ہے دار فنا مین قرار کی صورت
نمود عمر ہے برق و شرار کی صورت

برنگ سرو ہین آزاد باغ عالم مین
ہے ایک اپنی خزان و بہار کی صورت

ہزار حیف کہ منزل پہ قافلہ پہنچا
مین پھر رہا ہون پریشان غبار کی صورت

شریک درد نہ کوئی تمام عمر ہوا
جلا کیا مین چراغ مزار کی صورت

کیا نحیف یہ غم نے مجھے کہ ایک ہوئی
تری کمر کی مرے جسم زار کی صورت

ہماری آنکھ ہے یارب کہ چشم قربانی
رہے تپ بھی ہے وہی انتظار کی صورت

نہ رہا ستی کا نشان سرو مین نہ گل مین ہی بو
بدل گئی چمن روزگار کی صورت

اس اشتیاق مین ہاتھونپہ ہنسنے کہائے مین گل
پڑین کسی کے گلے مین نہ ہار کی صورت

فراق یار نے مردہ بنادیا ایسا
مکان بھی نظر آیا مزار کی صورت

نہ چھیڑا ہی دل انہین گالیان ہین منہ پہ دھری
برس پڑین گے وہ ابر بہار کی صورت

شگفتہ کیون نہون بارش کا تار دیکھکے مست
بندھی تو ہے بلا سے کے تشکار کی صورت

خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند
جھکا ہے سر شجر میوہ دار کی صورت

ردیف تاے ثقیلہ

ہے میل جو آغاز مین کب ہے یہ نئی چوٹ
ہے یہ تو کلاڑی تری مت کی بندھی چوٹ

چین اب کسی پہلو کسی کروٹ نہین آتا
سچ ہے کہ لگی دل کی بھی ہوتی ہے بری چوٹ

کیا اُس نگہ ناز کی چتون مین مزہ تھا
دیکھا کیئے آنکھون سے بچائی نہ گئی چوٹ

اللہ ری محبت مین نزاکت مرے دل کی
دیکھا جو کڑی آنکھ سے اُسنے تو پڑی چوٹ

تم ناز سے چلتے ہو جو بن مین مجھے ڈر ہے
کھا جائے نہ ٹھوکر سے کہین کبک دری چوٹ

آیا یہ کس اُبھرے ہوئے جوبن کا تصور
گھونسا مری چھاتی پہ لگا دل پہ لگی چوٹ

آسان نہین صدمۂ الفت کا تحمل
دل تھا یہ ہمارا ہی کہ سہنے یہی چوٹ

اللہ ہمارے دل نازک کو بچائے
آتی ہے لگانے کو تری عشوہ گری چوٹ

مر کر بھی محبت کی کسک دل سے نہ نکلی
بیٹھے مرے پہلو مین تو کیا خوب جمی چوٹ

کیا درد محبت کا مزہ تجھکو بتا دون
کھائی نہین بیدرد ترے دل نے کبھی چوٹ

مجروح ہوا جلوۂ دیدار سے عاشق
مارا نگہ ناز نے چتون نے بھی کی چوٹ

نکلی دم مرے پر بھی گئی قبر مین ہمراہ
پڑکر دل عاشق پہ مصیبت مین پڑی چوٹ

کہتی ہے امیر اُسکی ادا تیغ قضا سے
دعویٰ ہے جھکیتی کا تو لے روک مری چوٹ

لچک گئی کمر اُسکی تو دل نے کھائی چوٹ / دو تا جو زلف ہوئی چوٹ پر لگائی چوٹ
کمر کے عشق مین ہمنے جگر پہ کھائی چوٹ / یہی سبب ہے جو دیتی نہین دکھائی چوٹ
مقابل آئینہ آیا تو مُنہ کو پھیر لیا / کڑی نگاہ جو دیکھی تو کیا بچائی چوٹ
بڑھا کے رتبہ گھٹایا غضب کیا قاتل / جھکا کے سر کو کمر کی عبث لگائی چوٹ
فسردہ دل ہون مگر فصل گل تو آنے دو / اُبھر ہی آئے گی پہلی دبی دبائی چوٹ
امید کیا ہو کسی سے کہ اس زمانے مین / ملاپ جوڑ ہے یارونکی آشنائی چوٹ
نشان زخم ہوا بوجھ ناتوانی سے / زمین سے اُٹھ نہ سکے ہم اگر اُٹھائی چوٹ
جو وقت قتل اُٹھا ہاتھ گھس گئی وہ گات / اُبھر کے غنچے کی مانند مُسکرائی چوٹ

امیر درد دل سنگ کوہکن سمجھا
لگا کے سر پہ جو تیشے کی آزمائی چوٹ

کسی پہ زخم پڑا یان جگر پہ آئی چوٹ / بھلا ہو رحم کا اپنی ہوئی پرائی چوٹ
رقیب پر اگر اُس ترک نے لگائی چوٹ / ہوا یہ رشک مجھے پہلے مین نے کھائی چوٹ
بڑا ہون رنج مین مین اپنے رحم کے ہاتھون / چپیٹ دیتی ہے دل کو مرے پرائی چوٹ
یہ سمجھے کہتی ہے غیرت کہ ہاے مر نہ گیا / خفیف اُسکو کیا تو نے کیون بچائی چوٹ
مصیبتین تہ خنجر ہزار ہا جھیلین / نہ کی زبان سے اُف دل نے لاکھ کھائی چوٹ
ضرور کیا تھا کسی سنگدل کو دل دینا / جگر پہ بیٹھے بٹھائے عبث اُٹھائی چوٹ
جو پھول پھینک کے اُسنے رقیب کو مارا / ہوا یہ صدمہ کہ پتھر کی ہمنے کھائی چوٹ
مٹا نہ دیدہ کا لپکا نہ تاک جھانک گئی / ہزار بار اُٹھائی زک اور کھائی چوٹ
عیان ہو زخم جو گل کیطرح ہے دل مجبور / سمٹ کے غنچے کی صورت بہت چھپائی چوٹ

جہان مین کوئی نہین اُس صنم سا سنگین دل
کہ دل لگانے کے بدلے کڑی لگائی چوٹ

یہ کس کے سامنے فریاد کر رہا ہے امیر
کسیکے دل کو لگی ہے کہین پرائی چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہجر مین ہے فضا عبث ابر عبث ہوا عبث
بادہ جانفزا عبث نغمۂ دلکشا عبث

پوچھو نہ انتہا ہی کی حد نہ ہو سکے جسد
کھوئے ہوئے ہے منہ لحد صورت اژدہا عبث

قافلہ سب ہے پیش و پس پہنچین کوئی تا نفس
کون ترا ہے ہمنفس ہیچ نہ اے درا عبث

آئی نہ اپنے کام عمر غم مین کٹی مدام سر
تن کے سپید تا مہ عمر صورت کہربا عبث

دل بھی خدا کا ہے مکان کیون نہین آتی ہو بیان
ہوتی ہے عرش کو روان روز مری دعا عبث

ہوتے ہین لاکھ ہم ملول سب ہے دعا نہ ہو قبول
کرتی ہے اثر فضول نالۂ نارسا عبث

منزل سیل سے جہان ہو گئے کتنے بے نشان
بیٹھے ہین جم کے ہم یہان صورت نقش پا عبث

ہوتی ہین حاجتین روا اُس سے کریم کے سوا
کرتے ہین حرص آشنا غیر سے التجا عبث

طرفہ امیر غم ہوا پھر نہ کبھی ہم ہوے
اُس گل تر سے ہم ہوے صورت بو جدا عبث

سبزہ مرے مزار پر بعد فنا اُگا عبث
عمر کی جب خزان ہوئی باغ مین ہے فضا عبث

رہتے ہین میرے چارہ ساز فکر مین مبتلا عبث
تجربہ ہے درد کا کرتے ہین یہ دوا عبث

زار ہوا ہون اس قدر جسم نہان ہے مثل جان
آتی ہے روز ڈھونڈنے مجکو مری قضا عبث

عیش کا دہر مین نشان دیگا کبھی نہ آسمان
آگے سے ماہ مصر کا پوچھتے ہو پتا عبث

دولت دہر کی نہین زمیون کو کچھ آرزو
صرف کیے ہین تیر مین تمنے پر ہما عبث

قوت فہم اگر نہین علم پہ تکیہ ہے فضول
شل ہین جو پاے راہرو ہاتھ مین ہے عصا عبث

گوش کریم تک کبھی چاہیے یہ سمت کے جای
پھیل رہی ہے شہر مین سائلون کی صدا عبث

سرمے سے کام اب نہین چشم سیاہ یار کو
پس کے ہمارے استخوان ہوگئے سرمہ سا عبث

عقدۂ دل مرا کھلے اسکی امید ہی نہین
ناخن سعی خلق ہیچ فکر گرہ کشا عبث

مال تلف ہوا ہوا تم نہ بہاؤ اشک امیر
خاک مین اب ملاتے ہو گوہر بے بہا عبث

ردیف جیم تازی

اس شان سے وہ برق وش آتا ادھر ہے آج
گلنار دوپٹے سے بھی اُڑتے ہین شرر آج

ہوتا ہی تو ہے فیصلۂ گردن و سر آج
وہ قتل پہ ہین درپے باندھے ہون کمر آج

غیرون سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ
بٹی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج

لو جاتے ہین آہستہ تر آتے ہے وہ لیکن
دوڑی ہوئی جاتی ہے خوشی غیر کے گھر آج

گلزار مین بیکس ہوئے بے شبہہ بہشتی
بیعت نہین ساقی سے ہوئی زیر شجر آج

ڈر ڈر کے ملک بھی ہوئے کاندھون سے گریزان
اب ہجر مین کوئی نہ ادھر ہے نہ ادھر آج

غربت مین مین آیا تو اڑی خاک وطن مین
اُڑتی ہوئی سی ہے یہ بگولون نے خبر آج

باران نہین تھمتی ہی گر اشک سے میری
اے ابر کرم خواہ غضب کچھ تو ادھر آج

گزرے گی شب ہجر نہ تا روز قیامت
بے پر کی اڑاتا ہے عبث مرغ سحر آج

جنت مین کریمون سے کہین گے یہ فرشتے
بوئے تھے جو کل نخل ملے اُن کے ثمر آج

کس شان سے بیٹھے ہین سر بزم وہ آکر
ذرّون مین ہین خورشید چکورون مین قمر آج

شیشے کیطرح جوش مئے عشق سے دل مین
ہو مُہر دہن مُنہ کو کہین آکے جگر آج

عالم مین رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا
ہم عیب کے مانند چھپاتے ہین ہنر آج

بیگانے ہوئے نزع مین جتنے تھے یگانے
آنکھین جو پھرین پھر گئی عالم کی نظر آج

شاید کسی دلبر پہ امیر آ ہی گیا دل
کیون ہاتھون سے تھامے ہوئے پھرتے ہو جگر آج

پردے سے جو اُس حور نے دیکھا ہی ادہر آج
آنکھون کو مری چومتی ہے میری نظر آج

شوخی سے ہر بلے چین وہ بجلی سی نظر آج
کہتی ہے حیا دیکھیے گرتی ہے کدہر آج

اللہ ری حیا وصل مین اُٹھتی ہی نہین آنکھ
کیا بنکے دُلہن بیٹھی ہے پردے مین نظر آج

اُس ماہ سے ہی وصل تو اندھیر یہ دیکھو
شام آئی ہے لیتی ہوی ساتھ اپنے سحر آج

کس لطف سے جھنجلا کے وہ کہتے ہین شب وصل
ظالم تری آنکھون سے گئی نیند کدھر آج

دیدار طلب تو بھی ہے اور مین بھی ہون زاہد
لیکن ترے گھر کل ہے وہ دن اور مری گھر آج

سب اچھے بُرے حشر مین ہین حاضر دربار
دیکھین نظر لطف و عنایت ہو کدہر آج

یاد آتی ہے رہ رہ کے یہ کسکی مرے دل پر
اُٹھ اُٹھ کے بٹھاتا ہے کسے درد جگر آج

قاصد کمر یار کے مضمون ہین خط مین
ڈرتا ہون کہ تیری بھی نہ غائب ہو کمر آج

آنکھین مری لُٹنے سے نہین سُرخ ہین زاہد
کچھ کچھ جھلک آیا ہے ادہر خون جگر آج

اے طول جدائی یہ نیا ہے ترا اندھیر
دن سارے زمانے مین ہی اور شب مری گھر آج

دوزخ کے بھی جنت کے بھی دروازے کُھلے ہین
اے شان کرم تجکو ہے کیا مد نظر آج

کہتی ہے قضا طول امل دیکھکے مجھسے
سامان توکل زاد سفر کا ہے سفر آج

اک عمر ہوی ہم ہین تری یاد سے بیہوش
اے بیخبری تجکو ہوی ہے یہ خبر آج

مانگی ہے دعا کسنے الہی کہ کھلا ہے
آغوش تمنا کی طرح باب اثر آج

پریان بھی ہین دیوانی اُسی رشک پری کی
آئی ہے پرستان سے اُڑ کر یہ خبر آج

کل کوچ ہے کچھ لیتے ہوے بن نہ پڑیگی
لینا ہے مسافر کو تو لے زاد سفر آج

تھی یاس جن امیدون سے بر آنے لگی ہین
ٹوٹی ہوی شاخین مجھے دیتی ہین ثمر آج

رہ رہ کے دکھاتے ہین وہ تیر نگہ ناز
ڈرتا ہون کہ مُنہ سے نکل آئے نہ جگر آج

خورشید قیامت کا بہت گرم ہے بازار
دے اسکو بھی چھینٹا کوی اے دامن تر آج

ہوتے ہین وہ رخصت یہان رہ کے کرون کیا
ساتھ اپنے لیے چل مجھے اے شمع سحر آج

کچھ کچھ جو شرر یک آنسوؤن مین خون جگر کی
یاقوت سے رنگت مین نکلتے ہین کہ آج

کس غیرت خورشید سے ہوتی ہے جدائی
اڑتے ہوے کیون شام کی کملی ہے سحر آج

بیٹھا ہے امیر اسکی بغل مین مرا دشمن
رہ رہ کے جو اٹھتا ہے مرا درد جگر آج

جو تجھسے رخ ملائین چاند سورج
ابھی تو منہ کی کھائین چاند سورج

سحر کو شام کو بھی یاد رکھین
نہ اتنا سر اٹھائین چاند سورج

ترے رخسارون مین ایسی پھبک ہے
کہ لیتے ہین بلائین چاند سورج

گزر ان کا جو تیری راہ مین ہو
ابھی آنکھین بچھائین چاند سورج

ترے نقش قدم کا پائین رتبہ
یہ کرتے ہین دعائین چاند سورج

فروغ اپنا جو اس سے بڑھکے چاہین
تری چوٹی مین آئین چاند سورج

ترے چہرے سے اٹھ جائے جو گیسو
کہان مین منہ چھپائین چاند سورج

وہ غازہ ملتے ہین اب منہ پہ کہدو
کہ خیر اپنی منائین چاند سورج

سپید و زرد ہین اس رخ کے آگے
ذرا آنکھین ملائین چاند سورج

خدا کے نور ہین سبطین احمد
کہان یہ نور پائین چاند سورج

امیر اس عارض روشن کے آگے
بگڑ کر کیا بنائین چاند سورج

ردیف جیم فارسی

عاشق ابرو کی یون تصویر کھینچ
اے مصور حلق پر شمشیر کھینچ

اس کمر سے ہو قلم مانی بنا
ناتوان ہون یون مری تصویر کھینچ

مدعا اے دل ہے ترک مدعا
جتنی آہین کھینچ بے تاثیر کھینچ

مین کہان عشق اسکی مژگان کا کہان
دیکھ کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

قید مین اے دل کہان تک ضبطِ غم
تو بھی نالے صورتِ زنجیر کھینچ

اُس عرق آلودہ رُخ کے لکھ صفات
اے قلم عطرِ گل تصویر کھینچ

بڑھکے آئے ہاتھ مین اے دل وہ زلف
اب کے ایسا نالۂ شبگیر کھینچ

اُس دہانِ تنگ پر عاشق نہ کر
یون شکنجے مین نہ اے تقدیر کھینچ

جلوہ گر مانی ہو رنگِ اتحاد
میری اُسکی ایک جا تصویر کھینچ

عاشقِ احباب ہون بہزاد مین
رنگ صحبت سے مری تصویر کھینچ

راہ پاکر زخم سے نکلے نہ جو
پھر نمک قاتل جو دل سے تیر کھینچ

اے مصور جب وہ دیکھے آئنہ
پاک موقع عکس کی تصویر کھینچ

قتل کی حسرت ہوا اے دستِ شوق
اک ذرا بڑھ دامنِ شمشیر کھینچ

اے مصور ہے ترقی پر وہ حسن
کھینچنی ذلت جو ہو تصویر کھینچ

کیا حیا سب کہتے ہین مانی سے وہ
کھینچ پردہ رُخ پہ جب تصویر کھینچ

دولتِ عقبےٰ اگر چاہے امیر
دستِ دل سے دامنِ شبگیر کھینچ

منتِ قاتل نہ احسانِ کمان و تیر کھینچ
ہاتھ سے اپنے گلے پر آپ ہی شمشیر کھینچ

تیر کھا کر شکر کر نالے نہ او نخچیر کھینچ
سر جھکا کر نازِ قاتل کے تہِ شمشیر کھینچ

مجھکو ہو تیرا تصور تجھکو ہو میرا خیال
مین تری تصویر کھینچون تو مری تصویر کھینچ

جان نثارون مین سب سچا کون جھوٹا کون ہے
یار ابھی کھل جائین گے جوہر ذرا شمشیر کھینچ

سامنا بیدرد سے ہے دیکھنا خفت نہو
اے دلِ پُر درد جب کھینچ آہ پُر تاثیر کھینچ

ہوکے پابندِ محبت بندِ غم سے چھوٹ جا
ہاتھ دنیا سے پہنکر پاؤن مین زنجیر کھینچ

قتل گہ مین کچھ مرے قاتل سے بن پڑتا نہین
روکتی ہے شرم کہتی ہے ادا شمشیر کھینچ

چارہ گر تدبیرِ دردِ عشق تجھسے سوچنا
خط آ رد تو پہلے بالا سے خطِ تقدیر کھینچ

ایک دن تیری بھی یون ہی کھال کھینچی جائیگی
پوست آہو کا نہ اے صیاد آہو گیر کھینچ

ہاتھ مین اُس مست کے تلوار دے پھر سیر دیکھ
چشم میگون مین ذرا سرمے کی بھی تحریر کھینچ

سبزۂ خط اُسکا دکھلا کر نہ دیوانہ بنا
بیگنہ ہون مجکو کانٹون مین نہ اے تقدیر کھینچ

بادہ خوارون پر عنایت چاہیئے پیر مغان
ان مریدون کو بھی اپنے رنگ مین اے پیر کھینچ

بندگی ہو لے کی یکسو ہوکے کرنا چاہیئے
اے تسلی ہاتھ دنیا سے دم تکبیر کھینچ

مدّ گیسو کی درازی کا ٹھکانا ہے کہین
اس کشش سے اب تو ہاتھ اے کاتب تقدیر کھینچ

جھیل کڑیان سلسلہ گیسو سے رکھنا ہے اگر
قید زندان سے نہ گھبرا صدمۂ زنجیر کھینچ

تیر پڑتے ہین جگر پر برچھیان دل پر مرے
بار بار آہین نہ اے قاصد دم تقریر کھینچ

کشتۂ مژگان ہون مانی ہاتھ سے رکھدے قلم
کھچ سکے تو نوک خنجر سے مری تصویر کھینچ

ساتھ پیکان کے لپٹ کر دل نہ کھچ آئے کہین
دیکھ او ظالم ذرا آہستگی سے تیر کھینچ

روئے اپنے حال پر جاتی جوانی مین امیر
رات تھوڑی رہگئی ہے نالۂ شبگیر کھینچ

ردیف حاے حطی

سے چلتے ہی گزری زمین دم کی طرح
گھسے [?] کمان نقش قدم کی طرح

حفظ لسان سے ہون مین مشہور خلق
نطق خموشی ہے قلم کی طرح

قصد سفر اُن کا ہوا جبکو مرگ
گھر سے وہ نکلے مرے دم کی طرح

زار یہ اے ترک ہون مین سخت جان
خون نکلتا نہین دم کی طرح

دیکھیے جب میکدے مین ہے بلند
دست سبو دست کرم کی طرح

عشق مین مرکز ہی ہوگی نمود
نام نکل جائے گا دم کی طرح

سر ہی غم عشق مین بٹیا کرے
ہاتھ رہا سر پہ علم کی طرح

ہون وہ سیہ روز چلون جسطرف
شام رہے ساتھ قلم کی طرح

ضعف ہے ایسا کہ زمین گیر ہے — سایہ مرا نقش قدم کی طرح
دیر مین ٹھہرو تم اگر دم کے دم — صاحب حرمت ہو حرم کی طرح
پان بھی بھیجے ہین تو غیرون کے ہاتھ — لطف وہ کرتے ہین ستم کی طرح
ہون مین وہ غمزدہ ہے جسکو عزیز — برق غضب ابر کرم کی طرح
راہ ہے کعبے کی رہِ کوے یار — سجدہ کنان چلیے قدم کی طرح
حیف کہ رستے مین سب ہمسفر — چھوڑ گئے نقش قدم کی طرح
زندہ محبت سے ہون مین ناتوان — ہے یہ ہوا سینے مین دم کی طرح

بیٹھے امیر اُسکی گلی مین جو ہم
مٹ کے اُٹھے نقش قدم کی طرح

مژہ بھی کرتی ہے بل ابروے بتان کی طرح — ستم ہے تیر بھی کھنچنے لگے کمان کی طرح
مزہ یہ ذوق شہادت کا ہے کہ اے قاتل — زبانِ تیغ کو چوسون تری زبان کی طرح
یہ لطف مقتل الفت مین ہے شہادت کا — کہ آپ بھی ساتھ سے چلے عمر جاودان کی طرح
نوید وصل سناتی ہے دل کے داغون کو — بہار لوٹتی ہے باغ کو خزان کی طرح
یہ میکدہ ہے کہ کوی طاقت ستم بناق — جو آے پیر کی صورت گئے جوان کی طرح
فراق یار مین رو دیا جو مین تو ستم اُس کا — لپٹ گیا ہے معشوق مہربان کی طرح
بل ابرون پہ ہے اللہ آبرو رکھے — کھنچے ہین خود بھی وہ شمشیر امتحان کی طرح
جو تیز رو تھے مسافر وہ پہنچے منزل پر — مین اُٹھکے بیٹھ گیا گرد کاروان کی طرح

گلا یہ ضبط نے گھونٹا کہ تنگ آ کے امیر
نکل گیا مرے سینے سے دم فغان کی طرح

ہے دل مین ٹھنی اب کہ اگر آے گا ناصح — سمجھاؤن گا ایسا کہ سمجھ جاے گا ناصح
مین اُسکی نہ مانون گا تو نقصان مرا کیا — میری جو نہ مانے گا تو پچھتاے گا ناصح

آتا ہے مرے پاس تو آنے دو نہ روکو
دو چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائے گا ناصح

پہلے اُسے دیکھ آئے یہ کہنا مرا مانے
پھر میرے یہ آنکھون پہ جو فرمائے گا ناصح

کہدو کہ نہ باتون مین مری شاخ نکالے
کہدون گا بتے کی مین تو پچتائے گا ناصح

سنکر مین نصیحت نہین لاتا جو حرارہ
اتنا ہے مجھے دھیان کہ جل جائے گا ناصح

رونا جو مین چھوڑ دن گا تو تڑپون گا مقرر
بیکار تو مجھسے نہ رہا جائے گا ناصح

آیا ہے اگر صحبت رندان مین تو بیٹھے
گھبرا کے امیر آپ ہی اُٹھ جائے گا ناصح

ردیف خائے معجمہ

ہے جس قدر کہ وہ صنم شوخ و شنگ شوخ
ایسے کبھی نہ ہونگے بتان فرنگ شوخ

آئینہ دیکھو جاتے ہو کیا سیر باغ کو
پھیکا گلون کا رنگ تمہارا ہی رنگ شوخ

مانگا جو بوسہ مین نے جلیسون سے یہ کہا
دیکھو تو کسقدر ہے یہ بے نام و ننگ شوخ

ساقی شراب سُرخ وہ مجھ مست کو پلا
یاقوت آبدار سے جسکا ہو رنگ شوخ

مضمون جو سوجھنے لگے اُڑنے لگا قلم
میدان پاکے اور ہوا یہ سمنگ شوخ

گھر والون پہ بھی ہوتی ہین ہر وقت پھبتیان
کتنا ترا مزاج ہے اے خانہ جنگ شوخ

ہے رنگ باندھنا تو ڈبو امین اُنگلیان
مہندی سے تیری میری لہو کا ہی رنگ شوخ

معشوق وہ ہی جسکی طبیعت بھی شوخ ہو
کیا فائدہ فقط ہو جو چہرے کا رنگ شوخ

بینش پہ ناز شیخ کو عینک سی ہے عبث
کیا وصف ہے جو مرکب تیمور لنگ شوخ

کہنے کی یہ غزل تو نہ تھی لیکن اے امیر
مین کیا کرون ہے میری طبیعت کا رنگ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاقلون کو ہے آبادی کا شانہ پسند
ہم ہین وحشی ہمین سنسان ہے ویرانہ پسند

قصہ گو یون سے جو سن لی ہے کہانی میری
انگلیان کانون مین اب دیتے ہین افسانہ پسند

جان دی شمع پہ پروانون نے گر گر سر بزم
ایسی آتی ہے ہمین ہمتِ مردانہ پسند

مر گیا مین تو حسینون نے بھی کی زینت ترک
رخ کو آئینہ نہ اب زلف کو ہے شانہ پسند

مسجد و ظرفِ وضو تجھکو مبارک زاہد
ہمکو ہے بزم مے و شیشہ و پیمانہ پسند

مٹ گئے سامنے اُس شوخ کے جتنے تھے حسین
حسن پریون کا کرے اب کوئی دیوانہ پسند

دل کو کیا لطف جو معشوق نہو گرما گرم ؂
شمعِ خاموش کو کرتا نہین پروانہ پسند

آبلے پاؤن کے کافی ہین مجھے وحشت مین
تاجِ سلطان کو ہے گوہرِ یکدانہ پسند

دونون گھر اُسکے ہین تمیز کہان وحدت مین
ہمکو کعبے ہی کی مانند ہے بتخانہ پسند

آئنہ حسانکے زانو پہ جگہ دی اُسنے
جانتا دل جو مرا تو کبھی کرتا نہ پسند ؂

اپنے مضمون تو پسند آتے ہین عالم کو امیر
ہے وہ شاعر جو کرے معنیِ بیگانہ پسند

سچ کہہ بلند کسکی ہے اے خوبرو پسند
تجھکو عدو پسند ہے مجکو ہی تو پسند

سب کو تری پسند ہے اے ماہرو پسند
عالم پسند وہ ہے کرے جسکو تو پسند

اصدرہے جوش ناز و ادا بزم یار مین
پس پس گیا ہے آج دلِ آرزو پسند

خنجر و کمان کے کہتے ہین وہ بات بات پر
ہمکو تو اس زبان سے ہی گفتگو پسند

آدجو میرے قتل کو اشارہ ہے بلحاظ
ناوک جگر پسند ہو خنجر گلو پسند

رحمت ہی رحمت اُسکی ہے کر لے اگر قبول
میری نماز اُسے ہے نہ میرا وضو پسند

دیکھون کہ میرے یار سے کیونکر نباہ ہو
وہ دشمن آبرو کا ہے مین آبرو پسند

زینت کے وقت بھی ہے جو انجام کا خیال
مٹی کے عطر کی ہمین آتی ہے بو پسند

احسان کسی کا کب ہے گوارا برنگِ گل
ہے چاک پیرہن نہین لیکن رفو پسند

زاہد نگاہِ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ
کیا جانے اُس کریم کو وہ ہے کہ تو پسند

آجاے جسپہ دل ہے وہی جان سی عزیز / یعقوب کو ہے جامۂ یوسف کی بو پسند

کھلکر کہو کہ بوسۂ گیسو نہ دینگے ہم / یہ الجھی الجھی ہمکو نہین گفتگو پسند

بلبل نثار گل پہ ہے پروانہ شمع پر / ذرّے کو مہر ہمکو ہے وہ ماہرو پسند

پیدا کیا ہے حسن نے دولت کا خاصّہ / وہ کون ہے جہان مین نہین جسکو تو پسند

سب آفتون سے چھوٹ گیا کرکے ترک حرص / کیونکر نہو مجھے دل بے آرزو پسند

دن رات ذکر شعر و سخن سے ہے کام امیر
باتین یہی پسند یہی گفتگو پسند

جسدن سے اُس غریب کو آیا ہے تو پسند / ہے کس غضب مین جان دل آرزو پسند

ساقی ہے دختِ رز سے زیادہ عروس کون / کیا بھینی بھینی اُسکی ہے مستون کو بو پسند

عاشق کو ذبح کرکے وہ خنجر ہو کیون نہ مست / خونخوار کو ہے مے سے زیادہ لہو پسند

مُنہ دیکھنے کا ہے اُنس فقط شکلِ آئنہ / کرتے ہین دل مرادہ مرے روبرو پسند

یہ جھک پڑا جہان وہین دریا بہا دیا / ساقی مجھے ہے ہمتِ دستِ سبو پسند

کہتے ہو کوئی جم کے نہ بیٹھے ہمارے پاس / اُکھڑی ہوئی یہ ہمکو نہین گفتگو پسند

کیا مجکو سبز باغ دکھاتا ہے آسمان / مشتاق مے ہون مین نہین خالی سبو پسند

دل ہے ترا جگر ہے ترا جان ہے تری / ہرگز نہین دریغ کرے جسکو تو پسند

بحر جہان مین گوہر یکتا ہے میری ذات / اِس تھوڑی سی بساط پہ ہے آبرو پسند

اللہ رے پاس خاطرِ اغیار یار کو / لایا ہے قتلِ دوست کو خنجر عدو پسند

اے دل خدا کیواسطے اب میری جان چھوڑ / تجھکو نہ مین پسند نہ مجکو ہے تو پسند

ہم چاہین دل ملے وہ ملاتے نہین ہین آنکھ / وان جام سے دریغ یہان ہے سبو پسند

سو آفتین ہزار بلائین قبول ہین / مُنہ یاس کا نہ دیکھے دلِ آرزو پسند

ہم بے زبان یار ہمارا زبان دراز / یان خامشی پسند ہے وان گفتگو پسند

بے ذوق عشق دیدہ و دل دونوں ہیچ ہیں
خالی قدح پسند نہ خالی سبو پسند

زاہد کو گریہ وقت عبادت ضرور ہے
اللہ کو نماز نہیں بے وضو پسند

جھکیے جو پیش یار تو آنسو بہائیے
ہے اس نماز کے لئے ایسا وضو پسند

سب ہے لکھنو کی جان عہ تو کلکتے میں امیر
خاک آئے میری آنکھ کو اب لکھنؤ پسند

میرا کلام صاف ہو کیونکر عدو پسند
آئینے کو کرے نہ کبھی زشت رو پسند

نکلے امید جس سے وہ ہے گفتگو پسند
مجھکو ہے وِرد آیۂ لاتقنطوا پسند

کرتا ہوں پیار غیر کو بھی میں تری طرح
وہ بھی پسند مجھکو ہے جسکو ہے تو پسند

آنکھوں کو میری مدِ نظر ہے تو، دے یار
کانوں کو میرے ہے تو وہی گفتگو پسند

افشا ہو رازِ عشق تو کاٹیں زبان ہم
مستوں کی طرح ہمکو نہیں ہاؤ ہو پسند

چھوٹے بڑے پہ کچھ نہیں موقوف ساقیا
میکش ہوں مجھکو خُم کیطرح ہے سبو پسند

دو ہاتھ میں کرے گا وہ کیا خاک فیصلہ
ہے جسکو طولِ قصۂ تیغ و گلو پسند

خاکِ لحد ہے ریگِ رواں کیطرح رواں
مرنے کے بعد بھی ہے تری جستجو پسند

شکرِ خدا کہ اب ہوئی امید قتل کی
منہدی کے بدلے اُنکو ہے میرا لہو پسند

ہے تو ہی شرق و غرب و جنوب و شمال میں
کیوں سجدہ مثل کعبہ نہو چار سو پسند

میکش وہ ہیں کہ اور ہے اپنا دل و دماغ
ساغر ہے مہر کا نہ فلک کا سبو پسند

دوں میں دلِ شکستہ تو ٹوک کر کہے وہ بت
ٹوٹا ہوا کسیکو نہیں ہے سبو پسند

ناداں ہے قیس سے جو ہیں دی مناسبت
لیلی اُسے پسند ہے ہمکو ہے تو پسند

تعریف دوستوں کی نہیں معتبر امیر
اچھا ہے وہ کلام کرے جو عدو پسند

چاہِ ذقن میں دل کو کیا بیگناہ بند
اُلٹی وہ سنو کہ ہوتے ہیں واں داد خواہ بند

عہ اشارہ وجہ واجد علی شاہ زمانہ دور سے اور کھیرات ۱۲

یارب پڑی ہے کس رخِ پرنور پر نظر
ہوتے نہین جو دیدۂ خورشید و ماہ بند

اچھا بندھا نہ ایک بھی مضمون زلف کا
لکھکر کیے قلم نے ہزارون سیاہ بند

اے چشمِ تر ٹھہر بھی کہ خط یار کو لکھون
بارش مین نامہ بر کی ہوئی پہرون سے راہ بند

راہی ہین صبح و شام مسافر سوے عدم
ہوتی نہین ہے شب کو بھی یہ شاہراہ بند

اُس شاہِ حسن کا کوئی دربار کیا کرے
جب جا کے دیکھیے ہے در بارگاہ بند

بادِ بہار نے یہ لپیٹے ہین برگِ گل
رنگین تری قبا کے ہین کیا واہ واہ بند

زاہد بھی میکدے کیطرف کیا چلے گئے
مدت سے ہے امیر درِ خانقاہ بند

مشاطہ کیا ہے آئنے کا بھی سلام بند
سرکار حسن کا نظر آتا ہے کام بند

کرتا ہے غیر یار سے بدگوئیان مری
کچھ دن تو منہ حریص کا ہو لا کلام بند

گھبرا کے رند جانبِ دوزخ چلے گئے
پایا جو بابِ روضۂ دار السلام بند

وہ در شود کشادہ اگر بستہ شد درے
رہتا نہین کسیکا زمانے مین کام بند

مسجد مین جا کے بیٹھ رہا مَیفروش کیا
کیا وجہ کیون دکان ہے مے کی مدام بند

چھوٹے جو ایک غم سے پھنسے اور غم مین ہم
جیسے قفس مین ہوتے ہین مرغان دام بند

لازم ہے بہر گریہ بھی دل کی کشادگی
آئے عرق کہان سے اگر ہون مسام بند

ساقی کے ہجر مین ہے اذیت خمار کی
دل کیا کہ ٹوٹتے ہین بدن کے تمام بند

اے ابرِ چشم کچھ تو برسنے مین کر کمی
ہے کاروبارِ خلق خدا کا تمام بند

ساقی یہ بزمِ عیش ہے سن لے امیر کی
ہو شام سے نہ صبح تلک دورِ جام بند

ردیف دال ثقیلہ

چھو کے اُس ابرو کو ہے مجکو بھی شایان گھمنڈ
کرتے ہین شمشیر زن جیت کے میدان گھمنڈ

تو ہے سلامت تو کیا صبح قیامت کا ڈر
تیری درازی پہ ہے ای شب ہجران گھمنڈ

کہتے ہین آئینے مین دیکھکے زلفون کا بل
ہمسے بھی کرتے ہین اب گیسوے پیچان گھمنڈ

مہر کو بھی ہے کسوف ماہ کو بھی ہے خسوف
حسن پہ زیبا نہین اے بت نادان گھمنڈ

عشق فسون گر سے ہے آج ترا سامنا
پڑھ لے جسل افسون پہ ہو تجکو پریخوان گھمنڈ

ایک ہین کس لیکے ناز حشر کے دن اٹھ سکین
کہتی ہے مجھسے صراط کرتی ہو مژگان گھمنڈ

نوک کی ہم سے بنے مین جائین جو گلزار کو
گل سے گریبان کرے خار سے داماں گھمنڈ

وحشیون کے غول ابھی آنکھ سے گزرے نہین
کرتا ہے وسعت پہ کیا حشر کا میدان گھمنڈ

ہے جو امیر اسقدر حشر کے دن بیخطر
تیری حمایت پہ ہے اے شہ مردان گھمنڈ

ردیف ذال

چشم بد دور کھلا خوب ہی سر کا تعویذ
باندھ دون لکھکے مین بازو پہ نظر کا تعویذ

مہر و مہ چاہتے ہین دیکھکے بازو تیرے
ایک ادھر کا تو بنے ایک ادھر کا تعویذ

داغ دینا کسے منظور نظر ہے صاحب
ہاتھ مین کیون ہے یہ طاوس کے پر کا تعویذ

چاند کہتے ہین کسے تذکرہ کیا ہے
یہ گلے کی ترے ہیکل ہے وہ سر کا تعویذ

آنکھ دکھلاتے ہین وہ دیکھکے مجکو بیتاب
یہ نکالا ہے نیا درد جگر کا تعویذ

پھر بلائی گئی مشاطہ کہ باندھے کسکر
اک ذرا بھی کہین بازو سے جو سرکا تعویذ

چشم بد دور ترقی پہ ہے جوبن اُن کا
چاہیے روز نیا ایک نظر کا تعویذ

مر گئے عشق مین ہر رنج سے راحت پائی
داغ دل بڑھ کے ہوا درد جگر کا تعویذ

جتنی تاثیر ہے انسان کے دل مین ہے امیر
نقش کامل ہے نہ کوئی نہ اثر کا تعویذ

نہین ہے غنچۂ عروس بہار کا تعویذ
یہ کھل پڑا ہے کسی گلعذار کا تعویذ

ملون نہ آنکھون سے کیون اُسکے خط کو اے قاصد
یہ سب ہے مرے مرض انتظار کا تعویذ

پیون جو مَے مرض غم ہو دور اے ساقی
کہ خط جام ہے میرے بخار کا تعویذ

اثر دکھاے گی الفت پس فنا تو حضور
ملین گے آنکھون سے میرے مزار کا تعویذ

کبھی تو فاتحہ پڑہنے ادھر بھی وہ آجائین
اثر دکھاے الٰہی مزار کا تعویذ

چمن مین جاؤ تو نرگس لگاے آنکھون سے
تمہاری چوٹی مین ہے کس بہار کا تعویذ

خط اُن کا آیا ہے رکھلون مین اپنے سینے پر
کہ ہے یہ میرے دل بیقرار کا تعویذ

گیا جو یہ تو بلا سے امیر وہ تو ملا
رہے گا دل کی جگہ دستِ یار کا تعویذ

ردیف راے مہملہ

تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر
سر فروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

کوہکن کوہکنی شیوۂ عشاق نہین
ہے جو عاشق دل معشوق مین گھر پیدا کر

رنگ چاہے اگر اس باغ مین آزادی کا
نکہت گُل کی طرح شوق سفر پیدا کر

قطرۂ اشک سے نے گوہر گوش جانان
آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر

اُڑ چلے گا ابھی اے یار زر ا بال تو کھول
تجکو بننا ہے پریزاد تو پر پیدا کر

کونسی جا ہے جہان جلوۂ معشوق نہین
شوق دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

میرے ہی دل پہ گرے کاش یہ بجلی بنکر
اے فلک آہ مین اتنا ہی اثر پیدا کر

آخرت مین عمل نیک ہی کام آئین گے
پیش ہے تجکو سفر زادِ سفر پیدا کر

عشق حُسنِ نمکین کا جو اُٹھاتا ہے مزہ
پہلے کچھ ذائقۂ زخم جگر پیدا کر

اپنی گردش پہ بہت ہے تجھے اے چرخ گھمنڈ
جب مین جانون کہ شبِ غم کی سحر پیدا کر

صدمے الفت کے اُٹھانے ہین الٰہی مشکل
دل اگر ایک دیا لاکھ جگر پیدا کر

عشقبازی کا اگر حوصلہ رکھتا ہے امیر

دل جو لو ہے کا تو پتھر کا جگر پیدا کر

جو دل ہے حلقۂ بزم شراب سے باہر
وہ ذرہ ہے عمل آفتاب سے باہر

سوال کرنے نکیرین شوق سے آئین
وہ دو ہین مین نہین تلو کے جواب سے باہر

خدا کو دل ہی مین ڈھونڈو ادھر ادھر نہ پھرو
نہین کتاب کا مطلب کتاب سے باہر

شریک ہو کے رہے یا الگ بنا کے گھر
کسیطرح نہین دریا حباب سے باہر

جو بوسے دے کے حسین پھیر لین تو دونی ہون
یہ لین دین تو ہے ہر حساب سے باہر

یہی ہے اشک کا طوفان تو مثل قصر حباب
محال ہے کہ مرا گھر ہو آب سے باہر

ڈرے حساب کے دن سے تو توڑ سے مجھے کیا
مرے گناہ ہین زاہد حساب سے باہر

عجب ہے بیا ہین وہ گھر مین کردن جو آہ امیر
نکل کھڑے ہون ابھی اضطراب سے باہر

کونسا گل ہے نہین جو زیب دامان بہار
کونسا غنچہ نہین گوے گریبان بہار

کسقدر روشن ہے پھولون سے شبستان بہار
شاخ ہر گلبن کی ہے سرو چراغان بہار

قاضی و مفتی و زاہد سب گھرون مین جب چپے
ایک دیوانہ ہے تیرا مرد میدان بہار

نشے کے ڈورے جو ہین اے مست آنکھون مین تری
ہے بجا انکو اگر کہیے رگ جان بہار

دونون عاشق ہین مگر ہے عشق مین البتہ فرق
مین نثار حسن ہون بلبل ہے قربان بہار

ابر پر آسان حکومت سہل تسخیر ہوا
داغ ہر لالے کا ہے مہر سلیمان بہار

تازگی ہر رخ پہ ہے جاتی رہی افسردگی
سبز پتے بوٹے بوٹے پر ہے احسان بہار

زلف سنبل سرو قد غنچہ دہن عارض سمن
چشم نرگس گوش گل کانٹے ہین مژگان بہار

گوہر شہوار شبنم نذر دیتی ہے صبا
تخت گل پر رونق افزا ہے جو سلطان بہار

مےفروشون سے کہو کھینچین وہ انگوری شراب
کونپلین پھوٹین ہوا گلشن مین سامان بہار

باغبان کانٹون کو سکھلا رکھ کہ ہنگام خزان
کوچ مین ڈالین خلل الجھائین دامان بہار

کیون نہ کہیے شاہ سپتے تاج ہین شاخین ہین تخت
ہے نگین لالہ تو نافرمان ہی فرمانِ بہار

برگِ گل سے قطرۂ شبنم گراتی ہے صبا
کیون نہ لوٹے دل جو دیکھے درِ غلطانِ بہار

جوشِ گل سے ہے یہ ارزان نرخِ بازار اے امیر
کوڑی کوڑی بکتے ہین ماہ کنعانِ بہار

تشو دل فدا ہے صاحب قرانِ رامپور
ہے رامپور جسم وہ ہے جانِ رامپور

بالا ہے قاف سے بھی کہین شانِ رامپور
زلفِ پری ہے سایۂ ایوانِ رامپور

تازہ بنائین لے کے جو پائین بتانِ چین
رنگِ شکستہ چمنستانِ رامپور

محوِ خرامِ ناز نسیم و صبا نہین
گلگشت کر رہے ہین حسینانِ رامپور

کلیان یہان کی باغِ ارم کی ہین کیاریان
رضوان ہے باغبانِ گلستانِ رامپور

نرگس کے پھول کر دیے انگور کے نہین
ہین دخترِ رز کی تاک مین مستانِ رامپور

آشفتگی یہان کی ہے طرۂ بہار پر
زلفِ بتان ہے خوابِ پریشانِ رامپور

کونین کے مزے ہین بشر کو یہان نصیب
دونون جہان سے سیر ہین مہمانِ رامپور

اہلِ نظر کو ملتی ہے آنکھون مین یہان جگہ
اللہ چشمِ بد سے نگہبانِ رامپور

چکر مین بے سبب نہین دن رات آسمان
کرتا ہے مہر و ماہ کو قربانِ رامپور

شہنا کی بام سے نہین آتی ہے یہ صدا
زہرہ ہے آسمان پہ ثنا خوانِ رامپور

سائے پہ فرطِ نور سے عالم ہے دھوپ کا
ہے آفتاب شمسۂ ایوانِ رامپور

بھولین گے خلد مین بھی نہ انکے ادا و ناز
یاد آئین گے وہان بھی حسینانِ رامپور

لاتے نہین خیال مین شاہانِ دہر کو
حضارِ بارگاہ سلیمانِ رامپور

حصہ امیر کو بھی ملے خوانِ جود سے
مہمان نواز یہ بھی ہے مہمانِ رامپور

بادۂ گلرنگ پیون ساغر و مینا بھر کر
موسمِ گل مین کرون کیا مین خزینا بھر کر

دل یہ ہے بحر محبت مین ہجوم غم و یاس
خوف ہے بیٹھ نہ جاے یہ سفینا بھر کر

باندھ دین عشق کے بازو پہ یہ اچھی ہے صلاح
دل کے تعویذ مین ہم نقش رضینا بھر کر

فصل گرمی کی ہے رکھنا نہ کمر مین قاصد
حرف مکتوب نہ بہہ جائین پسینا بھر کر

حسن کی نذر کو پھولون کی لگا سی ڈالی
عشق نے داغ الم سے مرا سینا بھر کر

ساقیا ترسم کہ بے بادہ مجھے گزرے ہین
چند روز اور بھی خالی کا مہینا بھر کر

حال کیا پوچھتے ہو سیر دل پرخون کا
دیکھ لو بادۂ گلرنگ سے مینا بھر کر

محضر خون پہ مرے اسلیے کرتے ہین وہ مہر
لعل ہو خون مین پتھر کا نگینا بھر کر

نشۂ دولت دنیا ہے خمار عقبے
مست منعم ہین عبث زر سے خزینا بھر کر

عطر تحفے مین نہ بھیجو مجھے بھیجو کسی دن
شیشیون مین گل عارض کا پسینا بھر کر

مست میخانۂ غم کب نہین رہتا مین اسیر
خون چلو مین ہمیشہ سے مجھے پینا بھر کر

آمادہ وہ مژگان سے ہین ناوک فگنی پر
منہ تیرون کا برسے گا غزال ختنی پر

ناصح نہ زبان کھول مری طعنہ زنی پر
عاشق ہے خدا بھی تو رسول مدنی پر

ہر آیۂ قرآن سے فصیحون کو ہے حیرت
حیران ہون کہ ایسا سخن اس بیدہنی پر

گلشن مین بہار آکے کرے گرم تو بازار
زہاد تلے بیٹھے ہین توبہ شکنی پر

اب قافلۂ صبر و تحمل کا خدا ہے
باندھی ترے غمزے نے کمر راہزنی پر

ساتھ اپنے جو لیجائین مجھے بھی وہ سفر مین
قربان وطن ایسی غریب الوطنی پر

مارا مجھے اسنے ترے لب یاد دلا کر
ثابت ہے مرا خون عقیق یمنی پر

آیا ہے شہیدون کیطرف دیکھیے اب خلق
کیا باندھنو باندھے ہے تری گل پیرہنی پر

یون اور حسین دیکھ رہے ہین تری رخ کو
محتاج کی جسطرح پڑے آنکھ غنی پر

چھینی فلک دون نے جو محتاج کی چادر
ڈالے گا یہ کمبخت مگر قبر غنی پر

چھو جاے ہوا بھی تو تنِ صاف ہو میلا
ہے قطع یہ جامہ تری نازک بدنی پر

فرہاد نے کچھ لطف نہ محنت کا اُٹھایا
پتھر کے تلے ہاتھ رہا کوہکنی پر

صیاد نہ دے رنج اسیرانِ قفس کو
کر رحم غریبون کی غریب الوطنی پر

کیا خط کا جواب اُسنے تعلّی سے دیا واہ
بھیجا ہے قاصد مجھے نیزے کی انی پر

کیا رتبہ امیر اُسکو ملا عرش پہ پہنچا
سر جسکا جھکایا ہے رسولِ مدنی پر

تعجب ہے جو سرکش ہین یہ زردار
کہ ہے سر بر زمین شاخِ ثمردار

مین جس قاصد کو دون اپنا خطِ شوق
ابھی وہ صورتِ طائر ہو پردار

نباہا قول کھینچکر دار پر بھی
کہین منصور سے ہوتے ہین سردار

ستاتے ہو مجھے اتنا تو کہدو
کہان پاؤگے ایسا نازبردار

جہان مین وجہ شادی ہے تو دولت
نہ ہنستے گُل اگر ہوتے نہ زردار

کہان تک سوزشِ بیہودہ اے دل
کوئی نالہ تو پیدا کر اثردار

قد و گیسو کا ہے عاشق سے ایما
رسن بر پا ان رسن ہی دار بردار

امیر اُس قامتِ موزون کے آگے
چمن مین سرو آتا ہے نظر دار

دل ابرو پر فدا ہو سفت کا الزام دلبر پر
گلا شمشیر کاٹے خون ہو جلاد کے سر پر

خرابِ عشق لاکھون تاک مین ہین چشمِ ساقی کی
زمانے کے شرابی آگرے ہین ایک ساغر پر

دکھا کر آنکھ قاصد کو صنم نے کر لیا بندہ
خدا کی شان دیکھو چل گیا جادو پیمبر پر

دلِ بیتابِ عاشق جا کے ٹھہرا کوے قاتل مین
سپاہی نے کمر کھولی پہنچکر اپنے بستر پر

نہین یہ گرمیِ مے سے لبِ جانان پہ تبخالے
اُلٹ کر رکھدیے ساقی نے ساغر حوضِ کوثر پر

شہیدِ تیغِ قدِ یار ہو کر اسقدر تڑپا
کہ اُڑکر خون کی چھینٹین پڑین دامانِ محشر پر

یہ شوق نامہ بر ہے انتظارِ خطِ جانان مین
پھڑک جاتا ہے دم آوازِ پروازِ کبوتر پر

گڑے مردے اُکھیڑے جائین گے پھر دوبارہ
زمانے بھر کے جھگڑے اٹھا رکھے ہین روزِ محشر پر

سیہ کاری سے جی بھرتا نہین پر شرم آتی ہے
کہان تک بوجھ رکھیے کاتبِ اعمال کے سر پر

نہین بخیہ جو ہے مشابہ بخیے کے ٹانکے
دہانِ زخم کا بھر دانت ہے قاتل کے خنجر پر

مجھے بھی کوئی بوسہ دے لبِ شیرین کا اے ساقی
جہان سیراب ہین پیاسا کھڑا ہون نہرِ کوثر پر

جو اُس بلقیس وش سے لیکے نامے کا جواب آئے
تصدق کر کے چھوڑون سیکڑون ہدہد کبوتر پر

لگائے گا وہ سرمہ آنکھ مین کس کے دکھانے کو
ہمارے دم تلک رکتا ہے قاتل باڑھ خنجر پر

وہ مست آئے تو پیشکش کیا کرین جس سے مست ہو جائین
صراحی پر صراحی خم پہ خم ساغر ہو ساغر پر

ریاض وہ ہم مین ہم سا کہان ہے طائرِ وحشی
کہ اپنا آشیانہ نجد مین ہے قیس کے سر پر

امیر اب دوسرے کو اس جہان مین کیا توقع ہو
برادر کو نہ آیا رحم یوسف سے برادر پر

وہ بگڑے جب لیا بوسہ جھگڑ کر
شکست فاش دی قسمت نے لڑ کر

گئے وہ ہم سے بیماری مین اڑ کر
طبیعت اب نہ سنبھلے گی بگڑ کر

اجل نے سارے جھگڑون سے چھڑایا
فراغت مل گئی تربت مین گڑ کر

وہ کشتہ ہون جو قاتل نے کیا قتل
ہزارون تیر سے بدلے اکڑ کر

حیا آتی ہے کیا منزل پہ جاؤن
کہ کانٹے روکتے ہین پاؤن پڑ کر

یہ جنگ زرگری در پردہ ہے صلح
ملا دیتی ہے دل کو آنکھ لڑ کر

وہ مجرم ہین نہ رضوان بھی اٹھائے
در جنت پہ ہم بیٹھین جو اڑ کر

جدا سر ہو تو اپنا درد سر جائے
کرین کیا دردِ سر صندل رگڑ کر

کنوین کیا کیا نہ الفت نے جھکائے
ہوے ناسور دل مین داغ پڑ کر

نکیرین آئے ہین تربت مین ناحق
ملے گا کچھ نہ مفلس سے جھگڑ کر

جو آبادی ہے ویرانی ہے آخر
ہوے جنگل ہزاروں شہر اُجڑ کر

کہین جاتا ہے دل سے عشقِ مژگان
نکلتی ہی نہین یہ پھانس گڑ کر

ق

خلعت آدم کے ہم خلد ارثِ آدم
کبھی لیلین گے رضوان سے جھگڑ کر

فراق یار مین نفرت ہے مے سے
الگ بیٹھا ہون ساقی سے بگڑ کر

کہان آیا ہے میسر پاس شیشہ
نکالو بھی اسے گردن پکڑ کر

امیر اک شہر ناپرسان ہے وہ بزم
وھان تم کیا بناؤ گے بگڑ کر

ساقیا ابر ابھی آیا نہین میخانے پر
کیون قدح نوش گرے پڑتے ہین پیمانے پر

وہ حسین تو ہے کہ پریون کو بھی ہے پاس ترا
سایہ کرتی ہین پرون سے ترے دیوانے پر

شکل حیوان کی نہین صورتِ انسان کیسی
کچھ عجب عالم ہو ہے مرے ویرانے پر

کیون مرے سر پہ نہو لغزشِ پا کا احسان
ہاتھ پڑ جاے جو بیساختہ اُس شانے پر

جی مین ہے شیخ و برہمن کو دکھاؤن دریا
ناز کعبے پہ اسے ہے اُسے بتخانے پر

ہے عجب حال بیان کوئی سمجھتا نہین کچھ
لاکھ اپنون کو کہون رکھئے مین بیگانے پر

فرق تقسیم کی ہے مزرعِ آفاق نہین
نام ہر ایک کا لکھا ہے ہر اک دانے پر

طالبِ دل ہین وہ عشاق سے اپنے اسطرح
جیسے حاکم کی نظر رہتی ہے نذرانے پر

ہمسے کہتا ہے کہ گیسو نہ چھوؤ اُس بت کے
ماراللہ کی ناصح ترے سمجھانے پر

دل خدا دے جسے وہ داغ محبت سے مول
عشق بلبل پہ ہے موقوف نہ پروانے پر

آتشِ غم مین جو ہم جلتے ہین پروا نہین کیا
رحم آتا ہے کہان شمع کو پروانے پر

ہون مین وہ بلبلِ غمناک کہ گلزار مین گل
چاک کرتے ہین گریبان مرے افسانے پر

ہے وہی دوست بے جسے جس سی محبت ہوجاے
نہ پیا اپنے پہ ہے موقوف نہ بیگانے پر

مجھسے رخصت جو ہوا یار شبِ وصل امیر

چھا گئی کیسی اداسی مرے کاشانے پر

دیکھو زبان نہ تیز کرو بات بات پر
قینچی چلے کسی کے نہ رخصت حیات پر

بوسہ ملا جو اس لب شیرین کا مر گئے
دی جان ہم نے چشمۂ آب حیات پر

پائی ہے برہمن نے جو در پر ترے جگہ
بیٹھا ہے لات مار کے عزّے ولات پر

آرام سے ہون خفت کے بستر پہ مین گدا
تکیہ ہے جب سے رازق مطلق کی ذات پر

سنتا ہون محتسب نے کیا میکدے کو قرق
جھلا دیا یزید نے پہرا فرات پر

رحم آئے جب مزاج مین تب ہون وہ مہربان
موقوف وصل یار ہے دن پر نہ رات پر

پھر ملتے ہین بوستان مین جو دو چار برگ گل
گر جاتے ہین قفس مین مرے پانچ سات پر

لکھتے ہین ہم جو مدحت چشم سیاہ یار
آنکھین نثار کرتے ہین آہو دوات پر

شیشے مین ہم پری کو اتارین گے دیکھنا
چڑھ جائینگے کسی نہ کسی دن وہ گھات پر

کودک مزاج چاہنے والے نہین ترے
کھیلین گے جان پر اگر آئین گے بات پر

منعم ہے شکر فرض جو سائل ہون تیرے گرد
فانوس چاہیئے کوئی شمع حیات پر

پردہ یہ کسکے عارض روشن سے اٹھ گیا
دن کا گمان ہے سارے زمانے کو رات پر

سمجھے یہ خط پشت لب یار دیکھکر
لکھا ہوا ہے حاشیہ عین الحیات پر

درکار ہے بہانہ پئے مغفرت امیر
تقوے پہ منحصر ہے نہ صوم و صلوٰت پر

ملا نام خدا وہ مرتبہ تجھکو حسین ہوکر
فلک کرتا ہے مجرا تیری چوکھٹ کو زمین ہوکر

بچیگی آبرو دنیا مین تو عزلت نشین ہوکر
صدف مین مثل رہنا چاہیئے دُر ثمین ہوکر

خراش غم نے کیا میرے دل کا رنگ چمکایا
زیادہ ہوگیا قیمت مین کندہ یہ نگین ہوکر

کلیجا تختۂ سوسن کا بنا ہے نیلے داغون سے
غضب کی لی ہین دل مین چٹکیاں پہلو نشین ہوکر

کمر کو بال جب مین نے کہا جھنجھلا کے فرمایا
نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بین ہوکر

بڑا ہی مخبر قاصد کو ہوا خط پا کے ڈرتا ہون
فلک پر اُڑ نہ جاے یہ کہین روح الامین ہوکر

تصور ہے وہی پیشِ نظر ہر دم حسینون کا
تماشا ہے ہے محفل مین ہم خلوت نشین ہوکر

کمر ہے بال سی اے گلبدن لچکے نہ چلنے مین
نہ اتنا چاہیے موباف بھاری نازنین ہوکر

بتا دے اے فلک تو ہی تعجب ہمکو آتا ہے
کہ خوش ہوتا ہے پھر کیونکر کوئی اندوہگین ہوکر

بہار لالہ و گل پھر کبھی کا ہے کو دیکھین گے
چلے ہین اِس چمن سے ہم نگاہ واپسین ہوکر

ملون جس دم مین آنکھین اُنکے ساعد سے دمِ رخصت
تو رہجانا وہین اے پردہ چشم آستین ہوکر

جو دل بھی مہربان ہو کب زبان ہے اُنکی قابو مین
جو لب تک ہان بھی آتی ہے نکلتی ہے نہین ہوکر

لگایا تو گلے سے پر لگائی تیغ بھی اُسنے
ملا تو عید کے دن وہ مگر چین بر جبین ہوکر

خدا مومن کی صورت رزق کافر کو بھی دیتا ہے
کسیکو بھول جاے کیا وہ رب العالمین ہوکر

جگہ پکڑی ہے کیون سینے مین دل نے اس سے کیا حاصل
کسی انگشتری مین اسکو رہنا تھا نگین ہوکر

تصور بندھ گیا جس شام کو اُس حور طلعت کا
تو آیا خواب آنکھون مین پری بنکر حسین ہوکر

امیر اِک آئینہ خانہ تھا دنیا جسکو کہتے ہین
وہی صورت رہی پیشِ نظر نکلی کہین ہوکر

کیونکر نظر مین آئے کہ ہے بے نشان کمر
آنکھون سے مثلِ تارِ نظر ہے نہان کمر

زانو مین اور شکم مین صفائی کی بحث ہے
دونون ہین پر خموش کہ ہے درمیان کمر

جسطرح خود ہے عالم ہستی مین بے نشان
اکڑ ن کرے گی یون ہی مجھے بے نشان کمر

جب قصد کرتی ہے کہ مرے دل کو باندھ لے
زلف دراز بڑھ کے یہ کہتی ہے ہان کمر

ہم خوب جانتے ہین کہ ہے جادۂ عدم
سمجھے ہوے ہے جسکو یہ سارا جہان کمر

لاکھون ہین سر فروش ہزارون ہین سر بکف
اِک روز باندھیے تو پڑے امتحان ہوکر

کھلتا نہین کہ خاک مین عاشق تو مل چکے
ابتک ستم پہ باندھے ہے کیون آسمان کمر

تصویر کیا کھنچے گی مصور سے آپ کی
معدوم اگر دہن ہے تو ہے بے نشان کمر

کاہے کو پھر امیر سا پاؤ گے باوفا
باندھو نہ اُسکے قتل پہ اے جان جان کمر

گلشن فردوس ہے رخسار یار
آب کوثر شربت دیدار یار

ہین جو آنکھین طالب دیدار یار
کاش ہوتین روزن دیوار یار

خُلد مین ٹھہرے تہ طوبے جو ہم
یاد آیا سایۂ دیوار یار

زندے مردہ مردے زندہ ہو چلے
حشر برپا کرچلی رفتار یار

برق چمکی تھی جو کوہ طور پر
وہ بھی تھا عکس پر تو رخسار یار

آنکھ اُسے کہیے جو دیکھے وہ جمال
کان وہ ہے جو سُنے گفتار یار

اسقدر غالب نہوا ہے خواب مرگ
آچکا ہے وعدۂ دیدار یار

باغ مین نازان ہین کیا طاؤس و کبک
ٹھوکرین کھلوائیگی رفتار یار

عین صحت ہے مرض کیسا مرض
ہے مسیحا یار ہم بیمار یار

قتل ہوتا ہے دم تزئین جہان
آئنہ ہے تیغ جوہر دار یار

اپنی آنکھین بھی غضب طرار ہین
لوٹ لائین دولت دیدار یار

آنکھ کھولو خواب غفلت سے امیر
گرم محشر مین ہوا دربار یار

اُٹھاتے تھے جو قرآن گل تلک پرہیزگاری پر
مصلے تک گرو ہین آج اُنکی بادہ خواری پر

اُٹھایا زخم کاری سر سے دل نے زخم کاری پر
لگائی تیغ ابرو اُسنے مژگان کی کٹاری پر

تفوق ہو ترے گلگون کو جب باد بہاری پر
یقین نکہت گل کیون نہو گرد سواری پر

بھر آئی اُس صنم کی آنکھ بھی اللہ کی قدرت
ہوا پتھر کا دل پانی ہماری اشکباری پر

لکھوا اشجار سے اکدن خزان بھی آنیوالی ہے
اُٹھائین سر نہ اتنا باغبان کی آبیاری پر

نہین یہ خندۂ دندان نما تلوار کا قاتل
چھڑکتی ہے نمک ظالم ہمارے زخم کاری پر

تری موج تبسم نے چمن کا رنگ چمکایا
ہوا اک اور کوڑا توسن باد بہاری پر

شرارہ ہے یہ گویا نالۂ پرسوز مجنون کا
چمکتا ہے کلس زرین جو لیلی کی عماری پر

وہ پیاسا ہون غنیمت ہے مجھے اک بوند بھی پانی
گلا خود جاکے رکھدیتا ہون بوندی کی کٹاری پر

فقیر اللہ کے ہین بوریا ہے فقر ہے بستر
توکل پر نظر تکیہ ہے اپنا ذات باری پر

خدا ہے عشق ابرو مین جو اپنی جان بچ جاے
رہا کرتا ہے خوف غرق کشتی کی سواری پر

کنوین سے جوش کھا کھا کر نکل آتا ہے جو بارہ
تڑپتا ہے دل اسکا بھی ہماری بیقراری پر

چھپایا گل نے پر یہ بلبل کشتہ کا خون اچھلا
پڑین اڑ اڑ کے چھینٹین دامن ابر بہاری پر

امیر ایسی بھی شب ہوتی کہ وہ میرے گلے آتا
ترحم کچھ تو کرتا آسمان اختر شماری پر

نوجوانی ہے نہ پوچھو رخ جانان کی بہار
کچھ عجب موسم گل مین ہے گلستان کی بہار

ہے جہان جلوۂ معشوق وہی شہر ہے خوب
ساتھ یوسف کے گئی مصر مین کنعان کی بہار

جوش گل باغ مین ہے جوش جنون لازم ہے
پرزے پرزے ہوئی اب ہے گریبان کی بہار

کسطرح میکدے والون کو یقین ہو واعظ
دیکھ آیا نہین تو روضۂ رضوان کی بہار

رنگ محفل کا تو جمگھٹ سی حسینون ہی کے ہے
گل جو کھلتے ہین تو ہوتی ہے گلستان کی بہار

پرتو گیسو جانان نہین آئینے مین
ہے لب نہر چمن سنبل ریحان کی بہار

باغبان سے کہو چھوڑے نہ بہت پھولون پر
چار دن ہے یہ گل و لالہ و ریحان کی بہار

سیکڑون لالہ رخ و سرو قد و غنچہ دہن ہو
دیدنی ہے چمن عالم امکان کی بہار

اب مدینے کیطرف قصد مصمم ہے امیر
دیکھیے چلکے زرا گلشن ایمان کی بہار

مرے پھولون مین یون آؤ چمن صدقے ہو جوبن پر
ملو ہاتھون مین مہندی خون سب کا میری گردن پر

برابر رحم اہل درد کو ہے دوست دشمن پر
کہ جل جاتا ہون مین گرتی ہے بجلی جسکے خرمن پر

ہجوم ایسا نگاہون کا ہوا ہے اُنکی چلمن پر
کہ دُوہرے پردے جالی کے پڑے ہین روزن پر

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ میرا ہاتھ محشر مین
کبھی جیب کفن پر ہو کبھی قاتل کے دامن پر

وہ میکش ہون کہ مستی مین ذرا بھی گر قدم پھسلے
بطِ مے اُڑ کے میرا ہاتھ رکھ لے اپنی گردن پر

دورنگی سے نہین خالی ہے کوئی بات اُس بُت کی
پیامِ صلح لب پر جنگ کے آثار چتون پر

تڑپتا ہے دل بسمل کہین ایذا نہو تمکو
قدم رکھو تو بسم اللہ کہکر میرے مدفن پر

ادا نے ہاتھ تھاما لی نزاکت نے رکاب آکر
ارادہ جب کیا چڑھنے کا اُسنے پشتِ توسن پر

شرارِ آتش دل ہین کہ قطرے اشک خونین کے
نظر آتی ہین کچھ چنگاریان سی جیب و دامن پر

اسیرانِ ازل کو قیدِ بارِ دل نہین ہوتی
گرانی طوق کرتا ہے کمان قمری کی گردن پر

شہیدستون کو کیا خوف بلاے آسمانی ہے
کفِ افسوس ملکر رہگئی برق اپنے خرمن پر

کدورت کب جگہ پاتی ہے دل مین صاف طینت کے
نہ دیکھا گرد کو جمتے کبھی دریا کے دامن پر

وہی ہے تیرہ بختی بعد جل بجھنے کے بھی باقی
دھوین کا جیسے رہجاے نشان دیوارِ گلخن پر

رہے عبرت چلے تو لُٹ کے پہنچے تا سرِ منزل
پھرے تو فاتحہ پڑھتے ہم آئے قبرِ رہزن پر

نہ کرتا مے سے توبہ تو ابھی حشر گر نہ مین مرتا
جو سچ پوچھو تو میرا خون ہے قاضی کی گردن پر

سبکروحی سے مین وحشی ہوائے دشتِ وحشت ہون
پشیمان ہون جو ڈالین ہاتھ کانٹے میرے دامن پر

لگی ہے آگ دل مین بلبلون کے کیا مزہ ہوتا
کوئی پھول اُڑ کے پڑجاتا اگر گلچین کے دامن پر

گلِ خورشید بھی آندھی ہے میرے جی جلانے کو
چمک کر دھوپ بجلی بنگئی شاخِ نشیمن پر

امیر ایسا کیا ویران اجل نے قصرِ شاہی کو
کہ آنکھین کھلکے رہدی بیکسی ایک ایک روزن پر

مری آہون کے شعلے اسطرح ہین میرے مدفن پر
چراغِ زیرِ دامن کا ہو جیسے نور دامن پر

گئی ہے جان اک پردہ نشینِ پاک دامن پر
عجب کیا پنجۂ مریم ہو پیدا میرے مدفن پر

وہ بسمل ہون نگاہِ گرم سے دیکھے جو قاتل کو
اُچھل کر خون میرا جا پڑے قاضی کی گردن پر

کسی گل پیرہن کی جامہ زیبی رنگ لائی ہے
گریبان آجکل ٹوٹا ہوا ہے میرے دامن پر

مجاور گر نہین کوئی تو مجھکو کچھ نہین پروا
اُتر بیٹھین گے کاندہون کے فرشتے میری مدفن پر

یہ عالم ہے عطش کا وادی گرم محبت مین
کہ چشم خضر بھی رہتی ہے آب تیغ رہزن پر

عجب لذت بھری تلوار سے قاتل نے مارا ہے
مرا خون اُسکے سر پر اُسکا احسان میری گردن پر

نہ سمجھا تھا کہ اِن طوقون مین پھر مجکو پھنساؤ گے
کرو گے چوڑیان ٹھنڈی تم آکر میرے مدفن پر

گلا کٹوا مزے لے لے کے پھر اے دل کہان یہ دن
کبھی گردن ہو خنجر پر کبھی خنجر ہو گردن پر

کرون گا اسطرح بدنام اِن پردہ نشینون کو
لہو چھڑکون گا اپنا جا کے مین ایک ایک چلمن پر

وبالِ معصیت سے پاک ہین دل صاف ہے جنکا
عذاب میکشی ہوتا نہین شیشے کی گردن پر

عبث ہے دختِ رز پر تہمتِ تر دامنی واعظ
نمازین پڑہتی ہین آآکے حورین اُسکے دامن پر

نگاہِ یاس نے خنجر کی بُرِش پہ بھی سبقت کی
چلی اُلٹی چھری مقتول کی قاتل کی گردن پر

مرے ہم لُٹ کے غربت مین رہی لیکن وہی تلخی
خضر نے بھی دیا تو فاتحہ حلواے رہزن پر

تصور ایک دم بھی اُسکی پلکون کا نہین مٹتا
ہمیشہ آنکھ رہتی ہے نظر بازون کی چلمن پر

پھری ای ترک جس سے آنکھ تیری ہو گیا بسمل
قضا کی بھی نظر رہتی ہے ہر دم تیری چتون پر

ترحم غیر کے گر آگے نہ مجھ پر چاہیے تمکو
کہ دل دُکھتا ہے میرا چوٹ پڑتی ہی جو دشمن پر

مین جب کہتا ہون اُس سے مجکو تیری شرم نے مارا
تو شوخی سے حیا الزام رکہدیتی ہے چتون پر

چلے تیغ نگہ اغیار پر مین ایڑیان رگڑون
مرے ہوتے غضب ہے ہاتھ اُٹھائین آپ دشمن پر

نہین ہین قطرۂ شبنم یہ مستی دیکھکر تیری
گھڑے پانی کے غیرت سے پڑے گلہاے سوسن پر

امیر اُسکی ادا سے ایک عالم کی قضا آئی
پڑھے گا فاتحہ اب کون آکر کسکے مدفن پر

اثر یہ ہے جو دی ہے جان اُسکے روی روشن پر
کہ آنکھین مانگنے آتے ہین اندھے میرے مدفن پر

اندھیرا چھا گیا بے یار ایسا روے گلشن پر
زبان مار کا عالم نظر آتا ہے سوسن پر

اگر قابل رفو کرنے کے چاکِ جیبِ گل ہوتا
تو اشکِ چشم بلبل سے مین رکتا آب سوزن پر

وہ کشتہ ہین ہمارا خونبہا قاتل سے جو مانگے
اُتر کر اسپ سے قاتل کے چڑھے خون اُسکی گردن پر

محبت پیشہ عاشق آفتون کو دوست رکھتے ہین
مین اپنے سر پہ لیون جو بلا نازل ہو دشمن پر

کرون مین عذرخواہی دل ہو کافر کا ہی ہو میلا
جو ٹوٹے ہاتھ سے بُت گر پڑون پاے برہمن پر

گلے پر خط بھی میری سخت جانی سے نہین پڑتا
رگڑتا ہون چُھری رکھ رکھکے پہرون اپنی گردن پر

پس مُردن مری دیوانگی کیا رنگ لائی ہے
کہ منت ماننے آتی ہین پریان میرے مدفن پر

نکلتی حسرت پابوس کیونکر دل سے بسمل کے
یہ جب تک لوٹ کر پہنچے وہ پہنچا پشت توسن پر

کرے غنچہ اگر اُسکے دہان تنگ سے دعویٰ
سر اُسکا کاٹ کر رکھدون سنان برگ سوسن پر

نئی صورت کا اکر دیر مین زنار پہنایا
جنیو کا لگایا ہاتھ اس بُت نے برہمن پر

مین وہ افسردہ دل ہون سرد ہو جائیگا یہ آتش
مری صورت جو کوئی کھینچدے دیوار گلخن پر

نظر اپنی پہنچتی ہے شعاع مہر کی صورت
بھروسا آپ ناحق کرتے ہین پردے کا چلمن پر

اذیت سے نہین روتا ہون مین مظلوم دنیا مین
بھر آتے ہین مرے آنسو مآل کار دشمن پر

اُتر کر اُسنے مقتل مین جو کھینچا میان سے خنجر
قضا میدان سے بھاگی بیٹھکر قاتل کے توسن پر

نگاہ گرم سے اُبھرے ہوے سینے کو جب دیکھا
تو وہ بولے کہ دیکھو آنچ آجائے نہ جوبن پر

امیر انسان کا دل جلنا گوارا کسکو ہو کیونکر
مرے آنسو نکل آتے ہین اکثر حال گلخن پر

کھُلے ہین یان دیدۂ بصیرت وہ برق حسن آئی تو چمک کر
یہ دیکھنے کی نہین ہین آنکھین کہ بند ہو جائین گی جھپک کر

مرا تو کیا ذکر سامنے سے بھی وہ شوخ کتراہی یہ ہچک کر
یہ کیا قرینہ ہے بیٹھنے کا ادب سے بیٹھو ذرا سرک کر

یہ ضعف سے اب کہ ہاتھ اپنا کبھی گریبان تک نہ پہنچا
ہزار مشکل سے گر اُٹھایا تو رہگیا راستے مین تھک کر

اُٹھاتے ہو غیر کا جنازہ تو رنگ شوخی کا بھی دکھاؤ
شہاب کے دونے اُسپہ چھاپے اُٹھاؤ میرا لہو چھڑک کر

بلا مین وہ پڑ گئے اُٹھا کر نقاب اپنے رخ حسین سے
بلائین لین گیسوؤن نے اتنی کہ رہگئے دونون ہاتھ تھک کر

مین اس ادا کا ہون تیری کشتہ مین اس نزاکت کا تیری بسمل
لگائی تلوار جب چمک کر تو کھا گئی بل کمر لچک کر

بکھرا ہوا دیکھتی ہین جسدم سیاہ بختون سے رُخ تمہارا
تباہ کرتی ہین حال کیا کیا وہ کاکلین سر پٹک پٹک کر

جب آئی گردش مین چشم ساقی اُڑا دیئے ہوش میکشون کے
نکل پڑے میکدے سے باہر ہزارون میکش بہک بہک کر

جو مین نے آنکھون سے پوچھے آنسو اُبل پڑی اور اشک خونین
لہو کی دو بوندین بھری تھین لگا جو ہاتھ آ رہین ڈہلک کر

جو تیرے احسان ہین ضعفِ پیری مین شکر اُسکا ادا کرون کیا
دعائین دیتی ہے ہڈی ہڈی مری بدن کی چٹک چٹک کر

ہماری مستی تو دیکھ زاہد کہ بتکدے مین شراب اگر پی
ہوئی یہ نشے مین لغزشِ پا حرم مین ہم جا گرے بہک کر

وہ بام پر بار بار آ کر اُڑا تے ہین صبر و ہوش میرے
زمین پہ تڑپا رہی ہے مجکو فلک پہ بجلی چمک چمک کر

مین وہ ہون نازک مزاج بلبل نہین مجھے تابِ نکہتِ گل
دماغ کرتی ہین کیون پریشان چمن مین کلیان چٹک چٹک کر

ہے آرزو پھلنے پھولنے کی تو کہہ تکلف سے شعر خالی
ثمر وہی نخلِ فکر کا ہے امیر جو آ گرے ٹپک کر

ردیف را ے ثقیلہ

جو دماغ مین میرے بجگئی ہو تو اُلجھکے نہ زلف دوتا سی بگڑ
یہ قصور نسیم و صبا کا سمجھ جو بگڑ تو نسیم و صبا سی بگڑ

تجھے شمع جمال خدا نے کیا مجھے عہدہ پتنگ کا اُسنے دیا
سرِ بزم پھیرون مین جو گرد ترے نہ خفا ہو نہ شرم و حیا سی بگڑ

وہ ہے کون سی شی جو عزیز نہین مجھے رحم و ستم مین تمیز نہین
وہی ناز و کرشمہ غضب مین رہے جو بگڑ بھی کبھی تو ادا سی بگڑ

تبِ عشق مین اور دوا ہو مخل جو طبیب مرا ہو وہ خود ہو خجل
یہ مزاج کو مشورہ دیتا ہے دل کہ دوا جو تری ہو دوا سی بگڑ

کبھی کعبے مین صرفِ سجود ہو سر کبھی دیر مین جا کے حرم سی ٹھہر
رہے دین مین کفر بھی مدنظر نہ صنم سی بگڑ نہ خدا سی بگڑ

مری سر مین جو بائی ہے اپنی ہوا تو وہ کہتی ہین کیا کہ جواس مین آ
تری بخت مین ہے جو بگاڑ لکھا مری گیسو و خط کی بلا سی بگڑ

کوئی سختی ہو کوئی ہو تجھ پہ بلا کبھو حرف گلے کا زبان پہ نہ لا
نہین راست طریق سوا کے رضا نہ قدر سی بگڑ نہ قضا سی بگڑ

سگِ یار طفیلی کا کام ہے کیا یہ تو حق ہے ترا یہ تو حق ہے ترا
مری ہڈی کو تو بھی ٹھکانے لگا رُخ ادھر جو کرے تو ہما سی بگڑ

جو نگاہون سے یار گرائے گا تو کبھی پھر اسے زندہ نہ پائے گا تو
تری در کا فقیر غریب ہے یہ نہ امیر کے بے سر و پا سے بگڑ

ردیف زا ے معجمہ

یون ہے خط سبز سے رنگ رخ دلدار سبز
کرتی ہے جیسے زمین کو خضر کی رفتار سبز

وضعدارون کا بدلتا ہے کہین دنیا مین رنگ
برسون مجھ سے ہو نہ آب گوہر شہوار سبز

کیا چمن مین پڑ گیا عکس بتان سبزہ رنگ
خاک سے سبزہ اُگا پہنے ہوئے زنار سبز

ہنس کے حق مین یہ قحط آیا بہار آئی نہین
ہوگئے مثل زمرد گوہر شہوار سبز

باغ مین سبزی ہی سبزی ہے جو آئی ہے بہار
خاک پر سبزہ تو کانٹے ہین سر دیوار سبز

میکشو کچھ کم نہین صحن چمن سے میکدہ
مُرغ گل ہین جام شیشے صورت اشجار سبز

چہرۂ شفاف جانان پر ہوا آغاز خط
خوف ہے کردے نہ اس آئینے کو زنگار سبز

مست تیرے پی کے سبزی سیر کو نکلین اگر
کیون نظر آئے نہ پھر بازار کا بازار سبز

مزرعۂ امید مین رونے ہی سے جان آجائیگی
کھیت کردے گا برس کر ابر دریا بار سبز

سبزہ رنگون نے کیا ہی گھر جو آنکھون مین امیر
اب دکھائے دیتے ہین سارے در و دیوار سبز

زلفون سے خال رخ سے ہے مجھے بیشتر عزیز
پریون سے سے ہے زیادہ یہ زنگی پسر عزیز

جان ایک بھی بچا نہین سکتا ہے نزع مین
کیا فائدہ جو دوست اُدھر ہین ادھر عزیز

رستے مین خط شوق ہمارا نہ گر پڑے
رکھتا زیادہ جان سے اسے نامہ بر عزیز

اہل جہان کو دولت دنیا سے یون ہے اُنس
جسطرح مور و مار کو شیر و شکر عزیز

ہو خاک جاہلون کو ہمارے سخن کی قدر
پتھر کو لعل ہے نہ صدف کو گہر عزیز

جھوٹون نہ پھر کسی نے کیا یاد ایک دن
کیا ہمکو دفن کرکے ہوئے بیخبر عزیز

دل سے زیادہ ہمکو غنیمت ہے داغ دل
بڑھکر کہین جگر سے ہے زخم جگر عزیز

قصد سفر ہے جلد وطن سے امیر کا
کہدو کہ دشمنی پہ نہ باندہین کمر عزیز

ردیف سین مہملہ

نارسا قسمت نے کب جانے دیا دلبر کے پاس
گر پڑی دیوار پہنچے بھی جو اُسکے در کے پاس

کس لب و قامت کا کشتہ تہا کہ مجھکو خلد مین
گہر ملا طوبےٰ کے نیچے چشمۂ کوثر کے پاس

کیا مری تحریر کی اُس مست نے کی قدر واہ
سب لفافہ ڈاٹ شیشے کی تو خط ساغر کے پاس

ذبح ہوکر پیاس کم ہو تشنۂ دیدار کی
اسقدر پانی کہان قاتل ترے خنجر کے پاس

یون عیان ہین ضعف سی پہلو مین میرے اُستخوان
جیسے صفحے پر خطِ مسطر خطِ مسطر کے پاس

دل کو کر دیتی ہے روشن صحبتِ اہلِ کمال
آئینے مین زنگ کب رہتا ہے روشنگر کے پاس

مست آنکھین جلوہ گر اُسکی تہ ابرو مین
مےفروشون کی دکانین ہین خدا کے گہر کے پاس

عاشق و معشوق مین مر کر بھی قربت چاہیے
گور نوشابہ ہے لازم قبرِ اسکندر کے پاس

شرم آتی ہے مجھے زاہد بتاؤن کیا بتا
شہر مین رہتا ہون مین پیرِ مغان کے گہر کے پاس

آئے کس منہ سے وہ تیرے حُسن کے بازار مین
اِک درم ہے داغ کا کھوٹا مہِ انور کے پاس

ہے امیر اپنی دعا آئے مدینے مین اجل
دفن ہون مین روضۂ پرنور پیغمبر کے پاس

چمکا کرین پہیکے جو چمن مین پرِ طاؤس
یان داغ سے ہر عضو ہے تن مین پرِ طاؤس

کا ہیدہ ہون یہ داغِ عزیزان سے پسِ مرگ
مُجھ زار کا مُردہ ہے کفن مین پرِ طاؤس

رُخ سے دلِ پرداغ مرا زلف مین پہنچا تو
گلشن سے گیا اُڑ کے ختن مین پرِ طاؤس

بیوجہ نہین ابرِ بہاری کا یہ رونا ہو
دکھلاتا ہے داغ اپنے چمن مین پرِ طاؤس

نیرنگ سے کیا روئے نگارین کی صفت کا
گویا ہے زبان اپنے دہن مین پرِ طاؤس

غُربت نے جو کچھ داغ دیے ہین وہ لکھون کیا
بہیجون عوضِ نامہ وطن مین پرِ طاؤس

کیا خوف جو برسات کی راتین ہین اندہیری
داغون سے چراغان ہین چمن مین پرِ طاؤس

سوزِ دلِ پُرداغ سے مین جلکے ہوا خاک
لازم ہے نشانے کو کفن مین پرِ طاؤس

رو رو کے امیر ابرِ بہاری نے دیا غسل

ٹوٹا ہوا پایا جو چمن مین پر طاؤس

وان چشم و ابرو ہمنشین اور یہان جگر ہی دل کے پاس
قاتل وہ قاتل کے قرین بسمل ہے یہ بسمل کے پاس

ٹھنڈک پڑی اُس شوخ کا پہلو سے جب پہلو ملا
گویا کسی نے رکھدیا صندل کا پیالا دل کے پاس

رونے پہ میرے دلربا ہو خندۂ دندان نما
سوتی محل اسدم بنا تیا رہو ساحل کے پاس

تھا عرش پر جو منتخب گنجینۂ اسرار رب
کچھہ دفن کعبے مین ہے اب کچھہ ہے وہ میرے دل کے پاس

ہوش و خرد ذہن و ذکا ہون نزع مین کیونکر بجا
ہوجاتے ہین ساتھی جدا آتے ہین جب منزل کے پاس

آئینہ ہے پیش نظر عبرت سے دیکھا اے بیخبر
بزم خمشو شان بھی اُدہر ہی عیش کی محفل کے پاس

کیون بسملون کو بھا گئی لاکھون گلے کٹوا گئی
یا رب کہان سے آگئی یہ خونکی چھری قاتل کے پاس

مجنون تامل کی ہے جا دہوکے کا ہے یہ قافلا
شب ہے مین لیلی کے نہ جا ہر صاحب محمل کے پاس

کانٹے چبھے ہر گام پر چھالے پڑے کانپا جگر
منزل کی کڑیان جھیل کر پہنچے ہین ہم منزل کے پاس

راہ عدم کی سیر سے کب رنج اُٹھائی خیر سے
پہنچے ہین پائے غیر سے ہوتے ہوئے منزل کے پاس

گھبرائے قیس ناتوان لیلی خود آئے گی یہان
اُلجھے کا ناحق ساربان جاتا ہی کیون محمل کے پاس

ساقی کو حیرت ہوگئی مطرب کو وحشت ہوگئی
بربادِ صحبت ہوگئی پہنچا جو مین محفل کے پاس

جائے گا جب سوئے جنان حورونکو دیگا ارمغان
زخمون کی ہین جو بدہیان قاتل ترے بسمل کے پاس

ہوتی امیر انجام پر کچہ بھی اگر انکو نظر
آنکھون سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

ٹھہرا گیا کب تیر سا ای ترک میری دل کے پاس
خنجر بھی تڑپا دیر تک آیا جو مجھ بسمل کے پاس

گردش جو ہو تقدیر مین کچہ سعی کام آتی نہین
منزل کچہ آگے بڑھ گئی پہنچا جو مین منزل کے پاس

تاثیرِ الفت دیکھنا جب قیس نے فریاد کی
گھبرا کے لیلی بول اُٹھی یہ کون ہے محمل کے پاس

زاہد تو کیا شیخ حرم آ آ کے چلّے کھینچتا
ملتی جو تھوڑی سی جگہ میخوارون کی محفل کے پاس

دولہا بنایا ہے اُسے کیا تیری تیغِ ناز نے
بیٹھی ہین شرمائی ہوئی حورین ترے بسمل کے پاس

کر توہی رحم ائے اجل قضا تڑپے یہ بیکس تا کجا
قاتل شفا خنجر کھینچا کوئی نہین بسمل کے پاس

جب قیس غش کھا کر گرا لیلی نے رو رو کر کہا
اے ناتوان مجنون مری آیا تھا کیون محمل کے پاس

وہ نا قبول خلق ہے غربت مین دیوانہ ترا
منزل کو چل دو ر ہو جائے اگر منزل کے پاس

جسکی طرف کی اک نظر دو ٹکڑے تھا اسکا جگر
کیا برق دم چلتی ہوئی شمشیر ہی قاتل کے پاس

اس کشمکش مین نزع کی کب تک رہون مین سخت جان
اے اضطراب دل ذرا تو دوڑ جا قاتل کے پاس

مین نے کہا بیکس ہون مین بوسے ہین دینے ہو دو تم
حسرت ہماری ہے ابھی باقی تمہارے دل کے پاس

تیرے نگاہ ناز نے تاکا کبھی دل کو اگر
جان امیر ناتوان پہنچی تڑپ کر دل کے پاس

ردیف شین معجمہ

جو لپٹ بھی جائے وہ گلبدن تو نہون مین ہجر کو ڈر ہی خوش
وہ کلیم تھے ہوئی طور پر جو نمود برق تجلّی سے خوش

نہ پتنگ والہ شمع ہون کہ وہ خوش ہی شام سی صبح تک
نہ مین ذرہ طالب مہر ہون کہ وہ شام تک ہی سحر سے خوش

کبھی خط وطن کو رقم کرون تو صبا کو بھی یہ گلہ لکھون
کبھی تو نے بھی نہ کیا مجھے مری دوستون کی خبر سے خوش

نہ اڑون گا گلشن دہر مین نہ پھنسون گا آفت دام مین
مین وہ مرغ بے پر و بال ہون جو ہی اپنے ریزش پر سے خوش

کسی دن جو خواہش دخت رز کسی مئے فروش سی مین نے کی
مجھے تاکنے لگی محتسب کہ یہ بادہ خوار ہی گھر سے خوش

نہ زمین سے مجکو رفاہ ہی نہ فلک سے مجکو پناہ ہے
یہ ہے فتنہ زا وہ ہی حیلہ گر نہ ادھر سی خوش نہ ادھر سی خوش

یہ مصاحبت کا سرور ہی کہ سزا بھی پاینکا غم نہین
جو لٹک کے دوش سی خوش کمان تو ہی تیغ بند ہکے کمر سے خوش

مجھے کب ہی پاس دل و جگر غرض اوس پری کی رضا سے ہے
جو وہ دل سی خوش تو مین دل سی خوش وہ جگر سی خوش تو جگر سی خوش

عجب انقلاب زمانہ ہی کہ ہے اقربا مین بھی تفرقہ
نہ پدر ہی کوئی پسر سے خوش نہ پسر ہی کوئی پدر سی خوش

ہوئی سرد آگ جحیم کی وہ سیاہکار مین رند ہون
کہ تمام مردم حشر ہین مری ایک دامن تر سی خوش

کہو کس صنم پہ نظر پڑی کہو کس حسین نے کیا کرم
بہت ای امیر وطن کو تم جو پھرے ہو اپکی سفر سے خوش

کٹ بھی چکے کہیں کہ ہے یاں سر وبال دوش — قاتل کو بھی سنا ہے تیغ دو پیکر وبال دوش

اے تیغ یار جلد سبکدوش کر کہیں — ناطاقتی سے ہے مجھے اب سر وبال دوش

نازک جو لوگ ہیں کہیں اٹھتا ہے اُن سے بوجھ — ہو کیوں وہاں نہ زلف معنبر وبال دوش

پی جاؤں ایک سانس میں دے مجھکو میفروش — کب تک سبو سے بادۂ احمر وبال دوش

تنکا سا یہ برگ جو ہو اپنا جسم زار — یاروں کو ہو جنازہ ہو کیونکر وبال دوش

ساقی مجھی کو دے تو میں سر آنکھوں پہ لوں اُسے — ایسی اگر ہے تاک کی دختر وبال دوش

ہنگامِ شب جو پھینک گیا میری قبر پر — شاید تھی ماہتاب کو چادر وبال دوش

کب تک اٹھاؤں بوجھ نوشتوں کا اے امیر
ہے ابتدائے سن سے یہ لنگر وبال دوش

ردیف صاد مہملہ

آبرو کھوتی ہے پھر بھی رکھتی ہے ناکام حرص — دشمن ہے [illegible] کا ہے جہان میں نام حرص

شدت اندوہ انسان کو بھلا دیتی ہے بھوک — خاک دانے کی کریں مرغان زیرِ دام حرص

صاحب حاجت رہیں امیدوار انقلاب — ہیں غنی ہم کہ نہیں اے گردشِ ایام حرص

جانتے ہیں اور بھی دنیا میں کچھ اہلِ طمع — راستے دن تک تمنا صبح سے تا شام حرص

آرزو شیشے کو ہے آئے وہ تیری بزم میں — بوسۂ لب کا ترے رکھتا ہی ہے جام حرص

عاقبت تجکو وہاں گور نے لقمہ کیا — وہ کبابِ گور کی اب کیا ہوئی بہرام حرص

حرص سے خالی ہیں خاص و عام کمتر اے امیر
خاص استغنا سرائے دہر میں ہے عام حرص

ردیف ضاد معجمہ

کیوں نہ کہیے ہیں مہ و مہر سے بڑھکر عارض — وہ کم و بیش چمک میں ہیں برابر عارض

مشتاقِ مرگ ہین شبِ فرقت مین آپ ہم   ناحق دکھا رہی ہے زبان مثلِ مار شمع

پروانون کی ہین لاشین لگن مین پڑی ہوی   رو رو کے کیون نہ دل کا نکالے بخار شمع

آیا نہین جو بزم مین اب تک وہ سرو قد   پروانے کی نظر مین ہے مانندِ دار شمع

اُس شمع رو کے وصف جو کچھ بھی رقم کرے   بنجائے صاف کلکِ وقائع نگار شمع

ممکن نہین کہ سر نہو گلگیر سے قلم
فانوس کو امیر نہ سمجھے حصارِ شمع

ردیف غین معجمہ

کر رہا ہے خوب تقلیدِ رخِ کاکل چراغ   ہو کے گل کرتا ہے پیدا دود سے سنبل چراغ

کیون نہ مٹ جائے شبِ وصلت ہمارا داغِ دل   کوئی جل سکتا ہے پیشِ افعیِ کاکل چراغ

شب کو آندہی چل گئی ایسی ہماری آہ کی   ہو گئے خاموش سارے شہر کے بالکل چراغ

ہو غلافون سے اگر تاریک ہے کنجِ قفس   داغِ دل کا ساتھ اپنے لائی ہے بلبل چراغ

منحصر داغِ محبت پر ہے دل کی روشنی   کیون نہ گھر تاریک ہو جائے اگر ہو گُل چراغ

میکشون کو وقتِ شب کیا روشنی کی احتیاج   شیشۂ مے شمع روشن ہے تو جامِ مُل چراغ

کیا عجب عشاق مین بھی ہو جو باہم لاگ ڈانٹ   گُل کو لے بھاگین پتنگے لے اُڑے بلبل چراغ

جب تلک روشن تھا پروانون کا اک انبوہ تھا   بُلبلین تربت پہ آئین ہو گیا جب گل چراغ

شب کو آمد کسکی دریا پر ہوی جو اے امیر
ناخداون نے کئے روشن کنارِ پُل چراغ

کیا شبِ تاریکِ فرقت مین جلائین ہم چراغ   گُل کرے چلکر ہوا سے آہ جب پیہم چراغ

داغِ حسرت ہے ترے غمناک کے سینے مین یون   جسطرح کوئی جلاتا ہے شبِ ماتم چراغ

پاسکے گا میرے سیہ خانے مین آکر کیا فروغ   کرمکِ شبتاب سے بھی نور مین ہے کم چراغ

عہدِ پیری مین کرین کیا زیست پر ہم اعتماد   ہو چکی ہے صبح اب ہے اور کوئی دم چراغ

ہو تمہین ایسے کہ ہم پر مہربان ہوتے نہین
ہمدم بلبل ہے گل پروانے کا محرم چراغ

بے ثباتی بزم عالم کی نظر آتی ہے صاف
ہے نگاہ چشم آخر بین مین جام جم چراغ

مر کے بھی محتاج ہوتا ہے کسی کا کب سخی
گور حاتم پر ہے نام روشن حاتم چراغ

ہین مریض عشق عارض کی وہی بیتابیان
لاکھ کرتا ہے دعاے نور پڑھکر دم چراغ

میرے آگے جتنے شاعر ہین وہ ٹھنڈے ہین امیر
کیا چلے تارون کا پیش نیر اعظم چراغ

کھاے ہے الفت بت غنچہ دہن مین داغ
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

گریان وہ ہون کہ کچھ نہین پروا ہے بعد مرگ
دھو دیگی چشم تر جو لگے کا کفن مین داغ

اے ترک دیکھ تو کوئی گولی سے اڑ نہ جاے
بندوق اس طرح نہ بھری انجمن مین داغ

کافور ہوے کے صبح غریبی سے بھید ان
ہے شب سے تیرہ تر دل اہل وطن مین داغ

سنیے مری نہ دیجیے بوسہ رقیب کو
ایسا نہ ہو لگے کہین سیب ذقن مین داغ

دیکھا ہے جب سے باغ مین گورا بدن ترا
لالے کی طرح ہے جگر یاسمن مین داغ

مشتاق سجود حق مین بھی دشمن کو ننگ ہے
ہے شیخ کی جبین کا دل برہمن مین داغ

ظاہر مین اور رنگ ہے باطن مین اور رنگ
بوسے قبا مین ہین تو ہمارے بدن مین داغ

دیکھ آے لالہ زار کو ہم جا کے کوہ پر
ایک ایک کا جگر ہے غم کوہکن مین داغ

جب سے سنا امیر کہ ہین داغ دردمند
لاکھون پڑے ہین سینۂ اہل سخن مین داغ

ردیف فا

دوڑا دل اسکی زلف سیہ فام کی طرف
یہ صید آپ کھنچکے گیا دام کی طرف

دل دیجیے تو ڈھونڈ کے معشوق با وفا
آغاز مین نظر رہے انجام کی طرف

درپیش ہے وطن سے سفر چھوٹتا ہے گھر
حسرت سے دیکھتا ہون در و بام کی طرف

ساقی یہ عہدِ یار مین دل سے کیا ہی عہد
دیکھون نہ آنکھ اُٹھا کے مے و جام کی طرف

۱۵ وہ بدنصیب ہون جو شکایت کرون کبھی
تقدیر بو لے گردشِ ایام کی طرف

دھیان آگیا کہ باغ کو بھی دیکھتا چلون
آیا تھا ایک سروِ گل اندام کی طرف

اُس آنکھ کے جو دیکھنے والے ہین باغبان
کب دیکھتے ہین نرگس و بادام کی طرف

اپنے **امیر** مست کا کیا پوچھتے ہو حال
جامی کی قبر پر وہ گیا جام کی طرف

ہے چھلاوا اُس پری پیکر کے بل کھانے سے زلف
آتی ہے قبضے مین کسکے ہاتھ دوڑانے سے زلف

کیا اُلجھنے پر تلی ہی اپنے بیگانے سے زلف
ہے بڑی کج بحث سیدھی ہو تو ہو شانے سے زلف

حق اُسی کا ہے سلاسل پاس حق ہی فرضِ عین
ہی یہ حق پوشی چھپاتے ہو جو دیوانے سے زلف

سو بلائین ہونگی نازل ایک سے اب تک بلا
کھو لیے باہر نکلکر آئنہ خانے سے زلف

تھی شبِ دیجور افشان سے شبِ مہتاب سے
کیسی اے مشاطہ چمکی تیرے چمکانے سے زلف

اب ٹھہرتا ہون کہین مسجد مین مین وحشی مزاج
دخترِ رز نے دکھائی مجکو میخانے سے زلف

ہٹ سرک اے شانہ آنے دے دلِ صد چاک کو
غیر ممکن ہے کہ سلجھے تیرے سلجھانے سے زلف

طور آرایش کا کیا جانین ابھی کم سن ہین وہ
رُخ ہے آئینے سے غافل بیخبر شانے سے زلف

چشم بد دور اُن کا ہر انداز ہے سب سے جدا
حُسن مین اک بانکپن ہی کم نہین بانے سے زلف

دیکھیے اہلِ عدم پر اب ہو نازل کیا بلا
شانہ کیسا تا کمر پہنچی ہے لٹکانے سے زلف

آدمی کیا ابتو کرتی ہے فرشتون کو بھی مست
موج آئی کیا کہ چھلکی اپنے پیمانے سے زلف

اے دلِ صد چاک شانہ بنکے جا پر یاد رکھ
ہے مزاج اُلٹا اُلجھ پڑتی ہے سلجھانے سے زلف

دردِ دل کہنے کو جاو تم تو سمجھے ہو **امیر**
پر نہ ہاتھ آئیگی افسون سے نہ افسانے سے زلف

عارض ترے اے گلبدن ایک اِس طرف ایک اُس طرف
گویا کھلے ہین دو چمن ایک اس طرف ایک اُس طرف

پڑتا ہے اُن پلکون سے رن ایک اسطرف ایک اُسطرف
مردہ جو ہین زیرِ زمین زندہ ہین بالاے زمین
تو بزم مین جلوہ نما عکس آئینے مین ہی ترا
وہ قامت و گیسو نہین تشبیہ ہے یہ دلنشین
پیری مین اتزا نہین یہ تیرے گیسو سے سفید
کیونکر نہ کھینچے گی دل کی جان آنکھون سے اُس سفاک کی
ہین بیچ مین وہ جلوہ گر ہین ہون ادہر اور غیر اُدہر
ترکان چشم اُس شوخ کے ابرو کی تہ این سیپے
جیسا ہے اُلفت سے جو دل جھکتا ہے فرقت سے جگر
افلاس و دولت دونون سے دُنیا مین ہوتا ہی ضرر
ظاہر گل و بلبل سے ہی نیرنگ گلزارِ جہان
ہین آفتین دل پر کئی چینِ جبین پر بھی ترے ہا
خالی مصیبت سے نہین انسان کو ہستی و عدم
چو رنگ ہو کیونکر نہ دل آنکھون بھوؤن کو دیکھکر
آدہی سفید آدہی سیہ ہر اک یہ وحشت کی نگہ
بازو پہ گر اُسکے بندھین ہو جائین جوشِ حُسن سے
کیا کاتبِ اعمال سے پوچھون کہ تم لکھتے ہو کیا
دل سے جگر سے عشق مین کانٹے سی غم گٹتا نہین
کیا دن تھے دہلی لکھنؤ تھے میر و مرزا سے چمن
ہین زیر و بالا تیرے لب جان بخشیون مین منتخب
تلوار اُدہر پھیرے ہی مُنہ بسمل اِدہر پھیرے ہی رُخ

دو پلٹنین ہین صف شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آراستہ ہی انجمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
بیٹھے ہین دو غنچہ دہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہے وار سے لٹکی رسن ایک اسطرف ایک اُسطرف
ہین دوش پر یہ دو کفن ایک اسطرف ایک اُسطرف
ہین تاک مین دو راہزن ایک اسطرف ایک اُسطرف
اک بُت ہی اور دو برہمن ایک اسطرف ایک اُسطرف
دیکھا ہے ہین بانکپن ایک اسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین وہ تیغ کہن ایک اسطرف ایک اُسطرف
اِس سامنے ہین وہ دہن ایک اسطرف ایک اُسطرف
یہ نوحہ گر وہ خندہ زن ایک اسطرف ایک اُسطرف
طُرّہ ہی زلف پر شکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
ہین منزلین دو کٹھن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آفت ہین دونون تیغ زن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
آنکھین ہین دو ابلق ہرن ایک اسطرف ایک اُسطرف
اِسکے چمک مین نورتن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
کاندھونپہ ہین دو بیدمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
اِک کوہ ہی دو کوہکن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
یہ دونون تھے یکتاے فن ایک اسطرف ایک اُسطرف
دو ہین مسیحا ہی زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف
روٹھے ہین یہ دو طاولن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

چو رنگ ابرو سے جگر دل بسملِ تیغِ نظر
گویا ہین دو گلگون کفن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

رُخسار نازک ہین تو ہون آج ایک مانون گا نہ مین
دو بوسے لونگا جان من ایک اِسطرف ایک اُسطرف

شیخین دامانِ عبا تھامے ہوئے ہین حشر مین
ہین بیچ مین شاہِ زمن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

زلفین **امیر** اُس حور کی ہین چہرۂ پُرنور پر
اِک چاند ہے اور دو گہن ایک اِسطرف ایک اُسطرف

تھے نہ برِ مژگان چشمِ جادو سے دلبر کی صف
ایک جنبش مین اُلٹ دیتی ہے یہ لشکر کی صف

وسمہ لگا کے آیا جو وہ شوخ روزِ بازپرس
گردنین جھک جھک گئین بچھ بچھ گئی محشر کی صف

رند مینا نے کے کیا بیباک ہین طرار ہین
وضو اگر پائین تو لیجائین خدا کے گھر کی صف

ناگہان نکلی جو شمشیر بتِ تیغِ جمال
کیا تہ و بالا ہوئی مژگانِ چشمِ تر کی صف

سب نے صدف کہنا بجا اُسکے دہانِ تنگ کو
سمجھے ہین جسکو صفِ دندان وہ ہے گوہر کی صف

ہون وہ دیوانہ جو مسجد مین گیا وقتِ نماز
ڈر گئے سب لوگ اندر ہو گئی باہر کی صف

کیا خرامِ ناز سے نکلے جو وہ دامن کشان
زلزلہ آیا تہ و بالا ہوئی محشر کی صف

کیا زمانہ ہے ہوئے مقتول احسانِ خدا
مسجدِ کوفہ مین بچھی ماتمِ حیدرؑ کی صف

مسجدِ اقصیٰ مین ختم الانبیا تھے پیش امام
پیچھے اُن کے مرسلان خالقِ اکبر کی صف

دشمنون کو کیا ہے اندیشہ یاجوجِ کفر
سدِ اسکندر ہوئی اسلام کے لشکر کی صف

شعر ہین ہر صفحۂ دیوان پہ میرے یون **امیر**
جسطرح گلزار مین اشجارِ بارآور کی صف

ردیف قاف

کٹتی ہو دور قطع سے ہے دم بھر مین راہِ شوق
صرصر کے پاؤن رکھتی ہے اپنی نگاہِ شوق

طوفانِ غم مین دل کی خدا ہی مدد کرے
مضطر ہے ناخدا سے جہازِ تباہِ شوق

شیدا ہون اُسکے چہرے کا عاشق ہون زلف کا
سب ہے مری نظر مین سپید و سیاہِ شوق

تم پاک ہو ذرہ نہ قیامت کے روز سے
اے چشم و دل ہے جرم تمنا گناہِ شوق

ہے سیرِ باغِ حسن کا طالب ہمیشہ دل
اُگتی ہے اِس زمین سے مردم گیاہِ شوق

آمد ہے قصرِ دل مین یہ کس شاہِ حسن کی
پردے ہماری آنکھون کے ہین فرشِ راہِ شوق

چلتی ہے تیغ معرکۂ حسن مین تو کیا
رکھا او بڑھکے پاؤن ذرا اے نگاہِ شوق

بوڑہا بنا دیا ہے ترے رعبِ حسن نے
ہے دست رعشہ دار ہماری نگاہِ شوق

نکلے نہالِ حسن مین پتے ہرے ہرے
برسایا جھوم جھوم کے ابرِ سیاہِ شوق نے

پردا ہے کیا نقاب جو اُس رخ کی ہے سپر
توڑے گی تیر بنکے ہماری نگاہِ شوق

جتنا اُدھر کھنچا تری چوٹی کا فتح تیغ
بڑھتی گئی ادھر بھی شکستِ کلاہِ شوق

مثلِ کمند لائی حسینون کو کھینچکر
نکلی **امیر** منہ سے ہمارے جو آہِ شوق

زندہ یا رب ہون جو مردہ ہین یہ آوارۂ عشق
پھونکدے صور کہین شورشِ نقارۂ عشق

دل بھی میرا مری مانند ہے آوارۂ عشق
آسمانِ عشق کا مین ہون تو یہ سیارۂ عشق

گردنِ چرخ جھکے بوجھ سے جب مثلِ ہلال
کیا اُٹھے پھر کسی مزدور سے پشتارۂ عشق

سروِ آزاد یہ چھوٹے ہوے بندی ہین وہی
عاشقِ قد نے دیا تھا کبھی کفارۂ عشق

پھٹ کے ایمن مین کرے حضرتِ موسیٰ سرِ طور
کیہ ان نہ منزل پہ وہ پہنچین جو ہون آوارۂ عشق

ہے یہ مطلب دلِ صد چاک کا پیشِ رخِ یار
اسی قرآن مین ملجاے یہ سیپارۂ عشق

برق کو مین علمِ شوق کا پرچم سمجھا
رعد پر مجھکو ہوا شبہہ نقارۂ عشق

قدِ آدم عوضِ آب اُچھلتا ہے لہو
حلقِ بسمل ہے جسے کہتے ہین فوارۂ عشق

نور تارون مین جواہر مین چمک پھولون مین رنگ
لاکھ آئینون مین ہے پرتوِ رخسارۂ عشق

کچھ بھی ہوتا جو زمانے مین محبت کا رواج
حسن کرتا نگہِ شوق سے نظارۂ عشق

ہمنے اخفا یہ کیا رازِ محبت کو **امیر**

مرتے مرتے نہ اُٹھا پردۂ رخسارۂ عشق

غم سے بجا ہین بیتاب عاشق
آتش سے ہے فرقت سیماب عاشق

خرمن کا میرے اب کیا ٹھکانا
بجلی سے ہے شیدا سیلاب عاشق

قسمت کی گردش جاتی ہے کوئی
دریا ہے اُلفت گرداب عاشق

وہ گُل ہے پیاسا میرے لہو کا
سرخاب پر ہے سرخاب عاشق

انسان کیسے جیسے پہ تیرے
ہے مہر قربان مہتاب عاشق

معشوق و عاشق کیونکر جدا ہون
قاتل ہے ان پر خودڈاب عاشق

دور آئے ایسا کوئی **امیر** اب
احباب پر ہون احباب عاشق

ردیف کاف تازی

وصل حاصل ہے مگر ہے غم ہجران ابتک
جمع ساماں ہے پر دل ہے پریشان ابتک

تھک چکے پر ہے سر سیر بیابان ابتک
وہی کانٹے ہین وہی گوشۂ دامان ابتک

تیغ اُس ترک نے گو کھول کے رکھدی ہے مگر
رعب باندھے ہوے ہے شہر مین میدان ابتک

قیس سے دشت مین آئے ہوے مدت گزری
شوق مین میرے کھلا ہے در زندان ابتک

پیری آئی ہوے سب موے سیہ سر پہ سپید
صبح ہوتی نہین لیکن شب ہجران ابتک

دل جگر سینہ و سر سب ہوے چھلنی لیکن
تیر پر تیر لگاتی ہے وہ مژگان ابتک

کتنے بدبخت تھے جو چھوڑ گئے رسم ستم
مر چکے پھر بھی لکھے جاتے ہین عصیان ابتک

عمر گزری ہے کہ ہون منتظر روز وصال
نہین آتا ہے وہ اے گردش دوران ابتک

کیا رفوگر کی ندامت کی ہے اُسکو بھی خبر
ہنس رہا ہے جو مرا چاک گریبان ابتک

عمر گزری ہے الٰہی اجل آتی ہے نہ یار
کوئی مشکل مری ہوتی نہین آسان ابتک

شعرا اُٹھ گئے دنیا سے مگر دیکھ **امیر**

اچھے شعرون کا زمانہ ہے ثناخوان ابتک

عشق مین ہین لب خشک و مژہ تر تر و خشک — اپنے قبضے مین بھی ہو مثل سکندر تر و خشک

[illegible] سے ناب سے ملے خواہ کباب — نوش کرتے ہین جو دیتا ہے مقدر تر و خشک

قطع [illegible] دریا مین بھی صحرا کی طرح — سالک راہ خدا کو ہے برابر تر و خشک

خشکی [illegible] رند کا حال — پوچھ لو ہم سے کہ دیکھا ہے سراسر تر و خشک

[illegible] نعمت الوان پہ کرین ناز آسیر — شاد [illegible] ہوتا [illegible] تر و خشک

[illegible] مکان تک — نشان اسطرح پہنچے بے نشان تک

تری [illegible] کیان پہنچین بیان تک — [illegible] سے حیات جاودان تک

کرون ضبط نفس [illegible] کمان تک — [illegible] ہے اک اک دل سے زبان تک

پہنچ جاے اگر مجھ سخت جان تک — [illegible] موت مرگ ناگہان تک

مین ہون وہ ناتوان جب آہ کھینچی — تو ٹھہری سو جگہ دل سے زبان تک

[illegible] ہے اسقدر [illegible] کی — [illegible] پہنچتے ہین وہان تک

ہمارا [illegible] ہے اور مین بے پر و بال — [illegible] آشیان تک

مین ہون اس انجمن مین شمع تصویر — کہ سوز دل نہین آتا زبان تک

ہزارون حسرتون کا ہو گیا خون — کہان تک پاس رسوائی کہان تک

مری واماندگی کہتی ہے سب سے — پہنچنا ہو چکا اب کاروان تک

غش آیا زاہد مسجد مین بے مے — چلو لیکر سبھی پیر مغان تک

ترے قربان اے بیتابی دل — مجھے پہنچاوے اسکے آستان تک

مکان یار تک قاصد نہ پہنچا — گئے کیسے حبیب لامکان تک

بہت ہی زور پر ہے وصل کا شوق — نزاکت آڑے آئیگی کہان تک

مین وہ دل سوختہ ہون اس چمن مین
سب جلے بجلی جو آئے آشیان تک

نہین کچھ تیغ قاتل ہی کشیدہ
خفا ہے مجھ سے مرگ ناگہان تک

نہ پائی گرد نالون نے اثر کی
زمین سے خاک چھانی آسمان تک

جو یون آنے نہ دے اُسکی گلی مین
تو پہنچون خواب بنکر پاسبان تک

تڑپنے سے مرے تنگ آکے بولے
تسلی دے کوئی تجھکو کہان تک

کہان ہم اے امیر اب اور کہان داغ
یہ سب جلسے ہو چکے خلد آشیان تک

ڈھونڈا کیے ہمکو نہ ملا یار کا گھر تک
پہنچی نہ نسیم طرح دعا باب اثر تک

کھلتا نہین کون آکے بیابان مین یہ رویا
اک تختہ ہے پانی کا ادھر سے تو ادھر تک

فریاد ہے عالم مین ترے دست ستم کی
سر کھولے ہوئے پھرتے ہین خورشید و قمر تک

بیکس تھا زمانے مین مرا اسکو ہے ماتم
اک شمع لحد شام سے روتی ہی سحر تک

گھر تک شب فرقت مین اُسے کھینچ کے لاؤن
پہنچے جو مرا ہاتھ گریبان سحر تک

پائی یہ کماندار ترے تیر مین لذت
سینے مین وہ بیٹھا نہ ہوئی ہمکو خبر تک

کیا پارہ پر آب دم شمشیر ہی قاتل
تھا تیری کمر تک مگر اب ہی مری سر تک

جو حد سے ہو باہر اُسے کیونکر کوئی دیکھے
روشن ہے کہ جاتی ہی نظر حد نظر تک

چھوٹا نہ امیر اُن سے کوئی شہر کا کوچہ
آنے مین رہا عذر ہمیشہ مرے گھر تک

ردیف کاف فارسی

باغ مین آکر وہ گل رو تازہ دکھلاتا ہی رنگ
گل یہ شرماتے ہین اک آتا ہی اک جاتا ہی رنگ

ہمتو اڑ کر جا نہین سکتے قفس سے باغ تک
گل جو یاد آتے ہین تو چہرے کا اڑ جاتا ہی رنگ

جانتا ہون ہے بڑا بہروپیا پیر فلک
صورتین تازہ نئے ہر روز دکھلاتا ہی رنگ

کیا خدا کی شان ہے پانی کرے کارِ ہوا
آتشِ رخسار کو غازے کا بھڑکاتا ہی رنگ

زاہدونکو چھپ کے دی آتے ہو مے پیرِ مغان
اور ہی کچھ اب تمہارا اسے سخی دتا ہی رنگ

چہرۂ دل بنگیا زخمون کے پھولون سے چمن
کیا خراشِ ناخنِ غم ہمکو دکھلاتا ہے رنگ

فائدہ اتنا ہی باندہی ہین جو مضمون زلف کے
شعر جب پڑھتے ہین ہم یارون مین بندھجاتا ہی رنگ

کیون نہو چپ رہے پہ اُسکے خوشنما زلفِ سیاہ
ابر جب گلشن مین آتا ہے بدل جاتا ہی رنگ

کس پہ شبخون لائیگا کھلتا نہین کچھ ای امیر
آجکل کیون قرمزی وہ شوخ رنگواتا ہے رنگ

ردیف لام

دل ہے دشمن نہ بغل مین اسے پالے بلبل
کسی گلچین کو کرے جا کے حوالے بلبل

نہ گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل

خوش بیانی سے ہے تری سارے چمن مین مشہور
کچھ تو صیاد کو باتون مین لگالے بلبل

پتیان گل کی پریشان نہ کرائے بادِ صبا
کہین منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل

سخت مشکل ہے کہ گلچین سے ہے قریبِ گلبن
دامنِ گل کہ کلیجے کو سنبھالے بلبل

لے تو ہی سول گلستان کہ زراجی سنبھلے
پر یہ ہے ڈر کہین جھگڑا نہ نکالے بلبل

تیز چلتی ہے ہوا فصلِ خزان آپہنچی
اپنے آغوش مین پھولون کو چھپالے بلبل

آخر اک روز خزان ہے کہ طلسمی ہے بہار
چار دن رنگ گلستان مین جمالے بلبل

دھیان صیاد کا گلچین کا خطر خوفِ خزان
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل

عاشق اک گُل کا ہون جاتا ہون چمن مین مین بھی
اس توقع پہ کہ کچھ درد بٹالے بلبل

ہاتھ یون پھولون پہ ہر بار نہ ڈال اے گلچین
چوٹ کھا کھا کے لہو منہ سے نہ ڈالے بلبل

گل ترے آگے نگاہون سے گرے پڑتے ہین
یا علیؑ کہکے سنبھالے تو سنبھالے بلبل

نا موافق ہے ہوا اِس سے گلستان کی امیر

آشیانے سے کہو سر نہ نکالے بلبل

واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل — اُڑتے ہی پڑ گئی صیّاد کے پالے بلبل
باغبان رحم سے واقف نہین گلچین بے درد — ایک ہم ہین ترے پہچاننے والے بلبل
یہی رونا ہے تو پھولون کا خدا حافظ ہے — آنسوون سے ترے سب بہ گئے تھالے بلبل
نہ جلا تجھسے قفس مین نے جمین پھونک دیا — دیکھ ہین گرم ترے یا مرے نالے بلبل
پھول گلشن مین نہ آئے تھے کہ صیّاد آیا — دل کے ارمان کہو کیا خاک نکالے بلبل
ذبح صیّاد کرے گا تجھے کل سے یہ خبر — آج جو کچھ ہو سنانا وہ سنا لے بلبل
ہنس رہا ہے ابھی صیّاد نہین واقف ہے — چٹکیان لینے لگے جگر مین ترے نالے بلبل
باغبان کا جو شب و روز جلانا ہے یہی — آشیان برق کو کر دے گی حوالے بلبل
ہاتھ گلچین کے کیے باغ مین کانٹون نے فگار — خوب ہی پھوٹے ترے دل کے بھی چھالے بلبل
پھول پھولے ہوئے بیٹھے ہین چمن مین تجھسے — چھیڑ کرکے ذرا ان کو منا لے بلبل
تجھسے ہنستے ہین کبھی کرتے ہین گلچین سے مذاق — ان گلون کے ہین کچھ انداز نرالے بلبل
دم اُلٹ جائے نہ صیّاد کا سنتے سنتے — درد انگیز نہ کر ایسے تو نالے بلبل

اکدن آئیگی خزان دون کی کیسی یہ امیر
چار دن باغ مین سب لے پر کی اُڑا لے بلبل

انھین درکار ہے اک چلبلا دل — یہ سنتا تھا کہ بجلی بنگیا دل
اُسے دیکھا تصدق کر دیا دل — کسیکو کیا مری آنکھین مرا دل
دُہائی بادشاہِ حسن کی ہے — ادائین چھینے لیتی ہین مرا دل
اُٹھا کر درد نے اور اُسکو پٹکا — جہان راہ محبت مین گرا دل
تری صحبت مین جا کر بنگیا ہے — تری شوخی کا خاکا چلبلا دل
تڑپ جاتا ہون مین اُٹھتا ہی جب یہ — الٰہی درد ہے پہلو مین یا دل

تری اٹھکھیلیون پر خون اس کا
چلا اس چال سے تو پس گیا دل

یہ داغ عشق سے ہے عشق مجکو
سمجھتا ہون اُسے مین دوسرا دل

تمھارا ہو نہو اس کی خبر کیا
ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل

جگہ دے غیر کو بھی ساتھ تیرے
کب اس پہلو پہ آتا ہے مرا دل

آلہی ایک دل کس کس کو دون مین
وہان تو مانگتی ہے ہر ادا دل

وہ بولے واہ بوسہ دین تو دل لین
نئے دل دینے والے تم نیا دل

چٹک کر دل مرا جھنجھلا کے بولے
بڑا اچھا ہے تو لیجا اُٹھا دل

تمھین افسردہ پایا کجھ کیا جی
تمھین دیکھا شگفتہ کھل گیا دل

تڑپنے سے ہے روزِ وصل کیا کام
یہ تمسکو پیار کرتا ہے مرا دل

امیر اس ناز سے ظالم نے دیکھا
نگاہین بول اُٹھین وہ لے لیا دل

وہ مجنون ہون مرا سودا نہین تدبیر کے قابل
کرے تدبیر جو اسکی وہ ہی زنجیر کے قابل

جو مضمون تیز سوجھا ہے تو بندش بھی نئی پائی
آلہی ڈاب بھی ملجاے اِس شمشیر کے قابل

برنگِ شمع اپنا سوز دل چہرے سے ظاہر ہے
نہ پائی اسلئے ہمنے زبان تقریر کے قابل

زبان سے کچھ نہ کہ غافل سمجھکر بے زبانون کو
ہوا ہے خواب مخمل بھی کہین تعبیر کے قابل

مشقّت سے عبث شیشے مین پریان بند کرتا ہے
سن اے عامل پری شیشے کی ہی تسخیر کے قابل

یہ جھوا زنجیر گیسو کو تو کیون دُرّے لگاتے ہو
کہان تقصیر دیوانے کی ہے تعزیر کے قابل

ہمارا ڈھیر جب دیکھا کہا اُس ناوک افگن نے
یہ تو وہ خاک کا ہے کیا نشان تیر کے قابل

عبادت کا اگر ہے شوق یہ بھی شرط ہے زاہد
جبین سجدے کے لائق ہو زبان تکبیر کے قابل

جو بوسہ زلف کا مانگا کہا اُس شوخ نے ہنسکر
جنون اب بڑھ چلا ہی آپ ہین زنجیر کے قابل

بڑی بندہ نوازی کی جو دی یہ آبرو قاتل
نہ تھا میرا گلا تیری دمِ شمشیر کے قابل

پریرویون کا عاشق ہون مجھے کہتا ہی دیوانہ
خفا واعظ نہو مین ہون کہ تو زنجیر کے قابل

کہین سر کہین سینہ کہین بازو کہین زانو
ہماری لاش اے قاتل نہین تشہیر کے قابل

مصور بھی جو اُنکو دیکھتے ہین دل مین کہتے ہین
بنائین حق نے کیسی صورتین تصویر کے قابل

جو کچھ آنکھون سے دیکھا ہو وہ اُس سے جا کے کہدینا
ہمارا حال اے قاصد نہین تحریر کے قابل

کلیم اللہ بھی آئین تو کچھ کہتے نہ بن آئے
دہن کسکا ہے اُسکے سامنے تقریر کے قابل

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوے کربلا لیچل
یہ گلدستہ ہی نذرِ روضۂ شبیر کے قابل

کیون نہ تکیون مین ہو گرم نالہ ہاے زار دل
سو رہے ہین سیکڑون زیر زمین بیدار دل

دلربا تیری نظر مین ہے اگر بیکار دل
لا مجھی کو پھیر دے پھر مرے ہی سر مار دل

ہجر مین گھیرے ہوے رہتے ہین اندوہ والم
حلقۂ پرکار مین ہے نقطۂ پرکار دل

خواہشِ دولت اگر ہے ہو در دل پر مکین
فی الحقیقۃ ہے بڑی ڈیوڑھی بڑی سرکار دل

ہو گیا جب سامنا اُس زلف آفت خیز کا
پھر کے آنکھون نے کہا ہشیار دل ہشیار دل

چار ابرو پر ترے اے بُت کرون قربان ابھی
ایک کے بدلے جو دے اللہ مجکو چار دل

اے خیالاتِ جہان کیسی خرابی لاے تم
کُنج خلوت پہلے تھا اب ہو گیا بازار دل

حسرتین تھین جسقدر وہ ساری مردہ ہو گئین
بیٹھے کس کس کے لیے بن بنکے ماتم دار دل

منزلِ دنیا نہین ہے یہ مقامِ امتحان
جیت لے میدان مشقت سے نہ ہمت ہار دل

جان مدت سے ہے ہونٹھون پر مگر مرتا نہین
کس مسیحا کا ہوا ہے یا خدا بیمار دل

آنیوالی گر نہین ہے آفتِ تازہ امیر
کیون اُلجھتا ہے مرے سینے مین پھر بار بار دل

گُل سنتے ہین کب صداے بلبل
اپنی ہی ہے ہزار گاے بلبل

رنگ اپنا اگر جماے بلبل
ہو خندۂ گل صداے بلبل

گلچین رہ صحن باغ بھولا
مقبول ہوئی دعاے بلبل

توڑا گلچین نے جب کوئی پھول
آئی آواز ہاے بلبل

گلزار مین آگ سی لگی سب پہ
کیسا گرم ہین نالہ ہاے بلبل

ہے حسن سے فوق عشق بالا
گل سے ہے بلند جاے بلبل

آیا ہے زمانے کو جو وہ گل پہ
ہے بلبلون مین صداے بلبل

آخر کو تڑپ تڑپ کے دی جان
دیکھی اے گل وفاے بلبل

پھولون سے بھرا ہوا ہے گلشن
خالی ہے امیر جاے بلبل

باتین حکمت کی کہین سب کو لگے پھول سی پھول
آج کیا ہنستے سوائی تھی جو معمول سے پھول

کی ہے جب غور سے تمنے چمن علم کی سیر
تھا جو منقول سے ہاتھ آے ہین منقول سی پھول

داغ سینے مین نہین ہین یہ ملے ہین ہمکو
چمن الفت نے غیب مقبول سے پھول

کون آیا یہ چمن مین کہ خجالت سے ہوئے
زرد تھکے زردی مین رخ عامل معزول سی پھول

باغ امراض کا گھر بن گیا جاتی ہے بہار
سرو مدقوق سے بیٹھے ہوئے مسلول سے پھول

کہین کوتاہ بھی ہو جا صفت عمر بہار
تنگ اے قصہ بلبل ہین تری طول سے پھول

آگ ہے گرد کدورت دل بلبل کی نسین
کہو دامن کو بچاے رہین اس دھول سے پھول

واہ کیا بات صبا دیدۂ آخر بین کی
روئی شبنم ہے گلستان مین ہنسے پھول سے دھول

مہربان کچھ تو ہوا روز کی ہٹ کام آئی
آج ساقی نے سوا اوس سمجھے معمول سے پھول

اپنے سر بار گنہ اُس کا لیا قاتل نے
کیون جنازہ نہو بے جرمی مقتول سے پھول

کیا ترے عاشق رخسار کو بہکائین گے
ہین سوا آنکھون مین یان مشعلہ غول سی پھول

شرم کی جا ہے بشر کچھ جو بشر سے مانگے
کسی گلشن مین نہین طالب زر پھول سی پھول

وہ خوش اقبال اگر ہاتھ مین لیکر داغے
سونے چاندی کے نکلنے لگین تیھول سے پھول

واہ رے فیض کہ بالے مین جو ڈالی اُسنے
قیمتی ہو گئے سونیکے کرن پھول سی پھول

گر وہ عصیان سے بری دامن بلبل ہے امیر
بستیان ایسی تو ناحق نہ بٹین دہول سے پھول

جاتا تو اُسکے کوچے مین ہے بار بار دل
کھاے نہ چوٹ یاس کی امیدوار دل

دکھلا رہا ہے سیر مراد اعتبار دل
پایا خزان سے مین نے یہ باغ و بہار دل

اُس گلبدن کے عشق مین ہے داغدار دل
کیا شوخ رنگ پھولون کا چنتے ہے ہار دل

ترچھی نظر نشانے پہ پڑتی نہین کبھی
اے ترک اس ادا سے نہوگا شکار دل

گرم خرام ناز ہو تم یہ تو دیکھ لو
کس کا پڑا ہوا ہے سر رہگزار دل

بزم وصال ہے کہ کوی صیدگاہ ہے
میرا نشانہ تم ہو تمھارا شکار دل

جسدم نکل چلا مرے پہلو کو توڑ کر
رہ رہ گیا لپٹ کے ترے بے اختیار دل

ٹھنڈی ہین اسکے آگے حسینون کی گرمیان
پتلا ہے شوخیون کا مرا بیقرار دل

کام آے گا ضرور کسی دن حضور کے
پہلو مین اپنے رکھتے ہین ہم ہونہار دل

تجلی جو کوہ طور پہ چمکی تھی ایک دن
عاشق کے سینے مین ہے اُسیکا شرار دل

گھر سے نکل کے دیکھ تو لین اک نظر حضور
لاے ہین پیشکش کے لئے جان نثار دل

موسےٰ کو برق طور کا جلوہ دکھا دیا
پہنچا تڑپ کے دور مرا بیقرار دل

دیکھی وہ چشم مست تو آنکھین ہی کھُل گئین
جب ہوش اُڑ گئے تو ہوا ہوشیار دل

ایفاے عہد وصل نہ ایفاے عہد قتل
کس بات کا تمھاری کرے اعتبار دل

عشاق کی کمی نہین معشوق چاہیئے
ہو دل کا قدردان تو ستّر ہزار دل

تسکین دے تصور جانان کسے کسے
بیتاب اُدھر ہے جان اِدھر بیقرار دل

آیا خیال کشتۂ سیماب دیکھکر
یہ خاک ہوگیا ہے کوی بیقرار دل

آتے ہین فاتحے کے لئے روز درد و غم
ہے آرزو سے مردہ کا گویا مزار دل

خاک آرزوے وصل کرون ابتک ای امیر
یہ بھی خبر نہین کسے کرتا ہے پیار دل

گنتا ہے ترے ہجر کی ایک ایک گھڑی دل
ہے عاشق بیتاب کے سینے مین گھڑی دل

کہتے ہین اسے صبر کہ الفت مین بتون کی
نازک ہے بہت اسپہ اُٹھاتا ہی کڑی دل

جھپکے گی تری تیغ نگہ کیا پلک اُس کی
ہمت تری آنکھون سے بھی رکھتا ہی بڑی دل

رُلواتی ہے ہجر کو چشم کی تیت
پانی ہو نہ کیون دیکھکے ساون کی جھڑی دل

ہو ہاتھ تک اُس غیرت گلشن کے رسائی
داغون سے بنا اسلیے پھولون کی چھڑی دل

کیا وجہ کہ سودا سا امیر آج ہے اسکو
آیا ہے کہین دیکھ کے مستی کی دھڑی دل

ردیف میم

کرین پھولون کی کیونکر آرزو ہم
نہین پاتے کسی مین تیری بو ہم

کہان شبنم نمایان ہو جو خورشید
ٹھہر سکتے ہین اُسکے روبرو ہم

ہجوم آرزو نے مار ڈالا
کہان پائین دل بے آرزو ہم

ملا جب وہ کھلا تب یہ معما
کیا کرتے تھے اپنی جستجو ہم

کسی سے کوئی کچھ کرتا ہو باتین
سُنا کرتے ہین تیری گفتگو ہم

بتون کی بندگی ہے فرض زاہد
یہ کہدین گے خدا کے روبرو ہم

مرے مُنہ پر یہ کہتے ہین مرے اشک
مٹا دین گے تمہاری آبرو ہم

وہ سرکش ہین کہ مر کر سکیدست سے
چلین گے دوش پر مثل سبو ہم

امیر اُس بے نشان کو دل مین پایا
جسے ڈھونڈھا کیے تھے چار سو ہم

یہ روے وصل مین مُنہ رکھکے روے یار پہ ہم
کہ لیگئے سبقت ابر نوبہار پہ ہم

چمن مین دہوم ہے اب اپنی نغمہ سنجی کی — کہ دو ہی نالون مین غالب رہے ہزار پہ ہم
جو اُنکی زلف مین افشان تو اپنے سینے مین داغ — اُدہر بہار پہ وہ ہین اِدہر بہار پہ ہم
جنون مین پاس یہ پامالِ ضعیف کا ہے — کہ پھونک پھونک کے رکھتے ہین پاون خار پہ ہم
وہ راست گو ہین کہ مطلق نہین ہے جان کا خوف — کہین گے کلمۂ حق مُنہ سے چڑھکے دار پہ ہم
نہین جہان مین محسن کُشی سے بد کوئی کام — لگائین سنگ نہ اشجار سایہ دار پہ ہم
یہ آرزو ہے کہ اُنکے شہید کہلائین — وہ زندہ دل ہین کہ مرتے ہین اعتبار پہ ہم
یہ کس کے گھنگرون کی کان مین صدا آئی — کہ وجد کرنے لگے شور آبشار پہ ہم

ہوی ہے رات جو تکیے مین فرش کیا دکھائے
امیر لیٹ رہین سر کسی مزار پہ ہم

ہون سارے شہر مین ہین اگر جا بجا کریم — حاجت نہین فقیر کو کچھ ہے خدا کریم
لیتے ہین ایک جس سے دلا دیتے ہین ہزار — بیشک ہین اغنیا سے زیادہ گدا کریم
بے مانگے دے رہی ہو زمانے کو گالیان — تم سا کہان جہان مین کوی دوسرا کریم
دُرریز سائلون پہ دررو یہ ہین مٹھیان — چھیتا مری طرف بھی کوی زر کا یا کریم
نیرنگیان ہین کیا چمن روزگار کی — خوشبو تو گُل نے دی ہے بنی ہے صبا کریم
اے پیر میفروش کوی جام خُم کی خیر — حاتم ہے تو کہان کوی تجھسے سوا کریم
ہے شوق شرط ذکر خدا ہو کسی طرح — یکسان ہے یا کریل کہے یا کوی کریم
دو بوسے خواب ہی مین کسی روز ہمکو دو — تب جانین ہم کہ تم بھی ہو نام خدا کریم

بحر جہان مین دیکھ دُرافشانیان امیر
دستِ گدا صدف ہے تو ابرِ عطا کریم

مِٹ نہ سکا تقدیر کا لکھا روز ہے پامالِ خطر ہم — صرصرِ غم سے دفترِ دل کے سارے ورق ہین برہم درہم
شاد ہوا ایسا دل جو کسی دن نزع سی پائین اُسکی خبر ہم — چھیر کے پہلو سامنے رکھدین نذر کو اُسکی اپنا جگر ہم

ساری جوانی رنج مین گزری ہو گئی راحت آئی جو پیری
شام کو آئی جانب زندان باغ مین پہنچے وقت سحر ہم

ہجر مین ہین ہم موت کے خواہان زیست سے ہے بیزار دل اپنا
درد کو ہے کیا کام دوا سے داغ کو ہے کب خواہش مرہم

چرخ مخالف بخت ہے واژون کوئی نہین امید کی صورت
ہاتھ اٹھائین خاک دعا کو بند جو پائین باب اثر ہم

باغ جہان مین سیر کو آئے ساتھ ہے لیکن قسمت بد بھی
ہاتھ ہے کوتہ شاخ ہے اونچی پائینگے کیونکر کوئی ثمر ہم

گھر سے نکالا رنج مین ڈالا ظلم کیا غواص فلک نے
چین سے کیسے پھر جہان مین گوشہ نشین تھے مثل گہر ہم

دہر مین تھے وہ طائر قیدی کچھ بھی نہ گزرا وقفۂ ہستی
کھولتے ہی پرواز کے شہپر پست ہوئے مانند شرر ہم

دل کی صفا نے اور بگاڑا کام نہ اپنا کوئی سنوارا
آئینہ سان ہین بزم جہان مین ہر کہ و مہ کے دست نگر ہم

وقت سحر ہے شور سفر ہے چست مسافر قافلہ راہی
واہ ری غفلت فکر نہین کچھ بیٹھے ہین اب تک کھولے کمر ہم

غیر ہی حالت ضعف ہے طاری ہے وہی گردش اب بھی ہماری
زار ہین مثل سوزن ساعت پھرتے ہین لیکن آٹھ پہر ہم

شوق شہادت دل پہ ہے غالب ڈھونڈ رہے ہین کوچۂ قاتل
دور سے دیکھین اسکو جو آتے در کی کہین پائین نہ سر ہم

حال نہ پوچھو عشق کمر مین گھل گئے بالکل ہو گئے لاغر
سب کی نظر سے ایسے ہین غائب بن گئے گویا تار نظر ہم

تنگی کی جا ہے شکر کی جا ہے یار **امیر** آیا سر بالین
کعبے کی جانب کوئی بتا دے سجدہ کرین اس وقت کدھر ہم

ردیف نون

ہم لوٹتے ہین وہ سو رہے ہین
کیا ناز و نیاز ہو رہے ہین

کیا رنگ جہان مین ہو رہے ہین
ڈھونڈتے ہین چار رو رہے ہین

دنیا سے الگ جو ہو رہے ہین
تکیون مین فرصت سے سو رہے ہین

پہنچی ہے ہماری اب یہ حالت
جو ہنستے تھے وہ بھی رو رہے ہین

تنہا تہ خاک بھی نہین ہم
حسرت کے ساتھ سو رہے ہین

سوتے ہین لحد مین سونے والے
جو جاگتے ہین وہ رو رہے ہین

ارباب کمال چل بسے سب
تنکو مین کہین ایک دو رہے ہین

پلکون کی چھپک دکھا کے یہ بُت
دل مین نشتر چبھو رہے ہین

مجھ داغ نصیب کی لحد پر
لالے کا وہ بیج بو رہے ہین

پیری مین بھی ہم ہزار افسوس
بچپن کی نیند سو رہے ہین

دامن سے ہم اپنے داغ ہستی
آب خنجر سے دہو رہے ہین

مین جاگ رہا ہون ای شب غم
پر میرے نصیب سو رہے ہین

روئین گے ہمین رُلانے والے
ڈوبینگے وہ جو ڈبو رہے ہین

اے حشر مدینے مین نہ کر شور
چپ چپ سرکار سو رہے ہین

آئینے پہ بھی کڑی نگاہین
کس پر یہ عتاب ہو رہے ہین

بھاری ہے جو موتیون کا مالا
آٹھ آٹھ آنسو وہ رو رہے ہین

دل چھین کے ہو گئے ہین غافل
فتنے وہ جگا کے سو رہے ہین

ہے غیر کے گھر جو اُنکی دعوت
ہم جان سے ہاتھ دہو رہے ہین

صد شکر خیال ہے اُسی کا
ہم جس سے لپٹ کے سو رہے ہین

ہو جائین نہ خشک داغ کے پھول
آنسو انکو بھگو رہے ہین

پوچھے کوئی دیدہائے تر سے
کیون نام وفا ڈبو رہے ہین

آئیگی نہ پھر کے عمر رفتہ
ہم مفت مین جان کھو رہے ہین

کیا گریہ بے اثر سے حاصل
اِس رونے پہ ہمتو رو رہے ہین

فریاد کہ ناخدا سے کشتی
کشتی کو مری ڈبو رہے ہین

قطعہ

کیون کرتے ہین غمگسار تکلیف
آنسو مرے مُنہ کو دھو رہے ہین

محفل برخاست ہے پتنگے
رخصت شمعون سے ہو رہے ہین

ہے کوچ کا وقت آسمان پر
تارے کہین نام کو رہے ہین

اُنکی بھی نمود ہے کوئی دم
وہ بھی نہ رہین گے جو رہے ہین

دُنیا کا یہ رنگ اور ہمکو
کچھ ہوش نہین ہے سو رہے ہین

ٹھہرو دم تیغ دو گھڑی اور
دو چار نفس ہی تو رہے ہین

پھول اُن کو پنہا پنہا کے اغیار
کانٹے مرے حق مین بو رہے ہین

زانو پہ امیر سر کو رکھے
پہرون گزرے کہ رو رہے ہین

اُسکی حسرت ہے جسے دل سے مٹا بھی نہ سکون
ڈھونڈنے اُسکو چلا ہون جسے پا بھی نہ سکون

کون مانع ہے کہ در پر ترے آ بھی نہ سکون
کیا قدم نقش قدم ہین کہ اُٹھا بھی نہ سکون

آنے دے غیر کو آتا ہے اگر خلوت مین
کچھ تری شرم نہین ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکون

آ ملے غصے کے مٹانے کی ہین سو تدبیرین
لاگ کی آگ نہین ہے کہ بجھا بھی نہ سکون

چٹکیان لینے سے دل مین وہ کرین تو انکار
داغ کچھ درد نہین ہین کہ دکھا بھی نہ سکون

دل مرا زرد حنا مجھسے چھپا کر بولا
کیا یہ جوبن ہے کسیکا کہ چرا بھی نہ سکون

مین اگر گھر سے نکلتا ہون تو گھر کیون ہوا اس
کیا دم بازپسین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون

وصل مین چھیڑ نہ اتنا اُسے اے شوق وصال
کہ وہ روٹھے تو کسیطرح منا بھی نہ سکون

ڈالکر خاک مرے خون پہ قاتل نے کہا
کچھ یہ مہندی نہین میری کہ چھپا بھی نہ سکون

ناز کرنے سے تجھے منع نہین کرتا مین
پر نہ اتنے کہ اُٹھاؤن تو اُٹھا بھی نہ سکون

ضبط کمبخت نے اور آ کے گلا گھونٹا ہے
کہ اُسے حال سناؤن تو سنا بھی نہ سکون

کوئی پوچھے تو محبت سے یہ کیا ہے انصاف
وہ مجھے دل سے بھلا دین مین بھلا بھی نہ سکون

مین کسی سے نہ کہونگا وہ کرین وعدۂ وصل
راز الفت یہ نہین ہے کہ چھپا بھی نہ سکون

ہائے کیا سحر ہے یہ حسن کہ مانگین جو حسین
دل بچا بھی نہ سکون جان چرا بھی نہ سکون

شکوے تو شوق سے کر وصل مین لیکن ای دل
بات کچھ ایسی نہ بگڑے کہ بنا بھی نہ سکون

نقش ہستی مین ابھی محو کیے دیتا ہون
خط تقدیر نہین ہے کہ مٹا بھی نہ سکون

ایک نالے مین جہان کو تہ و بالا کردون
کچھ ترا دل یہ نہین ہے کہ ہلا بھی نہ سکون

رُعب کو ساتھ لگا لاے ہین اپنی شب وصل
کہ جو اُٹھین تو خوشامد سے بٹھا بھی نہ سکون

مُنہ پہ قاضی کے مین کہدون گا کہ ہون حُسن پرست
عشق کچھ کفر نہین ہے کہ جتا بھی نہ سکون

اُنکے پہلو مین جو لیجا کے سُلا دون دل کو
نیند ایسی اُسے آے کہ جگا بھی نہ سکون

اے امیر اپنی غزل ہر کوئی آیت یہ نہین
کہ گھٹا بھی نہ سکون اور بڑہا بھی نہ سکون

ہاے وہ دن کہ گزر جاتی تھی شب باتون مین
اب نہ باتون مین مزہ ہے نہ ملاقاتون مین

لطف کیا آتے تکلف کی ملاقاتون مین
کچھ رکھائی کے سوا بات نہین باتون مین

آگیا غیر کی صحبت کا اثر باتون مین
اور کچھ ہوگئے تم بیٹھ کے بدذاتون مین

کھل گیا جب سے کھنچاوٹ نے ملاقاتون مین
بیٹھکا تیری رکاوٹ کا ہوا باتون مین

جب کہا نالہ و زاری مری دیکھو بولے
بجلیان ہمنے بہت دیکھی ہین برساتون مین

چار ہی دن مین وہ بت دیکھئے کیا چل نکلا
کیسی قینچی سی زبان چلنے لگی باتون مین

مسجدون مین ہین یہ ہُو حق کے کہان ہنگامے
رنگ توحید اُچھلتا ہے خراباتون مین

ناز ادا آن حیا غمزہ کرشمہ شوخی
لیگیا دل کو اُڑا کر کوئی اِن ساتون مین

دل دیا مین نے تو بولے کوئی بم بھوٹی ہے
دل ہی دل روز چلے آتے ہین سوغاتون مین

عمر رفتہ کو عبث شیخ حرم روتا ہے
ڈھونڈھلے آکے جوانی کو خراباتون مین

یہ سمجھکر کبھی ناصح کی بھی سُن لیتا ہون
اک نہ اک بات نکل آتی ہے سو باتون مین

التجا ٹوٹے ہوے دل کی وہان ہے مقبول
درد کی ساری ہے تاثیر مناجاتون مین

انجمن ہو کہ چمن سب ہین اُسی کے سرمست
ایک ساقی ہے ہزارون ہی خراباتون مین

کچھ اشارے جو کیے مین نے تو جھنجھلا کے کہا
تم رہا کرتے ہو دن رات انہین گھاتون مین

مہربان وصل مین قصے یہ نکالے کیسے
آج کی رات بھی کیا ٹالیے گا باتون مین

چار اِدہر لوٹتے ہین چار اُدہر اے ساقی — مے کھینچی یا کوئی شمشیر خراباتون مین
واعظ اب چھیڑ کے رندون سے سنا کرتے ہین — کچھ مزہ ملنے لگا ہے انہین صلواتون مین
وصل مین زلفِ سیہ نے جو کیا ہے اندہیر — یہ اندہیرا تو نہ تھا ہجر کی بھی راتون مین
بوسہ مانگا تو کہا پھیر کے مُنہ ظالم نے ہٹ — کہ زبان کٹتی ہے انسان کی انہین باتون مین
دل اُڑا لیتے ہین وہ کھول کے زلفونکی لٹین — دیکھو دن پھرتے ہین چورون کے انہین راتون مین

بُت نہ بولین جو نہین بولتے ہین ہم سے امیر
اپنے اللہ سے باتین ہین مناجاتون مین

یہ تو مین کیونکر کہون تیرے خریدارون مین ہون — تو سراپا ناز ہے مین نازبردارون مین ہون
وصل کیسا تیرے نادیدہ خریدارون مین ہون — واہ ری قسمت کہ اسپر بھی گنہگارون مین ہون
حشر مین اتنا کہونگا اُس سے مین محرومِ وصل — پاکدامن تو ہے مین کیونکر گنہگارون مین ہون
ناتوانی سے ہے طاقت ناز اُٹھانے کی کہان — کہہ سکون کیونکر کہ تیرے نازبردارون مین ہون
جان پر صدمہ جگر مین درد دل کا حال زار — گھر کا گھر بیمار کس کس کے پرستارون مین ہون
ہاے ری غفلت نہین ہے آج تک اتنی خبر — کون سے مطلوب مین کس کے طلبگارون مین ہون
وہ کرشمے شانِ رحمت نے دکھاے روزِ حشر — چیخ اُٹھا ہر بیگنہ مین بھی گنہگارون مین ہون
وہ مجھے روتا ہے مین روتا ہون اُسکی جان کو — دل مرے ماتم مین مین دل کے عزادارون مین ہون
صبح سے مطلب نہ گل سے کام کیا جانون انہین — مین تمہارے سینہ چاکون مین دل افگارون مین ہون
دل جگر دونون کی لاشین ہجر مین ہین سامنے — مین کبھی اسکے کبھی اُسکے عزادارون مین ہون
مین کسی قالب مین ہون خالی اداسی سے نہین — رنگ ہون یا بو ہون مرجھاے ہوے ہارون مین ہون
چھیڑ دیکھو میری میّت پر جو آے یہ کہا — تم وفادارون مین ہو یا مین وفادارون مین ہون
زاہدو کافی ہے اتنی بات بخشش کے لیے — اُسکو شوقِ مغفرت ہے مین گنہگارون مین ہون
اسطرح فریاد کرتے ہین بتا دو قاعدہ — اے اسیرانِ قفس مین نوگرفتارون مین ہون

ارا پناو کہاکر دل نے اُس سے یون کہا
کیون اسی مُنہ پر یہ کہتے تھے مین دلدارون مین ہون

ون مین چلا زاہد جو اُسکو ڈھونڈنے
مغفرت بولی ادھر آ مین گنہگارون مین ہون

کہتا ہے دکھاکر یار کا حُسنِ ملیح
مین بھی اِس سرکار کے ادنےٰ نمکخوارون مین ہون

بچے اونچے مجرمون کی ہوگی پرسش حشر مین
کون پوچھے گا مجھے مین کن گنہگارون مین ہون

آرایش پہنکر طوق بولا وہ حسین
اب وہ آزادی کہان مین بھی گرفتارون مین ہون

ساہی کا تو دعوے اُنکے آگے کیا مجال
ڈرتے ڈرتے مُنہ سے نکلا مین گنہگارون مین ہون

چارہ سازی کس سے چاہین اب مریضِ دردِ غم
کہتے ہین عیسےٰ کہ مین بھی اُن کے بیمارون مین ہون

پوچھتا ہون وجہ آزادی تو کہتا ہے یہ سرو
مین کسی کے قدِ موزون کے گرفتارون مین ہون

آپکا کھٹکا رحم اُسکو سن کے میری بیکسی
دردِ ظالم بول اُٹھا مین اُسکے غمخوارون مین ہون

سوزِ فرقت دردِ دل زخمِ جگر ناسورِ چشم
کچھ نہ پوچھو مبتلا مین کتنے آزارون مین ہون

شرم و شوخی دونون گاہک ہین الٰہی کیا کرون
ایک جنسِ بےحقیقت دو خریدارون مین ہون

پھول مین پھولو نہین ہون کانٹا ہون کانٹون مین امیر
یار مین یارون مین ہون عیّار عیارون مین ہون

ضبط کرنا دلِ حزین نہ کہین
چوٹ لگ جائیگی کہین نہ کہین

جب تڑپتا ہے دل مین ڈرتا ہون
چرخ پر جا پڑے زمین نہ کہین

مُسکرا کر وہ شوخ کہتا ہے
آج بجلی گری کہین نہ کہین

حورین لپٹی ہین نزع مین مجھسے
دیکھتا ہے وہ نازنین نہ کہین

وصل کی شب نہین نہین کیسی
دیکھو سن لے دلِ حزین نہ کہین

دل مین باتین بھری تھین کیا کیا کچھ
ہاے کچھ وقتِ واپسین نہ کہین

دل سی شے لیکے اب تو نکلے ہین
پوچھ لے گا کوئی کہین نہ کہین

نہ تڑپ اسقدر دلِ بیتاب
سہم جاے وہ نازنین نہ کہین

میرے عیسیٰ کے دل میں چھپ جائے — نگہِ وقتِ واپسیں نہ کہیں
چین مردوں کو قبر میں بھی نہیں — آسمان ہو تہِ زمین نہ کہیں

آگ ہو جائے گا وہ شوخ **امیر**
کھینچنا آہِ آتشیں نہ کہیں

اِس شان سے ہم آئے تری جلوہ گاہ میں — مشعل دکھائی برقِ تجلّی نے راہ میں
اندھیر کر رہی ہے یہ چشمِ سیاہ میں — شوخی کو قید کیجیے نیچی نگاہ میں
کیا دخل جا سکے کوئی اُس جلوہ گاہ میں — غمزہ چھری لیے ہوئے بیٹھا ہے راہ میں
خنجر کھنچا اِس ادا سے کھنچا قتلگاہ میں — لپٹا لیا گلے سے ترے اشتباہ میں
تو بڑی کچھ ہر دست کے قابل ہے اِدھر — پہنچی ہے ہم سے ٹوٹ کے اب خانقاہ میں
وہ دشمنی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں — میں شاد ہوں کہ ہوں تو کسی کی نگاہ میں
گھر سے مرے بلا سے شبِ غم گئی کہاں — بیٹھی ہے چھپ کے پردۂ روزِ سیاہ میں
ہم مست گو بھی پیتے ہیں تو کانپتے ہوئے — تہ یہ پڑی ہوئی ہے ہمارے گناہ میں
قالب میں دل ہے دل میں ہے وہ قدر دانِ دل — یوسف گرا ہے پیکے زلیخا کو چاہ میں
اُفتادگی میں بھی مجھے معراج ہے نصیب — ٹھوکر بھی کھائی ہے تو محبت کی راہ میں
پھونکا اِدھر سے دود کہ اُدھر آسمان کو — دو ظالموں کی لی ہے خبر ایک آہ میں
وہ دیکھتے ہیں خونِ تمنا جما کے آنکھ — مہندی لگائی جاتی ہے پاے نگاہ میں
اہلِ نظر کو وسعتِ امکان ہے بہت تنگ — گردوں نہیں گرہ ہے یہ تارِ نگاہ میں
جب میں پکارتا ہوں تو کہتا ہے آفتاب — کمبخت گم ہوں میں ترے روزِ سیاہ میں
ڈرتا ہوں جذب شیخ کا سن سن کے غلغلہ — کھنچ جائے دخترِ رز نہ کہیں خانقاہ میں
آنکھ اپنی فتنہ ہائے قیامت یہ کیا پڑے — جسکے یہ فتنے ہیں وہ ہے اپنی نگاہ میں
دل میں صمد صمد ہو زباں پر صنم صنم — حُسنِ عمل کی بھی ہو جھلک کچھ گناہ میں

بیتابیاں جو مانگیں تو دینا نہ تو ہمیں
اے صبر آپ ہم آئے ہیں تیری پناہ میں

اُٹھتا نہیں ہے اب تو قدم مجھ غریب کا
منزل سے کہدو دوڑکے لی مجھکو راہ میں

قدرت خدا کی ہے کہ ملیں خاک میں تو ہم
اور سرمہ گھر کرے تری چشم سیاہ میں

شاعر کو مست کرتی ہے تعریف شعر امیر
سو بوتلوں کا نشہ ہے اس واہ واہ میں

اللہ ری لاغری کہ تری جلوہ گاہ میں
پس پس گیا ہوں دب کے میں گردِ نگاہ میں

ہے اس غضب کی آگ دلِ دادخواہ میں
اُف کرکے بھاگے آئے جو تاثیر آہ میں

دل ہے تباہ قافلۂ اشک و آہ میں
گھیرا ہے آندھی پانی نے بیکس کو راہ میں

آفت کی شوخیاں ہیں تمھاری نگاہ میں
محشر کے فتنے کھیلتے ہیں جلوہ گاہ میں

بھاگا خیال یار یہ کہکر شبِ فراق
دشمن مرے نہ ایسے ہوں حالِ تباہ میں

محشر خرام تم جو نہیں ہو تو کون ہے
فتنوں نے کس کے بچھ کے بچھائے ہیں راہ میں

تیرے جلال میں بھی مزہ ہے جمال کا
چشمِ کرم چھپی ہے غضب کی نگاہ میں

یہ عکس کسکے چاند سے چہرے کا پڑ گیا
پانی کو ناز ہے کہ میں یوسف ہوں چاہ میں

اُفتادگی میں بال برابر نہیں ہے فرق
ہے ایک رنگ سایۂ درویش و شاہ میں

تیری نکیلی پلکوں سے اللہ کی پناہ
کیا دل میں پیر جاتی ہیں چبھ کر نگاہ میں

قالب کو بھی قیام نہیں روح کی طرح
منزل چلی ہے ساتھ مسافر کے راہ میں

مانند شمع تاج ہی سے ہے بقائے شاہ
ہے اس کلاہ پوش کی جان اس کلاہ میں

ہم ہیں سیاہ کار تو رحمت ہے پردہ پوش
مے پیتے ہیں تو سایۂ ابرِ سیاہ میں

صحبت سے پاک طبع کو آسودگی کہاں
آئے تری نہ دیدۂ تر سے نگاہ میں

غمزے کا بانکپن صفِ مژگاں میں دیکھیے
کس نوک کا جوان ہے یہ اس سپاہ میں

اللہ رے رشک جمع نہیں ہوتے دو حسین
روزِ ازل سے پھوٹ ہے خورشید و ماہ میں

آنسو ہمارے دیکھکے خوش ہو رہے ہین وہ
پازیب موتیون کی ہے پاے نگاہ مین

اے تیغ ناز ہاتھ جو تو نے اُٹھا لیا
لیتا نہین کوئی مجھے اپنی نگاہ مین

چشم سیہ کے عشق مین یاد مژہ جو کی
ماتم کی صف بچھی مرے روز سیاہ مین

قاصد کو اُسنے قتل کیا نامہ دیکھکر
مارا پڑا غریب ہمارے گناہ مین

آئینہ جب سے دیکھ لیا لوٹ ہی رہا
یوسف مرا اُبھر نہ سکا گر کے چاہ مین

سودا و میر دونون تھے کامل مگر امیر
ہے فرق واہ واہ مین اور آہ آہ مین

وہ بیکس ہون نہین ہے کوئی میرا غمگسارون مین
فقط اک دل ہے سو وہ بھی تمہاری جان نثارون مین

آبے کی بوند بدلی ہی نہین ان اشکبارون مین
شرارہ مردہ ہے بجلی بھی تیرے بیقرارون مین

کہو زاہد پیے مے رنگ تو برسات کا دیکھے
تماشا اُودی اُودی بدلیان ہین سبزہ زارون مین

حقیقت عاشقون کی مرگ کی ہم سے کوئی پوچھے
بہت جب نیند آئی سو رہے جا کر مزارون مین

نگاہِ یار کیا بدلی جہان بدلا ہوا بدلی تو
وہ دشمن جان کے ہین تھے جو آگے جان نثارون مین

اُڑا یارا جلا اسپند دب کر رہگئی بجلی تو
ہمین ثابت قدم ٹھہرے تمہارے بیقرارون مین

شب وصلت تمہاری شرم سے کس کسکو شرم آئی
لجا لو بن کے سمٹے جسقدر تھے پھول ہارون مین

فرشتون سے کہو اتنی قیامت مین خبر رکھین
کہین چھپ چھپ کے زاہد مل نجائین بادہ خوارون مین

جدا ہے دخت رز کا نام ہر صحبت مین اے ساقی
پری ہے میکشون مین حور ہے پرہیزگارون مین

بہت تھے جلوہ گاہِ یار مین دیدار کے طالب
کلیم اللہ آگے بڑھ گئے امیدوارون مین

ہوے ہم قتل جب جلسہ نظر آیا حسینون کا
لٹا یہ خون ناحق جسکو چاہو گلعذارون مین

خدا جانے کہان دل جان کس جلسے مین ہے اپنی
بظاہر بت بنے بیٹھے ہین ہم ہرچند یارون مین

سوے گور غریبان آئین وہ یہ پوچھتے یارب
مرے کشتے کی تربت کونسی ہے ان مزارون مین

ترا اُبھرا ہوا جوبن یہ اُن کو گدگداتا ہے
کہ لوٹے جاتے ہین مارے ہنسی کے پھول ہارون مین

قبا کے بند کھولو پردہ اُلٹو کچھ ہنسو بولو / جو آئے ہو تو بیٹھو بے تکلف ہو کے یارون مین
اِدھر بھی اِک نگاہ ناز اپنے حسن کا صدقہ / کہ روزِ حشر میری آنکھ نیچی ہو نہ یارون مین

امیر اُن سے نہ بچتی دخترِ رز آنکھون مین پی جاتے
جوانی کا اثر شاید نہین پرہیزگارون مین

سنبھلے ساقی ہنسے بولے اگر آئی تو یارون مین / دُلہن بنکر نہ بیٹھے دخترِ رز بادہ خوارون مین
بہار آئی لنڈھاتے خم کے خم ہم بادہ خوارون مین / کہو توبہ سے چندے جا رہے پرہیزگارون مین
رہے ہم میکشون کی قبر مین یارب کوئی روزن / مزے مرکر بھی اُٹھین چاندنی آئے مزارون مین
بہار آئی گھٹا چھائی کھُلے بوتل چلے ساغر / نہ تم پرہیزگارون مین نہ ہم پرہیزگارون مین
شبِ فرقت سمٹ کر میرے گھر مین آ رہی شاید / سیاہی جسقدر تھی گبر و ترسا کے مزارون مین
اُڑائے پرزے میرے دل کے خوش چشمون نے یون ملکر / تبرک جیسے ہو دستارِ قاضی بادہ خوارون مین
ہماری کشتی دریا لگی جنت مین کوثر پر / ہوا سے بادہ خواری کے اُڑی پرہیزگارون مین
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو طرفہ ماتم ہے / یہ اُسکے سوگوارون مین وہ اسکے سوگوارون مین
یہ کس گلرو کے غم مین مر رہا ہون مین کہ پہلے سے / مرے پھولون کے چرچے ہو رہے ہین گلعذارون مین
نہ نکلے آرزوئے وصل کچھ تو دل کو تسکین ہو / یہی سُن لون کہ میرا نام ہے امیدوارون مین
بہار آتی ہے کھولا مغبچون نے کیا درِ رحمت / قدح لٹتے ہین میلا بٹ رہا ہے لالہ زارون مین
ادھر دل لوٹتا ہے اُسطرف بجلی تڑپتی ہے / الٰہی خیر ہو بحث آ پڑی دو بیقرارون مین
اسیکا نام گلگونہ اسیکا نام ہے غازہ / ہمارا خونِ ناحق رنگ لایا گلعذارون مین
نظر ہے آئینے پر مانگتے ہین عکس سے بوسہ / وہ خود اپنے درِ دولت پہ ہین امیدوارون مین
عجب راحت سے مرقد مین ہین تیرے ناز کے کُشتے / کہ حورین دن کو پریان شب کو آتی ہین مزارون مین
دمِ زینت یہ ہے وسواس اُنکو بدگمانی سے / کسیکی روح شامل ہو نہ پھولون کے ہارون مین
کھلائے گُل یہ ساقی زاہدون کی روسیاہی نے / انہین کے داغ یہ پھیلے ہوئے ہین لالہ زارون مین

شگوفہ کوئی پھوٹے گا یہ صحبت رنگ لائیگی
امیر اچھا نہین ہے بیٹھنا ان گلعذارون مین

اُلجھ پڑون کسی دامن سے مین وہ خار نہین
وہ پھول ہون جو کسی کے گلے کا ہار نہین

کسی شہید کا سب رنگ خون بہار نہین
کسی لحد پہ چراغان ہے لالہ زار نہین

نصیب دولت دُنیا جو ہو تو اور سیلون
شرارہ ہے مجھے یاقوت آبدار نہین

نہ دو رقیب کو تم داغ اپنی الفت کا
زمین شور پہ سبزا اور لالہ زار نہین

ہماری خاک بھی کرتی شکایت اُس بُت کی
خدا کا شکر ہے گویا لب مزار نہین

زمین شعر مین ہم دفن ہون تو بہتر ہے
یہان سوال ملائک نہین فشار نہین

امیر وصل مین اس شوخ نے تلون سے
ہزار بار کہی ہان ہزار بار نہین

دل جو کہتا ہے مجھے ضبط کی طاقت ہی نہین
ضبط کہتا ہے تڑپنے کی اجازت ہی نہین

غم سے چھوٹون تو مین کچھ عیش کا سامان کرون
اتنی اس غمکدۂ دہر مین فرصت ہی نہین

اب کس امید پہ ہم یار کا دربار کرین
پیشتر تھی جو عنایت وہ عنایت ہی نہین

طلب جام عبث کرتے ہو مُنہ چھوڑ کے تم
میکشو آنکھ مین ساقی کے مروت ہی نہین

دہوپ کو اوس کو ناحق ہے تکلف آئین
کون روکے گا انہین گھر مین مرے چھت ہی نہین

ہاتھ مین شانہ ہے آئینہ ہے زانو پہ مدام
اُن سے الفت ہے تمہین جن مین محبت ہی نہین

دین کی فکر کرون ہائے مین کس وقت امیر
کبھی دُنیا کے بکھیڑون سے فراغت ہی نہین

مثل تارِ نظر نظر مین نہین
اسطرح گھر مین ہون کہ گھر مین نہین

جلوہ خالق کا کس بشر مین نہین
غیر عکس آئینے کے گھر مین نہین

ہوش تک راہ بیخودی مین ہین گُم
کوئی ساتھی مرا سفر مین نہین

ورقِ گل کو لے اُڑی ہے نسیم
خط و ادست نامہ بر مین نہین

دیکھ لی آج آنکھ اُس گل کی
ایسی نرگس بھی کچھ نظر مین نہین

عجز بندون کا کیون پسند نہو
ایسی تو خدا کے گھر مین نہین

کسکے سر ماریے یہ بارِ سفر
راہبرون کو لی رہگذر مین نہین

دیکھیے تو اسی مین ہے سب کچھ
کون کہتا ہے کچھ بشر مین نہین

اسقدر بھر گیا ہے داغون سے
کہ جگہ درد کی جگر مین نہین

دیکھکر ان کو سب یہ کہتے ہین
کیا پری مین ہے جو بشر مین نہین

سارے عالم کے داغ بھی لیتا
کیا کرون مین جگہ جگر مین نہین

کیجیے تر زبان نشتر کو
خون اتنا بھی اب جگر مین نہین

قربِ منعم مین پیچ و تاب کہان
کہ گرہ رشتۂ گہر مین نہین

کون لیجائے نامہ قاتل تک
خوف سے جان نامہ بر مین نہین

رہروِ راہِ عشق ہون بے زور
کوئی توشہ مری کمر مین نہین

ہو سکے خاک میہمانیِ غم
ایک قطرہ لہو جگر مین نہین

مانگنا ہو جو مانگ لے اُس سے
کونسی شے خدا کے گھر مین نہین

رشتۂ کہکشان مین بجلی ہے
تیغ اُس ترک کی کمر مین نہین

عیش کا نام ہی سنا ہے امیر
ڈھونڈھ مارا جہان بھر مین نہین

غضب کی آنکھ سے یہ کجکلاہ دیکھتے ہین
کہ عاشقون کو سدا بے پناہ دیکھتے ہین

بت اس نظر سے خدا کی پناہ دیکھتے ہین
کہ لوٹ جاتے ہین جو وہ نگاہ دیکھتے ہین

کھڑے ہین ہاتھ مین ساغر لیے چمن مین جو گل
یہ کسکی نرگسی آنکھون کی راہ دیکھتے ہین

چلو بھی گورِ غریبان مین ہو چکے غمزے
شہیدِ ناز قیامت کی راہ دیکھتے ہین

اب آپ مین مجھے آنے دے بیخودی للہ — وہ دیر سے مری قتل مین راہ دیکھتے
سفر مین اہل وطن یاد آتے ہین ہمکو — کبھی جو راہ مین مردم گیاہ دیکھتے
وہ انتظار کسی کا کرے جو آپ مین ہو — ہم ایک عمر سے اپنی ہی راہ دیکھتے ہین
وہ اس نگاہ سے کرتے ہین میری سمت نظر — کہ جیسے سوئے گدا بادشاہ دیکھتے ہین

وہ مست جانب میخانہ جب نہین آتا
امیر کشتی مے کو تباہ دیکھتے ہین

روشنی نام کو بھی خانۂ ویران مین نہین — ہاے بجلی کی چمک بھی شب ہجران مین نہین
میرے پہلو مین نہ دل سب نہ تری تھی مین — تعجب ہو گیا جو تری زلف پریشان مین نہین
بیکسی ویرے سے چلاتی ہے دے کون جواب — کہدے عبرت ہی کوئی گور غریبان مین نہین
ہے حیات ابدی دونون مین لیکن اے خضر — آب خنجر کا مزہ چشمۂ حیوان مین نہین
غنچے کہتے ہین کہ کیا جلد گذرتی ہے بہار — مسکرا لینے کی فرصت بھی گلستان مین نہین
بڑھکے بجلی سے تڑپ مین سہی پر کیا حاصل — شوخی جنبش مژگان تو رگ جان مین نہین
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے — کانٹے اُن پھولون سے اچھے جو گریبان مین نہین
پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزان کے ایسا — رنگ پھولون مین نہین پھول گلستان مین نہین

قاضی و محتسب و شیخ سب آئے ہین امیر
ایک تو یہ ہے کہ وہ صحبت رندان مین نہین

دھوم ہے چرخ برین کی کسقدر افواہ مین — ایک اونچا ٹیکرا ہے میکدے کی راہ مین
جوش وحشت نے دکھایا اسم اعظم کا اثر — سارے عالم کو مسخر کر لیا اک آہ مین
بے نیازی اُسطرف سے اسطرف بالکل نیاز — حد فاصل ہے تو یہ ہے بندہ و اللہ مین
حکم رب سے جب ملا اسباب راحت خلق کو — تکیہ و مسند بٹے باہم گدا و شاہ مین
شمع کی مانند طے کی راہ ہستی اسطرح — پائمال اپنے ہوئے ہم رفتہ رفتہ راہ مین

[…]زخمی کے جو کام آیا یہ پایا مرتبہ
[…]ہین وہ کیا چاہین ہم خاک مژگان جیسے نہ جا[…]

نور کے پڑنے جگہ پائی کلام اللہ مین
آنکھین جب عاشق بچھا دیتے ہین اُنکی راہ مین

جب چلے ہم منزل الفت مین مثل اشک امیر
ہر قدم پر لغزش پا سے گرا یا راہ مین

کلیان یہ سرخ سرخ نہین لالہ زار مین
لوٹین گے اب کے سال مزے ہم بہار مین
جو آبلہ ہے اپنے دل داغدار مین
اسواسطے کہ ایک ہی ہو میری اُسکی شکل
آئینہ دیکھ دیکھکے اُسنے بنائی زلف
آنے دے آپ مین مجھے اکدم تو بیخودی
کرو نگاہ یار سے دل ہے مرا تباہ
آئے گا کون ادھر کہ تصدق کے واسطے
بدلی ہے رت چمن کا ہے جوبن اُبھار پر
جو شوخ طبع ہین وہ جھجکتے نہین کہین
[…]س پردے مین کہ درد دل کا اشارہ ہے
[…]ل کے پردے مین رخ گلگون نہین ترا
[…]س گل کا سوے گور غریبان گذر ہوا
[…] بے ثبات باغ تھا گل ہو گئے ہوا
[…]یسا ہی مین جو بات نہین پوچھتا کوئی

مہندی لگی ہے دست عروس بہار مین
مشک و نمک بھرین گے دل داغدار مین
کمبخت کس شہید کا ہے لالہ زار مین
منہ دیکھتا ہون آئنہ روے یار مین
پہنچی کمک حلب سے برابر تتار مین
بیٹھے ہین کب سے لوگ مرے انتظار مین
رہبر کو سوجھتی نہین منزل غبار مین
روتی ہین اشک سے دامن شمع مزار مین
کیا کیا بھرے ہین گال گلون کے ہار مین
بجلی کٹار کھینچ کے آئی عذار مین
لکھا ہے خط بھی اُسنے تو خط غبار مین
ہین جالیان نقاب عروس بہار مین
پھولے نہین سماتے ہین مردے مزار مین
جب تک کرون مین چاک گریبان بہار مین
روز حساب آئین گے ہم کس شمار مین

جی لوٹ ہے تڑپنے پر اب تک مگر امیر
اب جان ہی نہین ہے دل بیقرار مین

ستم [illegible] کہ یار کو مین بیوفا کہون
حسرت یار اُسی تیغ کے کھینچنے کو کیا کہون
کیونکر بیان کرون جو مزہ خامشی مین ہے
ممکن نہین ہے عمر دو روزہ مین وصف ذات
مین قصہ گو نہین کہ کہے جاؤن داستان
مجھسے تو پاس نے بھی [illegible]
یہ کہکے وہ چلے گئے ہم [illegible]
وہ خوش ہین یہ کہ تجھے حق باطل سے کام کیا
[illegible] طرف تھا [illegible] وصال کا
ایسا ہون عشق عارض و گیسو مین [illegible]

— اچھا کہا ہے جسکو اسے کیا [illegible]
اُس شوخ کی ادا کہ مین اپنی قضا [illegible]
کہنے کی ہو نہ بات تو مین اُسکو کیسے کہین
تھوڑی سی شب دراز فسانہ کیا نہین
دل سے جو تو سُنے تو کچھ اے دلربا کہون
پھر آشنا کسے کہے نا آشنا کہون
آج اُنسے کچھ بھی کہہ نہ سکا اب سے کیا کہون
— بیجا بھی وہ کہین تو مین اُسکو بجا کہون
اپنا کہون لحاظ کہ اُسکی حیا کہون
بجلی چمک کے آئے تو اُسکو گھٹا کہون

وہ خوب جانتا ہے جو ہے میری آرزو
مُنہ سے امیر کچھ نہ مین وقت دعا کہون

لچک سے شاخون مین جنبش ہوا سے پھولون مین
وہ گلعذار کہ تُلتے تھے روز پھولون مین
رقیب ساتھ ہین اُن کے یہ خوف ہے ہمکو
نظر جو آئے ترے بال بال مین موتی

بہار جھول رہی ہے خوشی سے جھولون مین
انہین کی خاک شریک آج ہے بگولون مین
کوئی شگوفہ نہ چھوڑے ہمارے پھولون مین
گمان ہوا کہ حسین جھولتے ہین جھولون مین

محمد عربی سا کہان ہے کوئی امیر
خدا کے فضل سے سرتاج ہین رسولون مین

کیا عارف مجھے پیر مغان نے اک پیالے مین
نئی سی شاید نکلوائی ہے اُسنے گونج بلے مین
لگاؤن مُنہ نہ ہجر یار مین واعظ کے سر ماردون

کرامت یہ نہین دیکھی کسی اللہ والے مین
کھٹک ہر روز سے بڑھکر ہے میری دل کے چھالے مین
جو لاسے حور بھی بھر کر مئے کوثر پیالے مین

چھٹے تھے باغ دہر مین سب تن لیے دل نے — نہ ایسا زخم تبسم گل مین نہ ایسا داغ لالے مین

…عارض کا جب سے چھپ گیا ہی میری نظرون سے — نگہ یون آنکھ مین چبھتی ہی کانٹا جیسے چھالے مین

…وہ شرم تو وہ آ چھپتے آغوش مین میرے — جھکا لیتے ہین آنکھین چاند ہوتا ہی جو ہالے مین

…اردن غار یاس سے وادی الفت مین ہین یارب — پلاؤن کسکو کسکو بوند بھر پانی ہے چھالے مین

ادہر بھی اک نگاہ لطف خم کی خیر اے ساقی — ہمین بھی ایک چلو مے کسی ٹوٹے پیالے مین

تڑپتے عمر گزری یا یہ آسے یا اجل آسے — خداوندا کوئی تاثیر تو پیدا ہو نالے مین

چمن سے خانۂ صیاد تک زندہ نہ پہنچونگا — کہ دم اٹکا ہے نرگس مین تو جان اٹکی ہے لالے مین

امیر اس نازنین پر ہے گران بیلا چنبیلی تک
پہنتا ہے پرو کر پھول جوہی کے وہ بالے مین

پستی بخت سے یہ خاک برابر مین ہون — سایہ بستر نہین سایے کا بھی بستر مین ہون

زینت گوش حسینان ہون وہ گوہر مین ہون — جامہ زیبون ہی کا زیور ہون اگر زر مین ہون

کوئی کہتا ہے برا کوئی بھلا کہتا ہے — بخت منعم ہون کہ مفلس کا مقدر مین ہون

گر کے رتبے سے بھی نظرون سے کسیکی نہ گرون — ظل سلطان ہون اگر خاک برابر مین ہون

سب ہین حیرت مین نہین کوئی شناسا میرا — مقتل دہر مین گویا تن بے سر مین ہون

لوگ ہر شہر سے آتے ہین زیارت کے لیے — ناتوانی سے مگر موے پیمبر مین ہون

رنج ہوتا جو کوئی میرے برابر ہوتا — شکر کرتا ہون کہ ہر ایک سے کمتر مین ہون

سایہ پروردۂ توحید ہے عزلت میری — پردہ اٹھ جاے اگر جامے سے باہر مین ہون

نہین وحدت کے سوا رنگ دوئی مجکو پسند — بیت کونین مین مصراع مکرر مین ہون

دے صدا دل جو مرا ہو مرے سینے مین دو نیم — کہ شگاف قلم قدرت داور مین ہون

بوسہ لینے کا نہ مجرم نہ گنہگار وصال — پھر سزاوار سزا اے مقدر مین ہون

بیخودی مین بھی مری رنگ ہے نیرنگی کا — کبھی صہبا کبھی مینا کبھی ساغر مین ہون

ہین کہان ربط گل و لالہ کہان مثل نسیم
اور گلزار جہان مین کوئی دم بھر مین ہون

دیکھ پڑ جاے نہ مقتل مین کسی غیر پہ ہاتھ
اس عنایت کا سزاوار ستمگر مین ہون

آبروے اشک کی ہانتہ جو پائی بھی تو کیا
کان تک اُسکے نہ پہنچون گا وہ گوہر مین ہون

جلوۂ حسن ہے اُس شوخ کا کہتا ہے **امیر**
بزم مین شمع ہون گلشن مین گل تر مین ہون

دل جدا مال جدا جان جدا لیتے ہین
اپنے سب کام بگڑ کر وہ بنا لیتے ہین

میان سے لیتے ہین جب قتل کو میرے تلوار
اپنی چالین اُسے پہلے وہ سکھا لیتے ہین

دم بدم ہے یہ زمانے کے بدلنے کا سبب
کروٹین کشتۂ شمشیر ادا لیتے ہین

مجلس وعظ مین جب بیٹھتے ہین ہم میکش
دختر رز کو بھی پہلو مین بٹھا لیتے ہین

درد آگین جو کوئی دل نظر آتا ہے کہین
دوڑ کر ہم اُسے چھاتی سے لگا لیتے ہین

رُخ سے پردہ اگر اُٹھو تو حقیقت کھلجاے
دون کی شمس و قمر صبح و مسا لیتے ہین

جی اکیلے شب فرقت مین جو گھبراتا ہے
فتنۂ حشر کو نالون سے جگا لیتے ہین

دھیان مین لاکے ترا سلسلۂ زلف دراز
ہم شب ہجر کو کچھ اور بڑھا لیتے ہین

خانۂ گور کی چھت بیٹھے کہ دیوار گرے
جو کڑی پڑتی ہے مُردون پہ اُٹھا لیتے ہین

تیغ قاتل ہے آباد کہ کشتے اُس کے
دہن زخم سے بوسون کا مزا لیتے ہین

ہو ہی رہتا ہے کسی بُت کا نظارہ تاشام
صبح کو اُٹھ کے جو ہم نام خدا لیتے ہین

تم تو انسان ہو آؤ گے نہ کیون قابو مین
ہم تو دو باتون مین پریون کو لگا لیتے ہین

عید قربان کی حقیقت مین اُنہین کو ہی خوشی
تیغ قاتل کو گلے سے جو لگا لیتے ہین

جا چکا قافلۂ ملک عدم دور تو کیا
ہم بھی دم بھر مین خدا چاہے تو جا لیتے ہین

حُسن اللہ نے بخشا ہے بتون کو ایسا
دیر مین شیخ کو کعبے سے بلا لیتے ہین

ایک بوسے کے عوض مانگتے ہین دل کیا خوب
جی مین سوچین تو وہ کیا دیتے ہین کیا لیتے ہین

چھوتے ہین مصحفِ رخسار کو کب بے تعظیم
ہان کبھی چوم کے آنکھون سے لگا لیتے ہین

اپنی محفل سے اُٹھاتی ہین عبث ہمکو حضور
چپکے بیٹھے ہین الگ آپ کا کیا لیتے ہین

بُت بھی کیا چیز ہین اللہ سلامت رکھے
گالیان دیکے غریبون کو دعا لیتے ہین

شاخِ مرجان مین جواہر نظر آتے ہین **امیر**
کبھی اُنگلی جو وہ دانتون مین دبا لیتے ہین

فراقِ یار مین شب ہو کہ دن تمام نہین
جو اُسکی صبح نہین ہے تو اُسکی شام نہین

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کرکے جو عورت ملے حرام نہین

وہ گالی دیتے ہین شکوہ کرو تو کہتے ہین
کسی کا ذکر نہین ہے کسی کا نام نہین

یہان کمال تواضع وہان کمال غرور
ادہر ہے تیغ پہ سجدہ اُدہر سلام نہین

گرہ سے کچھ نہین جاتا ہے پی بھی لے زاہد
ملے جو مفت تو قاضی کو بھی حرام نہین

فقیر گوشہ نشین ہین خدا کے دربار کی
کسی امیر کا مجرا انھین سلام نہین

زمانے بھر مین پڑی ہے پکار حاتم کی
دیا بہت ہے کہ حاتم کو اسکا نام نہین

کہا جو مین نے کہ رُخ سے کبھی نقاب اُلٹو
تو ہنسکے بولے کہ منظور قتلِ عام نہین

یہ داغ کیون ہے رُخِ ماہتاب پر ای چرخ
جو میرے یار کا بھاگا ہوا غلام نہین

کریم جان کے تجکو خطائین کین یارب
مرے گناہ سزاوارِ انتقام نہین

جو میکشی سے ہو فرصت تو دو گھڑی کو چلو
امیر مسجدِ جامع مین آج امام نہین

ڈسگئی دل کو مرے زلف کی کالی ناگن
واہ کیا حُسنِ فسونگر نے نکالی ناگن

اُسکے جوڑے سے ذرا بچکے نکلنا اے دل
کُنڈلی مارے ہوئے بیٹھی ہے یہ کالی ناگن

دستِ گستاخ بڑھے زلف کی جانب تو کہا
دیکھ نازک ہے بہت نازون کی پالی ناگن

یادِ گیسو مین مرے داغ بدن نیلے ہین
کیا بلا سونگھ گئی پھولون کی ڈالی ناگن

اپنے دیوانون سے پریون کیطرح اُڑتی ہے
ناگنون مین ہے یہ دُنیا بھی نرالی ناگن

آگیا پیار ترے زلف کے دہوکے مین مجھے
جب نظر آگئی بے خوف اُٹھالی ناگن

عشق گیسو کے اثر سے دمِ تحریر امیر
جو لکھون سطر وہ کاغذ پہ ہو کالی ناگن

پروانے کیون نہ خاک ہون جلکر چراغ مین
جلوہ اُسی کے نور کا ہے ہر چراغ مین

قاصد کا سر ہے محفلِ جانان مین میر فرش
روغن کی جا ہے خون کبوتر چراغ مین

بے یار قتل کرتی ہے ہمکو ضیائے بزم
گویا ہے برشِ دمِ خنجر چراغ مین

لالے مین تم ہو گل مین ہو تم مہر و مہ مین تم
جلوہ تمھارے چہرے کا ہے ہر چراغ مین

عاشق ہین گوشہ گیر نہین کوچہ گرد ہم
پروانے جلتے پھرتے ہین گھر گھر چراغ مین

کامل جو عشق مین ہے اُسے سوز ہے نہ ساز
پروانہ سان جلے نہ سمندر چراغ مین

زائل شباب ہو تو کہان حُسن مین نمک
روغن نہو تو نور ہو کیون کر چراغ مین

ہے جلوہ گاہ یار چمن ہو کہ بزم ہو
ہر پھول مین وہ بو ہے ضیا ہر چراغ مین

پروانے ایسے نشۂ الفت سے ہین جو مست
کیا مئے بھری ہے صورتِ ساغر چراغ مین

دل عاشقون کے کیون نہون قربان روئے یار
پروانے جل رہے ہین برابر چراغ مین

اے دل وہ پر ز مشک آتا ہے بزم مین
روغن کے بدلے عطر جلے ہر چراغ مین

ہنسنے مین اُسکے دانتون کا پرتو اگر پڑے
ہو صرف فتیلہ رشتۂ گوہر چراغ مین

آئی ہوا یہ کس لبِ لعلین کی اے امیر
ہین لعلِ شب چراغ کے جوہر چراغ مین

کہتا ہے کون آہ مین اپنی اثر نہین
ہان دل دُکھے کسی کا یہ مدِ نظر نہین

آہِ شرر فشان مین ہماری اثر نہین
پھولا ہوا درخت ہے لیکن ثمر نہین

ایسے ہین مست بادۂ حسن و جمال سے
میری خبر کہان اُنہین اپنی خبر نہین

ہم بیقرار لوٹتے ہین کب سے خاک پر
آسودگانِ خاک تمہین کچھ خبر نہین

محفل مین شمع باغ مین شبنم فلک پرابر
کسکی ہے آنکھ جو مرے ماتم مین تر نہین

بوسہ جو سنگِ در کو دیا بول اُٹھا وہ شوخ
بندے کا ہے مکان خدا کا یہ گھر نہین

گھر جانے کا ابھی سے ارادہ نہ کیجیے
یہ ہے کہ دردِ دل کی حکایت ہے سحر نہین

شیخ حرم مین برہمن ہے دیر مین
ہم کس جگہ ہین یہ کچھ ہمین اپنی خبر نہین

افسردگی وہی ہے ہماری پسِ فنا
سنگِ مزار مین بھی ہمارے شرر نہین

دنیا ہے طرفہ میکدۂ بیخودی امیر
سب مست ہین کسی کو کسی کی خبر نہین

دیکھی مجنون کی شبیہ آج جو تصویرون مین
ہڈیان سوکھی سی دو چار تھین زنجیرون مین

باغبان بلبل و طوطی کی زباندانی کیا
ہے تو دونون کو اُڑا دیتے ہین تقریرون مین

ذبح ہون کیون نہ نمازی جو پڑہین آپ نماز
کہ چھری بنکے زبان چلتی ہے تکبیرون مین

اے مصور ترے دامن کے اُڑین گے پرزے
کھنچ گئے ہاتھ جو دیوانون کے تصویرون مین

تیغ پر بارہ جو رکھوائی ہے قاتل نے امیر
عید قربان کی خوشی پھیلی ہے نخچیرون مین

پڑ گئی کیا لوٹ یارب گلشنِ ایجاد مین
دستِ گلچین مین ہے گل بلبل کفِ صیاد مین

شوخیون نے تیری چھپکر پردۂ بیداد مین
بجلیان بھر دی ہین میرے نالہ و فریاد مین

بال و پر اپنے کہان اِس گلشنِ ایجاد مین
رہ گئے کچھ دام مین کچھ خانۂ صیاد مین

ہو گئی کچھ اور آکر خانۂ صیاد مین
یہ مزہ آگے نہ تھا بلبل تری فریاد مین

دیکھکر تصویرِ شیرین نے یہ حسرت سے کہا
ہائے کیا وارفتگی ہے صورتِ فرہاد مین

دیر مین غافل نہین اُس سے صنم بھی ایک دم
زاہد و بت بنگئے ہین سب خدا کی یاد مین

پر مرے ٹوٹے ہوئے اُڑجائین سب سوئے چمن
ایسی آندہی آئے یارب خانۂ صیاد مین

سنکے حال دل ہمارا کیا کسیکا دل دکھے / جلگیا ہے سوزش دل سے اثر فریاد مین

چلسکا بتوانئی عشق مین سب اختیار / آپکی تصویر کا گھر ہے دل بہزاد مین

بلبلو خوشیان کرو آئی ہے گھر بیٹھے مراد / پھول والون کا ہے میلا کوچہ صیاد مین

جسم کیا نکلا انا الحق کر لب منصور سے / تھی اُسے از خود فراموشی خدا کی یاد مین

واے قسمت لگگئی قید قفس مین اپنی عمر / نکلے بھی گر کبھی گئے پر خانہ صیاد مین

قتل سے پہلے ہی تھا معدوم اپنا جسم زار / خون کیا لکھتے فرشتے نامہ جلاد مین

بیقراری اسقدر تڑپا نہ مجکو زیر تیغ / دیکھ ظالم دل نہ اُچھلے سینہ جلاد مین

اپنے اپنے ہین نصیبے ہم صفیران چمن / پھنس گئے تم دام مین ہم گیسوے صیاد مین

بلبلین بھی آئینگی جلنے کو پروانون کے ساتھ / روغن گل ہے چراغ خانہ صیاد مین

ایک دن برباد ہوگا تند باد مرگ سے / جلتی ہین اس غم سے شمعین خانہ آباد مین

فی الحقیقہ دل سے دلکو راہ ہوتی ہے امیر / ہم ہین اُنکی یاد مین وہ ہین ہماری یاد مین

جو بوے گل چمن مین ڈھونڈتے ہین / مسافر کو وطن مین ڈھونڈتے ہین

جو گم کرتے ہین راہ نیستی ہم / کمر مین یا دہن مین ڈھونڈتی ہین

مین زار ایسا بڑے نادان ہین فصاد / لہو میرے بدن مین ڈھونڈتے ہین

وہ پیاسے ہین کہ ہم گھبرا کے پانی / ترے چاہ ذقن مین ڈھونڈتے ہین

پتا پاتے ہین یوسف کا وہی لوگ / جو اپنے پیرہن مین ڈھونڈتے ہین

وہ لاغر ہون مرے لاشے کو قاتل / فرشتے آکے رن مین ڈھونڈتی ہین

ہمین اے باغبان غنچون سے کیا کام / ہم اپنا دل چمن مین ڈھونڈتے ہین

امیر اہل حسد کب ہین ہنر بین / عیوب اکثر سخن مین ڈھونڈتے ہین

فرق بعد مرگ کچھ دل کی جلن مین کیون نہین
چین یارب شاید اب کفن مین کیون نہین

روح کو آرام آغوش بدن مین کیون نہین
یا خدا اخلاص اس دولہا دلہن مین کیون نہین

مرگیا جب مین تو کس پردے مین اُس بت نے کہا
آج وہ گل کی سی رونق انجمن مین کیون نہین

اُڑ گئین رد صین شہادتگاہ الفت سے کہان
آشیانے ان غریبون کے چمن مین کیون نہین

تو اگر دولہا بناتی ہے انہین اے تیغ ناز
دھجیان زخمون کی کشتون کے بدن مین کیون نہین

ہون وہ مجنون دیکھکر جوڑا اکو آتا ہے خیال
ہاے یہ بھی چاک سے پیرہن مین کیون نہین

پوچھتی ہے قیصر و خاقان سے عبرت گور مین
کیون پڑے ہو آج وہ کس بل بدن مین کیون نہین

صورتین ظاہر ہین صورت آفرین پوشیدہ ہے
انجمن آرا کا جلوہ انجمن مین کیون نہین

سوگ ہے کس کے دل پر داغ کا اے گلبدن
وہ بہار افشان کی زلف پرشکن مین کیون نہین

ہاتھ ہین تیرے تو دینے کو ہزارون اے کریم
سیکڑون دامن ہمارے پیرہن مین کیون نہین

جامہ زیبو وہ نمایش بعد مُردن کیا ہوئی
پیرہن مین تھی جو سج دھج وہ کفن مین کیون نہین

وحدت و کثرت تو دونون ہین اُسی کی جلوہ گاہ
پھر جو خلوت مین مزہ ہے انجمن مین کیون نہین

سیکڑون جاتے ہین ہستی سے عدم کو رات دن
میری غربت کی خبر اب تک وطن مین کیون نہین

لوٹتی ہے ساری دنیا بزم جانان کے مزے
میرا حصہ اس پھلے پھولے چمن مین کیون نہین

اس زمین مین بھی بہت سے شعر ممکن ہین **امیر**
ہو اگر فرصت تو گنجایش سخن مین کیون نہین

گزشتہ خاک نشینون کا یادگار ہون مین
مٹا ہوا سا نشان سر مزار ہون مین

غریب چاہنے والون مین تیرے یار ہون مین
دماغ عرش پہ ظاہر مین خاکسار ہون مین

ترے کرم مین کمی کچھ نہین کریم ہے تو
مرا قصور ہے جھوٹا امیدوار ہون مین

پڑا ہے دست اجل مجھپہ لاکھ بار مگر
نکل گیا ہون تڑپ کر وہ بیقرار ہون مین

کچھ آج مین نے نئی پی ہے حضرت واعظ
ازل کا مست پرانا شرابخوار ہون مین

نگاہ گرم سے مجکو نہ دیکھ اے دوزخ
خبر نہین تجھے کسکا گنہگار ہون مین

زمین قصر سلاطین سے آرہی ہے صدا
کہ آج منزل عشرت ہون کل مزار ہون مین

بجا ہے اسکی شان کریمی کے حوصلے دیکھے
گناہگار یہ کہدے گناہگار ہون مین

جو مست ہوش مین آنے کا قصد کرتا ہے
پکارتا ہے یہ ساقی کہ ہوشیار ہون مین

وہ کشتہ ہون کہ مری لاش جسطرف گزری
زمین پکار اُٹھی قابل مزار ہون مین

حضور وصل کی حسرت ازل سے ہے مجکو
خیال کیجیے کب سے امیدوار ہون مین

خبر نہین اُسے روتا ہون حال پر جسکے
اُداس صورت شمع سر مزار ہون مین

شب فراق مری جان دل سے کہتی ہے
تڑپ چکا ہو اگر تو تو بیقرار ہون مین

بلائین لیتی ہے پھر پھر کے گرد نومیدی
یہ کسکے در پہ الٰہی امیدوار ہون مین

وہ بیقرار ہون دیکھے اگر تڑپ میری
قرار بھی یہ پکارے کہ بیقرار ہون مین

پکارتا ہے یہ موباف اُسکی چوٹی کا
کہ سب سے نیچے ہون پر چوٹی کا سنگار ہون مین

بڑے مزے سے گزرتی ہے بیخودی مین امیر
وہ دن خدا نہ دکھائے کہ ہوشیار ہون مین

کسی کی روح پہ صدمہ ہو اشکبار ہون مین
کسی کے دل مین اُٹھے درد بیقرار ہون مین

گھڑی یہ نزع کی کہتی ہے جان پر غم سے
کہ وقت آخر ایام روزگار ہون مین

کسیکا دل نہین دکھتا مرے تڑپنے پر
سمجھتے ہین مجھے بجلی وہ بیقرار ہون مین

پڑا ہے تفرقہ کیا اضطراب سے پس مرگ
سر مزار مرا دل تہ مزار ہون مین

شگفتگی مین بھی میری فسردگی ہے عیان
شرار سنگ لحد ہون اگر شرار ہون مین

نہ محتسب کا مجھے خوف ہے نہ ساقی کا
گداے میکدہ مفلس شرابخوار ہون مین

فرشتے لے کے چلے تھے مجھے جہنم کو
تڑپ کے خلد مین پہنچا وہ بیقرار ہون مین

وہ پیر ہون کہ جوانون کا رنگ رکھتا ہون
عزیز کیون نہون بد فصل کی بہار ہون مین

کفن کا پاس نہ مجھکو مزار کا ہے لحاظ ‌ برا طپش کا ہو دونون سے شرمسار ہون مین
کسی سے کھوٹ نہین میرے دل مین دوست تو کیا ‌ عدو بھی یار بنا سے مجھے تو یار ہون مین
شکستگی سے سنورتا ہے اور کام مرا ‌ شریک قسمت گیسو سے تابدار ہون مین
شراب غیب سے میرے لیے اترتی ہے ‌ خدا کے گھر مین ہے حرمت وہ بادہ خوار ہون مین

امیر ملتی ہین بے مانگے نعمتین کیا کیا
بڑا کریم ہے جس کا امیدوار ہون مین

بانکی ادا ہے وہ نگہِ خشمگین نہین ‌ غمزہ چھری لیے ہے وہ چین جبین نہین
خلوت مین بیخودی سے پتا ہی کہین نہین ‌ کیا اسکے دہان کہ ہمین ہین ہمین نہین
مانگی جگہ لحد کو تو بولا وہ شاہِ حسن ‌ تکیہ سے بنے فقیر کا یہ وہ زمین نہین
کیسا خوش ہو دل فلک پہ ستارونکو دیکھکر ‌ افشان چنی ہوی یہ کسیکی جبین نہین
سرکار ہے کریم کی ساقی کی بارگاہ ‌ جو آے جھک کے جاے کسی سر نہین نہین
حسرت سے دیکھیے تو یہ کہتی ہے وہ نگاہ ‌ دشمن مری کوی نگہِ واپسین نہین
کہتے ہین ذبح کرنے مین مجکو جھجک ہو کیون ‌ مین نازنین ہون دل تو مرا نازنین نہین
عصمت یہ دستِ شوق سے کہتی ہے روزِ وصل ‌ چھو جاے جسکو ہاتھ یہ وہ آستین نہین
غفلت نے میری مجکو بنایا ہے دہوپ چھانون ‌ مخمل کا خواب ہون کہ جہان ہون وہین نہین
روتا ہے دردِ عشق مین اس دلنواز کے ‌ یہ کچھ قدرِ غم تجھے دلِ اندوہگین نہین
بسمل سے اپنے کہتی ہے مقتل مین تیغِ ناز ‌ اسوقت بھی زبان پہ تری آفرین نہین
پیکان تیرِ یار سے کہتی ہین حسرتین ‌ تو دلنواز تو ہے مگر دلنشین نہین
نزدیک جاکے انکو جو دیکھا تو بول اٹھے ‌ جیسے دور ہو نگاہ تری دوربین نہین
دشوار ہے بہت دلِ معشوق تک گزر ‌ اے آہ ہوشیار یہ عرشِ برین نہین
ہون مست شوق وہ تو کہون ان سے چھیڑ کر ‌ کیون میری جان آپ نہین کہتے نہین نہین

...ستہو کا ... جھک کے ہو وہ جامہ زیب
...ایک آستین تو ہے ایک آستین نہیں

جب ... ہنستے ہیں ہم جہان میں
کہتا ہے دل کہ تجھ میں نہیں تو کہیں نہیں

بوسہ ... سے اُن کا طلب کیا
کہا آپ نے ناتوان ہیں تو ہیں نازنین نہیں

...
... آپ کا رنگ کہیں ہے کہیں نہیں

امیر

... نازنین نہیں
... کہ لپٹی ہوئی آستین نہیں

... سے ... نازنین نہیں
ایسے ہی تم حسین ہوتے ہیں سب اک حسین نہیں

حالت اُن کی ... ٹک
... آسمان ہے یہ وہ زمین نہیں

گزرا ہوا ... آتا نہیں کبھی
... دم جو دم واپسین نہیں

بو ... لیا بیٹھے بزم میں
... کسی کی نہ آنکھ میں نہیں

نقش ... دلدار ... چین ؀
... داغ جبین نہیں

... تجھے زمانہ ... دیکھتا ہے کیا ؀
... ناتوان ہوں میں نازنین نہیں

مقتل میں ہاتھ اُٹھاتے وہ شرماتے جاتے ہیں
... تو دیکھو کہیں آستین نہیں

عرش میں پڑے ہیں جلوہ کہ نازنین کلیم ؀
تحسین نہیں سپاس نہیں آفرین نہیں

کہتے ہیں بیوفائی کا رونا نہ رو میاں
سارے جہان میں ہے یہی ... نہیں

تڑپا رہا ہے اُٹھ کے مرے دل کو دردِ عشق
تجھ سے ملا ہوا تو میرا ہمنشین نہیں

گھبراتے کیوں ہو ... مری آنکھوں میں ہے ابھی
... آنکھ یہ نگہِ واپسین نہیں

اللہ رے ناز دیکھ کے کہتے ہیں آئنہ
ہم نازنین نہیں تو کوئی نازنین نہیں

کہتے ہیں سنگِ در پہ مرے سجدے تا کجا
کچھ زیرِ مشق ... خطِ جبین نہیں

اک آہ کھینچنے کا ارادہ ہے ہوشیار
... آج تیری اے فلک ... نہیں

نسبت ہے ایک عاشق و معشوق سے اسے
ناز آفرین ہے کیا وہ نیاز آفرین نہیں

شادی کی انجمن میں بھی روتا ہوں مثلِ شمع ؀
مجھسا جہان میں کوئی اندوہگین نہیں ؀

چوکھٹ سے تیری سر نہ ہٹیگا امیر کا
سجدے سے گرکے اُٹھی یہ ایسی جبین نہین

عالم مین کوئی دختر رز سا حسین نہین
شیشے مین اک پری ہی مے آتشین نہین

وہ شوخ لاکھ پردون مین پردہ نشین نہین
اور پھر جو دیکھیے تو کہان ہے کہین نہین

یا ہم ہی ہم تھے کوئی نہ تہا اُنکی بزم مین
یا اک جہان آج وہان ہے ہمین نہین

اُن چتونون کو دیکھ تو ناصح تڑپ ہی جا
بیدرد تیرے دلپہ یہ چھُریان چلین نہین

ایسا ہی جوش گریہ ہے تو ہجر یار مین
یا ہم نہین زمین پہ یا یہ زمین نہین

پردے ہی پردے مین ہین تبسم کی شوخیان
یہ بجلیان ابھی کسی دل پر گرین نہین

تو قابل سجود ہی اے میرے بے نیاز
یہ قابل سجود کسی کی جبین نہین

فرماتے ہین کہ آئین تو زاہد ہمارے پاس
ہم اُنکی توبہ توڑتے کہ نازنین نہین

شوخی کا ہاتھ اُٹھکے پکڑ لے شب وصال
اتنی بھی کام کی نگہ شرمگین نہین

اے جان ابھی نہین مری حسرت کا خاتمہ ٭
پہلی نظر ہے یہ نگہ واپسین نہین

تلوارین ایک چھوڑ کے دو دو کمر مین ہین
اِس بوجھ اٹھانیکے لیے تم نازنین نہین

رویا جو مین وصال مین بولے ہٹا کے ہاتھ
آنسو کسی کے پونچھے یہ وہ آستین نہین

رسوا ہوا تو حشر مین اتنا کہون گا مین
بندہ نہین ترے کیا مین جہان آفرین نہین

آنسو سے آشنا نہین شمع مزار بھی
اب کوئی میرے حال پر اندوہگین نہین

دل ناز اُٹھانیوالون کے کیا دیکھکر بڑھین
ہر انجمن مین ناز ہے ناز آفرین نہین

واعظ کہو تم تو دیکھتے ہی ہنس پڑے امیر
باتین تو ان بزرگ کی تم نے سُنین نہین ٭

یاد قاتل مین لہو سے جو ہوئین تر پلکین
بنگئین طائر مذبوح کی شہپر پلکین

کھینچتی ہین دل بیمار پہ خنجر پلکین ٭
ناتوان پا کے چڑھا لاتی ہین لشکر پلکین

ہم ہوا اس سے ہین ان کی [illegible] ثابت
مردمک آنکھ مین ہی آنکھ کے باہر پلکین ٭

کوئی بھی خلش خار سے ہے ویسی
آج تک دلمین کھٹکتی ہین برابر پلکین

نرگس آنکھین دکھاتے نہین یہ لالہ عذار
کھینچتے ہین مجھے کانٹون مین دکھا کر پلکین

اثر سوز محبت سے [illegible] یا اعجاز ٭
بہ گیا آنکھ سے دریا نہ ہوئین تر پلکین

اہل بینش کو بہت [illegible] خوب نہین
مردم چشم سے کہتی ہین یہ جھککر پلکین

قتل عشاق سے باز آ [illegible] قسم
طاق ابرو کی طرف ہاتھ اٹھا کر پلکین

چشم بد دور ہے کیا [illegible] دراز
صاف بڑھکر ہوئین گیسو کے برابر پلکین

چشم مخمور سے تو نے [illegible]
ہین اذیت کش [illegible] برابر پلکین

عیب اپنون کا نہین ہے سبب کلفت دل
لاکھ [illegible] گرد [illegible] ہون نہ مکدر پلکین ٭

کیا ہی ہمسائے کو ہمسائے کی ایذا ہے وبال
آنکھین [illegible] جو چبھین بال برابر پلکین

ناتوانون کو ترستے دے گا فلک کیا گردش
گردش چشم سے کھاتی نہین چکر پلکین

آج آنکھون کو جوانی مین یہ زیبا ہین امیر
آگے ہو جائین گی [illegible] کے برابر پلکین

عالم شگفتہ ہو جس مین [illegible] رسیدہ ہون
صبح بہار ہون [illegible] گریبان دریدہ ہون

مطلب کی سمت رخ [illegible] رسیدہ ہون
گویا قصیدے مین ہین گریز قصیدہ ہون

راغب مری طرف ہے کوئی دل نہ کوئی گوش
بزم جہان مین حرف مکرر شنیدہ ہون

میرے صفائے دل نے جو کھولی ہین میری جیب
شرمندہ مثل زنگی آئینہ دیدہ ہون

ماہی کیطرح ہے مجھ مین مرہم وہ آب تیغ
کیا بتلائے درد گلوے بریدہ ہون

ضبط فغان سکھاؤ نہین اور دنکو ہون جو خاک
سرمہ پے صدائے گلوے بریدہ ہون

چپ ہے یہ اسکے مطلع ابرو کا ہے یہ قول
دیوان انوری کا مین مضمون چیدہ ہون

ظلم جہان نہ دور فلک کا مجھے خیال
دریا کے جوش مین تہ پل آرمیدہ ہون

اے اہلِ بزم مجکو اٹھاؤ نہ بزم سے
شمعِ سحر ہون عمر بپایان رسیدہ ہون

مین اور جم مین پیرِ مغان دو ترے مرید
لیکن وہ بد عقیدہ ہی مین خوش عقیدہ ہون

مجروحِ تیغِ حُسن ہوا کب خبر نہین
یوسف کی جلوہ گاہ مین دستِ بریدہ ہون

مارا ہے اہلِ کبر نے پردے مین عجز کے
مین بسملِ تکبر و کشتۂ تیغِ خمیدہ ہون

اب تک کسی پہ میری حقیقت نہین کھلی
حرفِ ناگفتہ ہون سخنِ ناشنیدہ ہون

پیدا کیے کی شرم اُسے آئی ضرور ہے
تو آفرید گار ہے مین آفریدہ ہون

صحرا کو کپڑے پھاڑ کے چلتا ہون ای جنون
پاے شکستہ ہون تہی دستِ بریدہ ہون

ہون دشمنون مین پر نہین فریاد کی مجال
بتیس دانتون مین مین زبانِ بریدہ ہون

بہتا ہی یادِ رخ مین تو کہتا ہے طفلِ اشک
یوسف کے خاندان کا مین نورِ دیدہ ہون

مطلب خزان سے کچھ نہ غرض ہی بہار سے
دونون سے مثلِ سرو مین دامن کشیدہ ہون

دیکھون کسی کے عیب تو کیا خاک کہ سکون
ہان غم سے آئینے کی طرح آبدیدہ ہون

کہتا ہے مرغِ روح اجل سے ڈرا ہوا
صیاد میرے پیچھے ہے مین نو رسیدہ ہون

بلبل ہون مین نہ قمری ہون گلستانِ دہر مین
ہون اک پرِ شکستہ و رنگِ پریدہ ہون

شاید کہ ای امیر ملے مین تجھے نصیب
گل ہنس پڑین چمن مین جو مین آبدیدہ ہون

کس کے چمکے چاند سی چھپا قیصر باغ مین
چاندنی ہی سایۂ دیوار قیصر باغ مین

سبزۂ خوابیدہ کی یاد آگیا جو خفتہ بخت
اُسکے طالع ہو گیے بیدار قیصر باغ مین

فی الحقیقت یہ بھی کم گلزارِ جنت سے نہین
حورین پھرتی ہین سرِ بازار قیصر باغ مین

ہے روش پر چل رہی ہی ایسی صحت کی ہوا
چشمِ نرگس تک نہین بیمار قیصر باغ مین

پاؤن کا یان ذکر کیا صاف ہے ایسی زمین
دل پھسلتے ہین دمِ رفتار قیصر باغ مین

بند جب ٹوٹین شکستِ توبہ کی آئے صدا
لین اگر انگڑائیان میخوار قیصر باغ مین

لوٹتا پھرتا ہے یہ مارے خوشی کا صبح وشام
وجد مین ہے سایۂ دیوار قیصر باغ مین

یہ اشارہ نہر مین کرتی ہے انگشت موج
سب کا ہوجائے گا بیڑا پار قیصر باغ مین

ہیا نغمے نہین ہو سعدی کی گلستان کا جواب
بلبلین کہولین اگر منقار قیصر باغ مین

یہ شاخ گل اگر سبزہ کبھی سوتا لگا
شور بلبل نے کیا بیدار قیصر باغ مین

اتنے پتے بھی نہونگے کاشت فردوس مین
جس قدر پھولونکے ہین انبار قیصر باغ مین

تشنگان شوق ہین شیرین لبونکے مہمان
بٹ رہا ہے شربت دیدار قیصر باغ مین

قطرے شبنم کے رگ گل پر دکہاتے ہین بہار
گندھ رہے ہین موتیونکے ہار قیصر باغ مین

کہہ رہی ہے یہ صنوبر قامتون سے فاختہ
آؤ بھی ہو علیہ پیدا قیصر باغ مین

آتے آتے لب تک آب حیات نکلا نور کا
کھینچیے گر آہ آتشبار قیصر باغ مین

نخل گل ہے یہ تماشائی زمستان بہار
پھول جھڑتے ہین دم گفتار قیصر باغ مین

موجۂ کی نسیم صبح مین تاثیر سے یہ
بے صبوحی مست ہین ہشیار قیصر باغ مین

اے دل مایوس سے بے برگی سے افسردہ نہو
لاسکے گا نخل تمنا بار قیصر باغ مین

دور ہونگی کلفتین مٹ جائینگی سب کاہشین
لالہ ہے بیداغ گل بیخار قیصر باغ مین

سایۂ بال ہما کیا ڈہونڈتا ہے اے **امیر**
بیٹھ زیر سایۂ دیوار قیصر باغ مین ٭

داغ اے بہار جیسے ہمارے بدن مین ہین
اس رنگ و بو کے پھول بھی تیرے چمن مین ہین

نالہ زار کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے
بلبل سے کوئی کہدے کہ ہم بھی چمن مین ہین

شیخ حرم سے ملکے ہوا سخت انفعال
کتنے ذلیل ہم نگہ برہمن مین ہین

سینون مین عاشقونکے کہان عاشقونکے دل
کچھ زلف مین ہین کچھ ترے چاہ ذقن مین ہین

اک عمر سیتے سیتے رفوگر کو ہو گئی
کیا جانے کتنے چاک مرے پیرہن مین ہین

یاد آئین کیون قفس مین نہ گلشن کے ہمصفیر
غربت مین ہم ہین یار ہمارے وطن مین ہین

تھوڑا سا لطف اور بھی اے پنجۂ جنون
دو چار تار اور ابھی پیرہن مین ہین

آئے ہین سب سمت کے تری صید گاہ مین
اب کوہ پر ہین کبک نہ آہو ختن مین ہین

ہون آبدیدہ درد کی باتین نہ سنکے آپ
پہلو ہزار طرح کے اپنے سخن مین ہین

پیاسی ہین آب خنجر قاتل کی دیر سے
جتنی رگین **امیر** ہمارے بدن مین ہین

عزیز احباب ساتھ دم کے ہین پھر چھوٹ جاتی ہین
جہان یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہین

کڑی منزل ہے پیری دانت بھی سب ٹوٹ جاتی ہین
قدیمی ساتھ یارونکے بدن تو چھوٹ جاتے ہین

الٰہی کیا علاقہ ہے وہ جب لیتا ہے انگڑائی
مرے سینے مین سب زخمونکے ٹانکے ٹوٹ جاتے ہین

ادا دل مانگتی ہے جان غمزہ اے شہ خوبی
ترے کشور مین ہر اک میر لوٹا لوٹ جاتے ہین

عجب کانٹا ہے ساقی محتسب جب آ نکلتا ہے
تو سب جام و سبو پیالونکی صورت پھوٹ جاتی ہین

زمانے بھر مین ہے مشہور حال اخوان یوسف کا
طمع دنیا کی وہ ہے جس سے بازو ٹوٹ جاتے ہین

امیر زار کی تربت کو پٹتے دیکھتے ہین کیا گھر کی
یہ ماتمدار آ کر چھاتیان کیون کوٹ جاتے ہین

مٹا کر آئنہ مجھ تشنہ لب کو یاد کرتے ہین
وہ ساحل کو بھی لیکر ساتھ دریا مین اترتے ہین

شہید عشق جی جاتے ہین جی سے کیا گزرتے ہین
خدا یہ موت دے سب کو ہم اس مرنے پہ مرتے ہین

مقام شرم ہے ہم ہجر مین جی سے گزرتے ہین
پتنگے بھی تو رخصت شمع سے ہو ہو کے مرتے ہین

یہان آنکھون مین دم ہے اب کوئی ساعت مین مرتے ہین
قضا کتنی ہے جلدی کیا ہے آئینگے سنورتے ہین

زمانہ ذرہ و خورشید سے آئینہ خانہ ہے
مگر اس پر بھی جب دیکھا وہ پردے مین سنورتے ہین

ہمارے زخم بھرنا اور اسے جراح کیا جانے
اگر بھرتے ہین تو دم خنجر قاتل کا بھرتے ہین

رہے ہے بیدار دل جو عمر بھر مردہ نہ جان انکو
برابر رات دن جاگے تھے اب آرام کرتے ہین

دل پر آرزو کہتا ہے چلکر خضر سے پوچھو
سفینے قلزم امید کے کس گھاٹ اترتے ہین

پھڑکتا اُن سے بسمل کا کبھی دیکھا نہیں جاتا
چھری دیتے ہیں جسکو پہلے اُسکے پر کترتے ہیں

عزیزان غافل نہیں ہوا ای جوانان چمن تم سے
نہیں اُڑتے ہیں چپکے یہ اُسے پر پڑ گزرتے ہیں

کے سے بیہوش فصل گل میں بخت نہ بدلنے کا
بہاران [illegible] گل چمکر یہاں کپڑے اترتے ہیں

نہیں [illegible] چھری [illegible] گلچین پر
یہ بلبل نہیں صیاد برگ گل کترتے ہیں

تقاوت [illegible] ہندوان ہین
کہ وہ کچھ دل میں لڑتے ہیں یہ سب کچھ گزرتے ہیں

نہ آتے [illegible] قاتل کو
کڑا پانی ہے [illegible] گھونٹ اسکے مشکل سے اترتے ہیں

[illegible] پڑتے ہیں [illegible] سے پردا
جگر کے داغ دل کی چوٹ بن بنکر ابھرتے ہیں

یہاں [illegible] کے [illegible] حباب کر آسے
وہاں [illegible] سے فرصت نہیں ابتک نکھرتے ہیں

[illegible] تم بھی [illegible]
جدھر چلتے [illegible] یہاں ٹھہر ٹھہرتے ہیں

[illegible] جنون [illegible]
ادھر [illegible] یہ طریقے خوب برتے ہیں

[illegible] آرام [illegible]
[illegible] آ ہو [illegible] تے ہیں

کمان [illegible]
[illegible] قسمت میں اترتی ہیں

[illegible] امیر [illegible] کمان [illegible]
[illegible] اپنے آشیانے سے [illegible] آتے ہیں

پھڑک کر [illegible] بسمل [illegible] مرتے ہیں
[illegible] صدقے اترتے ہیں

نکلیا [illegible] راہ [illegible] بین کرتے ہیں
ہزاروں [illegible] لیتے ہیں [illegible] گزرتے ہیں

ابھوں [illegible] بہ [illegible] ربط سے بولا
ملامت [illegible] ہم کہیں گھٹ گھٹ کے مرتے ہیں

لیا تو [illegible] خنجر قاتل کا قتل میں
[illegible] تجکو پیار کرتے ہیں

میں [illegible] بزم میں [illegible]
یہ سب تو [illegible] کسپہ مرتے ہیں

تسلی خاک ہو [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] دیکھو اب مکرتے ہیں

ہماری جان تم ہو وہ ہماری جان کا دشمن
تمہارے دوست ہیں ہم اسلیے دشمن سے ڈرتے ہیں

مین کہتا ہون تمہین سے دل لیا میرا تو کہتی ہین
کہ ہان ہان لے لیا اچھا کیا ہم کب مکرتے ہین

حسینونکی تعلی سے ہے سبب محبوب ہونے کا
جو چڑھ جاتے ہین نظرون پر وہی دلمین اترتے ہین

بڑے رستم ہین تیرے چشم و ابرو دیکھنے والے
نہ خنجر سے جھجکتے ہین نہ وہ قاتل سے ڈرتے ہین

بتونکے چاہنے والونمین ہین سب شان نبوی
قضا مرتی ہے انپر جو ادا پر انکی مرتے ہین

نہ رحم آجائے قاتل کو نہ رک جائے کہین خنجر
نگاہ حسرت آگین ہم اثر سے تیرے ڈرتے ہین

خبر ہم سخت جانون کی وہ جو نکلا طنز سے بولے
کوئی مرنے کی حد بھی ہے تمہین چکتے ہین مرتے ہین

سلیمان ہمکو یاد چشم و گیسو نے بنایا ہے
ہمارے گھر مین شب بھر تخت پریونکے اترتے ہین

ہمین بیتابیان خط یار کو لکھنے نہین دیتین
جگر سے جب اٹھاتے ہین تو دل پر ہاتھ دھرتے ہین

شباب انکا غضب ہے ہاتھ آتا ہے جو دیکھو
نکل جاتا ہی منہ سے مار ڈالا ہاے مرتے ہین

شب وصلت بھی وہ عالم ہے میری بیقراری کا
تڑپ جاتے ہین وہ دلبر جو میرے ہاتھ دھرتے ہین

کبھی تو نظر کر عاشقون کا قتل ہے تمکو
ہمین بھی یاد رکھنا ہم بھی تم کو پیار کرتے ہین

برنگ نبض چلنے سے ہین عاجز دست و پا چلتے
ٹھہر جاتا ہی سارا قافلہ جب ہم ٹھہرتے ہین

بری ہین پاکبازان محبت رشک سے دیکھو
جو تمکو پیار کرتے ہین ہم انکو پیار کرتے ہین

امیر اس جان کے دشمن سے تمکو ڈر نہین لگتا
دھڑلے سے تم اسکو منہ پہ کہتے ہو کہ مرتے ہین

دبا پایا جو ہے ہمکو تو یہ بھی ظلم کرتے ہین
ہماری قبر کے تختے بھی اب ہم سے اکڑتے ہین

عدم کے جانیوالے راستے مین کب ٹھہرتے ہین
جہان پہنچے گھر سے جا کے منزل پر اترتے ہین

بہرون مین گرد تو وہ ڈر کے کچھ خیرات کرتے ہین
مرے قربان ہونے پر وہان صدقے اترتے ہین

عجب پردہ ہے پردہ شرم عصیان کا دم آخر
اسی پردے مین ساری عمر کے بگڑے سنورتے ہین

مریض عشق سے پہلو تہی طرفہ تماشا ہے
ہوئے بیمار تو ہم اور پرہیز آپ کرتے ہین

خیال بادۂ ابرو مین جو یاد چشم ساقی ہے
حرم مین بیٹھے بیٹھے میکدے کی سیر کرتے ہین

اڑی ہین حسن انکی آنکھین آئنے مین خط عارض سے
غزالان حرم فردوس کے سبزے مین چرتے ہین

مرا خط پہینک کر قاصد کے منہ پر طنز سے بولے
خلاصہ سارا اس طومار کا یہ ہے کہ مرتے ہین

پڑے ہین ابروون پر بل یہ کیون منظور کیا ہے
یہ دہرے دہرے خنجر آپ کس پر تیز کرتے ہین

تسلی دل کو ہم دیتے ہین کیف چشم ساقی سے
شراب حسن لیکر عشق کے ساغر مین بہرتے ہین

مروا ہے آب خنجر زخم کاران تشنہ کامون پر
نہ انکی پیاس مرتی ہے نہ یہ پیاسے ہی مرتے ہین

نہ مہ اس گل کا ہمسر ہے نہ ماہ اسکے برابر ہے
ہین دونون ایک ہی سے کچھ ذرا چڑہتے اترتے ہین

چلے ہی جاتے ہین پیک نفس اک عمر گزری ہے
نہ منزل ہے کہین انکی نہ رستے مین ٹھہرتے ہین

مین کسکے دید کا طالب ہون کسکی وصل کا خواہان
یہ کسکی حسرتین ہین آپ جنکا خون کرتے ہین

نہ اتنا محتسب کا خوف ہے نہ کچھ قاضی کا
کہین توبہ نہ مینخانے مین آئے اس سے ڈرتے ہین

انہین کا مال تہا اچھا کیا دل لیلیا میرا
کوئی چھینے نہین لیتا ہے ان سے کیون مکرتے ہین

بہرا ہے حسرتون سے دل کہان داغون کی گنجایش
یہ سب ارمان ہین جو داغ بن بنکر ابہرتے ہین

مغنی کی نہ مینخانے مین حاجت ہے نہ مطرب کی
شکست توبہ کی آواز پر ہم وجد کرتے ہین

ابھی ای جان تو نے مرنے والونکو نہین دیکھا
جیسے ہم تو دکہا دینگے کہ دیکھہ اسطرح مرتے ہین

یہ اپنے داغ ہین دن رات جنکا ایک عالم ہے
ستارے ڈوبتے ہین دنکو راتون کو ابہرتے ہین

وہ سر سے پاؤن تک تصویر ہین بیساختہ پن کی
سنورنے سے بگڑتے ہین بگڑ جیسے سنورتے ہین

دم آرایش آئینہ جو دیکھا ناز سے بولے
ادہر یہ کون ہے میری لاگ پر بیٹھے سنورتے ہین

قیامت دور تنہائی کا عالم روح پر صدمہ
ہمارے دن لحد مین دیکھیے کیونکر گزرتے ہین

جو رکہدیتی ہے شانہ آئنہ تنگ آکے مشاطہ
ادائین بول اٹھتی ہین کہ دیکھو یون سنورتے ہین

خیال آتا ہے پیری مین جوانی خواب تہی گویا
پلک بہی جھپکتی ہے یہ دن پہلے گزرتے ہین

کیا ہے نام کیا استاد کا روشن خدا رکھے
امیر استادزادون پر ہم اپنے فخر کرتے ہین

حباب آسا محیطِ عشق سے جو پار اُترتے ہین
گذر جاتے ہین پہلے سر سے پیچھے پاؤن دہرتے ہین

لگاتے ہین جو سرمہ آئینے کو دور دہرتے ہین
ستم دیکھو وہ اپنی چتونون سے آپ ڈرتے ہین

تصور مین اُڑا کر رنگ رُخ نیرنگ کرتے ہین
کہ تصویر خیالی مین تری ہم رنگ بھرتے ہین

بتو اہلِ حرم بیجا نہین تم کو بُرا کہتے
برہمن ہی کا گھر بھرتے ہو جب صدقے اُترتے ہین

نہین ہے دیر سے خورشید کی وہ گرم بازاری
ہوا ہی دہوپ کا مُنہ زرد شاید وہ نکھرتے ہین

پسند آیا اُنہین مجکو اسیر کا شکار کیا کرتے
کہ شکوہ لیکے بیٹھون آپ دل لیکر مکرتے ہین

مرے سینے پہ مقناطیس تیرا ہاتھ ہے اے بُت
کہ جتنے دل مین پیکان جمع ہین وہ سب اُبھرتے ہین

شبِ غم مین رہی جیتے بُرا ہو سخت جانی کا
نہ آئی موت اس تحیر کے مارے ہم تو مرتے ہین

جواب اعضا ہمین دیتے ہین کیون اے ضعف پیری مین
جوانی کی تو ہم اِن سے نہین درخواست کرتے ہین

چمن کی سیر ہی چھوٹی تو پھر جینے سے کیا حاصل
گلا کاٹین مرا صیاد پر ناحق کترتے ہین

چل اے بادِ بہاری اک ذرا آہستہ آہستہ
کہ وہ مُجھسے اُلجھتے ہین جو بال اُنکے بکھرتے ہین

لب ایسی جانفزا خط کا یہ رنگ اس قہر کی آنکھین
مسیح و خضر و عزرائیل تینون تم پہ مرتے ہین

تصور مین بھی مُنہ جو موڑ تو اُڑ جاتا ہی رنگ اُنکا
بلائین خواب مین بھی لون تو بال اُنکے بکھرتے ہین

قیام اس بحرِ طوفان خیز دنیا مین کہان ہمدم
حباب آسا ٹھہرتے ہین تو کوئی دم ٹھہرتے ہین

جھجک جاتے ہین وہ سایے سے اپنی روزِ روشن مین
اندھیری رات مین زلفون کے لہرانے سے ڈرتے ہین

دکھایا انقلاب تازہ عالم کے حوادث نے
جو مرتے ہین وہ جیتے ہین جو جیتے ہین وہ مرتے ہین

بہت سنبل چمن مین آج پیچ و تاب کھاتا ہے
کسی محبوب کے شاید کہین گیسو سنورتے ہین

امیر اہلِ لشکر ہدف ہے تیرِ آفت کا
شکار انداز پہلے مرغ کے شہپر کترتے ہین ٭

بخت ایسے کہان ہین جو کرین یار سے باتین
کرتا ہون مین شب بھر در و دیوار سے باتین

کیا جیتین ہم اُس آنکھ کا ایسا سوی نرگس
بیمار نے کین رات کی بیمار سے باتین

اقبال سکندر سے مرے لڑ گیے طالع
ٹھیک اُنکو نہ وعدے ہین ٹھیک اُنکی مدارات
ڈرتا ہے یہ وحشی ابھی آواز سے تیری

جسدن ہوئین اُس آئنہ رخسار سی باتین
دو چار سی گھاتین ہین تو دو چار سی باتین
صیاد نہ کر مُرغِ گرفتار سے باتین

کیا دھیان امیر آیا کہ وہ ہٹ گیے پیچھے
جُھک جُھک کے جو ہم کرنے لگے پیار سے باتین

شوخی تھی قیامت تری مستانہ ادائین ٭ فتنون نے قدم چوم لیے لغزشِ پا مین
چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا ناز و ادا نے اک شاخ تغافل کی لگا دی ہے جفا مین
شرمائی ہوئی چتونون پر اُس کی نہ جانا شوخی بھی چھپی بیٹھی ہے پہلوے حیا مین
بیمار محبت نے کبھی مُنہ نہ لگایا تاثیر کُھلی جاتی ہے اِس غم سے دوا مین
اِس ڈر سے وہ پامال نہین کرتے ہین مجھکو مل جاے نہ دل پس کے کہین رنگِ حنا مین
کہتی ہے شبِ وصل یہ چتون کی شرارت آج آگ لگا دونگی مین دامانِ حیا مین ٭
جوہر جو تغافل کے ازل مین ہوے تقسیم کچھ میری قضا مین گیے کچھ تیری ادا مین
دل ایک خریدار ہین دو خیر ہو یارب چل جاے کہین آج نہ شوخی و حیا مین
کہتا ہے جوانی مین یہ اُس شوخ کا جوبن ہمسے نہ رہا جاے گا اِس تنگ قبا مین
مشکل ہے مسیحا کو بھی اب جان بچانا نکلی ہے قضا چھپ کے حسینون کی ادا مین
کس طرح نہ ہو ناز مجھے عجز پر اپنے وہ چیز ہے یہ جو نہین درگاہِ خدا مین
آنے کا نکیرین کو رستہ نہین ملتا کیا حورونکے جھمٹ ہین مزارِ شہدا مین
احباب کے ماتم مین کٹی عمر ہماری ہم ساتھیونکے رونے کو اُترے تھے سرا مین
عکس آئنے مین اُن سے یہ کہتا ہے کہ اے شوخ پورا اترا شاگرد ہون مین جور و جفا مین
شرماتے ہین جب وصل مین وہ مُجھسے تو شوخی لے لیتی ہے چٹکی وہین پہلوے حیا مین
مانگی جو دعا مین نے ندا عرش سے آئی تاثیرین گئین سب ترے دشمن کی دعا مین

کیونکر نہ امیر اس سے تر و تازہ ہون روحین
پھولونکی سب بو دامن گلچین کی ہوامین +

قابل عفو ہین آلودۂ عصیان ہولون
اے اجل صبر کر اتنا کہ پشیمان ہولون

پھر وہی مین ہون وہی جامہ دری وحشت مین
پہلے واعظ سے ذرا دست و گریبان ہولون

پھڑکے بسمل نے دم نزع کہا قاتل سے
مرتے مرتے ترے ہاتھونمین قربان ہولون

آنے دیگی مجھے پھر کاہکو وحشت سوئے شہر
رخصت احباب سے اے شوق بیابان ہولون

ابھی لیچل نہ گلستان سے پھنسا کر صیاد
ہمصفیرونمین ذرا رہ کے خوش الحان ہولون

مرہم زخم جولائی وہ زبان شیرین
لب خندان نے کہا مین نمک افشان ہولون

نیمجان کرکے مجھے چھوڑ دے دم بھر قاتل
خاک مین خون مین جی کھولکے غلطان ہولون

قدر راحت کی پس رنج ہے دنیا مین امیر
تب چلون باغ کو جب قیدی زندان ہولون

باعث تڑپ کا شوخ ستمگر سے کیا کہین
دل تو ہی کچھ بتادے کہ دلبر سے کیا کہین

اُس بت کے جور خالق اکبر سے کیا کہین
آپس کی چھیڑ داور محشر سے کیا کہین

غم نے ترے نچوڑ لیا سر سے پاؤن تک
رگ رگ پکارتی ہے کہ نشتر سے کیا کہین

شرم آتی ہے گناہون سے اے پردہ پوش خلق
محشر مین جاکے شافع محشر سے کیا کہین

خالق ہی جب ندے تو گلہ آسمان سے کیا
ساقی نہ منہہ لگاے تو ساغر سے کیا کہین

واقف دلون کے بھید سے ہے آفریدگار
آئینے اپنے حال سکندر سے کیا کہین

بگڑا ہوا وہ آپ سے ہے اُس کا قصور کیا +
بگڑین بھی ہم اگر تو مقدر سے کیا کہین

سارے بدن مین اب تو لہو بوند بھر نہین
سوکھی زبان دکھاے تو خنجر سے کیا کہین

ٹھہرا ہے روز حشر پہ دیدار یار کا
اللہ حشر تک دل مضطر سے کیا کہین

دل پیچ و تاب مین ہے تو قسمت کی پیچ سے
وہ بے خطا ہے زلف معنبر سے کیا کہین

ملتا نہین مکان سے تالامکان پتا ۔ ہم کیا ہوے نکل کے ترے گھر سے کیا کہین
کہنے کی بات ہو تو کسی سے کہے کوئی ۔ دل تمنے لے لیا ہی یہ دلبر سے کیا کہین +
کعبہ نشین سُنے تو کہین اُس سے دردِ دل ۔ کعبے مین اینٹ چونے سے پتھر سے کیا کہین
قسمت سے سامنا بھی ہوتا بھی ہے اگر ۔ پہرون ہی سوچتے ہین کہ دلبر سے کیا کہین

پیاسے شراب وصل کے ہین ہمنواے امیر
شرم آتی ہے کہ ساقی کوثر سے کیا کہین

محبت کے جو داغ ڈالے ہوئے ہین ۔ اُبھر کر وہی دل مین چھالے ہوی ہین
یہ بُت سب مرے دیکھے بھالے ہوئے ہین ۔ تصور کے سانچے مین ڈہالے ہوے ہین
خوشامد جو کی مین نے جوبن کی بولا ۔ ارے یار ہم بھی نکالے ہوے ہین
نہ کر بے نیازی سے تو خون ارمان ۔ کہ سب تیرے نازونکے پالے ہوی ہین
کبھی خون سودائیون کا گرا تھا ۔ اُچھل کر وہی قطرے لالے ہوی ہین
ہرن کب ہین غصے مین آنکھین تمہاری ۔ یہ دو شیر آنکھین نکالے ہوے ہین
بلا کا بلا نوش ہے دل ہمارا ۔ غم دو جہان دو نوالے ہوے ہین
زمانہ قضا کے حوالے ہے اور ہم ۔ تمہاری ادا کے حوالے ہوے ہین
بتون کا تصور جوان کو نہین ہے ۔ تو بُت کیون یہ اللہ والے ہوے ہین
گراتے ہین کیا بجلیان بھر کے سسکی ۔ تڑپ کر وہ تڑپانیوالے ہوے ہین
یونہین توڑنیوالے کے ہاتھ ٹوٹین ۔ بہت دل شکستہ پیالے ہوے ہین
لپیٹے ہین چوٹی مین ہار اُس پری نے ۔ جو کالے تھے اب گورے پالے ہوے ہین
جو آنا ہے تو نزع مین جلد آؤ + ۔ سنبھالے ابھی کچھ سنبھالے ہوئے ہین
نہ تھی کوچہ گردی نہ صحرا نوردی ۔ یہ رستے ہمارے نکالے ہوئے ہین
پیالے کہان وصل کے میکدے مین ۔ کفِ دست ساقی پیالے ہوئے ہین

یہ لپٹے ہین گیسو کہ اسے بت کنہیا
کمر مین تری ہاتھ ڈالے ہوے ہین

چلی ہی دلہن بنکے کیا تیغ قاتل
عروس اجل کے یہ چالے ہوے ہین

امیر ایسے روے ہین ہم میکدے مین
لہو سے لبالب پیالے ہوے ہین

ستارے مرے دیکھے بھالے ہوی ہین
یہ سب گیند اُن کے اُچھالے ہوے ہین

یہ موے مژہ بھی ہین جادو کے پتلے
کہ جب دل مین آے ہین بھالے ہوے ہین

مرا ضبط کہتا ہے مجھسے کہ کہدو
اُٹھے درد ہم دل سنبھالے ہوے ہین

یہ تلوارین کس کے گلے پر چلین گی
کہ بل تیوریون پر وہ ڈالے ہوے ہین

ادہر ضعف اُدہر ضبط تڑپون مین کیونکر
یہ شہ زور دونون سنبھالے ہوے ہین

ادہر یاس سے ہم اُدہر آسمان پر
اثر سے ہم آغوش نالے ہوے ہین

زہے ضبط سینے مین دم گھٹ رہا ہے
مگر دل ہم اب تک سنبھالے ہوے ہین

ہرن چوٹ کرتے ہین شیرون پہ دیکھو
حسین ہم پر آنکھین نکالے ہوے ہین

عجب بیخودی صحبت وصل مین ہی
وہ ہم کو ہم ان کو سنبھالے ہوے ہین

چمن مین یہ پھولون نے کیا گل کھلایا
کہ بلبل کو جینے کے لالے ہوے ہین

الٰہی یہ کس کے لہو کے ہین پیاسے
کہ خنجر زبانین نکالے ہوے ہین

کوئی کیچلی مین ہے ناگن کہ یا رب
وہ لچکے کا موباف ڈالے ہوی ہین

سنا ہے جو بے آب دشت جنون کو
تو چھاگل لیے ساتھ چھالے ہوے ہین

جگر دل کو دل روکتا ہے جگر کو
یہ بسمل کو بسمل سنبھالے ہوے ہین

پیین شیخ جی بیدھڑک انمین پانی
یہ سب جام مے سے کھنگالے ہوی ہین

ہوا مین عجب حسن ہے گیسوون کا
پری اُڑکی پہ دار کالے ہوے ہین

امیر اُنسے کیا کیا لپٹتے ہین شب بھر

رقابت سے ہین یکتا دو شالے ہوے ہین

زرا چلمن تک آئین گھر مین وہ کیا بنکے بیٹھے ہین / ہزارون سر بکف مشتاق اک چتونکے بیٹھے ہین

اُٹھین وہ مجمع اغیار مین کیا بنکے بیٹھے ہین / وہان دشمن ہی سب اُٹھتی ہوی جوبنکے بیٹھے ہین

عجب برسات ہے کیا کیا نئے گھر بنکے بیٹھے ہین / کہین بہادونکے فریادی کہین ساونکے بیٹھے ہین

ملا کر خاک مین بھی ہاے شرم انکی نہین جاتی / نگہ نیچی کیے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہین

ہمارے دوست کے پہلو مین جب بیٹھا ہے وہ جاکر / تو خنجر کسطرح پہلو مین ہم دشمن کے بیٹھے ہین

نمود حسن دونی ہوگئی ہے خود نمائی سے / اُبھر آیا ہے جوبن اور جب وہ تنکے بیٹھے ہین

بگاڑینگے ہزارون گھر بناوٹ کی اداؤن ست / بنا لین گے بہت کچھ آج وہ بہر بنکے بیٹھے ہین

وہ میرا مال لیکر کیا مرے دشمن کو دیدینگے / مرا دل لیکے کیون پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

کسیکو تونے تاکا چوٹ آئی میری ہی دل پر / نشانے تیرے ہی یہ سب ناوک تری چتون کے بیٹھے ہین

اُڑا لیجاتے ہین عاشق کا دل کو سینہ زوری سے / غضب کے دو اُچکے بیچ مین جوبن کے بیٹھے ہین

نگاہ شوق ایسی پردہ در ہے کچھ نہین کھلتا / کہ چلمن کے ادہر یا وہ اُدہر چلمن کے بیٹھے ہین

تری دُہن مین جو آیا آفتاب حشر بھی سر پر / تو ہم بھی کہ سائے مین ترے دامن کے بیٹھے ہین

علاقہ میرے دشمن سے نہین جاتا نہین جاتا / نہین دشمن تو اب وہ سوگ مین دشمن کے بیٹھے ہین

یہ کہتے آئنہ خانے سے اُٹھ بہاگے وہ گھبراکر / یہان سب لوٹنے والے مرے جوبن کے بیٹھے ہین

رستے ہین وصل مین کیا کیا نیاز و ناز کے جھگڑے / کبھی ہم روٹھکر اُٹھے کبھی وہ من کے بیٹھے ہین

دکھاتے ہین عالم کی راہ اُن کے مردم دیدہ / حقیقت مین ہین رہزن بھیس مین رہبر کے بیٹھے ہین

بگڑ کر جب وہ ہم سے اُٹھے ہین تو دل بیٹھے ہین لاکھونکے / ہزارون فتنے اُٹھے ہین جہان وہ بنکے بیٹھے ہین

بڑے ہی قدردان کانٹے ہین صحرای محبت کے / کہین کانٹا گریبان کا کہین دامن کے بیٹھے ہین

تری دروازے پر غنچہ نہین نظارہ بازون کا / یہ گلچین پھول چننے کو ترے گلشن کے بیٹھے ہین

بچھڑانا جان کا مشکل ہے کانٹون سے علاقون کے / یہان سب کھینچنے والے مری دامن کے بیٹھے ہین

کبھی اُبھری ہوئی اُن جوبنون پر یہ تھی پھبتی
کہ دو مالی یہ دو غنچے لیے سوسن کے بیٹھے ہین

امیر آتی ہی مجکو شرم اس محفل مین کچھ پڑھتے
کہ مین ناقص ہون اور کامل یہان ہر فن کی بیٹھے ہین

وہ دل کی تاک مین جب شوق سی بن ٹھن کی بیٹھے ہین
تو سو غمزہ ہون سی دلبر تیر اُس چتون کی بیٹھے ہین

اُدھر ہی عکس اِدھر وہ دونون بانکے بنکی بیٹھے ہین
غضب جوبن ہی دو دو گر تولے تنکے بیٹھے ہین

یہ آہو چشم جتنے کھڑے کیون مین بنکے بیٹھے ہین
وہ سب مارے ہوی ظالم تری چتون کی بیٹھے ہین

وہ آمادہ ستم ہونے پہ ہم آمادہ ہین مرنے پر
اُدھر وہ بنکے بیٹھے ہین اِدھر ہم تنکے بیٹھے ہین

عداوت ہم سے کی جاتی ہی یہودی بن بسکے
اُٹھا کر ہاتھ وہ خود سامنے دشمن کے بیٹھے ہین

اذیت سی نہین خالی کوئی فعل اپنا فرقت مین
اُٹھے ہین درد بنکر نقش حسرت بنکے بیٹھے ہین

یہ کیا بیہودہ فرمایش ہی اُس آوای دل ناداں
بھلا پردہ نشین باہر کہین چلمن کے بیٹھے ہین

اشارہ کرکے آئینے کی جانب کہتے ہین
وہ دیکھو دیکھنے والے سے جوبن کے بیٹھے ہین

جو میرا دل دکھانا ہے مرے پہلو مین آ بیٹھین
الگ پھر بیٹھے کیون پہلو مین دشمن کی بیٹھے ہین

وہ کہتے ہین اِدھر عاشق اُدھر عاشق کدھر جاؤن
وہ طرفہ کھینچنے والے مرے دامن کے بیٹھے ہین

پڑی ہے آنکھ تیری بھی تو رونا تجکو آیا ہے
تری محفل مین ہم تصویر حسرت بنکے بیٹھے ہین

وہی انصاف سے کہدین کہ ہے کسکی جگہہ اچھی
بغل مین انکی ہم پہلو مین وہ دشمن کے بیٹھے ہین

بھلا بے پردہ کوئی جلوہ اُس کا دیکھ سکتا ہے
یہ کیا کم ہی کہ ہم نزدیک اس چلمن کے بیٹھے ہین

وہ آئینے مین پیاری شکل اپنی دیکھکر بولے
کہ یہ ہین کون میرے گھر مین جو بن ٹھن کی بیٹھے ہین

دل آغاز و شباب عمر کے بھولے مزے کیونکر
جوانی کے وہ سکے نقش یہ بچپن کے بیٹھے ہین

وہ رُخ غارتگر جان ہے تو خطِ سبز پھر کیسا
تماشا ہے کہ خضر آغوش مین رہزن کی بیٹھے ہین

لگے جھکا نہ آہ آتشین کا دل دہلتا ہے
وہ رکھکر ہاتھ پتھر پر مرے مدفن کے بیٹھے ہین

نکال انکو جو غیرت ہو کہ اے قاتل تری ارمان
ترے کشتی کی تربت پر مجاور بنکے بیٹھے ہین

نہین اسے ماہ وش یہ آسمان پر جا بجا تارے
پتنگے کچھ تری شمع رخِ روشن کے بیٹھے ہین

یہ کیا بے وقت کی آئی نسبت دل آپکو سوجھی
اُٹھے ہین روٹھکر آپ جب وہ منتکے بیٹھے ہین

کڑی منزل نہ پہونچ سکی جو موت آئی تو یہ طے ہو
تھکے ماندے مسافر منتظر رہزن کے بیٹھے ہین

امیر اچھی غزل ہے **داغ** کی جسکا یہ مصرع ہے
بھوین تنتی ہین خنجر ہاتھ مین ہے تنکے بیٹھے ہین

مُفت وہ کس کی جان لیتے ہین
دے کے مُنہ مین زبان لیتی ہین

آزمایش مین جان لیتے ہین
خوب آپ امتحان لیتے ہین

ناتوانی سے ہم حسینون مین
چھانٹ کر دہان پان لیتے ہین

فقرے فقرے مین دل پہ ہین چوٹین
باتون باتون مین جان لیتے ہین

وصل مین کچھ نہین نہین ہی نہین
مانتے ہین تو مان لیتے ہین

پیر ہوتے ہین جو شباب کے بعد
تیر دے کر کمان لیتے ہین +

طعنے دیتے ہین عشق مین بے مہر
چٹکیان مہربان لیتے ہین +

سوزِ دل اُس پری سے کہنے کو
شمع سے ہم زبان لیتے ہین

دخترِ رز کی جو بات آتی ہے
مغبچے خوب چھان لیتے ہین

کس سے سیکھے ہین ظلم پوچھ تو
کس کا نام آسمان لیتے ہین +

ساتھ مستون کے مُفت مین قاضی
دخترِ رز کو سان لیتے ہین +

لبِ میگون و خطِ سبز کے مست
مے مین سبزی بھی چھان لیتے ہین

ہر قدم پر برنگِ نقشِ قدم
دم ترے ناتوان لیتے ہین +

وصل مین بھی جھجک نہین جاتی
پھیر کر مُنہ وہ پان لیتے ہین +

کیون سراپا نہ جان ہون معشوق
سارے عالم کی جان لیتے ہین

میکشون کو عروجِ مستی مین
ہاتھون ہاتھ آسمان لیتے ہین

ہم سند کے لیے لغت مین امیر
فصحا کی زبان لیتے ہین +

وصل مین یون وہ جان لیتے ہین
ضبط کا امتحان لیتے ہین

دل تو لیتے ہین جان بوجھ کے پھر
بنکے انجان جان لیتے ہین

دل بچے کس طرح حسینون سے
ملکے سب چھین چھان لیتے ہین

نہین ساقی یہ قلقلِ مینا
ہچکیان نیمجان لیتے ہین

میری ہر بات پر ہین سو سو عذر
غیر کی خوب مان لیتے ہین

ہو کے برباد تیرے خانہ خراب
لامکان مین مکان لیتے ہین +

ہاے کیا دلبری کی ہین گھاتین
دم دلاسے مین جان لیتے ہین

یہ ملا اوج خاکساری سے
کہ قدم آسمان لیتے ہین +

نقدِ دل دے کے مصرِ حُسن سے ہم
کیا نکیلا جوان لیتے ہین

چھوڑتے ہین وہ سینے مین پیکان
دلدہی کر کے جان لیتے ہین

ہر گلوری پہ چھیڑ ہے شبِ وصل
ہم یہ رخصت کا پان لیتے ہین

دہنِ زخم چوستے ہین وہ تیغ
کیا مزے بے زبان لیتے ہین

پھیر دین دل نہین جو اُن کو پسند
کیون غریبونکی جان لیتے ہین

چوم کر خط و رُخ کو اُس گُل سے
اُلٹے ہم پھول پان لیتے ہین

مردمِ دیدہ پہلے گردِ نظر ق
سات پردون مین چھان لیتے ہین

تب مزہ دیکھ بھال کا تیری
دور سے میری جان لیتے ہین

تاک کر دل مرا کہا کہ امیر
ہم تو ایک جوان لیتے ہین +

غش مین گر کھلی زلف سنگھاتے بھی نہین
جائیے جائیے ہم آپ مین آتے بھی نہین

بُت بنے بیٹھے ہین کچھ بات بناتے بھی نہین
اور یہ غصہ کہ مین روٹھا تو مناتے بھی نہین ✤

کچھ دوا کچھ تو دیا جان سے کس مشکل مین
دل ہی جاتے بھی نہین آنکھون مین آتی بھی نہین

نیمجان کرکے مجھے سر پہ کھڑے ہین چپکے
ہاتھ اُٹھاتے بھی نہین ہاتھ لگاتے بھی نہین

روٹھنا روز کا شیوہ اسے تو یہ سُن رکھیے
روز کے روٹھنے والے کو مناتے بھی نہین

آگے آئینے کے بیٹھے ہین جھکائے آنکھین
چوٹ کھاتے بھی نہین چوٹ لگاتے بھی نہین

اپنے پہلو مین بٹھاتے نہین عاشق کو مگر
بیٹھ جائے تو مروت سے اُٹھاتے بھی نہین

اُن نگاہون سے جوانی مین حیا کہتی ہے
جاؤ اب پردے مین ہم تمکو بٹھاتے بھی نہین

نکلے ہی پڑتے ہین محرم سے اُچکتے دیکھو
شرم کی بات ہے تم انکو دباتے بھی نہین

جی دھڑکتا ہے کہ چوری نہو دل کی ثابت
منھ سے انکار بھی ہے آنکھ ملاتے بھی نہین

پرسش حشر مین پوچھے گئے تو وہ مجھسے بولے
تم کھڑے دیکھتے ہو اور بتاتے بھی نہین

ہیچ ہین حور و پری لیلی و شیرین کیسے
ایسے ویسون کو تو وہ دھیان مین لاتے بھی نہین

ہنس ہی دین دیکھکے رونا نکرین ہمدردی
مجکو رونا تو یہی ہے کہ رُلاتے بھی نہین

آکے تُربت پہ مری کہتے ہین لو اُٹھ بیٹھو
ابتو مدت ہوئی ہم تمکو ستاتے بھی نہین

پھیر دو دل جو نہین دیتے ہو بوسہ یہ کیا
مال پر لوٹ بھی ہو دام لگاتے بھی نہین

ناز کہتا ہے کہ جان اسکی ہو تم جی نہ اُٹھے
مارے اِس ڈر کے جنازے پہ وہ آتے بھی نہین

زاہد و حق تو یہ ہی تم ہو بڑے بے توفیق ✤
اپنے مہمان کو دو گھونٹ پلاتے بھی نہین

جب سے عاشق کو ہوئے پھول پہننا کیسا
کپڑے وسواس سے پھولون مین بساتے بھی نہین

لطف مرنیکا دکھائین کسی فرقت مین **امیر**
نہین آتے وہ تو ہم جان سے جاتے بھی نہین

اے خوشا غم ہوئی اُلجھن جو سر مو دل مین
انکھڑیان تیری ہین نظرون مین مری تو دل مین

بڑھتے بڑھتے وہی آخر ہوئی گیسو دل مین
سیر آنکھون مین پریان ہین پریرو دل مین

✤

دانہ اب ڈالے گا خالِ تہ ابرو دل مین
جال لاے ہین بچھانے کو وہ گیسو دل مین

ضعف ایسا ہے کہ آیا مجھے غش جب آیا
کوئی پہلو کے بدلنے کا بھی پہلو دل مین

گر ہیان کر کے رُلاتے ہو مجھے یاد رہے
چھالے ڈالین گے یہ جلتی ہوی آنسو دلمین

جوڑ پیرا دلِ صد چاک کا ہوا اچھا ہے
ساتھ شانے کو بھی لے آئین وہ گیسو دل مین

ہجر مین ہوش نہین صبر نہین تاب نہین
اُٹھ بھی ای درد دل اب کیون ہی پڑا تو دل مین

کرتی ہے آنکھ تری داغِ محبت پیدا
گُل کھلاتی ہی تری نرگسِ جادو دل مین

ظرف سا نچا ہے غم و درد محبت جس پر
ڈھلتے ہین آٹھ پہر موتی سے آنسو دل مین

ہو گیے مست سب آنکھی جو تری رُخ بی نقاب
رنگ اس پہول کا آنکھون مین گیا بو دل مین

ہے نگہ تیر ادا تیر بلا تیر قضا ❊
دل سے پہلو مین مری تیر سے پہلو دل مین

ناوکِ ناز ہے آواز تری مہپا گل کی
اے پری بنگیے پیکان تری گھنگرو دل مین

کرتے ہین اپنے تصور کے مکان کی زینت
دو دو آئینے لیے آے ہین زانو دل مین

دل سے جلتی ہوئی آنکھون نے جو مانگا پانی
ضبطِ اُلفت نے کہا قید مین آنسو دل مین

کھینچکر سرمے کا دنبالہ دکھائی سب آنکھ
بھر گئی کوکبِ مدار کی جہاڑو دل مین

ناز انداز ادا غمزہ کرشمہ شوخی
لیکے آیا ہے پریخانہ پری رو دل مین ❊

کہتے ہین تیر و کمان دونون ہین میری مری پاس
جھوٹی باتین ہین نہ مژگان ہی نہ ابرو دل مین

اب خدا حافظ و ناصر مرے ارمانون کا
پھانسیان لیتے ہوے آے ہین گیسو دلمین

چڑ گئی جان جو آیا تری افشان کا خیال
سارے آہون کے شرر بنگیے جگنو دلمین

ناوک ناز و ادا کا ترے اللہ ری ادب
حسرتین جتنی ہین بیٹھی ہین دو زانو دل مین

کون سی چیز ہے معشوق کو عاشق سے عزیز
مزہ دل مین ہی نگہ دل مین ہے ابرو دلمین

آنکھ اُس آنکھ سے دیکھو نہ مقابل ہوا امیر
اِسی کھڑکی سے اُتر آتا ہے جادو دل مین

طرف آیا ہے پہنچنے کا یہ پہلو دل مین
تیر جاتے ہین چھری بنکے وہ ابرو دل مین

جھڑتے موتی جو سمجھتا ہے انہین تو دل مین
اور اس غم سے گھلے جاتے ہین آنسو دلمین

غمزہ اُس شوخ کا کہتا ہے ادا سے اُسکی
چٹکیاں لو نہین کلیجے مین تو لے تو دل مین

حکم ہے ضبط محبت کا کہ ہو راز نہ فاش
آکے آنکھو نمین پلٹ جاتے ہین آنسو دلمین

شوخی اُس شوخ کی آنکھو نکے تصور مین بھی ہے
بہتے ہین چوکڑیان آکے یہ آہو دل مین

ڈیوڑھی سے شاہ نشین تک ہے مہک پہولونکی
آنکھو نمین وہ گل رخسار ہون خوشبو دل مین

سلسلہ دیکھنے اشکون کا میسان آبیٹھو
خوب آتی ہی نظر سیر لب جو دل مین +

خالی معشوق سے عشاق کہین رہتے ہین
دہیان تیرا ہے جوای یار نہین تو دل مین

سرو گلزار سے فردوس سے طوبیٰ آکر ہے
پہ جما ہی رہے وہ قامت دلجو دل مین

طفل اشک اُٹھکے جو دوڑین تو سنبھالے انکو
اب کہ آنا بھی نہین ضعف سے قابو دل مین

ہو چکا حسرت و ارمان کا تو خون اے قاتل
کسیے اب کھینچے مین چھریان ترے ابرو دلمین

نکل اے یاس کہ ہی وصل مین ارمان کا ہجوم
اب جگہ اتنی نہین ہے کہ رہے تو دل مین

ایک ایک انمین شرارہ تھا جہنم کا امیر
آگ لگجاتی جو رہجاتے یہ آنسو دل مین +

وہ رخ و زلف نہ تڑپائین یہ ممکن ہی نہین
ہائے راتین بھی قیامت ہین فقط دن ہی نہین

رنگ پیری مین جوانی کے ہون ممکن ہی نہین
چھوٹ لئے پھلنے کے اب دن ہی نہین سن ہی نہین

دیکھیے محکمہ حسن سے کیونکر ہو نجات
مجرم عشق ہون میرا کوئی ضامن ہی نہین

جذب دل اُن سے یہ کہتا ہی کہ اب کیون آئے
تم تو کہتے تھے کہ آنا مرا ممکن ہی نہین +

یون تو سلجھے گا نہ اُلجھا ہوا بوسون کا حساب
سہل ساگر مین بتا دون تجھے تو گن ہی نہین

سادگی مین مرے محبوب کی ہے لاکھ بناؤ
سُرمے مسی سے سنورنیکے ابھی دن ہی نہین

اُن سے مطلب کی کہی بات تو ہنسکر بولے
بات وہ کہیے جو ممکن ہو یہ ممکن ہی نہین

دار فانی مین پتا اُس کا مین کس سے پوچھون
سب ہین پردیسی یہان کا کوئی ساکن ہی نہین

میرے آغوش مین آنیکو جو وہ اُلجھتے ہین
نازکی کہتی ہے بیٹھو بھی یہ ممکن ہی نہین

نالہ کش دل کو نہ دیکھا تو وہ کافر بولا
اچھی مسجد ہے جہان کوئی موذن ہی نہین

جب کہا مین نے کہ اب رحم ہے واجب بولے
آپ واجب کہین یا فرض یہ ممکن ہی نہین

اے صنم وصل مین کیا قید کہ ٹھہرے کسدن
سب دن اللہ کے ہین کوئی بُرا دن ہی نہین

وہ جفا کو ابھی جانین نہ وفا کو سمجھین +
بارہوین سال کا آغاز ہے کچھ سن ہی نہین

تیغ قاتل سے کھچی مجھسے اجل روٹھی ہے
کس کا احسان اٹھاؤن کوئی مُحسن ہی نہین

غیر کے پاس سے اُٹھکر جو مین اُن سے لپٹا
بولے پریان بھی تبی آگ کی ہین جن ہی نہین

اُن سے ہے وصل کی درخواست وہ جو چاہین کہین
غمزہ کیون بیچ مین بول اُٹھتا ہے ممکن ہی نہین

صنعت کاتبِ قدرت ہین رخ و خط دونون
وہی اس متن کا شارح بھی ہے ماتن ہی نہین

بے جگہ شام ہوئی جاتی ہے جنگل مین امیر
ہائے کیا پہنچین گے منزل پہ کہ اب دن ہی نہین

ردیف واو

اُلفت مین برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر بات مین لذت ہے اگر دل مین مزا ہو

ہم تم ہون شبِ وصل اکیلے تو مزا ہو
ہم سے ہوا دب دور حیا تم سے جدا ہو

آئے جو مری لاش پہ وہ طنز سے بولے
اب مین ہون خفا تم سے کہ تم مجھسے خفا ہو

جو اُن سے ادا ہوتی ہے کہتا ہے مرا دل
اِس پردے مین اللہ کرے میری قضا ہو

مہمان چمن آج ہے میرا گلِ نازک
کہدو کہ دبے پاؤن روان بادِ صبا ہو

گھبرا کے وہ بولے جو سُنا شورِ قیامت
دیکھو مرے عاشق کا جنازہ نہ اُٹھا ہو

آئے جو دمِ نزع کہا ہنسکے سدہارو
پریون کو تو چاہا بہت اب حورونکو چاہو

کیا شوق تھا مرقد سے قیامت مین پہنچا
کہتا ہوا اب وعدۂ دیدار وفا ہو

جھنجھلا کے سزا دین وہ مجھی ہاتھ سی اپنی
ایسی کوئی اے دل جو خطا ہو تو مزا ہو

ہر رنگ مین ہے یار نیا رنگ تمہارا
بے پردہ جو شوخی ہو تو در پردہ حیا ہو

وحشت کو مری ساتھ مرے دفن نکرنا
گھر خانہ خرابی کا مرے گھر سے جدا ہو

تو صورت دریا ہے حباب اہل جہان ہین
تیرا ہے تری راہ مین سر جسکا فدا ہو

ہنس ہنس کے چھری پھیر رہے ہو مرے قاتل
آخر کی تڑپ ہے یہ کچھ اسمین تو مزا ہو

نیرنگی حسن انکی یہ کہتی ہے شب وصل
چتون مین شرارت ہو تو آنکھون مین حیا ہو

ہم اس دل پر داغ پہ ہین الفت مژگان
کانٹون مین نہ کھینچ اسکو جو پھولون مین تُلا ہو

اس ہم سے گنہ ہوا تی مین جو لی کی وہ جھجکی
مشاطہ کا بہروپ نہ عاشق نی بھرا ہو

اٹھ جاتی ہین عقل ہو جو ہو جاتی ہی گل شمع
ڈرتے ہین کہ مجھسے نہ ملی باد صبا ہو

کیا ربط ہے دو سینے سی کھینچے تیر تو پیکان
ناوک سے جدا ہو مری دل سی نہ جدا ہو

لایا مہ تو بدر کا آئینہ بغل مین
اتنا بھی نہ اپنا کوئی مشتاق لقا ہو

کیا ہاتھ مین درکار امیر انکو ہے منہدی +
چھو لین گل عارض تو وہی رنگ حنا ہو

بولے وہ آئے جو ناصح مرے سمجھانیکو
کون ہو تم نہ ستاؤ مرے دیوانے کو

گھر سی ہم نکلے تھی مسجد کی طرف جانے کو
رند بہکا کے ہمین لیگیے میخانے کو

تو نے کمبخت کبھی پی ہی نہین کیا تجھی قدر
محتسب دیکھ مری آنکھ سے پیمانے کو

زلفین اتنی نہ بڑہا ہی وہ بہت زار و نحیف
بیڑیان چاہیے ہلکی ترے دیوانی کو

یہ زبان چلتی ہی ناصح کہ چھری چلتی ہے
ذبح کرنے مجھی آیا ہے کہ سمجھانے کو

ہٹ گئی عارض روشن سی تمہاری جو نقاب
رات بھر شمع سے نفرت رہی پروانیکو

شمع دولت ہے جہان آپ ہی آرہتی ہین لوگ
بزم مین کون طلب کرتا ہی پروانے کو

چشم ساقی کی ادا نے مجھے مے نوش کیا
دخت رز آکے لگا لیگی میخانے کو

مے کہان فرقتِ ساقی مین میسر ہم کو / رکھکے ہم سینے پہ سو رہتے ہین پیمانے کو
گور مین آے نکیرین تو مین یہ سمجھا / ناصح آ پہنچے یہان بھی مرا سر کھانے کو
شور ہو حق سے یہان بڑھ کی وہان سے زاہد / اپنی مسجد سے لڑا دی مرے میخانے کو
آج کچھ اور بھی پی لون کہ سُنا ہی مین نے / آتے ہین حضرتِ واعظ مرے سمجھانے کو
باغبان ہاتھ لگاتا نہین پھولونکو ترے / آ نکلتا ہون کبھی دل کو مین بہلانے کو
وہ کہان دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر / آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھکے پیمانے کو
رات دن خال و خط و زلف کا رہتا ہی خیال / گھیرے رہتی ہین بلائین تمہی دیوانے کو

جا بجا گُل نہین چھلّے کے بدن پر یہ **امیر** / کیاریان پھولونکی ہین جی مرا بہلانے کو

بولے وہ مین نے کہا جی کی جو بہلانے کو / مُنہ لگاتے نہین دشمن مرے دیوانے کو
ساقیا دخترِ رز کا تو بڑا رتبہ ہے / بے وضو مین کبھی چھوتا نہین پیمانے کو
موے مژگان یہ نہین گرد تری آنکھونکے / غول پریون کے ہین گھیرے ہوے میخانے کو
چھیڑ ہر بات مین اچھی نہین یہ اے ناصح / چٹکیان لینے کو آیا ہے کہ سمجھانے کو
دل مین تیرا جو تصور ہے تو اے رشکِ پری / دیکھنے آتی ہین پریان ترے دیوانے کو
بے ادب جا کے جو لپٹا تو سزا ابھی پائی + / آگ مین پھونکدیا شمع نے پروانے کو
مے پلانے کو جو ہوتی ہے رقیبونکی طلب / زہر تھوڑا سا عنایت ہو مُجھے کھانے کو
آ گیے نزع مین تم راہِ سفر کی کھوٹی / رک رہے تھم گیے تیار تھے ہم جانے کو
بخت واژون کو کرا اے ساقیِ دوران سیدہا / کیا کرون لیکے مین اُلٹے ہوے پیمانے کو
خوانِ اُلفت مین وہ ہے کونسی نعمت جو نہین / خون دل پینے کو ہے لختِ جگر کھانے کو
میری آتش قدمی سے نہین واقف حداد / بھون ڈالے گی یہ زنجیر کے سر دانے کو
بجلیان جان پہ توبہ کی گرانے کے لیے / بدلیان گھیرے ہوے ہین مری میخانے کو

اب خدا چاہے تو مقتل مین اُٹھین خوب مزے ۔ برق دم تیغ ہوئی ہے سر سے تڑپانے کو +
واعظو تم جسے سمجھے ہو سحاب رحمت ۔ لے اُڑی ہے یہ صبا دوش پہ میخانے کو

یار کو محفل خوبان سے اُڑا لاے امیر
لیچلے لوٹ کے ہم آج پریخانے کو

صدقے مین مُرغ دل کو ہمارے رہا کرو ۔ تم بادشاہ حُسن ہو اِسکو ہُما کرو +
عصمت یہ اُنسے کہتی ہے اب تم حیا کرو ۔ نام خدا جوان ہوے ہو حیا کرو +
چلتے ہو ساتھ میری جنازے کے ہے یہ خوف ۔ ایسا نہو لحد پہ قیامت بپا کرو +
شوخی یہ ہے کہ دیکے وہ عاشق کو گالیان ۔ کہتے ہین شاہ جی مرے حق مین دُعا کرو
لو ہم تو آگے جاتے ہین صحراے عشق مین ۔ یارو تم اپنے پاؤن سے کانٹے چنا کرو
جب پوچھتا ہون مین کوئی تدبیر وصل کی ۔ کہتے ہین بت کہ اپنے خدا سے دعا کرو
پردے مین تم ہو اُسپہ یہ عالم ہے حُسن کا ۔ پردے سے باہر آؤ تو کیا جانے کیا کرو
ہم مانگتے ہین بوسہ تو جھنجھلا کے بدزبان ۔ کہتا ہے اپنے مُنہ سے جو چاہو بکا کرو
کیا روٹھتے ہو عکس سے آئینہ دیکھکر ۔ اپنی طرف خیال تم اے مہ لقا کرو
جب پوچھتا ہون اُنسے دوا درد عشق کی ۔ کہتے ہین پہلے ہوش کی اپنے دوا کرو
مشکل ہے اُس سے حضرت دل عہد رسم وراہ ۔ پہلے تم اُسکے درد سے دل آشنا کرو
کہتے ہین بزم مین تو تمہارا یہ رنگ ہے ۔ تنہا جو مجکو پاؤ تو کیا جانے کیا کرو

کیا قدر ہے فسانۂ اُلفت کی وان امیر
کہتے ہین ہم سُنین نہ سنین تم کہا کرو

اسے تیغ یار ملکے گلے سے جدا نہو ۔ اب روٹھنے کا وقت نہین ہے خفا نہو
وہ کیا خرام ناز ہے جو فتنہ زا نہو ۔ وہ فتنہ کیا ہے جس سے قیامت بپا نہو
حُسن و وفا کا ساتھ تو اے دل ہوا نہو ۔ معشوق نام اسیکا ہے جس مین وفا نہو

میری نگاہ یاس کی اک چوٹ کہا تو لے
بیدرد پہر مین دیکھون کہ درد آشنا نہو

چٹکا چمن مین غنچہ تو بولا جھجک کے یار
ٹوٹا کہین مرا ہی یہ بند قبا نہو

موسیٰؑ پڑے ہین غش مین تڑپتی ہی برق طور
پردہ تمہارے رخ سے کہین ہٹ گیا نہو

ہنستے ہین او چھی زخم تو خوش ہو کے تو بھی ہنس
یہ تو ہنسی کی بات ہے ظالم خفا نہو

اے ضعف اسقدر تو گھلا میرے جسم کو
آئینے مین بھی شکل مری رونما نہو

ہر وار مین نمک کی بھی چٹکی چلی ہی جاے
کس کام کی تڑپ ہے وہ جس مین مزا نہو

حسرت سے دیکھتا ہون جو انکی طرف امیر
کہتے ہین دیکھو دیکھو کوئی دیکھتا نہو

حکم دربان کا ہے عشاق سے سر کو سر کو
ہاے جا مین یہ کہان چہوڑ کے تیرے در کو

بدشگونی دم رخصت نہ کرو گرم نہو
ٹھنڈے ٹھنڈے مری جان جاؤ سدھارو گھر کو

ہند مین آکے ہی آئینہ مصاحب اُن کا
مژدہ دے روم مین جاکر کوئی اسکندر کو

تھا وہ پیاسا جو گیا خلد مین دل نے پوچھا
پہلے تسنیم کو پی جاؤن کہ مین کوثر کو

معتکف حجرون مین بن بنکے جو بت بیٹھے ہین
کیا بلا دیر بنایا ہے خدا کے گھر کو

کون میخوار ہے ذی رتبہ جہان مین مجھسا
تاک دیتا ہے کنیزی مین مجھے دختر کو

ناخدا ہے جو خدا پار ہے بیڑا تیرا
پھینکدے توڑ کے کشتی سے الگ لنگر کو

محتسب نے تو کیا دونون کا خون ای ساقی
روئین میخوار ترے شیشے کو یا ساغر کو +

ملکے بیٹھا مین شب وصل تو جھنجھلا کے کہا
دم گھٹا جاتا ہے گرمی سے ذرا تو سرکو

پھیرکر گردن بسمل پہ جو رک جاتے ہین
ذبح کرنیکا سکھاتے ہین چلن خنجر کو

میری ایذا کا ہی کب وادیٔ وحشت خواہان
پاؤن سے کہتی ہین کانٹون کی زبانین سرکو

پھیر تا آنکھ کا اچھا نہین مجھسے قاتل
پھیردے اس سے تو گردن پہ مری خنجر کو

اس قدر ہے ادب پیر مغان مجکو امیر

بے وضو ہاتھ لگاتا نہیں میں ساغر کو

آج وہ چھاؤں میں تاروں کی سدھارے گھر کو
لگ گئی آگ دھنیں لگے میں ہمارے گھر کو

ہائے برسات کی رت میں وہ سدھارے گھر کو
پھونکدے پھونکدے ای برق ہمارے گھر کو

کوئے قاتل کو چلیں ہم تو عدم کو پہنچیں
راہ جاتی ہے اُدہر ہو کے ہمارے گھر کو

دیکھو کیا ڈھیٹ ہوا ہے یہ دل خانہ خراب
پوچھتا تم سے ہی رستے میں تمہارے گھر کو

راہ میخانے کی ہم بھول گئے ہیں زاہد
لے ثواب اُٹھ کے جو پہنچا دے ہماری گھر کو

دل جو پھنک جائے تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا
خوش ہوں میں آگ لگا دے کوئی سارے گھر کو

دیکھوں اب خانہ خرابی مجھے لیجائے کہاں
گھبرا کے تو ہیں آپ سدھارے گھر کو

گھر سے ہم وادی وحشت کیطرف چل نکلے
چھوڑ کر خانہ خرابی کے سہارے گھر کو

ڈوبتا دل کا جو اشکوں میں ہمیں یاد آیا
رو دیے دیکھ کے دریا کے کنارے گھر کو

کہتی ہے یاد وطن مجھسے نہ روٹھ اب من جا
چھوڑ غربت کو پلٹ چل مرے پیارے گھر کو

میں نے پوچھا جو پتا گھر کا بگڑ کر بولے
ہم سے پوچھا نہ کرے کوئی ہمارے گھر کو

خانہ بردوش ہیں ایسے کہ بگولے کی طرح
باد صرصر لئے پھرتی ہے ہمارے گھر کو

دم نکلتے ہی ہوئی لاش جو ایسی دوبھر
کیا ہوئی ہمسے محبت تھی جو سارے گھر کو

جب اُترتی ہیں فلک سے تو یہیں آتی ہیں
تاک رکھا ہے بلاؤں نے ہمارے گھر کو

کیا خبر تھی کہ گران ہوگا ہمارا آنا
ہم تو گھر اپنا سمجھتے تھے تمہارے گھر کو

خیر دل کی نہیں افشاں کے تصور میں امیر
ایک دن پھونک ہی دینگے یہ شرارے گھر کو

مسجدوں میں نہ بے محل بیٹھو
زاہد و میکدے میں چل بیٹھو

یارو پڑھتا ہوں میں غزل بیٹھو
میری باری ہے اب سنبھل بیٹھو

گھر میں مستو نہ آج کل بیٹھو
فصل گل ہے چمن میں چل بیٹھو

دیکھو نکلی شہیدِ ناز کی لاش
تم بھی گھر سے ذرا نکل بیٹھو +

کہہ رہی ہے یہ سوزنِ ساعت
چلنے والو نہ ایک پل بیٹھو +

جب مین اٹھتا ہون کوئی قاتل سے
روک کر کہتی ہے اجل بیٹھو

شوقِ دیدار کا تقاضا ہے +
حشر مین سب سے پہلے چل بیٹھو

درد کہتا ہے مجھ سے رہ رہ کر +
دیکھو اٹھتا ہون مین سنبھل بیٹھو

وہ جو اٹھتے ہین فتنے کہتے ہین
سب تمہین سے چہل پہل بیٹھو

بزمِ ماتم کسی کی سونی ہے
دو قدم پر تو گھر ہے چل بیٹھو

دیکھو دیکھو وہ آئنہ آیا
چوٹ پڑ جائے گی سنبھل بیٹھو

یادِ احبابِ رفتہ کہتی ہے
کسی تکیے مین اب تو چل بیٹھو

دونون ہاتھون سے تھام لو دل کو
آہ کرتا ہون مین سنبھل بیٹھو

بیقرارون کی دیکھنا ہو جو سیر
کبھی چلمن سے تم نکل بیٹھو

کشتۂ ناز کے ہین پھول ہی جان
جی مین آئے تو تم بھی چل بیٹھو

ہو جو مسجد مین دل گرفتہ **امیر**
کسی بھٹّی پہ کیون نہ چل بیٹھو +

راز توحید کا جو ظاہر ہو +
ایک منظور اور ناظر ہو

کوسِ رحلت سے آتی ہے آواز
کہ خبردار اے مسافر ہو

شبِ فرقت دراز ہے دیکھین
عمر آخر ہو یا یہ آخر ہو +

سخت منزل ہے امتحان کی جگھ
ٹھہر کے ایوب سا جو صابر ہو +

کیا مزہ ہو جو ذبح سے پہلے
پائے قاتل پہ لوٹتا سر ہو

اتنی وابستگی جہان سے ہے کیا
شہر ہیگا نہ تم مسافر ہو

اوّلِ عشق مین یہ حال **امیر**

تم تو آغاز ہی مین آخر ہو

نہ آؤ تم تو مزاج چمن بحال نہو / شجر نہال نہو گل کا چہرہ لال نہو
ہے ایک عمر سے مہمان اسی ملال نہو / شب فراق مین ذکر شب وصال نہو
نکل چلی ہے بہت تیغ ناز دیکھ اے یار / کوئی غریب کہین بے چھری حلال نہو
یہ غیرت ہے محبت کہ مین جو ہون بیمار / وہ دیکھنے کو نہ آئین جو خستہ حال نہو
جو آؤ ہنس کے تم بھی ہنسین مین یہ ڈرتا ہون / ہنسی ہنسی مین کسیکو کہین ملال نہو
یہ چاہتا ہے تحیر کہ دونون ہون تصویر / ادھر جواب نہو کچھ ادھر سوال نہو
دم خرام یہ کہتی ہے پاؤن کی چھاگل / وہ سرفراز نہین ہے جو پائمال نہو
خوشی کی دل مین تمنا بھی کر نہین سکتا / خیال ہے ترے غم کو کہین ملال نہو
کرو بناؤ سنوار تم اپنے گیسو کو / پر اسقدر کہ پریشان کسی کا حال نہو
عروس مرگ سے بھی مین لپٹ نہین سکتا / خیال ہے کہ انہین اور کچھ خیال نہو
ہٹی جو زلف یہ چہرے کی روشنی پھیلی / مین ڈر گیا کہین صبح شب وصال نہو
ترے مریض محبت کو کوئی کیا جانے / وہی بتائے گا یہ حال جسمین حال نہو
یہ ہمکو رہتا ہے اظہار دوستی مین بھی خوف / کہ دشمنون کو تمہارے کہین ملال نہو
بہت ہوئی ہین زمانے مین لوگ شادی مرگ / شب وصال ہے اپنا کہین وصال نہو

نمود خط رخ یار سے ہے خوف **امیر**
کہ خضر کو بھی کہین زندگی وبال نہو

مار ہی ڈالتے ہین گیسوؤن والے دل کو / پیچ پر پیچ ہین اللہ بچالے دل کو
کیسے الفت مین پڑے جان کے لالے دل کو / اس مصیبت سے اب اللہ نکالے دل کو
ہون مین بیکس کوئی ہمدم ہے نہ غمخوار مرا / درد ہی اٹھکے سنبھالے تو سنبھالے دل کو
تاک کر تیر ہی سینے پہ لگائے ظالم / یون ہی نکلے مری حسرت کہ نکالے دل کو

اُس سے کہتی ہے شبِ وصل یہ حسرت میری
تجھسے روٹھا ہے مری جان مناؤ دل کو

ناوکِ ناز پر ایسا ہے بھروسا مجھکو
مُفت بھی لے تو کرون اُسکے حوالے دل کو

تم تو وہ ہو کہ کبھی بوسۂ گیسو بھی نہ دو
کس توقع پہ کوئی پیچ مین ڈالے دل کو

ٹوٹ کر آبلے ناسور ہوے جاتے ہین
ہاے سینے نے دیئے دستے ہین یہ چھالے دل کو

اُنکے گیسو تو بلا ہوکے پڑے ہین پیچھے
بے ڈسے آج نہ چھوڑینگے یہ کالے دل کو

کوئی پامال کبھی کرنے کو نہین لیتا ہے
مجھکو دہشت ہے کرون کس کے حوالے دل کو

تیری خلخال کی آواز سے چیخ اُٹھتا ہے
تیرے گھنگرو ہی تو سکھلاتے ہین نالے دل کو

دِل کیا نذر جو مین نے تو کہا ٹھکرا کر
جان اپنی تجھے دیدے جو وہ پالے دل کو

مغبچے دخترِ رز سے ہین لگاوٹ مین سوا
تاکتے رہتے ہین یہ میکدے والے دل کو

تم جو پوچھو تو کرے کون تمنا اے اجل
جان بھی دین نہ قضا کو جو ادا لے دل کو

ہو گیا سرو تڑپ کر تہِ دم بوٹے سے ہے ہے
کیا ہوا آج مرے چاہنے والے دل کو

اسکو زنجیر مین جکڑے گی گلے کی زنجیر
طوق پہنائین گے وہ کان کے بالے دل کو

اپنے مطلب کی انھین آتی ہین کیا کیا گھاتین
ناز سے مانگتے ہین ناز ونکے پالے دل کو

چکھ چکا خوب محبت کے مزے دل دے کر
لاؤ جاؤن مین کرو میرے حوالے دل کو

سخت نادان ہے کہ ملتا ہے وہ پاؤن کے تلے
کچھ بھی سینے سے تو کھینچ کے نکالے دل کو

وہ دمِ رقص جو ہر بار لگائین ٹھوکر +
پھر کہا تک کوئی سینے مین سنبھالے دل کو

کہتے ہین شوق سے آئین مری محفل مین امیر
ساتھ لائین نہ مگر لوٹنے والے دل کو

حُسن کس کام کا جو آن نہو
کیا وہ معشوق جسمین شان نہو

اے جنون لیچل اب وہان کہ جہان
یہ زمین اور یہ آسمان نہو +

اُسکی تصویر لیکے سوتا ہون
کہین وہ شوخ بدگمان نہو

یون مٹا الفت خدا مین خودی
نام باقی رہے نشان نہو

ہم رہین تم رہو وصال رہے
غم نہین ہے جو یہ جہان نہو

ہو رہین ہم تو اے صنم تیرے
تو ہمارا خدا کی شان نہو

وہ بھی معشوق ہے کوئی معشوق
جسمین جوبن ہو آن بان نہو +

زلف مجھ زار کو دکھائی واہ
اُسپہ سودا رہے جسمین جان نہو

مست عالم کو کرتی ہے وہ آنکھ
میفروشی کی یہ دکان نہو

وہ اٹھاتے نہین مرا مردہ
کہتے ہین دیکھو اسمین جان نہو

آستیون کا غم کیا جب تک
پاؤن کے نیچے آسمان نہو

ہین جو آیا کہا یہ اُسنے **امیر**
دیکھنا یہ وہی جوان نہو +

منہ دکھا دو جو ہم ندیدون کو
تو جِلا لو اجل رسیدون کو

ملتے ہین تربتون مین عیدون کو
کیا خوشی ہے ترے شہیدون کو

کاٹتے ہین رشک سے کہ لپٹی ہین
حسرتین کیون مرے شہیدون کو

تو وہ بت ہے جو کعبے جا نکلے
بت بنا دے خدا رسیدون کو

ہر جفا کو ادا سمجھتے ہین +
کیا مزے ہین ستم کشیدون کو

نامہ بر لا مرے خطون کا جواب
پھاڑ کر پھینکدے رسیدون کو

اِس ادا سے کیا شہید اُسنے
خونبہا ملگیا شہیدون کو

دیکھلے حال شمع و پروانہ +
گھر جہنم ہے زن مریدون کو

سیر فردوس و سایۂ طوبےٰ
ہو مبارک ترے شہیدون کو

اور تو آسرا نہین کوئی +
یاس ہے آس ناامیدون کو

آئنہ خانے مین وہ کہتے ہین
کوئی دیکھے تو ان ندیدون کو

چشم بد دور اب تو حورین بھی
گھورتی ہین ترے شہیدون کو

جتنے بت ہین یہان وہ جنت مین
سب ملین گے خدا رسیدون کو

قفل خاطر تو کیا کھلے گا امیر
آزماتے ہین ہم کلیدون کو +

قتل کرتے ہو دکھا کر جو ادائین مجکو
پہلے لیلینے دو جی بھر کے بلائین مجکو

دیکے ان زلفونکو دل جان مصیبت مین پڑی
لپٹی جاتی ہین زمانے کی بلائین مجکو

حکم دے عفو کو یارب کہ کرے مطلع صاف
مرگ کے بعد بھی گھیرے ہین خطائین مجکو

ہاے وہ لوگ جو کہتے تھے مدام آنکھون مین
اب لحد مین بھی جو ڈھونڈین تو نپائین مجکو

دل کو بند ہجاتا ہی جس شب ترے گیسو کا خیال
نظر آتی ہین بلائین ہی بلائین مجکو

نقش بیٹھا ہے مرا کوچۂ جانان مین امیر
کیا نگہبانون کی طاقت کہ اٹھائین مجکو

غیر سے آنکھین چار کرتے ہو
جاؤ بھی کسکو پیار کرتے ہو

عکس آئینہ سے وہ کہتے ہین
تم بھی کیا مجکو پیار کرتے ہو

ہے جو نفرت امیدوارون سے
کیون پھر امیدوار کرتے ہو

دل کے دو ٹکڑے اک نگہ مین کیے
اور پھر آنکھ چار کرتے ہو +

بنکے انجان مجسے کہتے ہین
سچ کہو کسکو پیار کرتے ہو +

ایک نالہ جو ہم کرین تو ابھی
منتین تم ہزار کرتے ہو +

روز آنے کو جب کہا بولے +
اک تمہین مجکو پیار کرتے ہو

تم ہو خنجر ہے مین ہون قتل کرو
کس کا اب انتظار کرتے ہو

مین نے تعریف حسن کی تو کہا
کیون مجھے شرمسار کرتے ہو

سچ کہو کس کو دل دیا ہے امیر

...سان کسپر نثار کرتے ہو ✦

میکشو الجھو نہ واعظ سے عبث جانے بھی دو
منہ کی کھائے گا جو آئی تم پہ منہ آنے بھی دو

آنسوؤن نکلے ایک چھینٹے مین بجھا دینگا مین آگ
آتش افروز انکو بھڑکائین تو بھڑکانے بھی دو

خوف کیا تنہا ہے دو تین یہان سے میکشو
محتسب آتا ہے میخانے مین تو آنے بھی دو

وہ خطِ عارض نہ دیکھا ... آیا خیال
غول پریون کا ہے اسکے ساتھ دیوانے بھی دو

لذتِ دل پر ہی جو دیا دستِ ... نے کہا
پھول یہ سب نے فصل کے ہین انکو مرجھانے بھی دو

آؤ ہم تم میکشو مسجد سے ... چلین
یہ جو سر سجدہ نہین ٹکراتے ہین ٹکرانے بھی دو

کون پوچھے گا تمہارا ... کے حضور
زہرہ اپنی سی اگر گاتی ہے تو گانے بھی دو

ابروون کو اور آنکھون کو تو انکی دیکھیے
ساتھ ہی دو مسجدون کے ہین یہ میخانے بھی دو

حسرتِ دل اب تو چند ہی ... پیدا ہون سے رہے
حورین جنت مین جو گھبراتی ہین گھبرانے بھی دو

تنگ ہو کر کہتی ہے مشاطہ ان سے بار بار
اسقدر الجھو نہ صاحب بال سلجھانے بھی دو

... غالب یک خود ہی بن گیا ہے بت امیر
بات کیا ہے تم بھی چپکے ہو رہو جانے بھی دو ✦

دیکھ سکتے نہین پیاسا مرے آنسو مجھکو
روز دیجاتے ہین پانی کوئی چلو مجھکو

پھولون کی سیج سے آتی ہے تری بو مجھکو
تکیے پہلو کے ہین اب حور کے زانو مجھکو

آبرو سے نگہ لطف سے گر تو مجھکو
سب جگہ آنکھون پہ دین صورتِ ابرو مجھکو

سرگین آنکھین جو آئینے مین دیکھین تو کہا
گھورتے ہین یہ جگاسے ہوے جادو مجھکو

کشتہ ہون وحشتِ طرزِ نگہ قاتل کا
خطِ شمشیر ہے موجِ رمِ آہو مجھکو

ہون وہ بلبل کبھی صیاد کو آیا جو ترس
پھولون مین چھوڑ دیا توڑ کے بازو مجھکو ✦

پہتو مین چلتی ہین لے لیکے نکیلی چھریان
دو دو تلوارون سے دھمکاتے ہین ابرو مجھکو

گھر سے کیون مجلسِ منعم مین لیے جاتی ہے حرص
چار زانو سے بٹھاے گی دو زانو مجھکو

لوٹتا ہے دلِ دیوانہ لپٹنے کے لیے
سانولے رنگ کی پریان ہین وہ گیسو مجکو

جو کہا آنکھون مین رکھ لون انھین پتلی کیطرح
یاد دلواتی ہین جگنی تری جگنو مجکو

شمع سان کیا ہے مجھی حاجتِ دریاے غرق
آپ لے ڈوبے گا میرا عرقِ رو مجکو

آ ہی سامنے آئی تو کہا جھنجھلا کر
دیدے پہلو مین ترے کیون گھورتی ہے تو مجکو

میرے پہلو مین تری طرح وہ جمکر بیٹھے
دردِ دل ایسا بتا دے کوئی پہلو مجکو

ہون جوان آمدِ پیری سے مگر ڈرتا ہون
کہ جبین سے نہ بنا دے کہین ابرو مجکو

مین جہان بیٹھکے روتا ہون ہنسی ہوتی ہی
ہر جگہ کرتے ہین رسوا مرے آنسو مجکو

سمجھے ہین دیکھنے والا جو تری آنکھون کا
کیسے شرماتے ہین اب دیکھکے آہو مجکو

سمٹا جاتا ہے مرا حشر مین رویان رویان
شدتِ عصیان نے بنایا ہے لجالو مجکو

میکشِ زار ہون بستر ہی مجھے چادرِ آب
ہے حبابِ لبِ جو تکیۂ پہلو مجکو

کون پہنچاے بجز کوچۂ جانان تک امیر
لے چلین کاش بہا کر مرے آنسو مجکو

چین آتا نہین دم بھر کسی پہلو مجکو
اتنی تکلیف تو اے دردِ نہ دے تو مجکو

عالمِ غش مین بھی ہے الفتِ گیسو مجکو
چاہیے لخلخۂ نافۂ آہو مجکو

میرے قاتل کو تڑپنے سے ہی ایسی نفرت
ذبح کرتا ہے دبا کر تہِ زانو مجکو +

کشتۂ عشق ہوا دیکھکے آنکھین اسکی
شیر کے منہ پہ لگا لیگئے آہو مجکو

نگہِ شوق سے کہتی ہے یہ عصمت اسکی
کہ اچھوتا مرا پنڈا ہے نہ چھو تو مجکو

کیون نہ مضمون ترے گوہرِ دندان کے تُلین
طبعِ سنجیدہ کی ہاتھ آئی ترازو مجکو

عاشقِ چشم ہون دل لوٹ کے رہجاتا ہی
نظر آتا ہے جو قیدی کوئی آہو مجکو

ضبط سے اور محبت مین گلا گھٹتا ہے
آنسو پیتا ہون تو ہو جاتا ہے اُچھو مجکو

ہون وہ میخوار کہ بھٹی مین ملی شوکتِ جم
ٹاٹ مسند ہی سبو تکیۂ پہلو مجکو

چشم و ابرو کے اشارون سے ہوا یہ ثابت
زیر شمشیر بلاتے ہین یہ آہو مجھکو

بار بار اُس گل خوبی کا سمٹنا شب وصل
یاد دلواتے ہین شرما کے لپٹا لو مجھکو

ہون وہ خوش چشمون کا عاشق کہ نشتر جو دیا جا
چھانٹ کر بھیجتے ہین تحفے مین آہو مجھکو

سب کو سنجیدہ کیا خود نہ اُسے سنجیدہ
طالع بد نے کیا سنگ ترازو مجھکو

آہ یہ وحشیان یہ کمبخت ہین سب کے دشمن
مار ڈالین گے ڈبو کر مرے آنسو مجھکو

اس توقع پہ پھرا کرتا ہون گلزارون مین
کہ کسی گل سے کبھی آئے تری بو مجھکو

کس کی آنکھون کا ہون وحشی کہ خوشی کے مارے
بھرتے ہین چوکڑیان دیکھکے آہو مجھکو

روح ہوتی ہے جو رخصت تو یہ کہتا ہے بدن
اسی دن کے لیے لائی تھی یہان تو مجھکو

پھونک ہی دیتی مجھے گرمی رخسار امیر
اپنے سائے مین نہ لے لیتے جو گیسو مجھکو

حسرت آئی یہ انہین دیکھکے بسمل مجھکو
چلبلا ایسا ہی ملجائے کوئی دل مجھکو

دیکھنا نیند جو آئی دم بسمل مجھکو
اپنے زانو پہ سلا رکھے گا قاتل مجھکو

تو ہو کچھ درد سے آگاہ مین بیدردی سے
دل مرا تجکو ملے اور ترا دل مجھکو

بوسے پر بوسے دم ذبح اشارون مین لیے
اچھی سوجھی یہ تہ خنجر قاتل مجھکو

چٹکیان لیتا ہے پہلو مین مرے آٹھ پہر
دلربا بن کے ستاتا ہے مرا دل مجھکو

آنکھ جھپکے نہ پتنگون سے تو اس مجمع مین
پھونکدے پھونکدے اے گرمی محفل مجھکو

پھر مزہ تجکو دکھا دون مین دل آزاری کا
چار دن کو بھی جو ملجائے ترا دل مجھکو

کچھ اس انداز سے وہ ناز بھرے ہاتھ چلے
آگئی نیند تہ خنجر قاتل مجھکو

شب غم کون ترس کھاکے ہی رونیوالا
کبھی رو لیتا ہو مین دل کو کبھی دل مجھکو

ناتوانی نے بنایا ہے مجھے نقش قدم
پانون رکھتا ہون جہان ملتی ہی منزل مجھکو

کچھ خبر مجکو نہین ہے کہ کہان جاتا ہون
کہین کھینچے لیے جاتا ہے مرا دل مجھکو

وہ مسافر ہون ہوا دفن بھی اپنے گھر مین
گھر تلک آ کے مرے لیگئی منزل مجکو

بن سنور کر جو نکلتے ہین ادہر سے وہ کبھی
گدگدا دیتا ہے ارمان بھرا دل مجکو

دست و بازو کی ہو خیر اور لگا دی اک ہاتھ
میرے بیداد نہ جا چھوڑ کے بسمل مجکو

اسکی زیست سے جو ہو خاتمہ بالخیر امیر
بہت سے سب سہل کر دی ہے نئی منزل مجکو

بوسہ دیتے نہین پھر دینے سے حاصل مجکو
پھیر دو پھیر دو اے جان مرا دل مجکو

شفقی دورون کے جو فردوس برین مین دیکھی
یاد آئی کسی محبوب کی منزل مجکو

سانس کے ساتھ رگ جان سے لہو آتا ہے
نیشتر تیرے نہ چھیڑا اے خلش دل مجکو

اسکے خنجر سے کہا کیا مین کوئی مرشد ہون
دیدہ بان آتے ہین کیون دیکھنے بسمل مجکو

ہون وہ مجنون کہ جو لیلی کی طرف جا نکلون
اٹھکے تعظیم کو سلے پردۂ محمل مجکو

اس تمنا مین کہ ملجائین مجھے اٹھ نہ سکا
ہوئے آرے ہوئی بار انکے سلاسل مجکو

دشت وحشت مین یہ آنکھون مین بسی ہے لیلی
ہر بگولے مین نظر آتا ہے محمل مجکو

وہ نگہ کہتی ہے کس گھر مین نہین میری جگہ
نکلی مین آنکھ سے باہر تو ملا دل مجکو

وہ نزاکت سے یہ کہتی ہین نہ پہنونگا مین ہار
عکس دانتون کا پنہا دیگا حمائل مجکو

تشنہ لب دیکھکے کھینچا مجھے خنجر کیطرف
لیگیا پیاس مین قاتل لب ساحل مجکو

شوق نظارۂ لیلی جو بنا ہے اندھا
سیر دے دوڑ کے گرد پس محمل مجکو

شوق پابوس کسیکا ہے مجھے وحشت مین
پاؤن چومے گی جو پائے گی سلاسل مجکو

گڑگڑا کر کچھ اس انداز سے بوسہ مانگا
بھیک دینے وہ بڑھے جان کی سائل مجکو

ساری دنیا مجھے اس پر دے مین اللہ نے دی
کہہ دیے آنکھون نہین رکھ لینے کے قابل مجکو

یاد اس شوخ کی تڑپاتی ہے اسکو جو امیر
چین لینے نہین دیتا ہے مرا دل مجکو

کم نہیں موسے کمر سے جسم لاغر دیکھ لو
فرق کیا ہے ہوگئے ہم تم برابر دیکھ لو

میری حیرت پر تعجب ہے اسقدر حیران تم
اک ذرا آئینہ اپنے آگے رکھکر دیکھ لو

دیدۂ بلبل سے نظارۂ رخ گل کا کرو
فاختہ کی آنکھ سے قدِّ صنوبر دیکھ لو

نزع میں ہچکی جو آئی اسنے کوٹھے سے کہا
سر اُٹھا کر اک ذرا نیچے سے اوپر دیکھ لو

باغ میں تم نے کیا طاؤس کو تو پائمال
کوہ پر ہے کبک اب اسکو بھی چلکر دیکھ لو

حسن میں بیجا ہے یکتائی کا دعوی جان من
اک حسین ہے اور آئینے کے اندر دیکھ لو

نزع میں جاتے تو ہو راہ میں سے مجھ بیمار کے
اک نظر آنکھوں کا صدقہ اور پھیر کر دیکھ لو

سچ کیا نظارۂ برق تجلی میں امیر
کھولو تو آنکھیں دکھاوے جو تصور دیکھ لو

ہو وصل پر دوئی کی کہیں اس میں بو نہو
تو ہو تو میں نہوں وہاں میں اگر ہوں تو تو نہو

زاہد شرابِ ناب سے جب تک وضو نہو
قابل نماز پڑھنے کے مسجد میں تو نہو

پہلو سے دل جدا ہو تو کچھ غم نہیں مجھے
اے درد دل جدا مرے پہلو سے تو نہو

وہ گم شدہ ہوں میں کہ اگر چاہوں دیکھنا
آئینے میں بھی شکل مری روبرو نہو

قاتل لگا رہا ہے جو تیغ نگہ سے زخم
منظور ہے کہ چاکِ جگر میں رفو نہو

مانا تو کیا حنا کو لگائیں نہ ہاتھ وہ
جب تک شریک خون ہزار آرزو نہو

مسجد میں میں نے شیخ کو چھیڑا یہ کہکے آج
مے لاؤں میکدے سے جو آبِ وضو نہو

مہندی لگاتے ڈرتے ہیں کہتے ہیں بار بار
شامل کسی شہید کا اس میں لہو نہو

غش آگیا ہے مجکو گمان اور کچھ نکر
اچھا ہوں میں اداس مری جان تو نہو

شاخیں اسکی ہیں یہی جڑ ہے فساد کی
پہلو میں دل نہو تو کوئی آرزو نہو

تو ہو تو بتکدہ نہ کعبے سے کم نہیں
کعبہ صنم کدہ ہے جو کعبے میں تو نہو

میں اُن کو دیکھتے ہی جو کل لوٹنے لگا
بولے تمہارے مارے کوئی خوبرو نہو

ایذا پسند ہین وہ ترے زخمیون مین ہم
دو ٹکڑے نہ دل جو زلف تری مشکبو نہو

صحنِ چمن ہو ابر ہو شیشہ ہو جام ہو
یہ سب تو ہون غضب ہے کہ پہلو مین تو نہو

آنسو بہائے مین نے جو محفل مین تو کہا
دیکھ اسقدر نہ رو کوئی بے آبرو نہو +

کتنے ہین سامنے ترے آ بیٹھین ہم مگر
یہ شرط ہی کہ آگے کوئی آرزو نہو +

ساری چمک دمک تو انہین موتیون سے ہے
آنسو نہون تو عشق مین کچھ آبرو نہو

پردے مین آئنے کے یہ دل ہی امیر کا
پہچان لے جو وہ تو کبھی روبرو نہو +

ابھی آئے ابھی جاتے ہو جلدی کیا ہی دم لیلو
نہ چھیڑو انگلیان جتنی چاہو تم مجھسے قسم لیلو

نہ دو بوسہ نگاہِ لطف ہی پر دل صنم لیلو
تمہارا مال ہے تم دیکے قیمت بیش و کم لیلو

گلا خنجر پہ مین نے رکھدیا آتے ہی تو بولے
کرینگے ذبح ٹھہرو کیون مرے جاتے ہو دم لیلو

سوے میخانہ آ نکلے جو قاضی دخترِ رز بولی
بڑے دن بعد مین حضرت میکشو اٹھو قدم لیلو

زمینِ گور ہر مہمان سے اپنے یہ کہتی ہے
اُترنا ہے تہ تہان آگے کڑی منزل ہے دم لیلو

خدا نے دن یہ دکہلایا کہ وہ بت میہمان آیا
ملے تو شیخ سے کہنا نکلے وہ دن کو حرم لیلو

خبر ہے حضرتِ مجنون کہ آئی نجد مین لیلی
نہ پہنچے ہاتھ محمل تک تو ناقے کے قدم لیلو

فراقِ یار کا دن کم نہین ہے شور سے نالو
اُٹھا دن آخر یہین اپنے دل کا تم علم لیلو

دکھاتا ہے جو زور نشہ بسم اللہ میخوارو
فلاطون آوے نہ ہاتھ آے اگر خم جام جم لیلو

نہ ملنے تک یہ اے شیخ حرم سارا تقدس ہے
برہمن دے تو سجدے کرکے مٹی کا صنم لیلو

ابھی تو آسما تو خاک مین گر جاؤ تم ساتون
جو میرے سے سکا اپنے سر پہ میرا بارِ غم لیلو

چمن سے پینے کو ہی میکشو برسات مین لازم
نہ بیچے تو کرایہ دیکے رضوان سی ارم لیلو

نہین کچھ انتہا اس ترک کے کشتون کی اے عیسی
کہانتک تم کہو گے منہ سے تنگ جاؤ گے دم لیلو

غرض تو میکشو مستی ہی ہے تکرار سے حاصل
ملے پیرِ مغان سے جسقدر مے بیش و کم لیلو

ہم اسکے قد کے ہیں عاشق ہمیں کیا غیر سے مطلب
عبث کہتی ہے یہ قمری صنوبر کے قدم لیلو

امید اُس عیسی دوران کو خط لکھنا جو ہو تمکو
فلک سے مانگ لو کاغذ عطارد سے قلم لیلو

جو وقت بوسہ لینا ہو تو رکھنی لعل جاناں کے
اٹھا دل میں آنکھیں دیکھ کر اس شاہ خوباں کو
گلو نسی جا کے میں نے داغ دل اپنے ملائے تھے
خدا نے حسن کو تیرے عجب تاثیر بخشی ہے
[illegible] وہ اُن آنکھوں سے گل کملائے ہیں
ازل آنکھیں پری میں ہم اس دور کی چھوٹیں
میں اٹھتا ہوں تو کاٹتی یادیں پڑی رہتی ہیں
جب اگلی صحبتیں یاد آتی ہیں یارانِ رفتہ کی
تسلی یادِ رخ میں جب کسی صورت نہیں ہوتی
وہ آنکھیں تاکتی ہیں اوٹ سے مژگان کی دل میرا
اگر یوں کھٹکی جیسے وہ مژگان کھٹکتی ہے
سوا اب خاک ہونیکے نہیں حسرت کوئی باقی
قیامت سے نہ دوں تشبیہ اسکی چال کو کیونکر
تڑپنا جانتا ہوں لذتِ ناوک سے اے قاتل
گیا میں بزم جاناں تک تو بولے وہ ستمگر ہی
میں اُس پردہ نشین کی جامہ زیبی کا ہوں دیوانہ
عبث ترکش میں قاتل رکھے ہے زنگ لگتا ہے

گہر کی طرح پیسوں توڑ کر میں اپنے دندان کو
جگر پہلو میں دی پر یدن کے ایچ سے سلیمان کو
نہیں شبنم پسینا آگیا ہے یہ گلستان کو
یہ نعمت دیکھنے سے سیر کر دیتی ہے مہمان کو
ہمیں کیوں دیکھنے آتے ہیں گلچیں میرے زندان کو
شکستہ حال اب دیکھا نہیں جاتا ہے دندان کو
اٹھو بیٹھو کبھی کیوں ویران کرتے ہو بیابان کو
نکل کر گھر سے دیکھا آتا ہوں میں گور غریبان کو
تو بوسے دیکے آنکھوں سے لگا لیتا ہوں قرآن کو
اکیلا پایا [illegible] جھڑو کونسی سلیمان کو
[illegible] رکھ لیوں آنکھوں پر خارِ مغیلان کو
کہ مٹی ہو گیا جی دیکھ کر گورِ غریبان کو
اٹھا کر راہ میں چلتے ہیں [illegible] جسکے دامان کو
تہ میں سوفار کو جانوں نہ پہچانوں میں پیکان کو
اٹھاؤ آئنے کو بیٹھتے وہ میرے پیران کو
چھپائے رکھتی ہے پردے میں عصمت جسکی دامان کو
مجھے دے چیر کر پہلو میں رکھ لوں تیری پیکان کو

تصور قید میں ہے اسیر اک بت کی آنکھوں کا

پہ پہنچا نہ بہار کہا ہے مین نے اپنے زندان کو

غضب ہے اپنی عیبون کا خیال آے نہ انسانکو
کیا ہے شرم عریانی نے خم شمشیر عریان کو

کرین مجھسے محبت مین تو دیکھو کہ ہون محبت کا
اُٹھا رکھین یہ نعم اپنے نعمتہای الوان کو

مین اک غربت زدہ باقی رہا تھا مین بھی آتا ہون
مبارک یا دوست آئے کوئی گور غریبان کو

نہ جانے دین نگہبان بکہ زندان سی نہین پروا
مری زنجیر کے نالے تو جاتے ہین بیابان کو

مین اسے بت مصحف رخ کہ تیری چھوکر ہے مجرم
مسلمان رات دن بوسے دیا کرتے ہین قرآن کو

ملاحت ناوک افگن کی جو وقت صید یاد آئی
وہان زخم نے جو سا مزے سے لیے لیکی پیکان کو

خیال آسودگان خاک کا دن رات نہین جاتا
لیے پھرتا ہون اپنے ساتھ مین گور غریبان کو

پری کو بھی اُترتے یون نہین دیکھا ہے شیشے مین
عجب انداز سے تو نے اُتارا دل مین پیکان کو

اُن آنکھون کی ادا بازی مین دل کہو یا گیا ایسا
ٹکا ہون مین اُڑا کر لیگئین پریان سلیمان کو

جو ماتا ہے یہ شہ مردی تو شہ ہی رنگ لاتی ہے
پستا اسواسطے کرتے ہین وہ خون شہیدانکو

جگر کو ڈھونڈتی پھرتی ہے تیغ ناز قاتل کی
کسیکے دل مین جا بیٹھون یہ دوبن ہاتھ آئی پیکانکو

دبا رکھا ہی اُسنے ایک مدت سی گلا میرا
کوئی جھٹکا تو دی اے پنجۂ وحشت گریبان کو

بہت ہی مختصر ہی وصل کی شب کچھ تو ٹہر جائے
مری خاطر سی دم بھر کھولدو زلف پریشان کو

بہار گل مین کام آے ترے ای پنجۂ وحشت
لگا رکھا ہے مین نے اسیلیے اپنے گریبان کو

کیا تھا شام کو نالہ تڑپ کر تیرے وحشی نے
ہلایا زلزلے نے صبح تک دیوار زندان کو

بہت ہی زور پر دست جنون تا صبح الگ رہنا
ترا دامن نہ پکڑے چھوڑ کر میری گریبان کو

ہوا سے گل اسے کہتے ہین ای بلبل کہ جنگل مین
لیے پھرتا ہی ہر طاؤس ساتھ اپنی گلستان کو

مین وہ بدست وحشی ہون جو میرا دسترس چلتا
بناتا بوتلونکی ڈاٹ واعظ کے گریبان کو

امیر ایسی کہان قسمت کہ پہنچون اُڑکی پھولون تک
کبھی چاک قفس سی جھانک لیتا ہون گلستان کو

گرد اغیار بیچ مین تو ہو ۔ ہائے کیونکر قضا پہ قابو ہو ❊
جام ہو شیشہ ہو لب جو ہو ۔ یار ہو مین ہون ساقیا تو ہو
بوسہ کب چاند سی جبین کا لیا ۔ کیا سبب ہے کہ چین بابرو ہو
آئنہ اور وہ رخ روشن ۔ شانہ ہو اور اس کا گیسو ہو
عشق ابروے عاشق مشکل ۔ تیغ باندھو جو زور بازو ہو ❊
بات کہتے زبان کٹتی ہے ۔ کس سے تعریف تیغ ابرو ہو
کیا تمہارا ملے ہمین مین نشان ۔ رنگ مین رنگ بو مین تم بو ہو
عاشق چشم کبھی شراب پئین ۔ جائے ساغر جو چشم آہو ہو
پاس سے تم اٹھو تو دل بیٹھے ۔ کبھی خالی نہ اپنا پہلو ہو
قد ہے طوبیٰ تو لب تری کوثر ۔ وہی فردوس ہی جہان تو ہو ❊

فکر کس بات کی ہے تمکو امیر
کیا سبب ہے کہ سر بزانو ہو

وصل کی رات تو راحت سے بسر ہونے دو ۔ شام ہی سے ہے یہ دھمکی کہ سحر ہونے دو
ناوک ناز کا پہلو مین گزر ہونے دو ۔ کب سے برباد ہے آباد یہ گھر ہونے دو
دیکھنا کیسی برابر کی پڑینگی چوٹین ۔ یار کا آئنہ خانے مین گزر ہونے دو
وصل ہو قتل ہو جو مد نظر ہو ہوجائے ۔ یا ادہر ہونے دو یا مجکو ادہر ہونے دو
جسنے یہ درد دیا ہی وہ دوا بھی دیگا ۔ لادوا ہے جو مرا درد جگر ہونے دو
مین غریب اور غریبون کا خدا والی ہے ۔ ہونے دو ساری زمانے کو ادہر ہونے دو
تلملانے مین تڑپنے مین کمی کی کسدن ۔ ہے جو اسیر بھی خفا درد جگر ہونے دو
کبر سب خاک مین ملجائے گا مغرورون کا ۔ اک ذرا گور غریبان مین گزر ہونے دو
ذکر رخصت کا ابھی سے نہ کرو بیٹھو بھی ۔ جانمن رات گزرنے دو سحر ہونے دو

ہم تصور مین نہ کھینچین یہ نہوگا ہم سے
لاکھ نازک ہے حسینون کی کمر ہونے دو

تو سہی مجھسے سوا صبر تڑپ کر چینچے
میرے دل تک تو زرا اُسکا گزر ہونے دو

شوق سے تم ہو در و بام پہ سرگرم خرام
دونون عالم ہون اگر زیر و زبر ہونے دو

وصلِ دشمن کی خبر مجھسے ابھی کچھ نہ کہو
ٹھہرو ٹھہرو مجھے اپنی تو خبر ہونے دو

ہاے وہ وصل کی شب اُنکا ادا سے کہنا
باندھنے دو مجھے جوڑے کو سحر ہونے دو

جاگ کر کاٹتے ہین ہجر مین ہم بھی راتین
رتجگے ہوتے ہین گر غیر کے گھر ہونے دو

آنے دو آنے دو زلفونکو زرا گالون پر
شاہدِ شب کو ہم آغوشِ سحر ہونے دو

خواب مین آکے وہ بولے مری ارمانون سے
بیخبر کو نہ خبردار خبر ہونے دو

چھیڑتے کیون ہو جوانی مین حسینونکو امیر
رات ہی بھر کا یہ جوبن ہے سحر ہونے دو

ردیف ہاے ہوز

کتنی ہے گرم دخترِ رز کی ادا تو دیکھ
واعظ زرا سی پی کے تو اس کا مزا تو دیکھ

اے گل بہار جاتی ہے رکھا ہی گھر مین کیا
بُلبل کا سُن نہ حال چمن کی قضا تو دیکھ +

بُت سنگ طور کے ہین نرے سنگ ہی نہین
زاہد کدہر خیال ہے نورِ خدا تو دیکھ

وہ رُخ بھی لاجواب وہ گیسو بھی برہمن
کعبے کا دیکھتا نہ سہی کالکا تو دیکھ

اب تو نہ بند کر رہِ میخانہ محتسب
نکلا ہے چاند عید کا سوے سما تو دیکھ

اُس آستان کو عرش سے تشبیہ دی امیر
پُہنچا کہان رسائیِ ذہنِ رسا تو دیکھ ٭

چمن مین غیر بھی آئے جو میرے یار کے ساتھ
ہزار نالے کرون باغ مین ہزار کے ساتھ

خزان مین کیسے نہ بلبل سی چھپانے کو
کہ وہ بہار کی باتین گئین بہار کے ساتھ

کیا وہ نالہ کہ دل سے نکل گئین پہانسین
ہوا مین اُڑتے ہین خس جسطرح غبار کے ساتھ

مزار سے جو یہ آتی ہے دردناک صدا
ہمین تو روتے تھے مین شمع سرِ مزار کے ساتھ

چھڑا سے رنج و مشقت سے جی نہ طالبِ عیش
کہ نوشِ نیش کے ہمراہ گل ہے خار کے ساتھ

شبِ وصال جھگڑنے سے فائدہ کیا ہے
مزہ تو یہ ہے کہ باتین ہون چاہ پیار کے ساتھ

بجا ہے آنکھ جو ہے جوشِ گریہ سے بے نور
نظر بھی بہ گئی ہے آنسوؤن کے تار کے ساتھ

عدم کو روح گئی رہ گیا تنِ خاکی
پہنچ سکے نہ پیادہ کبھی سوار کے ساتھ

ذرا ہوے جو وہ آزردہ اپنی آئی اجل
امیر چھپ گئین آنکھین نگاہِ یار کے ساتھ

رکھتے ہین رقص مین جو کمر پر اٹھا کے ہاتھ
موے کمر سے باندھ ہو گئے دزدِ حنا کے ہاتھ

چھوٹین جو اپنے ہاتھ سے اس دلربا کے ہاتھ
سارے جہان سے بیٹھ رہین ہم اٹھا کے ہاتھ

ڈھکا نہ بار بار مرے پاس لا کے ہاتھ
دیدار یا جام کھینچ نہ ساقی بڑھا کے ہاتھ

اب تک تو تیغِ یار سے موڑا نہین ہے منہ
آئندہ آن بان ہے اپنی خدا کے ہاتھ

کچھ بھی ہوئی جو دست درازی شبِ وصال
چین جبین سے اسنے چھری لی بڑھا کے ہاتھ

ڈرتا ہون اور کچھ نہ سمجھ کر وہ چھپ جاے
سینے پر اپنے رکھ نہین سکتا اٹھا کے ہاتھ

لین اسنے ہاتھ اٹھا کے جو انگڑائیان کبھی
جوبن نے کتنے چھین لیے دل بڑھا کے ہاتھ

کب سی سے اچھلتے مین ڈوبی ہوئی نصیب
دریا کے پار کب ہوئین موجین لگا کے ہاتھ

دکھلا کے پاؤن کتنون کو پامال کر دیا
کتنون کو تمنے ہاتھ سے کھویا دکھا کے ہاتھ

دیکھی جو اسکی زلف مین افشان ہوا یہ شوق
کیا چاندنی ہے توڑ لیے تارے بڑھا کے ہاتھ

وہ سخت جان ہون مین نہ چلا کچھ کسیکا بس
جلاد بیٹھ بیٹھ گیے سب تھکا کے ہاتھ

کہتا ہو قاتل آپ ہی مرتے تھے جان نثار
بدنام ہاے مفت ہوے ہم لگا کے ہاتھ

قاضی کو شوق بادہ کشی کا ہے آج کل
بنت العنب پڑی ہی عجب پارسا کے ہاتھ

بس مین مرے نہ موت ہی میری نہ زیست ہے
یہ ہے قضا کے ہاتھ تو وہ ہے ادا کے ہاتھ

بیکار عشق مین نہ گئین میری ٹہریان ✤ بہیجا سگِ حبیب کو تحفہ ہما کے ہاتھ
خون اُسنے میرے دل کا کیا ہی یہ کون ہے ✤ مہندی سے باندہے کیون ہین مری دلربا کے ہاتھ
نارِ شعاعِ مہر سمجھتے ہو تم جسے ✤ سورج یہ لیے رہا ہے بلائین بڑہا کے ہاتھ
یہ دلِ جلا جلا کے کسے اسنے دیدیے ✤ خالی ہین دیکھنے مین تو دزدِ حنا کے ہاتھ

قاصد اُترا رہا ہے تو کچھ غم نہین **امیر**
خط لکھکے بھیجدو نکہت پیکِ صبا کے ہاتھ

راہ بتلاتے ہین ہم اور اُسے دہیان ہے کچھ ✤ دل کو سمجہائیے کسطرح یہ انسان ہے کچھ
کرکے پامال مرے دل کو کہا ظالم نے ✤ کون تعظیم کرے اسکی یہ قرآن ہے کچھ
نہین کرتا ہے ملاقات تو زاہد نہ کرے ✤ لاابالی ہین ترے رند انہین ارمان ہے کچھ
سبز عمامہ بہشتی ہے عبا ریش سپید ✤ نوبنو رنگ مین واعظ کی عجب شان ہے کچھ
کرکے زخمی مجھے مقتل سے چلا ہے قاتل ✤ دوڑکر کوئی یہ کہدے کہ ابھی جان ہے کچھ
غیب سے آئی صدا قصد جو قاصد نے کیا ✤ شیر کے منہ مین چلا ہے ارے نادان ہے کچھ

ہو نہو آئی ہے اُس کوچۂ گیسو کی ہوا
جوشِ سودا ہے **امیر** آج پریشان سے ہے کچھ

چاند سا چہرہ نور کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ ✤ طرفہ نکالا آپ نے جوبن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
گُل رخِ نازک زلف ہے سنبل آنکھ ہے نرگس سیب زنخدان ✤ حسن ہے تم ہو غیرتِ گلشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
ساقیِ بزمِ روزِ ازل نے بادۂ حسن بہرا ہے ان مین ✤ آنکھین ہین ساغر شیشہ ہے گردن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
قہر غضب ظاہر کی رکاوٹ آفتِ جان در پردہ لگاوٹ ✤ چاہ کے تیور پیار کی چتون ماشاء اللہ ماشاء اللہ
غمزہ اُچکا عشوہ ہے ڈاکو قہر ادائین سحر ہین باتین ✤ چور نگاہین ناز ہے رہزن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
نور کا تن ہے نور کے کپڑے اس پر کیا زیور کی چمک ہے ✤ چھلے کنگن اسکے جوشن ماشاء اللہ ماشاء اللہ
جمع کیا ضدین کو تم نے سختی ایسی نرمی ایسی ✤ موم بدن ہے دل ہے آہن ماشاء اللہ ماشاء اللہ

واہ امیر ایسا ہو کہنا شعر مین یا معشوق کا گہنا
صاف ہے بندش مضمون روشن ماشاءاللہ ماشاءاللہ

ردیف یاے تحتانی

کیدن وصل کی پنچ کو خبر کی	آمد ہے جو شام سے سحر کی
کیسی ارنی ولن ترانی ÷	تھی ایک صدا ادہر ادہر کی
اے یاس نہ دل مین پاؤن پھیلا	پھانسین نہ چبھین مری جگر کی
خط لینے ہی چلدیا عدم کو	اتنی ہی لکھی تھی نامہ بر کی ÷
نیرنگی چار باغ عالم	گدڑی ہے ترے گدای در کی
کچھ میری سنو کہو کچھ اپنی	باتین نہ کرو ادہر ادہر کی ÷
خط یار نے اُس طرف کیا چاک	یان اُڑ گئین دہجیان جگر کی
دن بھر تجھے رکتی ہین پشیمان	شرمائی وہ چتونین سحر کی ÷
ہر بات مین ہو زبان سے نکلا	جب ہمنے کہی کہی اُدھر کی
غفلت مین نہ کھو شباب اے دل	یہ رات ہے جان عمر بھر کی
سینے مین نہین ہے داغ ظالم	اُبھری ہین یہ چٹکیان جگر کی
چھا گل کا یہ شور ہو شب وصل	آواز سنون نہ مین گجر کی
عنقا ہے جانتا ہے عالم	پرچھائین ہے وہ تری کمر کی
آنکھین کھولین کبھی بند بھی کین	وہ شکل نہ سامنے سے سرکی
ہنگامۂ حشر کو جو دیکھا	ڈیوڑھی سمجھا مین تیرے گھر کی
شام شب ہجر و عمر آخر	امید امیر کیا سحر کی
دوسرا کون ہے جہان تو ہے	کون جانے تجھے کہان تو ہے
لاکھ پردون مین تو ہے بے پردہ	سو نشانون پہ بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت مین تو ہی جلوت مین
کہین پنہان کہین عیان تو ہے

نہین تیرے سوا یہان کوئی
میزبان تو ہے میہمان تو ہے

جسم کہتا ہے جان سے تو ہی
جان کہتی ہے جانِ جان تو ہے

نہ مکان مین نہ لامکان مین کچھ
جلوہ فرما یہان وہان تو ہے

رنگ تیرا چمن مین بو تیری +
خوب دیکھا تو باغبان تو ہے

محرم راز تو بہت ہین **امیر**
جسکو کہتے ہین راز دان تو ہے

جتنی کمی کہ نامۂ سیاہی مین رہگئی
اُتنی ہی دیر عفو الٰہی مین رہگئی +

حسرت نہین وطن کی تباہی مین رہگئی
کچھ گرد تھی کہ دامنِ راہی مین رہگئی

صد شکر عفو میرے گنہ حشر مین ہوے
حسرت گدا کی مجلسِ شاہی مین رہگئی

آنکھ اُسنے پھیر لی تو کہان پھر ہماری زیست
آدھی تو جان نیم نگاہی مین رہگئی

تھی زار کوے یار مین کیا جاتی اپنی خاک
اتنی تھی کم کہ اُڑکے ہوا ہی مین رہگئی +

دی بھی تو قدِ یار کو طوبیٰ سے دی مثال
پستی مری بلند نگاہی مین رہگئی +

دیکھو تعلیسان مری قندیلِ آہ کی
کیسی لٹک کے عرشِ الٰہی مین رہگئی

ڈوبے ہوے نصیب نہ اُچھلے کسیطرح
کشتی اُبھر اُبھر کے تباہی مین رہگئی

بختِ سیہ سے آنکھین نہ اُس کی ہوئین دوچار
چومک چمک چمک کے سیاہی مین رہگئی

ساحل پہ آکے تمنے دکھائین وہ شوخیان
پُتلی تڑپ کے دیدۂ ماہی مین رہگئی

ابلیس اُدہر جھکا تو مرا دل ادھر جھکا
دو ہاتھ چل کے رہزن دراہی مین رہگئی

مُنہ روزِ حشر موڑ گئی تیغ یار بھی
چلتی ہوئی زبان گواہی مین رہگئی

صد شکر مُنہ سے نام محمدؐ نکل گیا
بات اپنی بارگاہِ الٰہی مین رہگئی +

غالب ہوا یہ فقر مین نالون کا اپنے رعب
آواز دب کے نوبتِ شاہی مین رہگئی

ابرو پہ آسکے آگئی اڑ کر ہوا سے زلف
کیا رویتِ ہلال سیاہی مین رہگئی ✤

اللہ رے انقلاب محل ہے نہ قصر ہے
تربت فقط عمارتِ شاہی مین رہگئی

صد شکر حق نے میری تواضع قبول کی
اچھی تھی شے خزانۂ شاہی مین رہگئی

امید ناخدا کی کہان بحرِ عشق مین
ہان اک خدا کی آس تباہی مین رہگئی

اظہار سرِ عشق نہ کی آہ نے کمی
ایسی زبان دراز گواہی مین رہگئی ✤

پردے سے اسکی ذات کو کیا کام تھا امیر
چھپکر صفاتِ نامتناہی مین رہگئی

آئینہ رہے حسن کا دل بھی ہی جگر بھی
ہے ایک ہی صورت کہ ادھر بھی ہے ادھر بھی

خورشید بھی اس نور کا مظہر ہے قمر بھی
اے بے بصرو کچھ تمہین آتا ہے نظر بھی

ساقی ہون تری بزم مین مین تشنہ جگر بھی
صدقے تری آنکھونکے کوئی جام ادھر بھی

تو چشم سخنگو سے مجھے پوچھ رہے اتنا
ہین باتین ہی باتین کہ ہے کچھ مدِ نظر بھی

کمہلائے چلے جاتے ہین گل کسکی ہے آمد
گھبرائی ہوئی پھرتی ہے کچھ بادِ سحر بھی

کیا پاس نہین میرے جو تم غیر سے مانگو
پہلو مین مرے دل بھی ہے سینے مین جگر بھی

اللہ ری ناطاقتی و ضعف کا عالم
مین کیا کہ پہنچتی نہین وان میری خبر بھی

منہ مہرِ فلک کا جو ادھر کو نہین پھرتا
شاید کوئی معشوق نہین سا ہے ادھر بھی

کیا جانیے کیا حال ہے یارانِ عدم کا
اک عمر ہوئی ہے نہین آئی ہے خبر بھی

وہ چہرۂ پرنور ہے اک برقِ تجلی ✤
کس آنکھ سے دیکھو نہین ٹھہرتی ہے نظر بھی

بتخانے سے دل اپنا نہ کعبے سے پھرا ہے
کچھ سوچ کے انجام ادھر بھی ہے ادھر بھی

رک رک کے جو چلتا ہے گلے پر مرے خنجر
کچھ دل مین ہے قاتل کے ترحم کا اثر بھی

کس کس کا گلہ کیجیے یارب کہ شبِ وصل
دشمن ہے موذن کیطرح مرغِ سحر بھی

کیا تنگ ہے جلاد مری سختی جان سے
ہر وار پہ کہتا ہے کہ ظالم کہین مر بھی

ہوبن مری آنکھوں میں بھرا گلبدنوں کا
گدرائے ہوے باغ میں دیکھے جو ثمر بھی

رفتار تری دیکھکے کہتے ہیں فرشتے
اللہ غنی ایک ہی فتنہ ہے بشر بھی

مقصود مزہ سے ہے تو امیر اور کچھ شعر
ہونگے انہیں پھولوں انہیں پتوں میں ثمر بھی

غیروں سے ہیں باتیں بھی عنایت کی نظر بھی
پر دیکھتے جاتے ہیں کنکھیوں سے ادہر بھی

پیری میں بھی جائے گی جوانی کی نہ غفلت
اللہ رے جو آنکھ کھلے وقت سحر بھی

سچ کہدو نکل بھاگے ہو قابو سے یہ کیسے
لب خشک ہیں ایجان پسینے میں ہے تر بھی

جانا ہے مجھے وعظ کی محفل میں نہ کر دیر
ساقی مے گلرنگ سے ساغر کہیں بھر بھی

جب قتل کو آیا ہے مرے غمزۂ قاتل
کیا تیز چھری کھینچکے نکلی ہے نظر بھی

کیا غم ہے خزاں میں جو نہیں طاقت پرواز
نکلیں گی جو کلیاں تو نکل آئیں گے پر بھی

معلوم نہیں کس کو کیا قتل کہ ڈر کر
غایب ہے دہن یار کا روپوش کمر بھی

جاتا ہے جو ہستی سے عدم کو نہیں پھرتا
بے شبہہ کوئی شہر ہے دلچسپ ادہر بھی

ہے شوق جو بالونکے بڑہانے کا تو ایجان
پیدا کرو اس بوجھ اٹھانے کو کمر بھی

پہلو میں مرے رہتی ہیں جی دیتے ہیں ان پر
دل ہو کہ جگر دونوں ادہر بھی ہیں ادہر بھی

بیمار ہوں کس کا ہوں کہ آئے جو مسیحا
تعظیم کو اٹھا نہ مرا درد جگر بھی +

ڈرتا ہوں شب وصل کہ تقدیر بری ہے
آئے نہ کہیں شام کے ہمراہ سحر بھی

ان آنکھونکی الفت میں ہوا ہوں میں یہ لاغر
کافی مرے دب جانیکو ہے گرد نظر بھی

ڈرتے ہیں سیہ خانے سے میرے جو یہ دونوں
منہ پھیرے ہوے شمس بھی جاتا ہے قمر بھی

رخ عرش کی قندیل ہے قد شمع تجلی
اللہ کی قدرت کا تماشا ہے بشر بھی

فرقت میں امیر ایسی برستی ہے اداسی
روتے ہیں مرے حال پہ دیوار بھی در بھی

پیکان ہی ترے تیر کا پہلو مین در آئے
ٹھنڈا ہو کلیجا یہی امید بر آئے

آمد جو شبِ وصل کی سن لی مری گھر مین
اللہ ری ضد شام سے پہلے سحر آئے

رخصت ترے بیکس کو کرے کون دمِ نزع
ہچکی ہی الٰہی کوئی وقتِ سحر آئے

اللہ رے ستم بیخودیِ عشق کے ہم پہ
ہم آپ مین آئے تو کہا تم کدھر آئے

عاشق کیطرف خود نہین جاتے ہو تو کہدو
کچھ ناوکِ دلدوز ہی تسکین کر آئے

آسے وہ دم باز پسین یون مری گھر مین
جسطرح کہین چاندنی پچھلے پہر آئے

کوٹھے سے نزاکت تو اُترنے نہین دیتی
تم آنکھون سے دلمین مری کیونکر اتر آئے

ہمسائے ہی کے کوٹھے پر آئے کبھی وہ ماہ
چاند اور ونکے گھر چاندنی ہی میری گھر آئے

دیکھی جو مری یاس ترس کھا کے یہ بولے
اللہ کرے اب تری امید بر آئے

یاد آئے اگر مجھکو چمن کنج قفس مین
دامن مین لیے پھول نسیم سحر آئے

ہنس ہنس کے بہت زخم جگر چھیڑ رہے ہین
قاتل وہ لگا ہاتھ کہ دل تک اُتر آئے

کسطرح امیر اُنسے نبا ہے کوئی اُلفت
دل دینے کو ہر روز کہان سے جگر آئے

ہین اشارے یہ تیغ قاتل کے
آؤ ارمان نکالدون دل کے

داغ افسردہ ہو چلے دل کے
جھلملائے چراغ محفل کے

شرم لیلےٰ تو مانع دیدار
مفت بدنام پردے محمل کے

ہم سے سیکھین جو طرز نالہ کشی
پھول منہ چوم لین عنادل کے

دل مین آکر نہ دل سے پھر نکلے
تم تو ارمان بنگئے دل کے

سوتے کیا ہین پڑے ہین تکیے مین
تھکے ماندے غریب منزل کے

فیصلہ کر رہے ہین مجنون کا
بیچ مین پڑکے پردے محمل کے

غم کونین سے مجھے کیا کام
کسی کونے مین پڑ رہے دل کے

ابتو کپڑے بھی وہ پہنتا ہے
چھاپے دے دیکے خون بسمل کے

ہون جو واقف جزاے احسان سے
ہاتھ چومین کریم سائل کے

کیسے مجنون کے بنگئے ہین قیب
پاکے لیلی کو پردے محمل کے

حالِ دل درد و داغ سے پوچھو
یہ بڑے رازدار ہین دل کے

موت سے وہ بچھڑ کے کہتا ہے
ہٹ نہ آ پاس میرے بسمل کے

پوچھتے ہین وہ مجھسے عید کے دن
کہو کیا مل گیا گلے مل کے

تیر آتے ہی دل کو لے نکلے
اچھے آئے یہ مدعی دل کے

اُس کی رحمت سے لو لگا کہ امیر
آ پڑے آئیگی وقت مشکل کے

وہ بن سنور کے ادہر آتے ہین جفا کے لیے
مزے ہین آج دل دردآشنا کے لیے

خیال ہی مین مزے وصلِ دلربا کے لیے
لیے جو بوسے تو ہونٹھون سے کبھی چھپا کے لیے

مجاز مین بھی ہے اپنی نظر حقیقت پر
بتون کی راہ مین پھرتے ہین ہم خدا کے لیے

خدا کی شان جو شوخی سے آشنا ہی نہ تھین
ترس رہی ہین وہی آنکھین اب حیا کے لیے

دہانِ زخم مین خنجر وہ رکھکے کہتے ہین
کہ لے زبان تجھے دیتے ہین مرحبا کے لیے

دکھاؤن گا شبِ وصل انکو پھول داغون کے
لگا رہا ہون یہ ڈالی اک آشنا کے لیے

یہ ہچکیان نہین آتی ہین نزع مین پیہم
بٹھائی جاتی ہے ڈاک آمدِ قضا کے لیے

وہ آئین نزع مین چلتی نہین زبان نہ چلے
نگاہِ یاس تو ہے عرضِ مدعا کے لیے

دمِ اخیر تو ترسا نہ اپنے جلوے کو
مسافرون پہ ترس کھا ذرا خدا کے لیے

نگاہِ لطف بھی خالی نہین ہے شوخی سے
کسی ادا کو تو رکھ چھوڑیے حیا کے لیے

یہ کس کے وصل کی ہے آرزو کہ یاس بھی اب
دعائین مانگ رہی ہے مری دعا کے لیے

دل و جگر کو مرے تاک کر وہ کہتے ہین
نشانے خوب ہین یہ ناوکِ جفا کے لیے

ٹپک رہی ہے مرے بال بال سے حسرت
یہ سب زبانین ہین اظہار مدعا کے لیے

درست آتی ہے کیون بار بار مشاطہ
شکست عیب نہین گیسوی دوتا کے لیے

امیر کعبہ کو جاتا ہون نہین تو در سے بت
پکارتے ہین ادہر بھی ذرا خدا کے لیے

کہہ رہی ہے حشر مین وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل مین رسوائی ہوئی

ٹھوکرین کھلوائیگی یہ چال اٹھلائی ہوئی
کیا جوانی پھرتی ہے جوبن پر اترائی ہوئی

آئنے مین ہر ادا کو دیکھ کر کہتے ہین وہ
آج دیکھا چاہیے کس کس کی ہے آئی ہوئی

جان باب حسرت مین پاتی ہے جو جھونکا [illegible]
کیا [illegible] ہونٹھون پر اترائی ہوئی

کھل گیا جوبن تو حسرت سے حیا نے یہ کہا
ایک انگڑائی سے ہم دونو نکی رسوائی ہوئی

کہہ تو اے گلچین اسیر [illegible] کیا اسے
توڑ لون دو چار کلیان مین بھی مرجھائی ہوئی

مین تو راز دل چھپاؤن پر چھپا رہنے بھی دے
جان کی دشمن یہ ظالم آنکھ للچائی ہوئی

لطف مستی مین کہی [illegible] کا لحاظ
آنکھ انگڑائی بھی آتی ہے تو شرمائی ہوئی

موت آتی روح جاتی ہے کرے کون اہتمام
اک نگاہ واپسین پھرتی ہے گھبرائی ہوئی

کیون ترے لب پر تبسم ہو [illegible] ماتم مین ہے
یہ ہنسی کیا مرے پھولون مین ہے آئی ہوئی

آنکھ اٹھتے پردہ سے یہ بھی ہے کوئی دیکھنا
آڑ مین گھونگھٹ کے آنکھ اور وہ بھی شرمائی ہوئی

وصل کی شب واہ ری بیتابی شوق وصال
شرم بھی نیچی نگاہون سے تماشائی ہوئی

غمزہ و ناز و ادا سب مین حیا کا ہے لگاؤ
ہائے ری بچپن کہ شوخی بھی ہے شرمائی ہوئی

جو ادا کی جس حسین نے میری آنکھون نے کہا
ہین یہ سب پائے نگہ کی ٹھوکرین کھائی ہوئی

وصل مین خالی ہوئی اغیار سے محفل تو کیا
شرم بھی جائے تو مین جانون کہ تنہائی ہوئی

اٹھ گیا پردہ تکلف کا اٹھے جب انکے ہاتھ
آ کے حسن و عشق مین مشاطہ انگڑائی ہوئی

کیا پھلے پھولیگی امید دل پر آرزو
یاس کے دامن مین ہے یہ پرورش پائی ہوئی

گرد اڑی عاشق کی تربت سے تو جھنجلا کر کہا
واہ سر چڑھنے لگی پاؤں کی ٹھکرائی ہوئی

شعر گلدستے میں مجھ افسردہ دل کے کیا امیر
دامنِ گلچین میں کچھ کلیاں ہیں مرجھائی ہوئی

کیا رنگ کہوں ضبطِ نفس پاسِ ادب کے
پس پس گئی فریاد مرے ہونٹھوں میں دب کے

وہ آ کے تصور میں جدا ہو گئے کب کے
ہم لے رہے ہیں بوسے ابھی تک رخ و لب کے

غم ہے رمضان میں ہیں وہی بنتِ عنب کے
شعبان کے کام آئے نہ اعمال رجب کے

ٹھہریں کہیں محشر میں بھی بے جرم نہ مجرم
کشتے تری آزردگیٔ بے سبب کے

جس نخل کے سایے کے تلے راہ میں ٹھہرے
ہم راہروِ زار ہیں رہ گئے دب کے

دیوانو گلستان کو چلو بادِ بہاری +
پتے جو اڑا لائی ہے خط ہیں یہ طلب کے

الٹیں تو وہ محشر میں ذرا چہرے سے پردہ
آ گئے ابھی ہو جائیں گے جیتے ہیں جو سب کے

یک ایک گھڑی روزِ قیامت سے بڑی ہے
کس طرح کٹیں چار پہر ہجر کی شب کے

لیں ساتھ مجھے ڈرتے ہیں کیوں حضرتِ موسیٰ
طالب ہیں وہ خود دیدۂ دیدار طلب کے

بتلائیں گے کیا مجھ کو یہ دربار کا آئین
خود ہوش ٹھکانے نہیں خدامِ ادب کے

آئینے حسینوں تلک آنے بھی نہ پائے
افسوس یہ ہے ہم ہوئے جا کر نہ طلب کے

کس مے کے ہیں سائل یہ حبابِ لبِ دریا
خالی ہے جو ایک ایک قدح ہاتھ میں سب کے

معشوقِ حقیقی میں بھی گرمی کی ہیں باتیں
قرآن میں بھی آئے ہیں آیات غضب کے

واعظ کا کسے ڈر ہے جو ساقی ہے سلامت
ہم مست تو ملتے نہیں گردوں سے بھی دب کے

گھر بیٹھے ہمیں ہاتھ لگی منزلِ مقصود
جب توڑ کے ہم بیٹھ رہے پاؤں طلب کے

جب تیغ تری آ کے گلے ملتی ہے قاتل +
آتے ہیں ہمیں یاد مزے وصل کی شب کے

ہر ماہ میں دیکھا کیے وہ مصحفِ رخسار +
اس سال میں سب چاند ہوئے ہم کو رجب کے

سنتے ہیں کہ آئیں گے حسین فاتحہ پڑھنے
دن پھرتے نظر آتے ہیں کچھ گور کی شب کے

کوسون کا تفاوت ہے وفا اور جفا مین
مین گو نکا تمہاری ہون نہ تم ہو مری ڈھب کے

وہ فتنہ ہے تو تن مین ترے چار عناصر
ہین قہر کے آفت کے قیامت کے غضب کے

باقی ہے امیر اب تو فقط جان کا جانا
ہوش و خرد و تاب و توان جا چکے کب کے

رندو جو ملو حضرت قاضی سے تو دب کے
سمجھو کہ بزرگون مین ہین یہ بنت عنب کے

دیوانو پری بن کے بہار آئی ہے اب کے
غمزے ہین قیامت کی تو عشوے ہین غضب کے

آیا ہے جنون وادی وحشت مین ہی اب کے
کانٹے کبھی مرے چھالون سے ملتے ہین تو دب کے

تنہا نہ ہین آؤ کبھی اے حضرت زاہد
دیکھو کہ تماشے ہین عجب قدرت رب کے

سو لینے دے اسے قبر ہم اٹھ لین تو دبانا
آئے ہین ابھی نیند مین جاگے ہوئے شب کے

اچھے وہ رہے سامنے اللہ کے او بت
جو بیٹھنے والے تھے تری بزم ادب کے

ساقی نے مجھے آنکھین دکھا کر یہ کہی بات
دو جام مرے پاس ہین یہ آپ کے ڈھب کے

افلاک نے چمکائے ستارے تو مین سمجھا
نقشے یہ اڑائے ہین تری بزم طرب کے

دل ہی مین رہے جاتی ہین سب حوصلے افسوس
کیا کیجیے معشوق نہین ملتے ہین ڈھب کے

ٹھوکر سے مرا سر نہ ہٹاؤ نہ ہٹاؤ
دیکھو کہین کھل جائین نہ یان ہاتھ ادب کے

معلوم نہین خون شہیدان کی تمہین قدر
منہدی بھی ہے یان باندھی ہوی ہاتھ ادب کے

جی بھر کے تڑپتے انہین چھاتی سے لگاتے
دل اور بھی دو چار جو ملتے اسی ڈھب کے

جی چاہے جہان جائیے حسین کون ہے مانع
ہمراہ نہین کچھ جو رہون ساتھ مین سب کے

ہر مرتبہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین گھر کو
سب باتین تو اچھی ہین یہ فقرے ہین غضب کے

ہر صبح جو ہوتے ہین عیان خط شعاعی
لوگون کو خط آتے ہین ادہر ہی سے طلب کے

زلف سیہ حور ہو یا تیرگی گور +
دونون یہ نمونے ہین مری ہجر کی شب کے

زاہد نہین لوگون کو وہان چاہین گی حورین
جو چاہنے والے ہین یہان بنت عنب کے

شاخون پہ نہین پھول یہ تختون پہ ہین پریان
دیوانو بہار آئی نئے رنگ سے آ کے
ماتم مین مرے خاک ہوا نے یہ اڑائی
جو گاڑنے آئے تھے وہ خود رہ گئے دب کے

قرآن مین امیر آے ہین حورون کے جو اوصاف
در پردہ وہ انداز ہین سب حُسن طلب کے

نازکی کہتی ہے تسمہ تو لگا رہنے دے
ناز کہتا ہے لگی میری بلا رہنے دے

عشق کے راز کو پنہان کوئی کیا رہنے دے
داغ کچھ درد نہین ہے کہ چھپا رہنے دے

خلشِ نوک مژہ کا نکر اے دل شکوہ
کیا مزے کی ہے یہ پیکان ذرا اسکو چبھا رہنے دے

ایدل اس دور مین ایسی نہین سُنتا کوئی
تہ کر اِس قصے کو اب ذکر وفا رہنے دے

بے پر و بال ہون طاقت نہین اڑنے کی صبا
اک ذرا شاخ نشیمن کو جھکا رہنے دے

روسیہ ہون سر محشر نہ بُلا داورِ حشر
مجکو تو خاک کے پردے ہی مین چھپا رہنے دے

اے نمک پاش خدا کے لیے چُٹکی نہ بھرکے
کوئی دم اور تڑپنے کا مزہ رہنے دے

سو بلائین ہین مرے ہوش کی دشمن شبِ وصل
لے اُٹھین اور ادائین یہ حیا رہنے دے

درد بیدرد مرے دل کو ستاتا کیون ہے
چُپ پڑا ہے یہ غریب اسکو پڑا رہنے دے

جب وہ بت ہی نہین جنت مین تو جنت کیسی
ایسی جنت سے تو دوزخ مین خدا رہنے دے

بیقراری جو اٹھاتی ہے مجھے اُس در سے
ضعف کہتا ہے نہ چھیڑ اسکو پڑا رہنے دے

دل لیا صبر لیا ہوش لیا جان ہی چھوڑ
کچھ تو گھر مین مرے اے دزدِ حنا رہنے دے

کثرتِ رنج سے رو رو کے نہ کر دل خالی
یہ بھرا گھر نہ اُجاڑ اسکو بسا رہنے دے

دل شکستون کی نہ توڑ آس ترس کھا اے یاس
آسرا آسرے والون کا لگا رہنے دے

اے فلک گورِ غریبان کو تو برباد نہ کر
اس لُٹے قافلے کا کچھ تو پتا رہنے دے

اک کھٹک سی ہے مزے کو ہمین درکار جنون
کوئی کانٹا کسی چھالے مین چُبھا رہنے دے

سو چمن صدقے کیے دامنِ گلچین پہ امیر

ذکر پھولوں کا یہاں بادِ صبا رہنے دے

لوٹ جاتی ہے تبسم وہ دہن کس کا ہے
باتیں منہ چومیں وہ اندازِ سخن کس کا ہے

فتنے پڑھتے ہیں یہ بیساختہ پن کس کا ہے
حشر کی کچھ نہیں چلتی یہ چلن کس کا ہے

پوچھا اے تیغِ ادا تیغِ قضا سے چلکر
تیرے چلتے ہوئے فقرے نہیں چلن کسکا ہے

تو آتے لاے مرے گھر نہیں باور آتا
یہ نیا شعبدہ اے چرخِ کہن کس کا ہے

پھونکدیتی ہے دو عالم کو ہوائے دامن
تجھ میں اے گرمیِ رفتار چلن کس کا ہے

بات چھپتی نہیں چھپنے سے نکلتی ہے ہنسی پھٹ پھٹ کر
اسقدر تنگ سوا تیرے دہن کس کا ہے

چبھ رہی ہیں دلِ پُرداغ میں پلکیں کس کی
کھلتے ہیں پھولوں میں کانٹے یہ چمن کس کا ہے

گھر اُجڑتے بھی ہیں بستے بھی ہیں لیکن یہ رون
جو اُجڑ کر نہ بسے پھر وہ وطن کس کا ہے

دیر سے ہم گئے کعبے کو تو کعبے نے کہا
آئیے رہیے یہ گھر قبلۂ من کسکا ہے

تیر جنگل میں کمان ہاتھ میں نخچیر قریب
انتظار اب تجھے اے تیر فگن کس کا ہے

میں تو ہوں غش میں وہ کہتے ہیں سنگھا کر مجھے
بوجھ تو جاؤ کہ یہ سیبِ ذقن کس کا ہے

نظر آتی ہے کہیں جب نئی چادر کوئی
دل دھڑکتا ہے کہ یارب یہ کفن کسکا ہے

دیکھکر خط ترے گالوں پہ یہ کہتی ہے بہار
کانٹے پھولوں سے ہیں نازک یہ چمن کسکا ہے

بولے مجھ زار کی تربت میں نکیرین **امیر**
لاش تو ہے نہیں خالی یہ کفن کس کا ہے

نہ سُنے دردِ دل مرا نہ سُنے
میں کہوں گا سُنے وہ یا نہ سُنے

دل کی یارب وہ دلربا نہ سُنے
ایسی حسرت بھری صدا نہ سُنے

یون وہان چل کہ پاؤں کی آہٹ
پاسبان کیا ہے نقشِ پا نہ سُنے

کسی نا آشنا کا کیا شکوہ
آشنا کی جب آشنا نہ سُنے

لاکھ دلچسپ ہے مرا قصہ
مگر اُسنے کبھی سُنا نہ سُنے

جو کسیکو برا بھلا نہ کہے ٭ وہ کسی سے برا بھلا نہ سنے
دل وہان ٹھنڈی سانسین لیتا ہی ٭ کوئی فقرہ جلا بھنا نہ سنے
خواہش وصل پر وہ شوخی سے ٭ بولے بس جانے دو حیا نہ سنے
واے قسمت جو سبکی سنتا ہے ٭ وہ کبھی عاشق کی التجا نہ سنے
دل جو کہتا ہے بے اثر ہو دعا ٭ درد کہتا ہے چپ دوا نہ سنے
پھول آہستہ توڑا ہے گلچین ٭ دیکھ ظالم کہین صبا نہ سنے
وعدۂ وصل چپکے چپکے ہو ٭ غمزہ عشوہ ادا حیا نہ سنے
حال پھولون کا جو خزان نے کیا ٭ کہین بلبل وہ ماجرا نہ سنے
میری فریاد رائگان تو نہو ٭ بت ہی سن لین اگر خدا نہ سنے
درد پر دل نثار دل پر درد ٭ ایسے دیکھے ہین آشنا نہ سنے
نالے میرے سنی وہ اور تڑپے ٭ مین سناؤن اگر تو کیا نہ سنے
بہت ایدل وفا وفا نہ پکار ٭ کہین وہ دشمن وفا نہ سنے
مین تو سنتا ہون تو جو کہتا ہے ٭ اے ستمگر مگر خدا نہ سنے
رات تھوڑی سی حسرتین بیحد ٭ کیا کرے کیا سنے وہ کیا نہ سنے
تازہ اٹھواتی ہے قضا مجھسے ٭ کہین اس شوخ کی ادا نہ سنے

جو کوئی درد آشنا ہو امیر
ادھر آے مرا فسانہ سنے

منھ پہ کہدینگے ہم قیامت کے ٭ ہین یہ فتنے کسیکے قامت کے
پھر وہ چمکے نصیب فرقت کے ٭ تم چلے دن پھرے قیامت کے
چھپتی پھرتی ہین حسرتین پس مرگ ٭ گوشے گوشے مین میری تربت کے
اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن ٭ فتنے پس پس گیے قیامت کے

مچلے جاتے ہین روٹھے بیٹھے ہین
کیا گلے ہین میری شکایت کے

عیش کرلو نئی جوانی ہے ٭
یہی دو چار دن ہین فرصت کے

ہجر کی ایک شب نے دکھلائے
سیکڑون دن مجھے قیامت کے

جلوۂ بزم عیش و سیر چمن
ہین ترارے سمندِ دولت کے

دیکھکر دخت رز کو بہکانے شیخ
ابتو ٹھنڈے وضو ہین حضرت کے

رتبہ دیکھو ہمارے نالون کا
کنگرے ہین قصور جنت کے

کیا کیا کوہکن سے شیرین نے
بھاگ سایے سے بے مروت کے

نازکی طرح اُسکے تھے کا تابوت
ہم ہین کشتے تری نزاکت کے

داغ لوگون کو ہمکو داغ ملے
تھے یہی پھول اپنی قسمت کے

دل کی افسردگی سے ہوکے دہی
جھلملے ہین چراغ تربت کے

ہفت دوزخ کو جانتا ہے **امیر**
گرم فقرے تری شرارت کے

دل مین جو داغ ہین ندامت کے
پھول ہین سب یہ باغ جنت کے

سونگھے جب پھول میری تربت کے
دو رڑے سقے سحابِ رحمت کے

وصل کے دن قریب آتے ہی
جوڑ چلنے لگے نزاکت کے

کہتے ہین عاشقون سی اب اُٹھیے
مرے جاتے ہین یان رخصت کے

دل مرا اور آرزو تیری ٭
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

تیری صورت بناکے بیٹھ رہے
کارکن کارگاہ صنعت کے

کیون نہو رنگ آنسوؤن کا سیاہ
ہین عزادار دل کی حسرت کے

ہو گیے سرخ ہونٹھ باتون مین
واہ کیا رنگ ہین نزاکت کے

دونون عالم ہوئے تہ و بالا ٭
تم تھے پردے مین کیا قیامت کے

ترے کشتون کے حق مین ہین قاتل
رگڑے خنجر کے گھونٹ شربت کے

کہتے ہین تمکو دیکھکر یوسف
صدقے اس پیاری پیاری صورت کے

جسکو دیکھا حسین لوٹ گئے
ہم تو عاشق ہین اس طبیعت کے

وصل کیونکر ہو دونون قیدی ہین
ہم نقاہت کے وہ نزاکت کے

اسکا نقشہ کھنچے تو اے نقاش
رنگ بھرنا مری طبیعت کے

اسنے تلوون سے میرے دل کو ملا
آج ارمان نکلے حسرت کے

قتل کو دوڑکر چلے آئے
وصل مین عذر تھے نزاکت کے

رکھکے خنجر گلے یہ کہتے ہین
کیون چکھا دون مزے محبت کے

جتنے تکیے مین سو رہے ہین امیر
یار ہین سب ہماری صحبت کے

یہ گالی جو اے دلربا مل رہی ہے
دعا دی تھی اسکی سزا مل رہی ہے

لگا چاہتی ہے کوئی آگ تازہ
شرارت سے انکی حیا مل رہی ہے

بھری زہر سے ہین عیادت کی باتین
مریضون کو اچھی دوا مل رہی ہے

گلے پر جو رک رک کے چلتا ہے خنجر
یہ گویا قضا سے ادا مل رہی ہے

الٰہی انھین راس آئے یہ زینت
لہو مین ہمارے حنا مل رہی ہے

مرے قتل کا دن ہے کیا عید کا دن
گلے تیغ کے کیون قضا مل رہی ہے

بہار آئی ہے چہچہاتے ہین بلبل
قیامت صدا سے صدا مل رہی ہے

مرا دل وہ تلوؤن سے ملتے نہین ہین
یہ مٹی مین میری وفا مل رہی ہے

امیر اب کہان شعر مین کوئی کامل
رہی ہے تو اک بحر کامل رہی ہے

قدنے گیسو کو سر چڑھایا ہے
سرو سے بھی بلند سایا ہے

خود نہین ابر گہر بر کے آیا ہے
شوق مستون کا گھیر لایا ہے

روح پھر آگئی بدن مین مرے
دیکھو تربت پہ کون آیا ہے

سجدے کرتے ہین طاق ابرو مین
جب سے کعبہ نیا بنایا ہے

مشرب صلح کل مین اے زاہد
دیر بھی اک حرم کا سایا ہے

طرفہ آفت ہے روز فرقت بھی
حشر نے راس اسے بٹھایا ہے

دیدۂ تر سے کر کے ہمچشمی
کیا سمندر نے غوطہ کھایا ہے

گیسوؤن سے نسیم نے بچیان
تو بہتا ب سے چھنکے آیا ہے

کھاتے ہین وہ غضب سے ہونٹ
دل لہو ہو کے رنگ لایا ہے

ہو نہو بیچ زلف مین ہو گا
جس نے دل کا پتا لگایا ہے

نقد راحت جو روز کرتے ہین نذر
خلد کا پیشگی کرایا ہے

انس پیکان سے کیون نہو دل کو
اپنا ہمشکل یار پایا ہے

گھڑیون روئے ہین ہم امیر لہو
زخم کوئی جو مسکرایا ہے

کیون وہ شرمائین اپنے دربان سے
حور جیتی نہین ہین رضوان سے

نشتر ان کی نکیلی پلکون کے
مانگتے ہین لہو رگ جان سے

آبلے دل کے جب دکھاتا ہون
چھیڑ دیتے ہین نوک مژگان سے

پھنسکے بلبل نے دام مین یہ کہا
آب و دانہ اٹھا گلستان سے

نخل امید یون ہی ہین سرسبز
سینچئے اسکو آب پیکان سے

چاک کرنے کی وضع پوچھتی ہے
صبح محشر مرے گریبان سے

چاندنی کو اگر چمکنا ہے
مانگ لے ذرّے اسکی افشان سے

دست وحشت سے پیشتر اٹھے
آگے چل نکلے ہم گریبان سے

یاد مژگان ہوئی پیغامِ اجل
خون آنے لگا رگِ جان سے

برگِ گل لکھا ہے ابر نہین
تیرے دامن مرے گریبان سے

پھول جھڑتے تھے نہین خزان مین امیر
روٹھے جاتے ہین گل گلستان سے

شکل آئینہ بہ حیرت ہوگی
دیکھ لینے کی تو صورت ہوگی

کچھ تو بچ جائین گے آنسو میرے
لاش پر اسکو بہی رقت ہوگی

کہتے ہین آئین گے ہم بہی پے دفن
کنگہی چوٹی سے جو فرصت ہوگی

وصل مین شام سے یہ خوف رہا
صبح کو کیا مری حالت ہوگی

لوگ کہتے ہین کہ بجلی چمکی
میری آہون کی شرارت ہوگی

دوڑ ساقی کہ ترے مستون کو
ہوش آیا تو قیامت ہوگی

نزع مین ہون نہ چرا او آنکھین
دیکھ لو پہر تمکو بہی حسرت ہوگی

کب تک اے شیخ حسینون سے گریز
یہی حورون کی بہی صورت ہوگی

ہے یہی حال تو وہ ہی دن مین
آگے تم پیچھے قیامت ہوگی

گرد اے حور ترے کوچے کی
اڑکے بوئے گل جنت ہوگی

یاد خوبان ہے تو کیا رنجِ فراق
شبِ غم حور کی صورت ہوگی

دم لبون پر ہے بہت دیر نہین
آئیے جلد فراغت ہوگی

آئنہ دیکھیے ہنسیے نہ مجھے
آپ کی بہی یہی صورت ہوگی

بیخودی شیشہ نہ ٹوٹے کوئی
مجھکو ساقی سے خجالت ہوگی

لاش اُس حور کے کوچے مین گڑی
روح اب داخل جنت ہوگی

ہم بہی محشر مین طلب ہون گے امیر
کیا قیامت مین قیامت ہوگی

نہ اُٹھو نزع مین حسرت ہوگی
یار پھر کاہے کو صحبت ہوگی

آپ گھر غیر کے جائین ہم بھی
مر ہی جائین گے جو غیرت ہوگی

یہی بیتابیِ دل ہے تو تجھے
مر کے بھی خاک نہ راحت ہوگی

وہ تو ہونے کے نہین گرم خرام
کون کہتا ہے قیامت ہوگی

روئیگا نہ مرے ماتم مین
قبر مین مجھکو اذیت ہوگی

گرمیِ حسن قیامت کیسی
طپشِ دل کی شرارت ہوگی

جیسے دیوانے اگر جمع ہوئے
کیا پریشان قیامت ہوگی

کشتۂ اک چاند سے رخسار کا ہون
چاندنی چادرِ تربت ہوگی

آنکھ اُس حور کو تکتے تکتے
نرگسِ گلشنِ جنت ہوگی

یہ اُٹھا دینے کی حکمت ہے نئی
کہتے ہین پھر بھی زیارت ہوگی

دل اُٹھاؤن گا مین اُس سے ناصح
ناز اُٹھانے سے جو فرصت ہوگی

مین نے شکر اُنکا کیا غیرون سے
اُنکو اس کی بھی شکایت ہوگی

آئینہ دیکھنے دو اُن کو امیر
دیکھنا اور ہی صورت ہوگی

اُٹھا پردہ تو شرم حائل ہوئی
نہ پتلی سے پتلی مقابل ہوئی

طبیعت کہین اُنکی مائل ہوئی
جو پازیب تھی وہ سلاسل ہوئی

جب اُس شمع رو سے مقابل ہوئی
بچراغِ سحر شمع محفل ہوئی

بڑہاپے مین اس قدر ضعف دل
مجھے سانس لینی بھی مشکل ہوئی

چھپا دختر رز کو پیرِ مغان
جوان ہو کے پردے کے قابل ہوئی

اجل آگئی اپنی پیری مین یاد
سحر کو جو گل شمع محفل ہوئی

چھری کھینچ لے اُس ترک کی سیان سے
کلیجے مین رکھنے کے قابل ہوئی

شب غم جو اُس زلف کا تھا خیال
بلا بھی پری سے نکلے نازل ہوئی

ہوا وصل اُس سے تو اک دم کے دم
یہ مستی کہ شب آنکھ کاہل ہوئی

ہوا گرم رحمت کا جب محکمہ
مرے جرم کی فرد باطل ہوئی

شب غم کی صورت نہ نکلی کبھی
بلا جو مرے گھر میں نازل ہوئی

کھنچی قتلگہ میں جو تیغ ادا
قضا شوق سے بڑھ کے بسمل ہوئی

وہ لاغر ہوں باہر جو ہوں آپ سے
تو سمجھوں کہ کٹ کوئی منزل ہوئی

جوانی کے دن آئے تمام خدا
وہ گات اب پیا کے قابل ہوئی

ہوا دونوں آنکھوں سے یہ جوش اشک
کہ گنگا سے جمنا مقابل ہوئی

نظر جب کہ دیکھا یہ کس ست نے
کہ رشک بغل کی تنفسل ہوئی

پڑی قید غم دیکھ کر زلف یار
مرے دل کی الجھن سلاسل ہوئی

چھری تیرے مژگان کی ایسی پڑی
کہ ساقی رطبے بھی بسمل ہوئی

وہان باغ میں کی قبا گل نے چاک
یہان ٹکڑے ٹکڑے سلاسل ہوئی

میں دیوانہ کیوں ہوش میں آگیا
یہ کیسی مری عقل زائل ہوئی

پڑھا ما عرفناک برسوں امیر
تو کچھ معرفت اسکی حاصل ہوئی

حجاب ان کا ایسا درمیان ہے
عیان ہو کر وہ آنکھوں سے نہان ہے

رقیبوں پر جو وہ بت مہربان ہے
ہمارا حق نصیب دشمنان ہے

نزاع مرگ و ستی اب کہاں ہے
قدم تجویز کا تیرے درمیان ہے

کہیں وہ ایک بوسے پر جو دوں دل
کہ مال اچھا مگر قیمت گران ہے

ہوا تو ہے ترے عشاق موجیں
جدہر تو اُس طرف عالم روان ہے

کہو لیلی سے اب پردہ الٹ دے
ترے ناقے کا مجنون ساربان ہے

اُٹھا جب ابر دوڑے مست بیخود
فلک کیا میفروشی کی دکان ہے

زلیخا کیا جو تمکو دیکھ پائین
کہین یوسف بھی کیا اچھا جوان ہے

ہزارون خوبرو رہتے ہین اس مین
یہ دل بھی کیا تماشی کا مکان ہے

تڑپ کر کہتے ہین مژگان کے کُشتے
یہ لذت زخم خنجر مین کہان ہے

یہ وقت مرگ لیلی کی صدا تھی
الٰہی خوش رہے مجنون جہان ہے

تم اپنے پاؤن سے کانٹے نکالو
مجھے اے ہمرہو فرصت کہان ہے

نہین بیوجہ میری بیقراری
کوئی شاید کسی کا میہمان ہے

صدا یہ تیشۂ فرہاد کی تھی
ارے تیری مشقت رائگان ہے

کرے دو ٹکڑے مجکو تیغ اُسکی
امیر ایسی مری قسمت کہان ہے

مہر الفت مین تیرے جلتا ہے
تیغ کا تجھپہ دم نکلتا ہے

ہے زمانہ ہی کیا ترا اچھا اب
رات دن کروٹین بدلتا ہے

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
کھو چلے سے کون جلتا ہے

حورین کیونکر تری زبان سیکھین
لب و لہجہ کہین بدلتا ہے

سوز غم بعد مرگ بھی ہے وہی
ہڈیون سے دھوان نکلتا ہے

ہے گلا تنگ یہ نہین ہے امیر
دہن شیشہ لعل اُگلتا ہے

بدن مین جان شب وصل دلستان آئی
اجل ہوا بھی ہوا اسوقت تو کہان آئی

ہزار طوطی و بلبل نے مشق پیدا کی
نہ اسکو آئی نہ اُسکو مری زبان آئی

بہار جوش پہ ہی شور ہے بہولو نہین
ذلیل ہوگی جو اب باغ مین خزان آئی

کہا جگر نے کہ اب چھیڑیے مرا قصہ
جو خاتمے پہ کبھی دل کی داستان آئی

گل ترے عارض کے دیوانے ہوئے / پہاڑ سے کپڑے راہ لی بازار کی

وہ مسلمان ہون اگر توڑون مین بت / صاف آواز آئے استغفار کی

عاجزی کسدن مرے گہر سے گئی / ہے وہی افتادگی دیوار کی

حشر کے دن بہی نہ وہ آئے نظر / دل مین حسرت رہ گئی دیدار کی

اے امیر اُسکی لگاوٹ پر نہ جا / مار ڈالین گی نگاہین پیار کی

دم تری الفت پوشیدہ کا بہرنے والے / دل جلے سینہ جلے اُف نہین کرنے والے

عشق مین جی سے گزرتے ہین گذرنے والے / موت کی راہ نہین دیکھتے مرنے والے

داغ دل سے مرے کہتا ہے یہ اُسکا جوبن / دیکھ اسطرح اُبہرتے ہین اُبہرنے والے

بزم ماتم مین کبھی شب ہی کو آجا چھپکر / او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے

پہر بہار آئی ہے پہر ہمکو جنون ہوتا ہے / کیا دن آئے ہین فراغت سے گزرنے والے

دیدۂ و دل مین رقیبون کے بسے ہین جاکر / میری آنکہون سے مرے دل مین اُترنے والے

آخری وقت بہی پورا نہ کیا وعدۂ وصل / آپ آتے ہی رہے مر گئے مرنے والے

پہر کھچیگی مے گلرنگ چڑہین گے نشے / خوشۂ انگور کے رند وہین اُترنے والے

اُٹھے اور کوچۂ محبوب کو پہنچے عاشق / یہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنے والے

بام پر کہول کے زلفون کو وہ خود کہتے ہین / راستہ بند یہی سانپ ہین کرنے والے

بحر ہستی مین جو ڈوبے تو عدم مین نکلے / پار اُتر جاتے ہین یون پار اُترنے والے

نزع مین ہم ہین غم عشق یہ چلاتا ہے / دیکھ غربت مین مجھے چھوڑ نہ مرنے والے

دل بیتاب مگر آہ کوئی کی تونے / رو اُٹھے چیخ کے کیون بات نہ کرنے والے

اب مزے اٹھین گے اٹھتی ہے جوانی اُنکی / نخل اُمید سے دو پہل ہین اُترنے والے

کیون رقیبون سے جلون مین کہ یہ سب ہین اے ترک / ذکر میرا تیری سرکار مین کرنے والے

وقت انکار زبان چلتی ہے خنجر کی طرح
خون اقرار کا کرتے ہین مکرنے والے

جان دینے کو کہا اُسنے تو ہنسکر بولے
تم سلامت رہو ہر روز کے مرنے والے

آب خنجر کو بھی قاتل نے مجھے ترسایا
نہ دیئے حلق سے دو گھونٹ اترنے والے

مردے پر مردے ہزارون ہین گڑینگے تا حشر
لاکھ مہمان ہون یہ گھر نہین بھرنے والے

تیغ و خنجر سے نہ جھگڑا سر و گردن کا مٹا
چلدیئے موڑ کے منھ فیصلہ کرنے والے

نزع مین کیا نظر آتا ہے کوئی برق جمال
آنکھین کر لیتے ہین کیون بند یہ مرنے والے

کبھی داغون سے کبھی پڑتی ہے نظر حسرت سے
اور مرے پہولون مین پہولون سی سنورنیوالے

جب مین کہتا ہون کہ جاتا ہون تو کہتی ہے اجل
مر ہی چکا اب کہین اور روز کے مرنے والے

نزع کا وقت جو گزرا تو خوشی کیا اسکی
ایسے صدمے ابھی کتنے ہین گزرنے والے

آسمان پر جو ستارے نکل آئے تو **امیر**
یاد آئے مجھے داغ اپنے ابھرنے والے

اک ذرا دیکھ تو کیا کہتے ہین مرنے والے
او غریبون کے مزارون پہ گزرنے والے

پھر کہان دل کا پتا دلمین حسین جب آئے
گر [illegible] لیجاتے ہین کہین ٹھہرنے والے

دل عشاق کے ٹکڑے نہین یہ پرچے ہین
داور حشر کی خدمت مین گزرنے والے

موت کہتی ہے کہ دیتے تو حسینون پہ جان
اور مجھ سے مفت لئے مرتے ہین مرنے والے

منھ پہ اُجڑ اُجڑ کے نہ آئین تو گلہ ہے کیون چوٹی
مشکلین بند ہواتے ہین خود بال کھلنے والے

جلوے ان برق جمالون کے غضب ہین دل کہ
برسون تڑپائینگے دم بھر کے ٹھہرنے والے

آئے تربت پہ تو وہ کوٹ کے ماتھا بولے
سر ٹپکواتے ہین سر پاؤن پہ دھرنے والے

ساتھ دو چار کو لے نکلین گے ہم مقتل سے
پڑ کے مرتے نہین جو لڑ کے ہین مرنے والے

تار اشکون کا نہ ٹوٹیگا لپٹ کر اُن سے
اب گلے سے نہین یہ ہار اترنے والے

نقش پا سے بھی ابا ہے کہین دیکھے ہی نہین
ہر قدم پر یہ مسافر ہین ٹھہرنے والے

حورین بولین گئے جنت کو جو مستانۂ عشق
آئے کوثر سے نہا دھو کے نکھرنے والے

بھر کے گھر کر دیئے خالی ترے غصے نے مگر
آج تک تجھکو بھرے جاتے ہین بھرنے والے

دل دھڑکتا ہے مرا دیکھکے جوبن کا ابھار
چوم لین منہ نہ تمھارا یہ ابھرنے والے

غم کونین سے جھنجھلا کے یہ بولا غم عشق
بھاگ تجھسے دل عاشق نہین بھرنیوالے

ہمتو دم کوچۂ جانان ہی مین جا کر لین گے
گو رکیسی نہین جنت مین ٹھہرنے والے

چاند کو داغ لگائین جو ملین وہ غازہ
چاندنی میلی ہو نکھرین جو نکھرنے والے

روح سنے پردے مین توبہ کے کئے لاکھ بناؤ
زاہد اس طرح سنورتے ہین سنورنیوالے

توب پہچان گئے اہل ہوس کو وہ امیر
نظرون پر چڑھ گئے سب دل سے اترنیوالے

لیکے دل کہتے ہین وہ بال بکھرنے والے
کہ بگڑنے مین بھی بنتے ہین سنورنے والے

ہائے قاتل نہین ملتا کہین شمشیر بکف
سر ہتیلی پہ لیئے پھرتے ہین مرنے والے

دو قدم وہ جو چلے فتنے یہ چلا اٹھے
اب نہین پاؤن قیامت کے ٹھہرنیوالے

بوسے وہ آئنہ خانے مین عجب سیر ہے یان
ساری دنیا کے اکھٹا ہین سنورنے والے

کہتے ہین کیجیئے عشاق کی خاطر کب تک
اُنکے دل تو نہین دیدار سے بھرنیوالے

کام آئیگی نہ ظاہر کی چمک محشر مین
عرق شرم مین ڈوبین گے نکھرنے والے

جتنے عارف ہین وہ دنیا سے الگ بیٹھے ہین
خضر کب گھر مین ہین بن کے بچھڑنے والے

یون بدلنے کے نہین لالہ و ریحان کے لباس
ٹکڑے ہو ہو کے یہ کپڑے ہین اترنے والے

جان لینے کا سلیقہ تو اجل کو آئے
جان مرنے سے چراتے نہین مرنے والے

کھچکے محرم جو بنی رہی اور رہی اُبھرا جوبن
کہین دیتے ہین دبانے سے ابھرنے والے

زلفین ہونگی جو پریشان تو جھڑ گی افشان
بال کے ساتھ یہ موتی ہین بکھرنے والے

ملکجے پن مین جو حورون کی خبر لیتے ہین
کیا قیامت ہے وہ ہین آج نکھرنے والے

عشق نے پھیر کے منہ پر مرے زردی یہ کہا
ہم ہین رنگ آپکی تصویر مین بھرنے والے

کہو بلبل سے کہ منقار کی لائے مقراض
پھول پالون کے لئے ہین وہ کترنے والے

خم کے خم ہوگیے خمخانۂ غم مین خالی
دل نہ مستون کے بھرے تھک گئی بھرنیوالے

چتونین کہتی ہین کرتا ہے جو وہ وعدۂ وصل
کیا کہا پھر تو کہا او کہکے مکرنے والے

قابلِ رحم قیامت مین نہ ٹھہرینگے امیر
رحم دنیا مین غریبون پہ نکرنے والے

خاکی نژاد خاک کے اندر چلے گئے
جس گھر سے آئے تھے پھر اُسی گھر چلے گئے

شب اُٹھکے انجمن سے جو تم گھر چلے گئے
ہم اُٹھ سکے نہ آپسے باہر چلے گئے

کین چلتے چلتے مُڑکے نگاہین یہ تیز تیز
دل مین مرے چُبھو کے وہ نشتر چلے گئے

غیرون کے بند بند کئے یار نے جدا
پر اُنکے جوڑ توڑ برابر چلے گئے

تربت پہ میری ہاتھ اُٹھانے کا ذکر کیا
وہ فاتحے سے ہاتھ اُٹھاکر چلے گئے

ملک عدم کی آمد و شد کا ہے کیا شمار
ستر جہان مین آئے بہتر چلے گئے

مجھ سخت جان سے چل نہ سکا قاتلونکا زور
مقتل مین توڑ توڑ کے خنجر چلے گئے

دل پر ہے اختیار نہ قابو ہے جان پر
کیا جانے کیا وہ پھونک کے منتر چلے گئے

اے ہمصفیر اُڑ نہ سکا جب مین ضعف سے
آڑ اُڑ کے سوے باغ مرے پر چلے گئے

آے وہ کیون اس آنے سی حاصل ہی کیا ہوا
چپ تھوڑی دیر بیٹھے اُٹھے گھر چلے گئے

بجلی ابھی چمک کے چھپی یا وہ ناز سے
جھلکی دکھا کے پردے کے اندر چلے گئے

شیشے پکارتے ہین کہ رندانِ بادہ نوش
آے تباہ کرکے مرا گھر چلے گئے

ہنستے ہوئے وہ سامنے آئے جو مثل برق
مانند ابر ہمکو رُلا کر چلے گئے

آنکھین لڑا نے غیر سے نکلے تھے وہ مگر
دیکھا جو مجکو آنکھ چُرا کر چلے گئے

کیا ہستی و عدم کا کہین حال اے امیر

اس گھر سے تنگ جب ہوئے اُس گھر چلے گئے

جو گھر مین پہر کے ہم اُٹھکے حضور سی آئے
کلیم پہر ملاقات طور سے آئے

خطا معاف کرین آئین شب کو وہ چہپکر
وہ دن بہی فضل خدائے غفور سے آئے

سمندِ ناز سے اُترے نہ بیٹھنا کیسا
وہ آئے گہر مرے پر کس غرور سے آئے

خدا تو عفو کرے بار بار دیکھکے جرم
غضب ہے باز نہ بندہ قصور سی آئے

وہان یہ حکم کہ کپڑے بہی چہین لو اسکے
مین منتظر کوئی خلعت حضور سے آئے

دکہاؤن دخترِ رز کا جمال واعظ کو
کہ شرم کچھ اُسے تعریفِ حور سے آئے

لحد مین آئے نکیرین تو مین یہ سمجہا
نقیب مجکو بلانے حضور سے آئے

وہ بادہ کش ہون کہ ہوجاؤن مست حشر کے دن
صدائے قلقل مینا جو صور سے آئے

ہمین نہ تمسے ملا کچھ رہے وہی اچہے
کہ خالی ہاتہ تو موسیٰ نہ طور سے آئے

گناہگار ترے گیسوؤن کے محشر مین
بندہے ہوئے رسنِ زلفِ حور سے آئے

بخیر کیجیے گا یاد حضرتِ موسےٰ
کبہی جو ذکر ہمارا حضور سے آئے

امیر اپنی جو آنکھین ہون طالبِ دیدار
چمک کے برق ابہی کوہِ طور سے آئے

آ کے غربت مین ہمین عیشِ وطن بہول گئے
لطف اُٹھایا یہ قفس مین کہ چمن بہول گئے

نجد مین پہرتے ہین کیون چار طرف سرگردان
کیا نشان مرقدِ مجنون کا ہرن بہول گئے

اپنو بہولے سے بہی کرتا نہین تو یاد ہمین
جتنے وعدے تہے سب اے عہد شکن بہول گئے

مین وہ دیوانۂ عریان تہا کہ مرقد مین عزیز
دفن کرنے لگے مجکو تو کفن بہول گئے

قید مین طول کہچا یہ کہ اسیرانِ قفس
شکلِ گل بہول گئے رنگِ چمن بہول گئے

بخت بیدار ہوئے آکے ترے کوچے مین
صورتِ خواب فراموش وطن بہول گئے

دلکو ہر پیچ مین گیسوے رسا کے ڈہونڈا
پر یہ چوکے کہ ترا چاہِ ذقن بہول گئے

سالہا سال ہوئے ہین نہین آئی ہچکی | کیا غریبون کو عزیزانِ وطن بہول گئے

نالے گہٹ گہٹ کے مرے دل ہی مین رہتے ہین امیر
کیا بلا انکو ہوئی راہ دہن بہول گئے

تیغ سے کہینچے جو یار آتا ہے
اور بہی مجہکو پیار آتا ہے

دل کو اب کب قرار آتا ہے
سن لیا ہے کہ یار آتا ہے

بال کہولے جو یار آتا ہے
گہر کے ابر بہار آتا ہے

زلف و رخ کو سنوار آتا ہے
اور کیا تجہکو یار آتا ہے

تیرے وعدے سے عشق ہے اسکو
ساتہ ہی اعتبار آتا ہے

وصل مین اسکو کسنے بلوایا
غصہ کیون بار بار آتا ہے

دیکہکر مجہکو چہیڑ تون سے کہا
وہ تمہارا شکار آتا ہے

روز تکیون مین جاکے دل میرا
دوستون کو پکار آتا ہے

کیا مصیبت عدم مین ہے یارب
کہ ہر ایک اشکبار آتا ہے

اک نظر دل کو دیکہ لو دیکہو
کب سے امیدوار آتا ہے

درد دل مین مری تسلی کو
گریہ بے اختیار آتا ہے

تمکو آتا ہے پیار پر غصہ
مجہکو غصے پہ پیار آتا ہے

چین آتا نہین مزار مین آج
کون سوئے مزار آتا ہے

کہتے ہین آنکہین بند کر لو تم
اسی رستے سے پیار آتا ہے

گرد کلفت کو دل مین دو نہ جگہ
آئینے مین غبار آتا ہے

زندگی مین کبہی نہ آ نکلا
مرگئے پر قرار آتا ہے

تیری رحمت کو دیکہکر مجرم
حشر مین شرمسار آتا ہے

ذبح کے وقت اسکی گہبراہٹ
دیکہکر مجہکو پیار آتا ہے

بیقراری کا گھر ہے دل میرا — تو کہان اے قرار آتا ہے
فتنے کہتے ہین دیکھکر اسکو — فتنۂ روزگار آتا ہے

جاے شکوہ مری زبان پر امیر
شکر بے اختیار آتا ہے

جب سے بلبل تو نے دو تنکے لئے — لوٹتی ہین بجلیان انکے لئے
مے تہ دی قرض اوسنے دو دن کیلئے — جسنے توڑے ہمسے گن گن کے لئے
دن مرا روتا ہے میری رات کو — رات روتی ہے مری دن کے لئے
ہے جوانی خود جوانی کا سنگار — سادگی گہنا ہے اس سن کے لئے
پاک رکھا پاکدامن سے حساب — بوسے بھی گن کے دیے گن کے لئے
کون ویرانے مین دیکھیگا بہار — پہول جنگل مین کہلے کن کے لئے
ساری دنیا کے وہ ہین میرے سوا — مین نے دنیا چھوڑ دی جنکے لئے
ذرّہ ذرّہ دُر دمے کا زاہدو — دور بین ہے چشم باطن کے لئے
وصل مین جھنجھلا کے وہ بولے کہ ہاے — کن کا جوبن اور ہے کن کے لئے
کیمیا گر رنگ سا دیکھا نہین — تار سونے کے دیے تنکے لئے
باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی — بھیجنا ہے ایک کمسن کے لئے
سب حسین ہین زاہدون کو ناپسند — اب کوئی حور آئیگی انکے لئے
جائیے سونپا خدا کو جائیے — تہا یہ سارا حسن ضامن کیلئے
ذبح کرنے مین بڑا مشّاق ہے — گہر ہو مسلخ مین موذن کے لئے
وصل کا دن اور اتنا مختصر — دن گنے جاتے تھے اس دن کیلئے
کہا گیا ہم ناتوانون کو فراق — کھول کر منہ دیوے تنکے لئے

صبح کا سونا جو ہاتھ آتا امیر

بھیجئے تحفہ موذن کے لیے

تند مے اور ایسے کمسن کیلیے
ساقیا ہلکی سی لا انکے لیے

جو ریار ب ہے جو مومن کیلیے
بھیجدے دنیا مین دو دن کیلیے

واے قسمت وہ بھی کہتے ہین برا
ہم برے سب سے ہوئے جنکے لیے

یہی سے لے زاہد جوانی مین خدا
عمر بھر ترسے گا اس دن کے لیے

گالیان دین دی بتون کی سے مزہ
اک ہنر ہے عیب بھی انکے لیے

دخت رز بھی پاک دامن چاہیے
شیخ جی سے پاک باطن کے لیے

کہتے ہین سب پینے کی بھی اچھی کہی
پردے مین بیٹھینگے ہم انکے لیے

دل کا ضامن تو ترا کیا اعتبار
پہلے اک ضامن ہو ضامن کیلیے

چھاونی چھائیگی کیا فوج خزان
صرصر آئی باغ مین تنکے کے لیے

وصل مین بوسے جھٹک کر ہاتھ سے
پھول پھل سب آج ہین انکے لیے

بن سنور کر آرسی دیکھا کیے
سب تکلف تھے یہ ہمین کیلیے

مجھسے رخصت ہو مرا عہد شباب
یا خدا رکھتا تہ اس دن کے لیے

جھاڑتی ہے کونسے گل کی نظر
بلبلین پھرتی ہین کیون تنکے لیے

کھا گئی پیری جوانی کو مری
ہاے تھی یہ رات اس دن کیلیے

بوسہ بازی مین انھین دہو کے دیے
لے گنے دس مین یہ دس گن کے لیے

لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کے لیے

عجب عالم ہے اسکا وضع سازی شکل بھولی ہے
کبھی جاتی ہے دلمین کیا رسیلی نرم بولی ہے

ادائین کھیلتی ہین رنگ تلوار اسنے تولی ہے
لہو کی چلتی ہین پچکاریان مقتل مین ہولی ہے

سیاہی داغ کی سرخی مین ہے یا جوش مستی مین
یہ لالے نے مے گلرنگ مین افیون گھولی ہے

بہار آئی چمن ہوتا ہے مالا مال دولت سے
نکالا چاہتے ہین زر گرہ غنچون نے کھولی ہے

عجب ملبوس ہے ہم وحشیون کا رخت عریانی
گریبان ہے نہ دامن ہے نہ پردہ ہے نہ چولی ہے

[illegible] سے [illegible] دیکھ اے زاہد
[illegible] نے کو [illegible] ہو رہے جنت مین کھولی ہے

پری نے قامت [illegible] دیکھی جو وہ تصویر ہوا [illegible]
[illegible] اس صورت کے صدقے [illegible] کیسی بھولی بھولی ہے

خفا کیون ہو [illegible] کیسے عاشق [illegible]
یہ آزادون کی باتین ہین یہ انکی بولی ٹھولی ہے

صراحی [illegible]
جھکالین اپنی آنکھین دختر رز کی یہ ڈولی ہے

نظر بازی [illegible] لذت [illegible]
[illegible] کے بھوکے فقیرون کی [illegible] ہے

ادا [illegible] ہوتا ہے دنیا مین
قضا کہتے ہین جسکو وہ اسی سانچے کی گولی ہے

جگاتی ہے یہ کہکر صبح پیری چشم غافل کو
بس اٹھ او نیند کی ماتی کہ شب بھر خوب سولی ہے

طبع سے وہ نگاہ شوخ جا لپٹی [illegible] دشمن سے
کہ بجلی نے کوہ آتش افشان کی ٹٹولی ہے

وہ کہتے ہین کہ ہم آنکھون ہی مین سب کو تا لیتے ہین
محبت ساری دنیا کی اسی کانٹے مین تولی ہے

صبا ان [illegible] کلیون سے [illegible] جسکو کسکی چوری کی
[illegible] نے صبح کو ایک ایک کی لقچی ٹٹولی ہے

امیر ایسے شگفتہ ہین مضامین نازک و رنگین
غزل کیا ہے یہ پہلو نسے بھری گلچین کی جھولی ہے

عجب ناگن ہے زلف اسکی کہ جس محفل مین کھولی ہے
وہان سے ہو چلا ہے اٹھکے اسکے ساتھ ہولی ہے

تصور مین مرے کیا کیا پری مضمون پھرتے ہین
مری نازک خیالی ان حسینون کی مجھولی ہے

طمع کی لت مرے پر بھی نہین جاتی حریصون سے
کہ تحت الثرے مین جاکے قارون کی ٹٹولی ہے

گلوری کھائی اس غنچہ دہن نے تو یہ مرجھائے
کہ ہے جو پھول گلشن مین مرے پانون کی ہولی ہے

کہان ہے قصر شاہی مین جہپرکٹ نازنینون کا
وہ بچونکا گہ و ندا ہے یہ گڑیون کی کھٹولی ہے

کرم کرتی ہے رحمت دیکھیے کس [illegible] محشر مین
وہ صعت [illegible] گا [illegible] کی [illegible] وارون کی ٹولی ہے

چھپا کر منھ نہ رلوا اسکو روز حشر او ظالم
[illegible] دیا گیا فرقت مین رو لی ہے

نہ روک اے سخت جانی جانے دے اب جانِ بسمل کو
گلے مل مل کے رخصت خنجرِ قاتل سے ہولی ہے

خوشامد اے دلِ بیتاب اس تصویر کی کب تک
یہ بولا چاہتی ہے پر نہ بولے گی نہ بولی ہے

ادا کی تیغ ہی سے ساری دنیا ہو چکی بسمل
نکیلی چتونون نے اب یہ برچھی کس پہ تولی ہے

سوا تیرے کسی کا آئینے نے منھ نہین دیکھا
تجھے دیکھا ہے جبسے آرسی نے آنکھ کھولی ہے

تصور مین بھی انکو کھینچتا ہون تو وہ کہتے ہین
مسک جائے نہ او بیدرد نازک میری چولی ہے

بہار لالہ و گل دو گھڑی تو دیکھ لینے دے
ابھی نرگس نے او گلچین چمن مین آنکھ کھولی ہے

اکیلے تم کہان ہو وصل کی شب دل لگانے کو
ہنسی ہے چھیڑ ہے آپس کی پہلین ہین ٹھٹھولی ہے

کلی گل کی ہو راضی وصل پر بلبل سے کیا ممکن
ہزارون منتون پر تو چٹک کر منھ سے بولی ہے

امیر اس بیوفا دنیا کی صورت پر نہ تم جاؤ
بڑی عیارہ ہے مکارہ ہے ظاہر مین بھولی ہے

بتون ہی مین ہے وہ بت کچھ تجھے خبر بھی ہے
چھپا ہوا انہین فتنون مین فتنہ گر بھی ہے

یہان تو جان بھی ہے دل بھی ہے جگر بھی ہے
تری نگاہ مین کچھ جذب کا اثر بھی ہے

لپٹ کے تمسے تصور مین کوئی سوتا ہے
کدھر خیال تمہارا ہے کچھ خبر بھی ہے

وہ تیغ میان مین کرتے ہین کوئی یہ کہہ دے
کہ اک غریب سا مشتاقِ قتل ادھر بھی ہے

یہ بیخودانِ محبت پہ طعن اے واعظ
مزے سے بیخبری کی تجھے خبر بھی ہے

گئے جہان سے منعم مگر تزک نہ گیا
کہ بعد مرگ سنہری مزار پر بھی ہے

عجب رفیق ہے بیکسی کہ بعدِ فنا
سرِ مزار مجاور بھی نوحہ گر بھی ہے

جو تیر دل کی طرف اس کمان سے چلتا ہے
پکارتا ہے دہن سے کہین جگر بھی ہے

ہواے شوق احبا ابھارتی ہے امیر
وگرنہ مجھ مین کہین طاقتِ سفر بھی ہے

لاش پر اشک تری آنکھ سے بارے نکلے
شکر ہے آج تو ارمان ہمارے نکلے

کیا دہوان آہ شرربار کا ہے تیرہ و تار — دن کی شب ہو گئی گردون پہ ستارے نکلے
یاد دلوائین وہ آنکھین نہ ہرن صحرا کے — ہم وطن سے ہین اسی درد کے مارے نکلے
ہو گئے عشق مین ہم تم سے یہ امید نہ تھی — چار آنسو بھی نہ ماتم مین ہمارے نکلے
شام ہوتے ہی ہوئی کیسی شبِ وصل سحر — دل سے ارمان ہمارے نہ تمہارے نکلے
خوب دیکھا تو کیے چرخ نے ہم پر جو ستم — وہ بھی در پردہ تمہارے ہی اشارے نکلے
کوہ پر جا کے جو ہم سوختہ جان بیٹھ گئے — گرمیان کرنے کو پتھر سے شرارے نکلے

کو بلین ہو ٹین تو اٹھے یہ صدا آئی امیر
سر پہ سودائیون کے چلنے کو آرے نکلے

نالۂ بلبل سے دل پر چوٹ ایسی لگ گئی — روتے روتے باغبان کو آج ہچکی لگ گئی
ہمصفیرو اس چمن مین ہون مین وہ درد آشنا — غنچہ ہی چٹکا تو میرے دل پہ گولی لگ گئی
بیعتِ پیرِ مغان سے ملگیا بامِ مراد — سلسلہ پیدا ہوا رفعت کا سیڑھی لگ گئی
واہ رے شوقِ تماشا وہ ابھی گھر ہی مین ہین — اُٹھ گئی دیوار در پر بھیڑ ایسی لگ گئی
تا کجا بیداد اب فریاد کی طاقت نہین — باغبان آواز مین بلبل کے پتی لگ گئی
دردِ دل نے اُٹھ کے پہلو سے وہین چونکا دیا — رات بھر مین ایک پل جب آنکھ میری لگ گئی

آنکھ بدلی اے امیر اُس نے مین بسمل ہو گیا
وان نگہ ترچھی ہوئی یان دل پہ برچھی لگ گئی

زیرِ گیسو شوخیِ چشمِ پریرو اور ہے — اس ختن مین طرزِ جست و خیز آہو اور ہے
دور اتنا کس لیے کھنچتی ہے شمشیرِ ہلال — جسکا بسمل ہے جہان وہ تیغِ ابرو اور ہے
تن نقشِ بوریے سے ہے اگر کیا قاعدہ — فقر کے جامے کو زینت دے وہ الّو اور ہے
روتی ہے شبنم گلستان مین تو ہنس پڑتے ہین پھول — پانی پانی جو کرے دل کو وہ آنسو اور ہے
وہ گلابی پوش آیا ہے مگر گلگشت کو — جامے سے باہر ہین گل رنگ اور ہے بو اور ہے

ملگیا ہوں تجھ سے جان من مثل آب و رنگ
شوق کہتا ہے ابھی میں وہ نہیں تو اور ہے

بوی یوسف مصر سے کنعان میں لائی ہے صبا
اب دماغ حضرت یعقوب میں بو اور ہے

بوالہوس دم دیکے دل لیتا ہے قاصد ہے خط
چلگیا تھا جو ہمیں پر وہ جادو اور ہے

یہ بالش ہو کے زانو میں در کا کیا
جسپہ ہم سر رکھ کے سوتے ہیں وہ زانو اور ہے

کان میں موتی بدن پر ہے پسینہ یہ آبرو
بحر سے قطرہ گہر کا بن گیا وہ ہوں تو اور ہے

یار آیا دیکھنے اب تو شہر جا کوئی دم
میرے تڑپانے کا وقت اب ہے درد پہلو اور ہے

جنبش مژگان سے مارا ناتوانوں کو تو کیا
بانکپن کی نوک [illegible] جفا جو اور ہے

بوی گل کچھ چھوڑ کر کیا ہمکو اڑاتی ہے صبا
تازہ ہے جس سے دماغ اپنا وہ خوشبو اور ہے

آہ سے چھپ لب چھپا سکتا ہے ہم آواز سے امیر
شیر کو جو صید کرتا ہے وہ آہو اور ہے

چشم مخمور کو کیا کام قدح نوشی سے
کم نہیں سرمہ ترا دور کی بیہوشی سے

زندگی بھر میں رہا جامۂ عریانی میں
مرگ کے بعد ہے کیا کام کفن پوشی سے

کب کے بچھڑے ہوئے ہم آغوش ہوں تو لذت اٹھے
لطف کیا ماہ کو ہالے کی ہم آغوشی سے

چپ ہوا جسکی طرف گھور کے تمنے دیکھا
کم نہیں گردن نظر [illegible] خاموشی سے

تذکرہ کچھ تو کیا [illegible] میری پریشانی کا
آج اس [illegible] وہ [illegible] زلف کی سرگوشی سے

رنگ گلزار تحیر نظر آیا جب سے
غنچہ ساں [illegible] خاموشی سے

خلق ناراض خدا ناخوش امیر اس سے ہے
عیب بدتر نہیں انسان میں حق پوشی سے

ہے یقین یہ دل عاشق نہ کبھی غم میں رہے
عشق جا کر جو ترے حسن کے عالم میں رہے

مرگ دشمن کی خبر سنکے بھی ماتم میں رہے
ہم خوشی میں بھی رہے یون کہ کوئی غم میں رہے

شاد دل غم میں رہے عید محرم میں رہے
کچھ سپیدی ہی [illegible] ماتم میں رہے

غم کہاں جا کے زیکا نہ رہینگے جب ہم
ہم تو جبتک رہے عالم میں اسی غم میں رہے

غنچۂ گل کو چمن میں نہ ہوا سب اسے گل
عطر دان بنکے تری گیسوے پرخم میں رہے

شوخیوں نے کسی قاتل کی کیا ہے بسمل
مر بھی جائیں تو یقین ہے کہ تڑپ بسمل میں رہے

پاس عصمت سے بہت ہے حکم سے ساقی کا
دامن تر [illegible] سے [illegible] میں رہے

خم بھی رویا مجھے پیمانہ بھی رویا مجھکو
جتنے تھے چھوٹے بڑے سب مرے ماتم میں رہے

آگے بگڑی جو فنا سے [illegible] جو ہوا
مثنوی کوچہ کے شب [illegible] گل و شبنم میں رہے

جسم میں [illegible] کھولا
ہے غضب قفل جو در وانہ ماتم میں رہے

چارہ گر گنگ نہیں [illegible] الماس سہی
[illegible] کوئی [illegible] زخم [illegible] مرہم میں رہے

لب جان بخش [illegible] دو تو مرکر
[illegible] کیا [illegible] مرہم میں رہے

اور کوئی تو عزادار نہ تھا تربت میں
[illegible] فرشتے مرے ماتم میں رہے

بیخودی سے ہے یہاں [illegible] زیست کہلا
ایک عالم میں رہے ہم کہ دو عالم میں رہے

اب جینے [illegible] کے رونے ہی میں کٹی عمر امیر
کبھی دشمن کے کبھی دوست کے ماتم میں رہے

دو جہان چھوڑ کے مشتاق ترے غم میں رہے
دونوں عالم سے جدا تیرے عالم میں رہے

عاقبت بین ہو تو خود عیش [illegible] غم میں رہے
ڈوب کر زندہ گل گریۂ شبنم میں رہے

محو تصویر کی صورت [illegible] غم میں رہے
قدر ہے اتنے بھی باقی کہ خودی ہم میں رہے

حیف ہے تم [illegible] رونے کا ذرا غم نہ کرو
آنکھ تر شمع کی پروانے کے ماتم میں رہے

غیر کے رنگ میں ملتے میں کہیں اہل صفا
سبزہ و گل پہ سپیدی وہی شبنم میں رہے

صرصر گرگ اڑا لیگئی سب پھولوں کو
خار ہی تار فقط گلشن عالم میں رہے

کنگھی چوٹی میں مری [illegible] دکھا کو وہ ادا
[illegible] کے مشاطہ کا دل گیسوے پرخم میں رہے

تم سے ساتھ ہو شوخی بھی تمکین میں کیا خوب
لطف تو جب ہے کہ وہ تم میں تو یہ ہم میں رہے

ولمین عصیان کے یہ ہے ایک نہو داخل خلد
عفو کہتا ہے کہ کوئی نہ جہنم مین رہے

پھٹریان ٹوٹی ہوئی شل بدن پہ ہین پڑے
بزم دشمن مین کہ تم مجلس ماتم مین رہے

باتین ناصح کی سنین یار کے نظارے کیے
آنکھین جنت مین رہین کان جہنم مین رہے

زعفران کی بھی پیالی ہو کوئی پہلو مین
اثر خندۂ شادی مرے ماتم مین رہے

اُنکے تڑپانے کی طاقت ہو نہین ہم مین نہو
کاش اپنے ہی تڑپنے کی سکت ہم مین رہے

مرگ عاشق کی خبر آئی تو جھنجھلا کے کہا
روز سو مرتے ہین کب تک کوئی ماتم مین رہے

تو الجھتا ہے اُلجھنے سے اگر بالون کے
بھیجدے مجکو یہ الجھن ہی مرے خم مین رہے

ہم نہ رہین رند کہ رندی کا نہ لے نام اسیر
آگ دو دن پیمبر نوح اگر ہم مین رہے

حسن مرنے کا یہ ہے تن مرے غم مین رہے
سوگ مین بیٹھے ادا تا بھی ماتم مین رہے

گر غریب الوطنی بھی نہ مرے غم مین رہے
اور پھر کون سے غربت مین جو ماتم مین رہے

کبھی کعبے مین سے جائے وہ کبھی جنت مین
کشتی مے کبھی کوثر کبھی زمزم مین رہے

یاس اسکو بھی تو رہنے نہین دیتی دلمین
کاش امید ہی ملنے کی تری ہم مین رہے

جسطرح ریگ رہے شیشۂ ساعت مین روان
چلتے پھرتے ترے مشتاق دو عالم مین رہے

وصل کا دن ہے سنورنے کو بگڑنا کیسا
جا کے اب چین جبین گیسوئے پرخم مین رہے

ہنس ہی دین وہ مرے پہلو مین نہ رہین بھی
تازگی کچھ تو مری مجلس ماتم مین رہے

باغ جنت سے اسکی تو بدولت نکلے
کیون نہ شق سینۂ گندم غم آدم مین رہے

میرے گھر کیا ہے شب ہجر جو روز آتی ہے
یہ بلا جاکے کسی گیسوئے پرخم مین رہے

پانی جتنا تھا وہ سب پیگئے پینے والے
خاک اوڑانے کو ہمین چشمۂ زمزم مین رہے

روح تا چند رہے تن مین کچھ انصاف بھی ہے
قید کب تک یہ پری قالب آدم مین رہے

انکی چتون سے کنکھیون مین کرو مجکو شکار
نوک کی بات بھی کوئی نگہ کم مین رہے

گرمیِ ہجر مین یاد آئی جو اُن آنکھون کی
لیکے آغوش مین حورون کو جہنم مین رہے

دیکھ لے ہجر مین عالم جو مرے جینے کا
مر نہ جائے تو اجل نزع کے عالم مین رہے

جذبِ الفت جو ہُوا اپنی جبین مین باندھے
مہر تپلی کی طرح دیدۂ شبنم مین رہے

جان اس کشمکشِ نزع پہ صدقے ہے امیر
رنگ اگر اسکی کھچاوٹ کا بھی کچھ دم مین رہے

وصل ہوجائے یہین حشر مین کیا رکھا ہے
آج کی بات کو کیون کل پہ اٹھا رکھا ہے

محتسب پوچھ نہ تو شیشے مین کیا رکھا ہے
پارسائی کا لہو اس مین بھرا رکھا ہے

کہتے ہین آئے جوانی تو یہ چوری نکلے
میرے جوبن کو لڑکپن نے چرا رکھا ہے

دل سی شے گردِ کدورت مین ستم ہے کہ نہین
ہائے کیا خاک مین ظالم نے ملا رکھا ہے

یاس گھیرے ہوئے ہے مجکو مگر ہان کچھ کچھ
آسرا تیری لگاوٹ نے لگا رکھا ہے

کہتے ہین میری بلا جانے ترا دل ہی کہان
چور ہین کیا مرے دشمن کہ چرا رکھا ہے

خون عاشق کو ہے اب دسترس اس تک مشکل
سندی نے پہلے ہی سے رنگ جما رکھا ہے

کہتے ہین ناز کی لذت کا تو کچھ شک ہی نہین
اور مزہ یہ ہے کہ نام اسکا جفا رکھا ہے

ہین تمہارے ہی تو جلوے کے کرشمے سب یہ
اسکو کیا تکتے ہو آئینے مین کیا رکھا ہے

یاد آتا ہون کبھی مین تو ہنس لیتے ہین
ایک چوڑا مرے پہلون مین بسا رکھا ہے

ناز سے کشتۂ انداز کو پامال بھی کر
یہ ستم کسکے لئے تو نے اٹھا رکھا ہے

آدمی زاد مین دنیا کے حسین لیکن امیر
یار لوگون نے پریزاد بنا رکھا ہے

آپ نے غیر کا خط سینے سے چھپا رکھا ہے
دیکھئے دیکھئے تکتے ہین وہ کیا رکھا ہے

ہین تغافل مین بھی سرگرم ستم وہ آنکھین
آپ تو سوتے ہین فتنون کو جگا رکھا ہے

دیکھنا صبح کو انجام جو ہوگا اے شمع
تو نے سر پر تو پتنگون کو چڑھا رکھا ہے

ناز سے وار کیا اُسنے یہ کہکر مجھسے
لے یہ خنجر بھی ترے دم کو لگا رکھا ہے

ہم چلے دیر سے کعبے کو تو وہ بت بولا
جا کے لے لیجیے کعبے مین خدا رکھا ہے

کہتے ہین دل تو ہوا خون مری حسرت مین
اور یہ کیا ہے جو پہلو مین دبا رکھا ہے

بیخودی نقش خودی ہے سے نہین مٹ سکتا
تو مٹانے یہ جو آئے تو مٹا رکھا ہے

حشر پر قیامت جانان کا ہے جلوہ موقوف
اس قیامت کو قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

دخت رز ہوش مین آنے نہین دیتی مجکو
اس پری نے مجھے دیوانہ بنا رکھا ہے

سرمہ اسے گرد گنہ تو ہی کہلا دے اسکو
صور نے شور قیامت کا مچا رکھا ہے

جان بھی ہجر مین دیدیتے مگر ہمنے **امیر**
کسی موقع کے لئے اسکو لگا رکھا ہے

اک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر مین ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر مین ہے

جو خون ازل سے چلے وہ مری چشم تر مین ہے
جو داغ رنگ لاے وہ میرے جگر مین ہے

ہر رات یاد ہے دُر دندان یار کی
کشتی ہماری عمر کی آب گہر مین ہے

ہم مین برنگ لالہ ازل سے الم نصیب
جزو بدن ہے داغ جو اپنے جگر مین ہے

اے ہجر حسن دیکھ تڑپ انتظار کی
مچھلی ہے مردمک جو مری چشم تر مین ہے

نیرنگیان تصور کامل کی دیکھیے
تصویر یار دل مین ہے نقشہ نظر مین ہے

مرتا ہے اُسپہ غیر بھی تو مین ہون بیقرار
دشمن کے دل کا داغ بھی میرے جگر مین ہے

دنیاے بے ثبات مین کیا ہو ہمین ثبات
جس گھر مین ہم مقیم وہ گھر ہی سفر مین ہے

قاتل ابھی سوار بھی گھر سے نہین ہوا
کشتون کا ڈھیر چار طرف رہگذر مین ہے

رکھتا نہین زمین پہ مارے خوشی کے پاؤن
شاید جواب خط کا مرے نامہ بر مین ہے

یارب **امیر** کے بھی گناہون سے درگذر
یہ بھی تو آخر امت خیر البشر مین ہے

یہ سب ظہور شان حقیقت بشر مین ہے
جو کچھ نہان تھا تخم مین پیدا شجر مین ہے

ہر دم جو خون تازہ مری چشم تر مین ہے
ناسور دل مین ہے کہ الٰہی جگر مین ہے

کھٹکا رقیب کا نہین آغوش مین ہے یار
اسپر بھی اک کھٹک سی ہمارے جگر مین ہے

واصل سمجھیئے اُسکو جو سالک ہے عشق مین
منزل پہ جانئے اُسے جو رہگزر مین ہے

آنکھون کے نیچے پھرتی ہے تصویر یار کی
پتلی سی اک بندھی ہوئی تار نظر مین ہے

کرتے ہین اس طریق سے طے ہم رہ سلوک
سر اُسکے آستان پہ قدم رہگزر مین ہے

پہلو مین میرے دل کو نہ اے درد کر تلاش
مدت ہوی تباہی کا مارا سفر مین ہے

سنّی کی کیا بہار ہے دندان یار پر
سوسن کا پھول چشمۂ آب گہر مین ہے

ہو درد عشق ایک جگہہ تو دوا کرون
دل مین جگر مین سینے مین پہلو مین سر مین ہے

صیاد سے سوال رہائی کا کیا کرون
اُڑنے کا حوصلہ ہی نہین بال و پر مین ہے

قاصد کو ہاتھ داغ کے بھیجا ہے یار نے
خط کی تری رسید کف نامہ بر مین ہے

تیر قضا کو ناز ہے کیا سینے توڑ پر
اتنا اثر تو یار کی سیدھی نظر مین ہے

آجاؤ تیغ باندھ کے پھر سیر دیکھ لو
میرے گلے پہ ہے کہ تمہاری کمر مین ہے

ساقی مے طہور مین کیفیت مین سہی
پر وہ مزہ کہان ہے جو تیری نظر مین ہے

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہین ہم امیر
سارے جہان کا درد ہمارے جگر مین ہے

حسین تو ہے وہ مروت نہین اگر نہ سہی
غضب کی آنکھ تو ہے لطف کی نظر نہ سہی

پہنچ ہی جائے گا لکھین تو اُسکو نامۂ شوق
چلین گے آپ ہی ہم لیکے نامہ بر نہ سہی

مری طپش سے مرے دل کی بیقراری سے
تمام خلق ہے واقف تمہین خبر نہ سہی

تمہاری ایک نظر مین تو کام ہوتا ہے
گھڑی ہی بھر کو چلے آؤ عمر بھر نہ سہی

یہی ہجوم بلا ہے تو کوئی دم مین ہے صبح
شب فراق کی اے دل نہین سحر نہ سہی

شگفتہ صورتِ گل داغِ دل تو ہین پس مرگ
پڑھا ہے پھول نہ اُس گل نے قبر پر نہ سہی

بہلا نہ کہہ تو برا بھی نہ کہہ انھین زاہد
خدا کا خوف تو کچھ کر بتون کا ڈر نہ سہی

امیر نالہ کشی ہجر مین نہین ہے عبث
بخار دل کا نکل جائے گا اثر نہ سہی

طور پر آئے طپشِ دل ہین وہ آنیوالے
آج ہم تجکو ہین بجلی سے لڑانے والے

آئنہ سامنے آتا ہے عوض سینے کو
ہوشیار او مرے دیوانہ بنانے والے

شام ہوتے ہی شبِ وصل بجاتا ہے گجر
ہاتھ ٹوٹین ترے گھڑیال بجانے والے

دیکھکر چار طرف عکس وہ اپنا بولے
کیون مجھے گھیرے ہین یہ آئنہ خانے والے

ہم جو پہنچے تو قیامت مین ہوا غل آئے
دھجیان دامنِ محشر کی اُڑانے والے

جام مے کاتبِ اعمال کو بھی دے ساقی
دو بزرگ آئے ہین ساتھ اگلے زمانے والے

بولے آہستہ سے وہ تابوت کو کاندھا دیکر
بوجھ ہوتے ہین اب ناز اُٹھانیوالے

اشکِ خجلت عرقِ شرم تمہین دونون ہو
دمِ آخر مری بگڑی کے بنانے والے

آگ کعبے مین لگاتا ہے یہ کیا کرتا ہے
توبہ کر توبہ کر او دل کے جلانے والے

کشتۂ چشمِ پری ہون مجھے انسان نہ چھوئین
ہون پریزاد جنازے کے اُٹھانیوالے

سو عزیز آئے مگر دو بھی نہ نکلے افسوس
چار آنسو مری تربت پہ بہانے والے

لاش پر میری وہ آئے تو نزاکت نے کہا
کہ یہ کاندھے نہین تابوت اُٹھانیوالے

جب کہا مین نے کہ قاتل مجھے ٹھنڈا کر دے
بولے ٹھنڈا نہین کرتے ہین جلانیوالے

عصمت و شرم سے کہتی ہے جوانی انکی
اب بٹھائین انھین پردے مین بٹھانیوالے

تیغِ قاتل سے مین لپٹا تو وہ جھنجکر بولی
یہ بڑے آئے گلے مجکو لگانے والے

خاک رنج و غم و اندوہ سے آباد ہو دل
ڈرتے ہین سب خانہ خرابی کے گھرانے والے

اپنے آئینے سے وہ پوچھتے ہین کون ہو تم
میری تصویر کو سینے سے لگانے والے

دل سے جھنجلا کے یہ کہتا ہی خیال جانان / کون ہو تم سے مجھے ہر وقت بلانے والے

کیسی راہِ عدم آباد سے ہموار امیر
چین سے سوتے چلے جاتے ہین جانیوالے

دمِ اخیر تو ظالم زرا نگاہ سے ملے / کچھ اس غریب مسافر کو زاد راہ سے ملے
ہمین بھی طور پہ موسیٰ کی طرح راہ سے ملے / کبھی تو دیکھنے والون سے بھی نگاہ ملے
وہ بغلین جھانکین جو سایہ میان راہ ملے / چرائین آنکھین اگر عکس سے نگاہ ملے
مین ہون وہ کعبہ نشین جاکے دیر کے در پر / پکارتا ہون کوئی بت خدا کی راہ سے ملے
دل و جگر کی تڑپ دیکھکر وہ کہتے ہین / کہ مدعی سے بھی چالاک یہ گواہ ملے
وہ تیغ کھینچے ہوے کہہ رہے ہین محشر مین / زبان کاٹ کے رکھدون جو داد خواہ ملے
ہم اے مسیح ہین اغماض سے تری بیدم / ہماری نبض ملے گر تری نگاہ ملے
مین اپنے نامۂ اعمال کی بلائین لون / جو تجھسے رنگ کچھ اے گیسوے سیاہ ملے
ہزارون وعدے کیے پر نہ کی دعا کدن / فقیر بھی ہین جھوٹون کے بادشاہ ملے
گزرتے جاتے ہین کیا جلد وصل کے ذرات / مرے رقیب سے شاید ہین مہر و ماہ ملے
دل و جگر بھی طرفدار ہو گئے اُنکے / مرے حریف سے جاکر مرے گواہ ملے
کرون مین دعوتِ پیر مغان تکلف سے / جو ایک رات کو زاہد کی خانقاہ ملے
کرم کرے جو وہ بندہ نواز بندون پہ / بتون کو ڈھونڈنے نکلین خدا کی راہ ملے
کھلے جو لب ترے اقرار وصل کر نہین / ہوا مین خوش کہ برابر کے دو گواہ ملے
لباس فقر کا ایسا پسند ہے مجکو / بناؤن پہاڑ کے گدڑی جو تخت شاہ ملے
لنڈھاؤ چار طرف خم کے خم یہ میخوارو / کہ محتسب کو خرابات کی نہ راہ ملے

امیر میکدۂ معرفت کو یون جاؤن
کہ راہ مین کوئی مسجد نہ خانقاہ ملے

درکریم پہ پہنچے ہین تاکہ راہ ملے
گناہگارون مین چھپ چھپ کے بیگناہ ملے

فنا جو قبل فنا ہو بقا کی راہ ملے
یہ قلعہ وہ ہے جہان موت سے پناہ ملے

نشان خاک نظر آئے قافلے کا مجھے
ہوا وسیع مین پردہ جو گرد راہ ملے

وصال مرتبۂ انتہا ہے عاشق کو
گلے نہ ہاتھ لگین جب تلک نہ تھاہ ملے

ہجوم یاس سے قالب مین روح ٹھہری ہے
چھٹے یہ بھیڑ تو اس راہرو کو راہ ملے

چلا مین دشت مصیبت مین چال سونکی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

جو وہ سپر ہو تو مژگان و مردمک کیطرح
ہزار تیرون مین انسان کو پناہ ملے

ہٹا کے آئنہ رکھدون دل اسکے زانو پر
کسی بہانے تو اس شوخ سے نگاہ ملے

اس آسرے پہ مین پھرتا ہون دشت غربت مین
سراغ یارون کا پوچھون جو گرد راہ ملے

اتارون آئنۂ دل مین عکس کی صورت
نظر نگاہ سے اسکی اگر نگاہ ملے

حریص جرم کیا ہے یہ عفو نے تیرے
کہ مانگ لون اگر ابلیس سے گناہ ملے

پڑا ہے ہجر مین وہ تفرقہ جو تو ڈھونڈے
تو مین کہین مرا سایہ کہین تباہ ملے

ہم اس امید پہ محشر سے خلد کو پہنچے
کہ شاید آگے ترے گھر کی ہمکو راہ ملے

یہ چاہ اسکی ہے جسنے کنوین جھکائے امیر
سمجھکے چاہ ذقن گر پڑون جو چاہ ملے

سر راہ عدم گور غریبان طرفہ بستی ہے
کہین غربت برستی ہے کہین حسرت برستی ہے

حقیقت دختِ رز کی کیا ہے کیا رندونکی ہستی ہے
ترے دم سے یہ ساقی گرمیِ بازار مستی ہے

تری مسجد مین واعظ خاص ہین اوقات رحمت کے
ہمارے میکدے مین راتدن رحمت برستی ہے

ہمین شاہد پرستی مین سمجھ معذور اے واعظ
جوانی کا ہے نشہ بیخودی ہے جوش مستی ہے

خمار نشۂ مے سے نگاہین انکی کہتی ہین
یہان کیا کام تیرا یہ تو متوالون کی بستی ہے

ہزارون قتلگہ مین آرزومند شہادت ہین
تمہاری تیغ دیکھا چاہئے کس پر برستی ہے

جوانی لیگئی ساتھ اپنے سارا عیش مستونکا
صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے

دمِ مستی مژہ کی اشکباری دیکھ اے ساقی
گھٹا ہلکی سی ہے پر جھوم کر کیا کیا برستی ہے

جوانی داغ دیجائیگی ناز اس پر نہ کر غافل
یہ رنگِ مستیِ طاؤس کوئی دم کی مستی ہے

بتون کے عشق نے اللہ تک ہمکو رسائی دی
ہماری بت پرستی نردبانِ حق پرستی ہے

ہمارے گھر مین جسدن ہوتی ہے اُس حور کی آمد
چھپرکھٹ کو پری آکر بچھانے کو ترستی ہے

کبھی کروٹ نہین لیتا کوئی گورِ غریبان مین
یہ کیسی نیند سوتے ہین یہ کیسی انکی مستی ہے

زبانِ حال سے کہتے ہین تابوت و لحدِ غافل
کہ رستے مین عدم کے بھی بلندی اور پستی ہے

اشارون پہ ترے مقتل مین عزرائیل چلتے ہین
قضا اپنی کمر تارِ نظر سے تیرے کستی ہے

چلے نالے ہمارے یہ زبانِ حال سے کہکر
ٹھہر جانا پہنچکر عرش پر ہمت کی پستی ہے

بڑھاپے نے ہرن سب کردیے نشے جوانی کے
ترنگین مستیون کی ہوچکین اب فاقہ مستی ہے

امیر اک تختۂ ہموار ہے یہ شعر کا کوچہ
طبائع کے تفاوت سے بلندی اور پستی ہے

خودی سے بیخودی مین آ جو شوقِ حق پرستی ہے
جسے تو نیستی سمجھا ہے ای غافل وہ ہستی ہے

کہین زائد کہین کم بادۂ عرفان کی مستی ہے
بقدرِ وسعتِ مشرب مقامِ مے پرستی ہے

ترے قربان اے مرگِ غریبی جلد آ اب لیچل
وطن کے دیکھنے کو روح مدت سی ترستی ہے

غضب کے جوش مین ہے دخترِ رز خبر ہو ساقی
بھری بیٹھی ہے دیکھا چاہیے کسپر برستی ہے

دلِ ویران کو میرے دیکھکر کہتی ہے ویرانی
خدا آباد رکھے اسکو کیا دلچسپ بستی ہے

نہ شاخِ گل ہی اونچی ہے نہ دیوارِ چمن بلبل
تری ہمت کی کوتاہی تری قسمت کی پستی ہے

نہ گھبرا اے دلِ واماندہ اب منزل قریب آئی
اسی بستی کے آگے اور آباد ایک بستی ہے

نہو جو آپ ہی مین اُس سے پھر پاسِ ادب کیسا
تکلف برطرف ساقی کہ وقتِ جوشِ مستی ہے

نگاہِ ناز و خالِ رخ سے میدانِ محبت مین
ستم کے تیر پڑتے ہین غضب گولی برستی ہے

جدا ہم اور دستِ غیر و زلف دلبر و شانہ
خدا کی شان جو یکجا تھے اُنکو پیش دستی ہے

خدا جانے ترا جی لگ گیا دنیا مین کیون اے دل
اُجاڑا اک بنہ گھر مین بے حقیقت سی یہ بستی ہے

قدم جس خاک پر پڑتا ہے تیرے خاکسارونکا
اگر اکسیر کے مولون وہ ہاتھ آسے تو سستی ہے

بلائین لیتے لیتے مست ہو جاتی ہے مشاطہ
وہ چوٹی ارگجے کے عطر مین جسوقت بستی ہے

رہین کیونکر نہ گرد اُس روئے آتش رنگ کے گیسو
عبادت ہندؤون کے دین مین آتش پرستی ہے

پڑا اے آہ رسا اب کنگرے پر عرش کے پہنچی
بلندی کو بلندی جاننا ہمت کی پستی ہے

نہین بچتا دل پُر داغ تیری زلف پیچان سے
یہ وہ ناگن ہے جو طاؤس کو اُڑا اُڑ کے ڈستی ہے

امیر آتی ہے یہ آواز ناقوس برہمن سے
بتِ پندار کو توڑو جو شوق بت پرستی ہے

خبردار اے مسافر خوف کی جا راہ ہستی ہے
ٹھگون کا بیٹھکا ہے جابجا چورونکی بستی ہے

بہار آئی ہے ساقی عام فیض مے پرستی ہے
در و دیوار سے اس دور مین مستی برستی ہے

تری تلوار مین جوہر نہین قاتل ابر رحمت کے
گنہگارون پر آکر جوش مین کیا کیا برستی ہے

حقیقت آجتک بت کی نہین معلوم زاہد کو
خدا کی شان اسپر دعوی ایزد پرستی ہے

اجل آنے نہین پائی کہ ہو جاتا ہے کام آخر
ترے خنجر کو قاتل کیا قضا کی پیشدستی ہے

ہماری آہ کی گرمی جو دیکھی رعد چلّایا
معاذ اللہ یہ تو برق کا بھی منہ جھلستی ہے

جلو مین حضرتِ موسی سے ہین دلسوختہ لاکھون
سواری مین تری برقِ نہالِ طور دستی ہے

جو آتا ہے وہان سے چیتھڑا تن پر نہین ہوتا
عدم مین بھی الٰہی کیا کوئی ناگون کی بستی ہے

خمیدہ قد ہے جنکا نیک و بد سے جھک کے ملتے ہین
برابر دونون پاگون پہ ہلالی تیغ کستی ہے

بتون کو دیکھ کر ہم کلمۂ توحید پڑھتے ہین
خدا راضی ہے جسمین وہ ہماری بت پرستی ہے

تری آنکھون کو کیا تشبیہ دین ہم چشم آہو سے
وہان شوخی ہی شوخی ہے یہان شوخی و مستی ہے

نہ کوئی شمع لاتا ہے نہ کوئی گل چڑھاتا ہے
مزارون پر غریبون کے عجب غربت برستی ہے

مرے دامن سے ساری نوک ہی خارِ مغیلان کی
جنون میرے گریبان تک یہ تیری تیز دستی ہے

مکدر کر دیا اشکون کو یہ دل کی کدورت نے
کہ خاک آنکھون مین مثل شیشۂ ساعت برستی ہے

نفس کی آمد و شد پر نہ دم بھر زندگانی کا
ارے غافل یہی مقراض بہر رختِ ہستی ہے

نئی ترکیب پائی چشم بد دور انکی آنکھون نے
غزالون کی ہے شوخی نرگسِ شہلا کی مستی ہے

امیر اس راستے سے جو گزرتے ہین وہ لٹتے ہین
محلہ ہے حسینون کا کہ قزاقون کی بستی ہے

ہم کڑی ایک بتون کی نہین سہنے والے
جو گئی منھ پہ برہمن کے ہین کہنے والے

چھیڑ کی ٹھہرے تو ہم چپ نہین رہنے والے
کبھی آئی پہ نہین چوکتے کہنے والے

بند باتون مین کسی سے نہین رہنے والے
ہمتوا اے غنچہ دہن منھ پہ ہین کہنے والے

بلبلو پھولون سے کیا پوچھتی ہو حالِ چمن
باغ مین یہ تو ہین دو روز کے رہنے والے

گلفروشون کا ملے رتبۂ گل اسنے کہان
وہ پکارین مجھے او پھولون کے گہنے والے

منزلِ گور سے دم لیکے بڑہین گے آگے
ہم مسافر ہین بڑی دور کے رہنے والے

دل نے کڑیان وہ اٹھائی ہین کہ کہتا ہے وہ ترک
آفرین او مرے بیداد کے سہنے والے

ہجو مے ہو چکی ممبر سے اب اترین نیچے
رند کچھ حضرتِ واعظ سے ہین کہنے والے

آنکھین آمادہ ہین رونے پہ خدا خیر کرے
اب کوئی دم مین یہ ناسور ہین بہنے والے

نہ سنی گورِ غریبان مین کسی نے فریاد
کتنے بیدرد ہین اس شہر کے رہنے والے

منھ پہ تلوار کے کہہ بیٹھے کہ پوری نہ پڑی
تمنے دیکھے ہین کہین ایسے بھی کہنے والے

مثل آواز نکل جائین گے صاف اے زنجیر
ہم یہ ہر روز کی کڑیان نہین سہنے والے

قدرت اللہ کی دکھلاتے ہین آنکھین مجکو
وہ حسین تھے جو مری آنکھون مین رہنے والے

بدھیان پھولون کی لاے تھے نہ پہنین اسنے
پھولے بیٹھے ہوے ہین پھولون کے گہنے والے

کیا ہوا مین بھی ہون اور غیر بھی اس محفل مین
خلد کے آدم و ابلیس ہین رہنے والے

گفتگو معرفت حق مین ہے یا رو ناحق
حق جو کہنے کا تھا سب کہگئے کہنے والے

کوچہ اُس رشک چمن کا ہے وہی اے قاصد
بیٹھے رہتے ہین جہان پہولون کے گننے والے

ہمکو ہستی مین غریب الوطنی لائی ہے
اصل مین ہین عدم آباد کے رہنے والے

سادہ سمجھو نہ انہین رہنے دو دیوان مین امیر
یہی اشعار زبانون پہ ہین رہنے والے

جھڑ گئی افشان جبین پر کچھ تارے رہگئے
آسمان حسن پہ گنتی کے تارے رہگئے

نزع مین بند اب زبان بھی ہے ترے بیمار کی
گنگ کی صورت فقط باقی اشارے رہگئے

دے سکے کب دشت گردی مین ترے وحشی کا ساتھ
ہر قدم پسپا ہوئے آہو چکارے رہگئے

چشم واعظ پر ہے عینک دست واعظ مین عصا
ضعف پیری مین یہ دو باقی سہارے رہگئے

سخت جانی سے جو دندانے پڑے اُس تیغ مین
جوہر بنکر وہ بھی زخمون مین ہمارے رہگئے

بحر الفت کے کنارے تک نہ پہنچا ایک بھی
دست و پا کتنے ہی پیراکون نے مارے رہگئے

اور جیتا مین تو کرتے اور تم جور و ستم
میرے ارمان حوصلے باقی تمہارے رہگئے

تیغ کا پانی پلایا سبکو اُس سفاک نے
تشنہ لب ہم ایک دریا کے کنارے رہگئے

وصل کی شب تھی نہ آنا تھا تجھے اے موت بھی
کیا غضب ظالم کیا ارمان سارے رہگئے

موت آئے یا وہ آئے یا قیامت ہو امیر
اب یہی دو تین جینے کے سہارے رہگئے

آنکھ اُسکو کھولنی بھی دشوار ہوگئی ہے
چلیے چمن مین نرگس بیمار ہوگئی ہے

جسنے لکھا ہے نامہ اُس عالم آشنا کو
جانے کو جان میری تیار ہوگئی ہے

جب یار کی گلی کو مین ناتوان چلا ہون
پرچھائین میری مجھکو دیوار ہوگئی ہے

ہم تم چمن مین چلکر جب چار دن رہے ہین
بلبل مین اور گل مین تکرار ہوگئی ہے

سبکی نظر مین ہین وہ گو دل مین ہین ہمارے
خلوت کی کوٹھری بھی بازار ہوگئی ہے

کچھ فکر دختِ رز کی پیرِ مغان سے لازم
بیہوش اب نہین ہے ہشیار ہوگئی ہے

انگور مین تھی یہ مے پانی کی چار بوندین
جس دن سے کھچ گئی ہے تلوار ہوگئی ہے

پیاسی جو تھی لہو کی دل مین لہو بہت تھا
سینے سے نوکِ خنجر کیون پار ہوگئی ہے

ذرات نازبیجا اُٹھواتے ہین وہ ہمسے
الفت ہمارے حق مین بیگار ہوگئی ہے

طرار اُنکے گیسو تھے ابتدا سے پر اب
طُرّہ یہ ہے زبان بھی طرار ہوگئی ہے

رنگین بیان ہوئی ہے بلبل یہ وصفِ گل مین
پتی گلاب کی اب منقار ہوگئی ہے

اک بات سہل سی ہے مرگ اے امیر لیکن
دشوار سمجھے ہین سب دشوار ہوگئی ہے

آنکھ اُسکی یہ کیونکر کہون مخمور نہین ہے
ہان کیفِ جوانی سے ابھی چور نہین ہے

ہرچند بتون سے ہے بہت دور ترحم
اللہ کی قدرت سے مگر دور نہین ہے

جب کہیے کہ مرتے ہین کرو رحم جلا لو
فرماتے ہین اپنا تو یہ دستور نہین ہے

فرہاد کو تکلیف نہ دے کوہکنی کی
شیرین ترا عاشق ہے یہ مزدور نہین ہے

ہم خونِ جگر پیتے ہین اے محتسبِ شہر
کیا تاک رہا ہے مے انگور نہین ہے

حورون سے یہ کہدو نہ دکھائینگے وہ جلوہ
نظرون سے گرانا تمہین منظور نہین ہے

حسنِ رخِ محبوب سے پھنک جائیگا اے دل
صورت پہ نہ جا نار ہے یہ نور نہین ہے

ہے میکدۂ درد مین مستونکا یہی قول
شیشہ نہین پتھر ہے جو دل چور نہین ہے

اُس باغ سے سو داغ بھلے گل نہو جسمین
جلجائے وہ فردوس جہان حور نہین ہے

ٹھکرا کے نہ چل ساغرِ مے پاس ادب کر
غافل یہ سرِ قیصر و فغفور نہین ہے

شبنم جگرِ گل پہ چھڑکتی ہے نمک کیون
بیدرد یہ داغِ دل رنجور نہین ہے

بوسے سے ہے انکار اُنہین تو سہی اے دل
آنکھون سے وہ دین مین کہون منظور نہین ہے

مردہ سا امیر ایک سرِ راہ پڑا تھا

تیرا تو کہین وہ دل رنجور نہین ہے

جلوہ گر یار مگر قسمت لگہ عام مین ہے
جب بلاتا ہون مین سنتا ہون قضا کام مین ہے

نشۂ عیش مجھے گردش ایام مین ہے
مے بیدرد اگر ہے تو مرے جام مین ہے

دور جاری رہے ہر وقت مے گلگون کا
پڑھ لے ساقی یہی تحریر خط جام مین ہے

دفعتہً رنگ بدل دیتی ہے یہ عالم کا
چال اے مہر تری گردش ایام مین ہے

اسم اعظم پہ سلیمان کو تفاخر ہے عبث
سو طرح کا اثر اللہ کے ہر نام مین ہے

نہ ہوا نالۂ مظلوم سے ظالم بیدار
پھک چکا صور یہ مردہ ابھی آرام مین ہے

دل سے میرے کہ زبان سے تری پوچھے کوئی
غیر کیا جانے مزہ کیا ترے دشنام مین ہے

آنکھ خالی نہ دکھا لطف بھی کر اے ساقی
جام ہی جام ہے یا مے بھی کہین جام مین ہے

جسطرف دیکھیے کھولے ہوئے آغوش ہے حور
سرفروشی کا مزہ لشکر اسلام مین ہے

الفت زلف مین ہے طائر دل اشک فشان
آب و دانہ مری قسمت کا اسی دام مین ہے

سرمہ اے یار لگایا کہ جگایا جادو
کیا بلا سحر تری چشم سیہ فام مین ہے

پڑ گیا گرمی فرقت سے پھپھولا دل مین
جانے مے دانۂ انگور مرے جام مین ہے

لب پہ تو نے جو مسی ملکے جمایا لاکھا
کھل گیا شاہ بدخشان کا عمل شام مین ہے

یاد گیسو سے کہان جوش جنون مین آرام
مین ہون آزاد تو کیا روح مری دام مین ہے

ڈالدے مجھسے بلانوش کو خم کے منھ مین
یہ تو اک گھونٹ ہے ساقی جو تری جام مین ہے

مرغ دل خاک پھنسے زلف پر افشان چھٹ کو
دام ہی دام ہے دانہ بھی کہین دام مین ہے

آگیا روز قیامت نہ پھرے میرے نصیب
جاگ اٹھے مردے یہ غافل ابھی آرام مین ہے

ہے لڑکپن مین بجا خاک سے انسان کو انس
عاقل آغاز سے اندیشۂ انجام مین ہے

نام کا نام تخلص کا تخلص ہے **امیر**
یہ بڑا حسن خداداد مرے نام مین ہے

شانِ حق صاف بتون کے رخِ گلفام مین ہے
خلوتِ خاص کی بو جلوہ گہِ عام مین ہے

راستی اور تواضع مین ہے ربطِ قلبی
جسطرح لام الف مین ہے الف لام مین ہے

جوشِ الفت مین مرے دل کا خدا ہی حافظ
خیر ہو بادہ بہت تند مرے جام مین ہے

ہے وہی ولولہ پیری مین جوانی مین جو تھا
ایک ہی رنگ ہمارے سحر و شام مین ہے

دل دکھاتا ہے وہ عالم جو ہین عالم مین
دیکھ جمشید یہ عالم ہی ترے جام مین ہے

روح قالب مین ہے جکڑا ہے رگون مین قالب
مین گرفتار قفس مین ہون قفس دام مین ہے

کبھی خلوت مین نہان ہے کبھی جلوت مین عیان
دخترِ رز کبھی بوتل مین کبھی جام مین ہے

ہون وہ میکش کہ دمِ طوف بھی ہے شغلِ شراب
جام پوشیدہ مرے جامۂ احرام مین ہے

ہوسِ نام مین بھی اے دل آزاد نہ پھنس
پاؤن الجھا ہوا عنقا کا اسی دام مین ہے

الفتِ پنجتن پاک سے دل ہے معمور
پانچ پیمانون کی مے ایک مرے جام مین ہے

روز کی وعدہ خلافی سے ترا وعدہ بھی
رات دن میری طرح گردشِ ایام مین ہے

منزلِ رحمتِ حق ظلمتِ عصیان سے ہے امیر
روشنی صبح کی یان تیرگیِ شام مین ہے

غضب کی عشوہ گری روے خشمگین مین رہی
کرشمہ سنج شکن یار کی جبین مین رہی

کہان لذیذ خطِ پشت لب سے بوسۂ لب
شمولِ زہر سے لذت نہ انگبین مین رہی

تری شبیہ مین کی صرف اسقدر طاقت
سکت نہ پھر قلمِ صورت آفرین مین رہی

بری تھا لوث سے دھبا کفن کو کیا لگتا
بجا ہے لاش امانت اگر زمین مین رہی

نہین ہے نام کو بھی دل مین بوے یکرنگی
دو رنگ ڈاک ہمیشہ ترے نگین مین رہی

گھٹا عتاب تو پہنا لباسِ آرائش
جبین سے چین جو اتری تو آستین مین رہی

عجب رسائیِ قسمت ہے اے حنا تیری
چمن جو چھوٹ گیا دستِ نازنین مین رہی

دکھایا مہ کے بھی عشقِ رخِ صبیح نے رنگ
کہ میری روح بھی بو ہو کے یاسمین مین رہی

ڈہ کے ساتھ ہی ابرو نے بڑھکے وار کیا
کمان ہی تیر سے نخچیر کے کمین مین رہی

اُٹھاکے آنکھ نہ دیکھا شبِ وصال اُسنے
حیا دلہن کی طرح چشمِ شرمگین مین رہی

جو تیوریون سے بل اُترا خدا خدا کرکے
تو سو طرح کی گرہ زلفِ عنبرین مین رہی

ہزار گرم ہوا آفتابِ حشر امیر
مگر تری مرے اشکون سے یہ زمین مین رہی

کھلکے جب وہ زلفِ شبگون پرتو افگن ہوگئی
کان کی بجلی چراغِ زیرِ دامن ہوگئی

ہجر مین زہرا اپنے حق مین سیرِ گلشن ہوگئی
تیغِ زہر آگین زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

وا یہ کسکی زلف وقتِ سیرِ گلشن ہوگئی
باغ مین لہراکے موجِ سبزہ ناگن ہوگئی

وصل کی شب دستِ وحشت نے کیا کیسا خجل
چاک پہلی یار کی ہمراہِ دامن ہوگئی

چار آنکھین ہوتے ہی جاتے رہے صبر و قرار
کیا نگاہ ناز تھی جو برقِ خرمن ہوگئی

مجھسا دیوانہ ہے کون اس باغ مین نازک مزاج
موجِ بوے گل مجھے زنجیرِ آہن ہوگئی

کب ہوا نظارہ اُنکے گھر کا آنکھون کو نصیب
کب صفِ مژگان درِ جانان کی چلمن ہوگئی

دونون آنکھون نے سمان برسات کا دکھلا دیا
روتے روتے ایک بہادون ایک ساون ہوگئی

جب خیالِ زلف آیا پڑگیا سینے مین داغ
شام ہوتے ہی مرے گھر شمع روشن ہوگئی

جب تلک روشن تھی پروانون کا تھا ہر سو ہجوم
بلبلین آئین اگر گل شمعِ مدفن ہوگئی

اُس مسی آلودہ لب کے وصف کا اللہ رے شوق
باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن ہوگئی

میکشی مین پیچ قسمت نے دیے ایسے امیر
شاخِ آہو کھاکے بل شیشے کی گردن ہوگئی

شرم بیجا ہے اگر شوقِ خود آرائی ہے
آرسی دیکھنے کو چشمِ تماشائی ہے

سرمگین آنکھ دکھاکر وہ جلا دیتے ہین
سحر کے پردے مین اعجازِ مسیحائی ہے

تنگ آکر ترے بیمار نے بیتابی مین
جب مسیحا کو پکارا ہے اجل آئی ہے

خط سے بڑھ جائیگا اُس چہرۂ روشن کا فروغ
شمع کو ظلمتِ شب سرمۂ بینائی ہے

کون کرتا ہے ادہر چشم ترحم سے نظر
شہر مین داغِ جگر لالۂ صحرائی ہے

دل کے داغون کا وہ نقشہ کہ شگفتہ ہی چمن
تیرہ بختی کا یہ عالم کہ گھٹا چھائی ہے

قتل کرنا اک اِشارہ سے جلانا اک بات
سحر اُن آنکھون مین ہونٹھون مین مسیحائی ہے

مجھ تلک ہے نہ فرشتے کا نہ انسان کا گزر
دونون عالم سے جدا عالمِ تنہائی ہے

بادۂ ذوق سے چھلک جاتی ہی ساری محفل
دورِ ساغر مرے محبوب کی انگڑائی ہے

بس بہت بے ادبی خوب نہین غل نہ کرو
شورِ محشر سے کہواب مجھے نیند آئی ہے

موت کو ہم جو حیاتِ ابدی سمجھے ہین
ملک الموت کو بھی نازِ مسیحائی ہے

چھیڑتی کیون ہے شبِ وصل مین مشتاقون کو
صبحِ کاذب تری شامت تو نہین آئی ہے

بیکسی پہرتی ہے قمری کی طرح گرد امیرؔ
سروِ آزاد مرا مصرعِ تنہائی ہے

شبِ وصل آنکھ تمہاری نہین شرمائی ہے
جان لینے کو دُلہن بنکے قضا آئی ہے

طرفہ مستی لبِ میگون نے ترے پائی ہے
موجۂ مے نگہِ چشمِ تماشائی ہے

کون سا دل ہے نہین جسمین خدا کا جلوہ
زاہدِ مفت مین رسوا بت ہرجائی ہے

تیر باران ہے خدنگِ نگہِ حسرت سے
اے اجل تجکو یہان تیری قضا لائی ہے

ہون وہ میکش نظر آیا ہے جو خالی شیشہ
آنکھ کی طرح طبیعت مری بہر آئی ہے

زیست کیا بعدِ فنا گور مین بھی ساتھ دیا
یارِ ثابت جسے کہتے ہین وہ تنہائی ہے

تیری باتون کے لیے کان ملے ہین گل کو
آنکھ نرگس نے ترے دیکھنے کو پائی ہے

اے صبا کون سا گل ہے چمن آرا کہ بہار
چشمِ بادام کے پردے مین تماشائی ہے

کیا مزہ دیتا ہے اُس شوخ کا کہنا شبِ وصل
اب نہ چھیڑو نہ ستاؤ ہمین نیند آئی ہے

یان نکیرین کے جھگڑون سے پریشان ہی دماغ
سمجھے تھے گور کو ہم گوشۂ تنہائی ہے

سخت حیرت ہے کہ ہے یار سے مجھسے خلوت
بند دروازے ہین کس راہ سے شرم آئی ہے

دل کو مل شوق سے قدمون کے تلے پر ایجان
سوچ لے دل مین کہ کسکا یہ تمنائی ہے

تیغ قاتل کی خجالت کا رہا ہے یہ خیال
یہ رون رویا ہون جو زخمون کو ہنسی آئی ہے

عزت افتادگی و عجز سے ہاتھ آئی اسیر
خوش ہوا مین نے یہ بڑی چیز بڑی پائی ہے

او بندۂ بت دیکھ خدا اور ہی کچھ ہے
بت پردہ ہین پردے مین چھپا اور ہی کچھ ہے

اے چرخ حسینون کی جفا اور ہی کچھ ہے
معشوق کی چھیڑون مین مزا اور ہی کچھ ہے

رنگ آج تو پھولون کا سیا اور ہی کچھ ہے
آمد ہے جو اس گل کی ہوا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی مین ادا اور ہی کچھ ہے
اٹھتی ہوئی کونپل مین مزا اور ہی کچھ ہے

قاصد یہ زبان اسکی بیان اسکا نہین ہے
دھوکا ہے تجھے اسنے کہا اور ہی کچھ ہے

آفت تو ہے وہ ناز بھی انداز بھی لیکن
مرتا ہون مین جسپر وہ ادا اور ہی کچھ ہے

چہرے کو چھپائین وہ دہن کو بھی چرائین
آنکھین یہی کہتی ہین حیا اور ہی کچھ ہے

عارف ہے یہ کہدو جو تری فہم مین آے
وہ سب ہے ترا وہم خدا اور ہی کچھ ہے

آیا مرے بالین پہ تو بولا یہ پریخوان
آسیب نہین ہے یہ بلا اور ہی کچھ ہے

کی اسکی جفا پر جو وفا تونے تو اے دل
نازان ہوا سمجھ کہ وفا اور ہی کچھ ہے

کہتے ہو کہ ہم درد کسیکا نہین سنتے
مین نے تو رقیبون سے سنا اور ہی کچھ ہے

بیدرد کی فریاد کو کوئی نہین سنتا
جس پر ہے اثر غش وہ دعا اور ہی کچھ ہے

معشوق سے کرتا ہے جفا کا کوئی شکوہ
مجھکو تو مری جان گلا اور ہی کچھ ہے

کیا خاک ہو بیمار محبت کو افاقہ
درد اور ہی کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

کی مین نے لجائی ہوئی چتون کی جو تعریف
آنکھون نے کہا جھک کے حیا اور ہی کچھ ہے

کیا جانے کسے دیکھ رہا ہون مین بتون مین
آنکھون مین ہے کچھ دل مین بسا اور ہی کچھ ہے

کس سے مین کرون اپنے مسیحا کی شکایت
سمجھا ہے وہ کچھ حال مرا اور ہی کچھ ہے

ہنس ہنس کے جو وہ دل کو مرے چھیڑ رہے ہین
آج اُس کے تڑپنے مین مزا اور ہی کچھ ہے

انداز حسینون کے سنورنے مین ہین کچھ اور
بگڑین تو بگڑنے مین ادا اور ہی کچھ ہے

بے لطف تو شمشیر قضا بھی نہین قاتل
لیکن ترے خنجر مین مزا اور ہی کچھ ہے

مُنہ سے تو کہا وصل کو تم نے مگر اے جان
آنکھون سے اشارون مین کہا اور ہی کچھ ہے

ہم مر بھی گئے مر کے ہوئے خاک بھی لیکن
ظالم یہی کہتا ہے وفا اور ہی کچھ ہے

عادت تو امیر یہی ہے فریاد و دعا کی
پیشہ و دُ تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے

ہم مر گئے آنے کی جو اُنکے خبر آئی
افسوس اجل چار قدم پیشتر آئی

بولے وہ مری شکل جو حیران نظر آئی
دیوار کہان سے مرے گھر مین یہ در آئی

ظلمت شبِ فرقت کی یہ چھائی ہے گھر مین
جب دوپہر آئی تو مین سمجھا سحر آئی

اتنا تو پتا ہجر کی شب صبح کا پایا
صد شکر کہ بالون مین سفیدی نظر آئی

کیا بیخبری ہے کہ ہوے عشق کو برسون
ابتک نہین معلوم طبیعت کدھر آئی

مہمان کی صورت اُسے آنکھون مین جگہ دی
دامن سے لگی گھر مین جو گرد سفر آئی

چھائی تھی امیر اُسکی صباحت جو نظر مین
شام آئی مرے گھر مین تو سمجھا سحر آئی

کہتے ہین وصل مین پوری تو نہ خلوت ہو گی
ساتھ کھیلی ہوئی ہمدم مری عصمت ہو گی

دو قدم تم جو چلو گے تو وہ رخصت ہو گی
ساتھ کیا ٹھوکرین کھانے کو قیامت ہو گی

ناتوان ہون مین تو کیا جب شب وصلت ہو گی
دیکھنا میری طرف تیری نزاکت ہو گی

لذت بوسۂ لب پر نہین لا سکتا ہون
شکر بھی مین جو کرونگا تو شکایت ہو گی

یہ سے دشمن [illegible] عدم مین بیکس
غم ترا ہوگا مت ہونگا [illegible] ہو گی

واعظا اک وقت مین دو کام نہین ہو سکتے
توبہ کر لین گے جو مے پینے سے فرصت ہوگی

بے گناہون کا کیا خون اسی ظالم نے
نا امیدی سے امیدون کو شکایت ہوگی

طپش برق کے مین طور پہ اب تک چرچے
کبھی تڑپی ترے دیدار کی حسرت ہوگی

دیکھ اے دل کہین دہوکا نہ حیا کا کہانا
شرم کی آڑ مین پوشیدہ شرارت ہوگی

جب کہا ضعف سے مرتا ہون تو ہنسکر بولے
اُس سے کیا ٹوٹے گا دم جسمین نہ طاقت ہوگی

عرصۂ حشر کہان رند خرابات کہان
جائین گے پینے پلانے سے جو فرصت ہوگی

کہتے ہین سب کچھ ابہی ہے جو شب وصل آئے
پھر نہ آنکھون مین مروت نہ اطاعت ہوگی

ذکر حشر آتا ہے قاتل تو یہ سوچ آتا ہے
ہائے اُس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

نزع میرا آپ کہان آئے ہین اُٹھئے اُٹھئے
جائیے جائیے ہونی ہے جو حالت ہوگی

حشر مین بھیڑ گناہون کی تو ہوگی پیچھے
اور گنہگارون کے آگے تری رحمت ہوگی

درد بہی اُٹھکے شب ہجر مین کہہ اُٹھتا ہے
بہائی مجھسے نہ ترے دل کی رفاقت ہوگی

یار آیا ہے عیادت کو تڑپ اور امیر
اُٹھ کہڑا ہوگا وہ ٹھہری جو طبیعت ہوگی

کہتے ہین دم ہی نہ نکلے گا جو الفت ہوگی
جان ہی کیا کوئی ظالم تری حسرت ہوگی

شیخ جی یون ہی جو مے پینے کی عادت ہوگی
ایک دن رہن یہ دستار فضیلت ہوگی

آرزو وصل کی اس ڈر سے نہین کر سکتا
دل شکستہ مرے ہمدم تری فرقت ہوگی

قہر پہنچے گا نہ محشر مین گنہگارون تک
راہ روکے ہوئے گھیرے ہوئے رحمت ہوگی

بے سبب دل نہین بےچین ہوا جاتا ہے
چٹکیان لیتی کسیکی کوئی حسرت ہوگی

کچھ بہی نکلی نہ ترے فتنۂ قد کے آگے
سمجھے تھے کوئی بڑی چیز قیامت ہوگی

دل کو دیجائیگی تسکین کسیکی تصویر
جان بچنے کی یہی ہجر مین صورت ہوگی

ابہی بیٹھے ہو تو آفت یہ ہے آفت برپا
اُٹھ کہڑے ہو گئے تو ایجان قیامت ہوگی

حال پوچھو نہ مرے دل کا مری جان مجھسے
تم جو لے لوگے خوشی سے وہی قیمت ہوگی

نزع مین کہتے ہو حوروں سے ہے بچنا مشکل
کیا تمہاری ہی سی اُنکی بھی طبیعت ہوگی

بوسہ مانگا جو پسِ وصل تو بولے ہان ہان
ابتو ہر وقت مری جان پر آفت ہوگی

دخترِ رز کا بھی جوبن نہ اُبھارے جسکو
ایسی مُرزل کسی زاہد کی طبیعت ہوگی

جب کہا مین نے کہ کچھہ دن ہی سے آنا تو کہا
شام سے پہلے ہی آئی تری شامت ہوگی

مستیان وصل مین عصمت کو تو سنبھالین گی
نہ ٹلیگی مری دشمن جو نزاکت ہوگی

جیتے جی وہ نہوا صاف تو سمجھا مین امیر
مٹی دینے کے لئے گر وکدورت ہوگی

روزِ فرقت بھی ہمین وصل کی لذت ہوگی
گردشِ چشم پری گردشِ قسمت ہوگی

کیا خبر تھی کہ جوانی تری آفت ہوگی
بات کرنی بھی غریبون کو مصیبت ہوگی

کہئے جو چاہیے مسجد مین جنابِ واعظ
آپ ایسے ہمسے تو میخانے مین حضرت ہوگی

کہتے ہین قہر کی حالت مین تو ہو طالبِ وصل
کیسے کھل کھیلوگے جب تمپہ عنایت ہوگی

ایک کی ایک کو ہوگی نہ خبر محشر مین
لیگی جو سبکی خبر وہ تری رحمت ہوگی

دردِ دل کہنے لگا مین تو وہ بولے بس بس
بیٹھے بیٹھے سن لینگے جو فرصت ہوگی

گدگدا بھی نہین سکتا مین شبِ وصل انکو
لبِ نازک کو ہنسی سے بھی اذیت ہوگی

صبح سے جب یہ غریب آگ ہے عکسِ رُخ سے
دان پڑہے کیا ترے آئینے کی صورت ہوگی

نارِ دوزخ پہ گمان ہے مجھے اے شاہدِ حسن
شوخ ہے تو کوئی تیری ہی شرارت ہوگی

قہر کے رعب سے پیچھے جو ہٹین گے مجرم
دل بڑہاتی ہوئی آگے تری رحمت ہوگی

حسرتِ مُردہ بھی نکلیگی نہ میرے دل سے
اسی ویرانے مین اسکی کہین تربت ہوگی

لاشِ دیوانۂ گیسو کی یونہی گڑوا دو
کنگھی چوٹی سے تمہین کاہے کو فرصت ہوگی

ہونٹھ کو ہونٹھ ترے چوستے ہین لکنت مین
یہ نئی بات ہے اب تجھسے رقابت ہوگی

صبح کو ہوگا گلہ چوس لی مسی میری
صدقے اُن ہونٹون کے جنسے یہ شکایت ہوگی

بڑھ رہی ہے صفتِ زلف نمود اسکی امیر
آگے بڑھکر یہی چوٹی کی ریاست ہوگی

ہر قدم پر جو یہی ناز کی صورت ہوگی
مین تو کیا تجھ پہ فدا تیری نزاکت ہوگی

ہاے کیا نزع مین اُسوقت قیامت ہوگی
جان جب حسرتِ دل سے مری رخصت ہوگی

دل تڑپتا ہے لحد مین تو یہ آتا ہے خیال
یون ہی بے چین مری قبر مین حسرت ہوگی

بجلی چمکی جو تبسم کی تو بولا وہ شوخ
کسی بے چین طبیعت کی شرارت ہوگی

بڑی سرکار ہے وہ یہ گنہ تھوڑے ہین
ہاے کیا حشر مین رحمت سے ندامت ہوگی

اُنکی تصویر سے اے دل نہ لپٹ ورنہ انہین
تیرے آغوش تصور سے بھی نفرت ہوگی

بے سبب نفس کشی کیا فقرا کرتے ہین
ترک لذت مین بھی اُنکو کوئی لذت ہوگی

دیکھ لیگا مری حالت جو محبت مین تو پھر
کوئی کمبخت ہی ہوگا جسے الفت ہوگی

سنتے ہین آج اُدھر جائیگا وہ حشر خرام
ہاے کیا گورِ غریبان مین قیامت ہوگی

وصل کی سنکے دعا تمنے بھی آمین کہی
اب اثر صدقے تو قربان اجابت ہوگی

چھوٹے سے قد پہ نہ اُس زلف کے جانا اے دل
ابھی آفت ہے بڑھیگی تو قیامت ہوگی

چار دن کا ہے تراطنطنہ منعم اک روز
کوسِ رحلت ترے دروازے کی نوبت ہوگی

سخت جانی مجھے مرنے بھی نہ دیگی دمِ ذبح
ہاے رسوا مرے قاتل کی نزاکت ہوگی

روزِ محشر نے درازی یہ کہان سے پائی
پردہ حشر مین میری شبِ فرقت ہوگی

کبھی آئیگا وہ دل مین کبھی آنکھون مین امیر
یہی خلوت مری ہوگی یہی جلوت ہوگی

مدحِ مژہ اُس رشکِ قمر کی جو رقم کی
چمکی وہ عبارت کہ رہی نوک قلم کی

کیا راہبری موت نے کی خضر کی صورت
بند آنکھ ہوئی تھی کہ کٹی راہِ عدم کی

مچلتی ہے کہیں خواہشِ دیدار دوبارہ
پھر برق سرِ طور کسی روز نہ چمکی

ہر چند وہ کرتے ہیں بہت پیار ابھی سے
رفتار قیامت کی ہے باتیں ہیں ستم کی

ہے غیر کے سینے میں جو داغِ غمِ ابرو
روشن ہے صنم خانے میں قندیل حرم کی

آتے ہیں بہت منزلِ ہستی میں مسافر
دیتا نہیں پر کوئی خبر اہلِ عدم کی

تا حشر بیان امیر اُسکی گلی کا جو پسِ مرگ
آئی مرے مرقد میں ہوا باغِ ارم کی

طوفان مرے رونے کے سمندر سے بڑھینگے
انجم سے کہیں داغ آہ کی صرصر سے بڑھیں گے

جنت کے جو طالب ہوں سدھاریں سوئے جنت
اپنے نہ قدم کوچۂ دلبر سے ہٹیں گے

ہر چند لڑکپن میں ہے بوٹا سا قد اُنکا
ہوں گے دو قدم سرو و صنوبر سے بڑھیں گے

قسمت سے جو پایا ہے خدمت ساقی
کھینچے قدم اپنے صفِ لشکر سے بڑھیں گے

دوزخ کے سزاوار نہ فردوس کے قابل
ہم لوگ شمار صفِ محشر سے بڑھیں گے

کام آئینگے محشر میں امیر اشکِ ندامت
قیمت میں یہ قطرے دُرِ گوہر سے بڑھیں گے

جان لیکر بھی نہیں دل سے یہ ہٹنے والے
تیرے گیسو ہیں بلا ہو کے لپٹنے والے

آج تو دعوت ہے آپ کو کرنی ہوگی
رندیوں حضرتِ واعظ نہیں ہٹنے والے

کی نظر بھی تو نگاہِ غلط انداز سے کی
تیر بھی تم نے لگائے تو اُچٹنے والے

کوئے قاتل میں جو چلنا ہو چلو مشتاقو
ہار زخموں کے ہیں سر کا میں سٹنے والے

دامن اُس گل کا یہ کہتا ہے کہ ہمکو نہ چھوؤ
ہم لچک لو بھی بگڑ کر ہیں سمٹنے والے

دست جاناں سے گریباں کے اڑینگے پرزے
اے جنوں یہ ترے ہاتھوں نہیں پھٹنے والے

میان میں تیغ وہ کرتا ہے تو کہتی ہے قضا
اور دو چار ابھی سر ہیں ابھی کٹنے والے

اپنے مشتاقوں سے گھونگٹ نہ کرا اے شاہد گل
ہیں یہ شیشے بھی سینے سے لپٹنے والے

شان اللہ کی اُس بزم مین ناصح بھی ہین چُپ
بت سے بنے بیٹھے ہین ہر بات کے رٹنے والے

عشق سے پیچے پہ نظر کرے اگر عاشقِ قد
کہ درختون سے لپٹتے ہین لپٹنے والے

قیمتِ جام مین کرتے ہین طلب دولتِ جم
دام کب بادہ فروشون سے ہین پٹنے والے

خون ہو طالبِ دیدار کا یا دم اُس لئے
وہ تو پردہ نہین چہرے سے اُلٹنے والے

تھا ابھی وصل کا اقرار ابھی ہے انکار
بارک اللہ زبان دیکے پلٹنے والے

رہنے دو تم ابھی دیوان کو چھانٹو نہ امیر
آپ چھٹ جائینگے جو شعر ہین چھنٹنے والے

میرے گھر رات ان اشکون کی جھڑی رہتی ہے
ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے

بیخودی مین بھی مین دیدار سے محروم نہین
دل کہین ہو مگر آنکھ اُس سے لڑی رہتی ہے

اور پردے نہین ہوتے جو شبِ وصل تو کیا
بیچ مین شرم کی چلمن تو پڑی رہتی ہے

کس طرح کرتے ہو اورون کے جگر مین سوراخ
نوکِ مژگان تو مرے دل مین گڑی رہتی ہے

وادیِ عشق وہ وادی ہے جہان مرکے امیر
برسون بے گور و کفن لاش پڑی رہتی ہے

جو نازک طبع ہین محفوظ ہین قہرِ الٰہی سے
کبھی چھالے حبابون کے نہ پھوٹے تباہی سے

یہ آب و تاب ہے دو چار دن دولت پناہی سے
ٹپک جائین گے آنسو بنکے موتی تاجِ شاہی سے

ملا کیا من و سلویٰ ہمکو بھی فضلِ الٰہی سے
مزے اُٹھے نہ صاف و کباب مرغ و ماہی سے

وہ آنکھین دیکھکر عاشق کو اپنے پھیر لیتے ہین
خدا کی شان رہزن بھاگتے ہین دور ہی سے

بنائی ظالم و مظلوم کی شکل ایک گردون نے
مشابہ دامِ ماہی گیر بھی ہے پشتِ ماہی سے

بہت مشتاق ہون دو بول قاضی آکے پڑھجائے
ہوئی ہے دخت رز ہشیار اب فضلِ الٰہی سے

کھلی جنت مین زلفِ حور تو جنت سے مین بھاگا
ڈرا اتنا اسقدر شبہائے فرقت کی سیاہی سے

کیا دریا کو یہ صحرا ہماری گرم آہون نے
کہ رہ وین مچھلیان پانی کی لنگر ریگ ماہی سے

ہ مجرم ہون گنہ کا عذر بھی مین کر نہین کرسکتا
کہ رحمت اوسکی شرماتی ہی میری عذرخواہی سے

سلامت اشک تہمت سے رقیبون کی نہ ڈرا دل
ہوا دامان یوسف پاک لڑکے کی گواہی سے

وال حسن مین یون چہرۂ جانان پہ خط نکلا
نکل پڑتے ہین لڑکے جسطرح گہر کی تباہی سے

ہ پہلے رہے رحمت دیکھ لین حشر آنے دو
گنہگاری مری جیتے گی میدان بیگناہی سے

ین وہ غربت زدہ ہون میری غربت جیسے دیکھی ہی
گلے مل مل کے رہزن روتے ہین ایک ایک راہی سے

یان کاٹین جو کمر تری کا آب آسے گلہ لب تک
تبرک ملگیا ہمکو بھی درگاہِ الٰہی سے

ندا سے ڈر نہ کراے روح عزرائیل کا شکوہ
کہ ہر جلاّد گردن مارتا ہے حکم شاہی سے

بیابان مرگ ہین اہلِ وطن کا شک گزرتا ہے
لپٹتی ہے ہماری خاک امیر ایک ایک راہی سے

ہ خوش ہنگام آرایش ہین اپنی کجکلاہی سے
لرزتا ہے مرا دل آئینے کی بدنگاہی سے

رہی یون آنکھ اپنی چشم قاتل سے تہِ خنجر
سپاہی رو رہے میدان جیسے لڑتا ہے سپاہی سے

راموشی جو انکی ہے تو ہم بھی ٹال دینگے
خطا ثابت کرے کون اپنے ذمے عذرخواہی سے

ندا سے ڈر نہ کر اندیرا سے تہمت سے اتنا
دبے جاتے ہین گیسوے بتان تیری سیاہی سے

سنا ہے غیر سے تہنے کہ تم ہو حسن مین یکتا
یہ دعوے سچ مگر ثابت ہوا جہوٹی گواہی سے

مرا دل اوستمگر نے چلتے چلتے کر دیا چہلنی
لگائین برچھیان مڑ مڑ کے کیا کیا کج نگاہی سے

زوال حسن ہے اب کیون تمہارے گہر عاشق
کرو رخصت ہون پروانے چراغِ صبحگاہی سے

شب فرقت کا نقشا کہینچا نقاشِ قدرت نے
ہوا ہے رنگ شاید گورِ کافر کی سیاہی سے

سوالِ مے کہین ساقی سے تیری ست کرتے ہین
کہا ہوگا کبھی منہ تو کہا ہوگا حجابی سے

لہان ہین مضطرب جیسے جہان مین بارہا ہمنے
تڑپنا لوٹنا چہڑوا دیا ہے برق و ماہی سے

ہمارے دل کا آئینہ سرِ محفل تو کہینچا ہے
زیادہ اب ہے بیتابی تو انکی کم نگاہی سے

سیہ طالع تو ہون پر ہین دو عالم مجہسے یون روشن
کہ نور آنکھون مین ہے جسطرح پتلی کی سیاہی سے

الٰہی وہ بھی دن آئے کہ وہ بت مجکو بلوائے
کہوں مین ایک دم فرصت نہین یاد الٰہی سے

امیر اب جلد ہستی سے چلو سوئے عدم اٹھو
نہ مانے گی اجل کچھ فائدہ کیا عذرخواہی سے

رتبہ شہید عشق کا گر جان جائیے
قربان ہونے والے پہ قربان جائیے

اچھی نہین اطاعت عاشق کی [illegible]
کہنا رقیب کا نہ کہین مان جائیے

خنجر کمر سے کھینچ کے گردن پہ رکھ دیا
اور بولے اب تو کہہ ترے قربان جائیے

کہتے ہین گھر کو کوئی [illegible] نہین
صاحب یہان نہ چھوڑ کے ارمان جائیے

عاشق کی لاش پر سے جو اٹھنا ہے تو ضرور
صورت ذرا بنا کے پریشان جائیے

کہدو تو ہو سکے کوئی کہین پوچھتا نہین
پوچھے تو لا کہ مرتبہ مہمان جائیے

قاضی سے جا کے وارث [illegible] کوئی کہے
سینہ کی قلندروں کی [illegible] جائیے

اچھا ہوا کہ حضرت دل [illegible] گئے
کس نے کہا تھا بنکے نگہبان جائیے

جیسا ہو ویسا [illegible] ویسا ہی چاہیے
جنگل کو چاک کر کے گریبان جائیے

کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑ گیا
رٹ ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا ملا کے خاک مین ارمان جائیے

چھوڑا نہ آپ آئنہ خانے مین کھو لیے
ایسا نہو کہ ہو کے پریشان جائیے

آخر ہوئے نہ حضرت دل آپ وان ذلیل
ہان اور دوڑ دوڑ کے مہمان جائیے

آخر ہے رات وصل کی کب تک نہین نہین
بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

خلوت مین اسکے دل کو تو لیجا سکے امیر
پر دل مین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

پہچان پر ہے ناز تو پہچان جائیے
کیا ہے ہمارے دل مین بہانا جان جائیے

گھر غیر کے [illegible] سے مری جان جائیے
شوخی و شرم دونوں نگہبان جائیے

اس بانکپن سے قتل ہوا ہوں کہ کہہ اٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

مانی ہیں میں نے سیکڑوں باتیں تمام عمر
آج آپ ایک بات مری مان جائیے

کہنے میں آپکے دوپٹے سے پانی کا کیا
ہاں تاک جھانک ہو اگر حیران جائیے

یہ التماس بلا ہے دو غنچہ حبیب
کیونکر کہوں خدا سے نگہبان جائیے

محشر میں ہی شہید تہ کو ہے یہ شرط
اک ہاتھ اور بھی ترے قربان جائیے

آنسو نہ پال کے ہوے دو نزع اسلیے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

جانے کو منع میں نہیں کرتا مگر حضور
دل سے مرے نکال کے ارمان جائیے

اٹھ جیتے انوں سے کہتی ہیں یہ حسرتیں مری
ان ناوکوں سے سینہ و دل چھان جائیے

ہوں آشنا خدا سے تو کعبے کو جائیں ہم
ہو میزبان سے رسم تو مہمان جائیے

باتیں یہ آپ ہیں تو نکلتا نہیں ہے دم
مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

کیا ہند میں کمی ہے معشوق کی امیر
شیراز جائیے نہ خراسان جائیے

چاندنی میں جو وہ آ جاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

اسقدر زار ہے عاشق تیرا
رنگ کے ساتھ اڑا جاتا ہے

ہر تکلف میں ہوں وہ شمشیر بکف
فیصلہ آج ہوا جاتا ہے

آئنہ دیکھکے شرمائیں نہ آپ
دیکھیے کوئی کھایا جاتا ہے

دل لگی سمجھے ہو دل کا آنا +
جان جاتی ہے جب آ جاتا ہے

اتنی تیزی نہ کرا اے نشۂ حسن
کوئی بیہوش ہوا جاتا ہے

کہیے مطلب کی جو اس سے تو امیر
سنکے وہ صاف اڑا جاتا ہے

عکس آئینہ سے یہ ظاہر ہے
تو ہی اول ہے تو ہی آخر ہے

[illegible] ‏ — کچھ عجب نہیں وہ قادر ہے

[illegible] نہیں باقی — میں کرون کیا تمہاری خاطر ہے

[illegible] — [illegible] وہ حاضر ہے

[illegible] — [illegible] نادر ہے

[illegible] — [illegible] وہ مسافر ہے

دل عشق میں یہ حال [illegible]

تو آغاز [illegible] آخر [illegible]

[illegible] — [illegible] دیکھیے کب تک رہے

پھول [illegible] باغ میں [illegible] — گلبدنوں کی بہار دیکھیے کب تک رہے

[illegible] — [illegible] دیکھیے کب تک رہے

ساقی [illegible] — [illegible] دیکھیے کب تک رہے

[illegible]

[illegible] دیکھیے کب تک رہے

کہوں کیا کہ وہ شوخ کیا آدمی ہے — عجب [illegible] کا آدمی ہے

نہیں [illegible] چشم پر [illegible] + — [illegible] میں اچھا برا آدمی ہے

جو سمجھے کہ میں ہوں زمانے سے چھوٹا — وہی فی الحقیقت بڑا آدمی ہے

بتوں میں خدائی کا جلوہ دکھایا — برہمن بھی کیا باخدا آدمی ہے

برائی مری سنکے غیروں سے بولے — یہ سب سچ مگر ہائے کیا آدمی ہے

امیر [illegible] سے لامکان تک رسائی

فرشتے سے بھی کچھ سوا آدمی ہے +

کوچۂ یار پر [illegible] صدقے — سگِ محبوب پر [illegible] صدقے

ایک سیدھی نگاہ پر تیری
لاکھ بانکوں کا بانکپن صدقے

تو وہ ہے شمع انجمن جس پر
انجمن کی سب انجمن صدقے

خط عارض پہ سبزہ زار نثار
گل رخسار پر چمن صدقے

دختر رز کو دیکھ لے جو کبھی
کہ آٹھے شیخ زمان من صدقے

تیرے کوچے سے گھر کو کیا نسبت
ایسی غربت پہ سو وطن صدقے

یاد آتا ہے ان کا یہ کہنا
تجھ پہ میں اے امیر من صدقے

منکر دل ہی ہمارا گھستے اور ٹوٹ جائے
آئنہ ہی دیوار بیٹھے [illegible] بنے اور ٹوٹ جائے

غیر نے تیری کی سختی [illegible]
[illegible] بنے اور ٹوٹ جائے

وفا سے تیغ [illegible] کو [illegible]
[illegible] بنے اور ٹوٹ جائے

دل شکستہ کیوں نہ ہو [illegible] کا
[illegible] بنے اور ٹوٹ جائے

تیغ ابرو کا ہے [illegible] پانی سے [illegible]
جیسے [illegible] کا کوئی خنجر بنے اور ٹوٹ جائے

ہوں وہ دیوانہ جو رکھوں دشت وحشت میں قدم
[illegible] اون میں [illegible] نشتر بنے اور ٹوٹ جائے

کشتی مے جوش وصل گل سے [illegible]
توبہ [illegible] لنگر بنے اور ٹوٹ جائے

بحر ہستی میں تن انسان حباب آب ہے
[illegible] میں نہ کیوں یہ گھر بنے اور ٹوٹ جائے

دل شکستہ ہوں کھنچے مانی سے کیا پوری شبیہ
پاؤں کھنچکر ہوں شکستہ سر بنے اور ٹوٹ جائے

برہمن تجھ سے جو اس بت کی کہوں سنگیں دلی
سنتے سنتے دل ترا پتھر بنے اور ٹوٹ جائے

آنکھ تیری آگے گردش میں جھپک جائے اگر
اک نگہ میں ساقیا ساغر بنے اور ٹوٹ جائے

ہے زمین سست میں برباد کاوش اے امیر
جیسے ریگستان میں چاہ اک بنے اور ٹوٹ جائے

یوں آنسوؤں سے ہے دل مضطر کی خرابی
برسات میں ہو جیسے کسی گھر کی خرابی

سب قالب بیجان کی طرح روح سے خالی
کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے گھر کی خرابی

دل خانۂ آباد ہو برباد کرے عشق
ظالم ہو جو حاکم تو ہے کشور کی خرابی

واعظ سے کہے کوئی کہ بس [illegible]
تا چند یہ محراب کی منبر کی خرابی

سو گنج وان دین جو ہون آب تمام کے بیکش
صدقے کے لگے ہاتھ تو ہے زر کی خرابی

ہرچند کہ ہو صاف سخن لاف سے بیجا
ہوتی ہے گرہ جب بیان سے گوہر کی خرابی

ہے سست تا مضامین سے امیر اپنی غزل سست
ہے ناخلف اولاد سے اس گھر کی خرابی

کیونکر نہین نہ اسکی نظر سے گرے ہوئے
[illegible] تاب سے خیال [illegible] ہوئے

فرہاد و قیس و نل کا تمام ذکر آگیا
[illegible] عاشقی کے وہ [illegible] ہوئے

ساقی جو برق سے کہین شیشے سے جلوہ گر
گلشن پہ کیا سیاہ ہین بادل گھرے ہوئے

اللہ رے کہ جان غنیمون کی اب بچے
ترکون کے خیمون مین ہین چھپے ہوئے

جیسے پڑی ہے آنکھ کسی ماہ وش صاف پر
ہین یہ وہ ماہ دونون نظر سے گرے ہوئے

اللہ رے انقلاب زمانہ کہ اندنون +
جو اس سے سر پڑے تھے وہی اس سر ہوئے

پلکون کو اور یار کی آنکھون کو دیکھ لو
نیزہ دون مین دو غزال ہین گویا گھرے ہوئے

دیوان مین لکھدیا جو کبھی ضعف دل کا حال
بہتر ہین ہوئین خفیف ورق جھڑ کے ہوئے

گیسو کا بوسہ دین وہ اگر سے لیکے نقد دل
نقصان نہین ہے دام [illegible] ہوئے

کیا ستہ چڑھین گے خال رخ یار کے امیر
انجم ہین آپ اپنی نظر سے گرے ہوئے

جبین قمر ہے ہلال ابرو تو چہرہ غصے سے لال ہی ہے
بتون سے ظاہر ہے شان خالق جمال بھی ہے جلال بھی ہے

مین تیرہ بختی سے اپنی خوش ہون کہ تیرہ وہ زلف و خال بھی ہے
خدا کے گھر کا غلاف کالا سیاہ رنگ بلال بھی ہے

کشیدہ ابرو ہین اس قمر کے تو روئے پر نور لال ہی ہے
یہ خوبی چہرہ ثابت کہ مہر بھی ہے ہلال بھی ہے

رنگ کیا دیں جو کچھ ہو دینا کرم کیا پوچھتا ہی اُس سے
گو وہ تیز حال ہی ہو گدا کی صورت سوال ہی ہے

یہ کسکو دیکھا کہ ہو گئی چپ ہوئی فراموش ساری ہر چق
چھپے ہیں مثل واعظ صوفی کرینگے کیا وجد حال ہی ہے

بٹھا کے در پر رقیب کو وہ مرے گھر آئیں گے دیکھنے کو
خوشی تو ہے ... دل کو لیکن یہ شک کہ کچھ چال ہی ہے

کسے یہ زاہد سے کوئی جا کر کہ میری بخشش کا کیوں ہے منکر
گناہ کرتا تو ہوں میں بیشک مگر خدا کا فضل ہی ہے

اگرچہ افلاس میں ہوں لیکن نظر ہے میری بلند اتنی
... دولت کو نہ کبھی چاہوں ... سوال ... ہے

وہ قد قیامت وہ چال آفت غضب ہے دریا کی چتونیں
نگاہ ناوک ہے برق ہے ... بال ہی ہے

چتون کی آفت ... ہے ...
وہ سر قیامت ... ال ہی ہے

ہاتھ سے طوق ... گردن میں ...
سیکڑوں ... ہم نے لوٹا کیے

ہم وہ میکش تھے کہ پی پی تک شراب
دامن قاضی سے منہ پونچھا کیے

حضرت ناصح یہاں آئے تھے آج
دیر تک کچھ بیٹھے جھک مارا کیے

آئینے کو تمنے دکھلایا جمال
ہم کنارے بیٹھے منہ دیکھا کیے

مٹ گئے جب داغِ دل بولا وہ گل
پھول جو ہنسنے دیے تھے کیا کیے

دخترِ رز آئی ہمارے پاس امیر
اور میکش دور سے تاکا کیے

دن جوانی کے گئے پیری سفر کا وقت ہے
رات گذری چونک اے غافل سحر کا وقت ہے

چشم پوشی سے تغافل سے حذر کا وقت ہے
دم ہے آنکھوں میں ترحم کی نظر کا وقت ہے

وصل کی شب کچھ ابھی ہے یا سحر کا وقت ہے
کان بجتے ہیں الٰہی یا گجر کا وقت ہے

کہہ کہاں جاؤ گے خسخانے میں چلکر سو رہو
دھوپ پڑتی ہے غضب کی دوپہر کا وقت ہے

اضطرابِ دل ہوا پیدا جو ہنگامِ دعا
ہو گیا پورا یقین مجھکو اثر کا وقت ہے

اسقدر رہرو کیا پاؤں پھیلائے ہوے
زنگ کی آواز آتی ہے سفر کا وقت ہے

تاب رخ میں زلف کھتی ہے دل عشاق سے
دھوپ سے سایے میں ٹھہرو دوپہر کا وقت ہے

خود بخود سینے میں کیوں ٹکڑے ہوا جاتا ہے دل
شاید اُس کوچے میں قتلِ نامہ بر کا وقت ہے

روکتا ہوں میں تو کہتے ہیں وہ دامن کھینچکر
بیٹھو جانے دو دھندلکے میں سحر کا وقت ہے

نیک ساعت ہے دعا سے وصل اسدم مانگیا
آنکھیں یہ آئی ہیں اختر کے گذر کا وقت ہے

ضعف تن سے جا بجا ہی میں تیرے کوچے [illegible]
ٹہریاں چٹکیں تو میں سمجھا گجر کا وقت ہے

ایکدم مجھ زار کو فرصت تڑپنے سے نہیں
درد دل کے لیے ہی درد جگر کا وقت ہے

[illegible] ہوتے [illegible] قتل ہو جاتا ہے وہ شوخ
اے نگاہ یاس یہ تیرے [illegible] کا وقت ہے

گربیان اُس [illegible] ہو گئے [illegible]
آفت [illegible] آیا [illegible] سر دوپہر کا وقت ہے

رات گذری [illegible] کر دعا [illegible]
[illegible] کا وقت ہے

صبا [illegible] آ گئی
کہ [illegible] گئی

ادا [illegible] کیسا ستم ڈھا گئی
قضا [illegible] گئی

جہاں سے مجھے لائی تھی [illegible]
دہن [illegible] کھلا کے کھینچا گئی

صدا خاک لیلیٰ سے آئی کہ قیس
[illegible] گئی

خدا جانے وہ تیغ کیا وقت قتل
گلے ملکے بسمل کو سمجھا گئی

ستم لذت نیستی نے کیا
مجھے میرے ہاتھوں سے ٹلوا گئی

وہ بیمار بیکس ہوں میں ناتوان
تڑپ آکے کروٹ بدلوا گئی

مرے عشق کی وجہ ناصح نہ پوچھ
طبیعت ہی تو ہے ادھر آ گئی

غضب آ گیا جان عشاق پر
جہاں کوئی ہچکی انھیں آ گئی

ذرا اپنی مہندی سے پوچھو تو تم
مرے دل میں کیوں آگ بھڑکا گئی

رہا وصل میں بھی میں محروم وصل
حیا اُسکو پردے میں بٹھلا گئی

بڑی بیوفا عمر رفتہ تھی ہائے
مسافر کو رستے مین لٹوا گئی

ہوئی وصل مین بھی نہ خلوت نصیب
جو شوخی ہٹی تو حیا آ گئی

بلایا تو تھا مین نے تجھکو حیا
لپٹ کر ترے ساتھ کیون آ گئی

عدم کا بھی رستہ نہ سیدھا رہا
کہ اسکی کمر آج بل کھا گئی

یہ کیون غمزے کرتی ہے عشاق سے
قضا کو کہان سے ادا آ گئی

ترے رنگ کے کس گئے گل امیر
طبیعت جہان رنگ پر آ گئی

وہ صورت تصور مین کیا آ گئی
پری آ کے تصویر کھچوا گئی

نئی چشم ساقی کو موج آ گئی
مری عمر کا جام چھلکا گئی

تری طرح کیا وہ بھی ہے سوگوار
ہنسی میرے پھولون پہ کیون آ گئی

کہا جھک کے مینا نے کچھ جام سے
بری بات اے دخت رز آ گئی

نہ آئے اگر یار پیمان شکن
اجل آنے مین تو نہ کرنا گئی

کہان مرے درد کی کچھ نہ تھی
مگر سارے مجلس کو بٹھوا گئی

کھلا انکا جوڑا تو دشمن کے گھر
اندھیری مرے گھر مین کیون چھا گئی

قیامت ہے واعظ اسی تاک مین
ادھر تو نے پی اور ادھر آ گئی

پسینے مین کیون ڈوبتی تیغ یار
کیا اسنے عریان تو شرم آ گئی

چھوا رخ کو دل سے لیکے اس نے
وہ قرآن کی جھوٹی قسم کھا گئی

قیامت ہین اے یاس جھونکے ترے
مری شاخ امید مرجھا گئی

مرے دل کی اللہ رے بربادیان
کہ وحشت بھی تنگ آ کے گھبرا گئی

نظر تنے گھونگھٹ اٹھا کر جو کی
عروس بہار اور بشرما گئی

مراد دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی
چمن مین جو کھلتے ہی مرجھا گئی

نہ تھی تیرے مرنے کے یہ دن نعیم
خدا جانے کس کی نظر کھا گئی

ادھر بس شرم ادھر توبہ ٹوٹی امید
شکست آئی دونوں طرف آ گئی

اسکی شوخی شرارت میں اسکی گردن تیغ میں ہے
وہ آب ہر سبزہ زار میں ہے وہ لالہ ہر کوہسار میں ہے

ہوا ہے اس زلف و رخ کا سودا نہیں ہے کہ وہ آرام
[illegible] اپنا تو ایک ملک تاتار میں ہے

ہوئی ہے ہم داغ کھا کے آخر اثر ہے سوز جگر کا
[illegible] جادو مزا یہی لالہ زار میں ہے

جو حال چشم پر آب کہیے تو یاد اون کا نہ آتے
[illegible] کہ اب بھی بیا غبار میں ہے

ہوا [illegible]
[illegible] گرستہ قافلے [illegible] میں ہے

[illegible] تنگ [illegible] کو [illegible]
[illegible] ایک سو [illegible] میں ہے

[illegible]
[illegible] ساغر [illegible] میں ہے

چلی [illegible] تیغ قاتل [illegible]
[illegible] کس سے [illegible] ایک [illegible] میں ہے

[illegible]
[illegible] تلاش محمل [illegible] میں ہے

ہوا میں [illegible]
[illegible] یہ جسم سوزان شرار سنگ مزار میں ہے

تنی ان آنکھوں [illegible] پھوٹی [illegible]
[illegible] شاید چمن کا پانی خمیر [illegible] میں ہے

گدا نہ رو کر [illegible] جواب [illegible]
تخیل در بند کر کے بیٹھا کہ کوئی مردہ مزار میں ہے

ہوے جو ان سے عدم کو راہی وہی ہے [illegible] کی تیاری
مکان میں میرے جو تھی سیاہی وہی اندھیر مزار میں ہے

امید کو ہے [illegible] ایک بھی پانی کا ہے تقاضا
غبار اٹھتا نہیں ہے [illegible] تلاش ابر بہار میں ہے

کہیں یہ بھی نہ چھپ جائے نظر سے
نزاکت لپٹی جاتی ہے کمر سے

وہ فتنہ حشر میں اٹھتے کہتے
گرا دے تو جسے اپنی نظر سے

نہ آیا تیر جب کوئی ادھر سے
لپٹ کر خوب رویا دل جگر سے

بلاتی ہے شام غم اے صبح وصلت
نکالا تو نے آکر بھرے گھر سے

تڑپنے کا مزہ جی بھر کے لیلون
ذرا تھم تھم کے درد اٹھے جگر سے

مبارک تجکو اے شوق شہادت
وہ لی تلوار قاتل نے کمر سے

ستم ہے تیر سے ہوتے آب پیکان
مرا دل یون بھر پانی کو ترسے

ہجوم آرزو ہے وقت آخر
پتنگے سے لپٹے ہین شمع سحر سے

خدا کو رحم آیا بیکسی پر
کہان چھپتا ہون مین گر کر نظر سے

مسی چھوٹی ہوئی سوکھے ہوئے ہونٹھ
یہ صورت اور آپ آتے ہین گھر سے

ذرا ٹھہرو ابھی جوڑا نہ کھولو
نزاکت پوچھ لے پہلے کمر سے

وہ آئینے سے اپنے پوچھتے ہین
کوئی ہم سا بھی گزرا ہے نظر سے

بلا لو سامنے دیکھو تو کیسا
تڑپ کر آئینہ نکلا ہے گھر سے

ہدف ہونے کو اللہ ری تمنا
جگر آگے ہے دل سے دل جگر سے

تڑپ اس برق کو مین نے سکھائی
چمک ہے درد کی میرے جگر سے

خدا حافظ ہے اب میری نظر کا
کہ لڑنے جاتی ہے اسکی نظر سے

نہین سنتی اجل بھی میری فریاد
مگر سیکھے ہین یہ غمزے اثر سے

تبسم نے نمک چھڑکا یہ کہکر
مین ہنستا ہون ترے زخم جگر سے

امیر اس قتلگہ کو لیچلا ہے
لپٹ کر خود سرا دامن کمر سے

حشر مین جسنے کہا بندہ خطاکارون مین ہے
رحمت اسکی بولی چل تو گن گنہگارون مین ہے

پھنک رہا ہون ہجر مین پر دھیان رخسارون مین ہے
جان پھولون مین پڑی ہے جسم انگارون مین ہے

مغفرت کا تو جو طالب ہے تو زاہد آ ادھر
پیار کرتی ہے وہ میخوارون کو میخوارون مین ہے

مین ہون عاجز اور اسکو عاجزی محبوب ہے
بے نیازی اسکی میرے نازبردارون مین ہے

ڈھونڈتا ہے اسکو اے زاہد تو اپنے دل مین ڈھونڈ
چھپتا مین کعبے کی نہ وہ کعبے کی دیوارون مین ہے

شوخ وہ ہم مضطرب وہ نازنین ہم ناتوان
ملتی جلتی یار سے ہے بات جو یارون مین ہے

حشر کے دن دیکھکر آغوش رحمت مین مجھے
پوچھتی ہے خلق تو کسکے گنہگارون مین ہے

کیا نمود آفتاب حشر داغون کے حضور
وہ بھی اک چھوٹا سا انگارا ان انگارون مین ہے

اسکو اے ساقی اٹھا دے کام کیا اسکا یہان
یہ تکلف بھی ہے کیا سیکش جو میخوارون مین ہے

حسن و عصمت دونون یکجا ہون یہ ممکن ہی نہین
گھر مین وہ پردہ نشین ہی شور بازارون مین ہے

پونچھتی ہے میرے آنسو مرگ دشمن کی خوشی
ہون مین وہ ناشاد شادی میرے غمخوارون مین ہے

ابر جب گھر گھر کے آتا ہے پلاتا ہے شراب
رحمت اسکی آج ساقی بنکے میخوارون مین ہے

لینے آئی ہے اجل کسکو عدم کو جائے کون
اتنی طاقت اب کہان فرقت کے بیمارون مین ہے

صورت آئینہ ہر صورت سے ہے وہ آشنا
یار اگر یارون مین ہے عیار عیارون مین ہے

گھر وہی ہے جسکے دن بھی یورہے تو وصل تھا
دل مین وحشت ہے درون مین نہ دیوارون مین ہے

ہے صدا حاتم کی در پر میرے آقا کے امیر
یہ خدا رکھے عجب زر بار دربارون مین ہے

سرکا خنجر جو دست نازنین سے
چھری جھنجھلا کے لی چین جبین سے

یہ ظاہر ہے دل اندوہگین سے
کہ ظالم چوٹ کھا آیا کہین سے

اُٹھے جب گرد باد آسا کہین سے
زمین کچھ لیکے اُٹھے ہم زمین سے

کہان کا پردہ وقت رقص بسمل
نکل آئی کلائی آستین سے

بچونگا ہجر مین تو وصل کی شب
وہ مجھکو مار ڈالین گے نہین سے

نہین منہ سے جو نکلی پھر کہان ہان
خدا محفوظ رکھے اس نہین سے

کبھی چھپ کر بھی مجھکو دیکھ لے گی
زرا پوچھو تو چشم شرمگین سے

اُٹھایا برہمی سے اُسنے گھونگٹ
جبین پیدا ہوئی چین جبین سے

سوال بوسہ لب تک کیونکر آئے
حیا آتی ہے چشمِ شرمگین سے

حذر مے سے مسلم اور جو واعظ
ملے دستِ بتانِ نازنین سے

کیا کیا دخترِ رز نے وصل مین کام
نزاکت چھین لی اُس نازنین سے

یہ کسکا آستانہ ہے کہ سجدے
گرے پڑتے ہین آغوشِ جبین سے

صبا آتی ہے اٹھلاتی ہوئی آج
کوئی پیغام لائی ہے کہین سے

جفاے آسمان کی داستانین
سنو گورِ غریبان کی زمین سے

پس مردن تصور مین کسی کے
لپٹ جاتا ہون تربت کی زمین سے

چرا و بھیک مانگو اُن کو کیا کام
اُٹھین روز اک نیا دل دو کہین سے

مقابل آئنہ ہے آنکھ اُٹھاؤ
ہنسو بولو کچھ اپنے ہمنشین سے

یہ غصہ ہے کہ دیکھا آئنہ کیون
حیا روٹھی ہے چشمِ شرمگین سے

وہ نقشِ دلنشین ہے نام تیرا
ملے تو چھین کر لیلون نگین سے

چڑھاؤ تیوریان تم آئے پر
تمہارے ناز اُٹھین گے ہمین سے

غضب کا وقت ہے ہوتی ہین رخصت
تمنائین نگاہِ واپسین سے

اجل بھی چیخ اُٹھی ہمنے دمِ نزع
وہ چٹکی لی نگاہِ واپسین سے

امیر آئے وہ سب قسمت مین میری
مٹے جو بل حسینون کی جبین سے

جو تم ہو مرے دل مین تو دل ہی ہے
یہی گھر ہے لیلے کا محمل یہی ہے

ترا دوست میرا عدو دل ہی ہے
ترا بسمل اور میرا قاتل یہی ہے

ستم ہے نکیلی چھری اُس نگہ کی
کلیجے مین رکھنے کے قابل یہی ہے

رہِ عشق مین جس جگہ گر پڑا مین
کہا ضعف نے تیری منزل یہی ہے

نہ چھوڑون گا مین تیرے ناوک کو ظالم
کہ حسرت بھرے دل کا قاتل یہی ہے

مرے دل کو ٹھکرا کے مجھسے وہ بولے
بڑی دہوم جسکی تھی وہ دل یہی ہے

نہین اُسکو دشوار کچھ ذبح کرنا
مین ہون سخت جان سخت مشکل یہی ہے

وہ صورت تصور سے ہٹنے نپائے
ترا حسن اے عشق کامل یہی ہے

مرے ناتوان دل کو دیکھا تو بولے
ہلا دے گا جو عرش وہ دل یہی ہے

اجل گور تک مجکو کھینچا کے بولی
مسافر ٹھہر تیری منزل یہی ہے

امیر اس کرم پر مین صدقے کہ اُسنے
کہا میری رحمت کے قابل یہی ہے

خفا جس سے بیٹھے ہے وہ دل یہی ہے
جو زندہ ہے مُردون مین شامل یہی ہے

تڑپ کر ہمین دل نے مارا تو سمجھے
کہ بسمل کے پردے مین قاتل یہی ہے

نہ گھبرا تہ خنجر عشق دم سے
مزے کا تو وقت آمین ایدل یہی ہے

کھلا تختہ لالے کا تو مین یہ سمجھا
کہ اُسکی شہیدون کی محفل یہی ہے

خدا وادیِ امتحان مین سنبھالے
کڑی راہ الفت مین منزل یہی ہے

مری لاش پامال کرتا ہے ظالم
ارے جان دینے کا حاصل یہی ہے

تماشا مرے دل کے داغون کا دیکھو
چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے

کلی پہول کی ملکے چٹکی سے اُسنے
کہا مجھسے کیون آپکا دل یہی ہے

عدم مین فراقِ احبا کا غم کیا
یہین آئین گے سب کی منزل یہی ہے

مرا دل ہی دشمن ہے دلبر کرے کیا
وہ ہے مفت بدنام قاتل یہی ہے

کمالِ طلب ہے جو خود ہو وہ طالب
وہ کھنچ آئے خود جذب کامل یہی ہے

جسے شیشہ سمجھا ہے اے محتسب تو
نہ توڑ اسکو ظالم مرا دل یہی ہے

عدو کو مین اُس بزم سے تو اٹھاؤن
جگہ اُسکی دل مین ہی مشکل یہی ہے

دلِ دشمن اُس حور کا گھر بنا ہے
جہنم مین فردوس منزل یہی ہے

امیر اُس سے تیور برے کھڑے رہے ہین
تری بانکی چتون کا بسمل یہی ہے

یہ کس بیدرد کس ظالم پر اپنا دم نکلتا ہے　یہ رہ رہ کر کلیجا چٹکیون سے کون ملتا ہے
ترے بیمار کا کام اب بڑی مشکل سے چلتا ہے　کہ درد اُٹھکر بدلواتا ہے تب کروٹ بدلتا ہے
بہار آپہنچی ہے شاید کہ دامان و گریبان مین　ہم یہ بحث ہے دیکھین توکون آگے نکلتا ہے
ضرور آفت کوئی آئی ہے دل پر ورنہ اے ہمدم　تڑپتا لوٹتا کیون آنکھ سے آنسو نکلتا ہے
ترا بیمار اے عیسے نفس بگڑا ہے اب ایسا　سنبھالا بھی سنبھالے آکے تو وہ کب سنبھلتا ہے
ہمین دھڑکا ہے ایسا اُسکے اُٹھ جانیکا محفل سے　بدلجاتا ہے رنگ اپنا جو وہ زانو بدلتا ہے
حنا کیون دیکھکر اُسکو پسی جاتی ہے گلشن مین　لہو عشاق کا ملتا ہے مہندی کب وہ ملتا ہے
چھڑکتے ہین وہ افشان گیسوؤن پر خیر ہو دل کی　مسافر چھاؤن مین تارون کی گھر سے چل نکلتا ہے
خدا بھی عاجزون کی عاجزی سنتا ہے محشر مین　بڑی سرکار مین دربار مین یہ عذر چلتا ہے
رُلا دیتی ہین ہنستی صورتین ان خوبرویون کی　یہ طفل اشک انہین پیاری کھلونون پر مچلتا ہے
یہ کسکی گرمیون سے پھنک رہی ہے شمع محفل مین　کہ پروانہ پرون سے شب کو پنکھا روز جھلتا ہے
ذرا سی جان ہے پر دل جگر پروانے کا دیکھو　کہ جلتی آگ مین کس شوق سے گر گر کے جلتا ہے
خرام ناز پر اُنکے گریبان چاک کرتا ہون　کسی کے پاؤن چلتے ہین کسیکا ہاتھ چلتا ہے
جو کہتا ہون کہ میرا دم نکلتا ہے تو کہتے ہین　ہمارے وصل کا ارمان تو یون ہی نکلتا ہے
تمہاری گرمیان آفت ہین ہجر و وصل دونون مین　کوئی دوزخ مین جھلکتا ہے کوئی جنت مین جلتا ہے

عجب تقدیر پائی ہے امیر اس دار دنیا نے
نہین آتا پھر اس گھر مین جو اس گھر سے نکلتا ہے

بہار آپہنچی ہے اب جام مے ستون مین چلتا ہے　خدا چاہے تو رنگ گلشن عالم بدلتا ہے
گلے پر میرے ارمان اُسکے خنجر کا نکلتا ہے　خرامان یون ہی جیسے باغ مین طاؤس چلتا ہے

رفوگر دیکھکر میرے جنون کو ہاتھہ ملتا ہے
گریبان کو رفو کرتا ہے تو دامن نکلتا ہے

یہ مطلب ہے فقط اپنا صنم خانے مین جانیسے
کہ اچھی صورتون کو دیکھکر کچھہ جی بہلتا ہے

زرا تو نشہ کم ہو تو یہ پڑھواتا ہے کیا واعظ
کہ بیہوشی مین کہتا کچھہ ہون مُنہ سے کچھہ نکلتا ہے

ہم اتنی بات پر خوش ہین کہ مذکور اپنی الفت کا
ہمیشہ ذکرِ حُسنِ یار کے ہمراہ چلتا ہے

کہین شادی کہین غم طرفہ دنیا کی دو رنگی ہے
پھٹتا ہے کفن کوئی کوئی کپڑے بدلتا ہے

نہین بیکار کوئی شئے بدن مین کاگ کو دیکھو
زبان گنگ ہے پر کام کیا اس سے نکلتا ہے

ترے نقشِ قدم سے دی ہے جو اسے ہر نسبت
خوش ایسا ہے کہ اب پنجون کے بل طاؤس چلتا ہے

اگر چشمِ بصیرت ہے رفاقت سیکھہ سایے سے
کہ رہرو جسطرف چلتا ہے یہ بھی ساتھہ چلتا ہے

کیا نالہ اگر دل نے تو آنسو بھی رواں ہونگے
کہ لشکر جمع ہوتا ہے علم جسدم نکلتا ہے

زرا سمجھو مری امید ناحق قطع کرتے ہو
شجر کا کاٹنا اک کاٹنے والے کو پھلتا ہے

چلی عمرِ رواں جسدم زوال آیا جوانی کو
مگر ہے دوپہر سایا کہ دن آخر یہی ڈھلتا ہے

وہ شاعر زندہ ہے مشہورِ عالم ہے سخن جسکا
کہ نامِ انسان کا اولاد سے دنیا مین چلتا ہے

بنا ہے بوجھ اسے لیجائے کوئی دلستان یارب
نہایت ضعف ہے اب دل نہین مجھسے سنبھلتا ہے

الٰہی آگ پر پارہ ہے یا اسپند ہے کیا ہے
کہ دل سینے مین بیتابی سے دو دو ہاتھہ اُچھلتا ہے

سزا قاضی کی کیا چھڑوائے گی مستون سے میخواری
قلم جب باغبان کرتا ہے انگور اور پھلتا ہے

سخی کے پاس کچھہ ہو اور نہ دے یہ غیر ممکن ہے
نہین کرتا ہے مٹھی بند جب تک ہاتھہ چلتا ہے

امیر اپنے مضامین کو بری رکھہ ثقلِ بندش سے
بھلا نازک تنون سے بوجھہ بھاری کب سنبھلتا ہے

ذوقِ میخوشی بڑھاتی ہے گھٹا برسات کی
اور لے اُڑتی ہے مستون کو ہوا برسات کی

اے پری اس فصل مین سرگرم آرایش نہو
آگ تلوؤن مین لگادے گی حنا برسات کی

ابر دریا سبزہ ساقی یار مطرب دخترِ رز
ہو یہ سب سامان تو پھر دیکھین فضا برسات کی

آٹھ آٹھ آنسو رُلاتی ہے ترے ہونٹھونکی یاد
اے پری مستی ہے یا اودی گھٹا برسات کی

شیرۂ انگور کو کرتی ہے آب آتشین
آگ پانی مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

رنگ مین ڈوبے ہوے ہین نوعروسانِ چمن
پتے پتے سے ٹپکتی ہے ادا برسات کی

میکدے مین بوتلون کے منہ سے اڑ جاتی ہین کاگ
ہوش مستون کے اڑاتی ہے ہوا برسات کی

مور ناچے کوئلین کوکین پپیہے بول اُٹھے
وصل کے دن آگئے فصل آئی کیا برسات کی

جب دوپٹا سادہ اوڑھا تمنے دہانی ہو گیا
واہ کیا تاثیر رکھتی ہے ہوا برسات کی

آنسوؤن مین ڈوب جائین بدلیان اے چشمِ تر
ابتو زور اپنا بڑھا قوت گھٹا برسات کی

ڈالکر جھولا چمن مین تمنے جب گاے ملار
پینگ دینے کے لئے آئی ہوا برسات کی

کیا تری زلفِ سیہ کو دیکھکر شرما گئی
بھیگی بھیگی رات ہے اے مہ لقا برسات کی

ساقیا جام و سبو سے ایسی آرایش جو ہے
آکے سجانے پہ صدقے ہو گھٹا برسات کی

ٹکرین لین ابر سے مستون نے پی پیکر شراب
کیا بلا ہوتی ہے مستی ساقیا برسات کی

برق چمکاتی ہوئی کہسار سے اُٹھی نہین
نیچے کھینچے ہوے آئی گھٹا برسات کی

فرقتِ ساقی سے آنکھون مین جہان اندھیر ہے
جان پر مستون کے نازل ہے بلا برسات کی

جب چمن مین آگیا مستون کو ساون کا خیال
ساونی گاتی ہوئی آئی گھٹا برسات کی

پانی پانی کر دیا ہے چشمِ تر نے لاکھ **امیر**
چشمکین کرتی ہے اسپر بھی گھٹا برسات کی

بڑھتی ہے رونے سے مستونکے فضا برسات کی
آگئی کیا گھٹ کے آنکھون مین گھٹا برسات کی

ساقیا ہے جوش بارش جوش رحمت کی دلیل
ہم سیہ کارون سے نازش ہے بجا برسات کی

شوخیان ہین دخترِ رز کی کہ بجلی کی چمک
بوتلین ہین مے کی یا کالی گھٹا برسات کی

زاہدون کی توبہ ٹوٹی لڑکھڑایا پاے شیخ
کچھ عجب مستانہ رت ہے ساقیا برسات کی

میکشون کے منہ سے جو اس فصل مین نکلی دعا
لے اڑی بابِ اجابت کو ہوا برسات کی

دخت رز سے کہدے ساقی اور بھی چلے چار دن
فصل آپہنچی ہے او نا آشنا برسات کی

میکشون کے دل مین داغ آنکھون مین ساقی کے خمار
یہ نشانی رہگئی ہے جا بجا برسات کی

ہر روش پر ہو چمن مین اک پری ساغر بکف
ایک دن یون دیکھین ای ساقی فضا برسات کی

پتے پتے پر ہے ساقی سبزۂ مینا کا رنگ
کیا نظر آتی ہے سبزی خوشنما برسات کی

لعل لب سے بڑہکے انگارا ہوئے مین ہاتھ پاؤن
کیا پھبی ہے اے پری پیکر حنا برسات کی

کنج گلشن مین ہو صحبت دور ساغر کی ضرور
میہمانی ہے مناسب ساقیا برسات کی

چلتی ہے ٹھنڈی ہوا نزدیک ہے دور شراب
مژدہ دستون کو یہ لائی صبا برسات کی

ہجر مین سب بیمزہ ہے وصل مین سب بامزہ
فصل گرمی کی ہو یا جاڑے کی یا برسات کی

نونہالان چمن مین تھا کہا نا یہ سخن امیر
حضرت یوسف سے ہے ساری فضا برسات کی

مرے دل مین پاکے جگہہ نئی ترے حسن کی جلوہ گری رہی
نہ کہین چلی نہ کہین پھری اسی شیشے مین یہ پری رہی

مے بیخودی نے کرم کیا تو مے خودی نے ستم کیا
کچھہ ادہر سے بیخبری رہی کچھہ ادہر سے بیخبری رہی

یہ یہین کے سارے کرشمے تھے جو یہان سے آگے مین بڑہگیا
نہ تمہارے تری رہی نہ اثر نہ بے اثری رہی

مری شاخ گلشن آرزو ہوئی کچھہ نہ واقف رنگ و بو
نہ پہل اسمین کوئی کبھی لگا نہ کلی کھلی نہ ہری رہی

نہ یہ کسینے انہین خبر کہ گیا جہان سے کوئی گزر
اسی آرزو مین گئی پہر مری لاش در پہ دہری رہی

روش اسکی پائے مجال کیا کبھی دو قدم وہ اگر چلا
نہین تاب مجکو پسا پسا یہ صدا اے کبک دری رہی

رہی ہم تلاش مین دربدر دل و دیدہ دونون تھے اسکے گہر
کبھی اسمین جلوہ گری رہی کبھی اسمین جلوہ گری رہی

دل اگرچہ غم سے فگار ہے مگر اب بھی باغ و بہار ہے
اسی شاخ کا یہ شعار ہے کہ شکستہ ہوکے ہری رہی

مرے آنسوؤن ہی سے آبرو ہوئی گیسوؤنکی یہ مو بمو
تری مانگ اے بت ماہرو انہین موتیون سے بہری رہی

جو بڑے بڑے تھے جہان کشا انہین کیا فلک نے مٹا دیا
نہ عروج چتر شہی رہا نہ ضیائے تاج زری رہی

جو تعب سے ہمنے پناہ لی تو غضب سے تیغ نگاہ لی
کبھی راستی کی نہ راہ لی وہی انکی کج نظری رہی

سرنامہ ہے نواب
محمد یوسف علیخان
بہادر فردوس مکان
والی ریاست رامپور
سے مراد ہے

نہ گزر ہے بزم جمال مین نہ وہ قوت اپنے خیال مین
نہ وہ حکمت عملی رہی نہ وہ حکمت نظری رہی

ہوس جہان سے فراغ ہے نہ وہ دل رہا نہ دماغ ہے
نہ ہوائے تربت باغ ہے نہ تلاش حسن پری رہی

نہ سنا فسانہ شور و شر ہوئی خواب ہی میں بسر
نہ ہوئی کسیکی کبھی خبر مجھے سب سے بیخبری رہی

رہے کسطرح یہ جنون کا غل ہے اس خبر سے مین جز بگل
ہوئی خلق جب سے برنگ گل ہمین مشق جامہ دری رہی

یہ طبیعت انکی بگڑ گئی جو گیا یہان سے چلی گئی
کوئی مر گیا کہ جیا کبھی نہ مجال نامہ بری رہی

عجب اشتیاق امیر تھا اُسے دید طرز خرام کا
کہ زمین کو چہ مہ لقا تہ پاے کبک دری رہی

اے خضر کیا سنا دون مین حال تباہ کی
ظلمات دہو پہ ہے مرے روز سیاہ کی

اتنی تو اُسکے دل نے مرے دل سے راہ کی
آنکھ آج پیار کی ہے تو چتون ہے چاہ کی

کیا کیا شب وصال مین گستاخیان ہوئین
تعزیر مجکو دینگے وہ کس کس گناہ کی

اہل عدم سے کیون نہو منزل یہ میل جول
ہے ان مسافرون مین ملاقات راہ کی

یہ میرے دل کو پاس نزاکت تھا یار کا
ٹھہرا ٹھہر ٹھہر کے تو تھم تھم کے آہ کی

سرمہ طلب ہوا ہے خدا خیر ہی کرے
آے گی شامت آج کسی بیگناہ کی

کہتا ہے مجکو دیکھ کے اغیار سے وہ شوخ
اس شکل پر حضور کو سوجھی ہے چاہ کی

زاہد بڑے ثواب سے محروم رہگیا
کعبے گیا مگر نہ کسی دل مین راہ کی

فریاد کس سے کوچہ الفت مین کیجیے
سنتا نہین ہے کوئی کسی دادخواہ کی

ہم دل جلے گئے تو جہنم پکار اٹھا
یارب سزا ملی یہ مجھے کس گناہ کی

قسمت جو لیچلی مجھے کوچے سے یار کے
حسرت سے دیکھکر سوے گردون اک آہ کی

گزرے گی وہ نہ داور محشر کے سامنے
جس فرد پر نہو گی نشانی گناہ کی

آنکھ اُس پری سے ملتے ہی یان کام ہو گیا
فرصت ملی نہ ہاے دوبارہ نگاہ کی

مین نے بلائین لین شب فرقت کی بارہا
پائی جو شان کچھ تری زلف سیاہ کی

رحمت تری وسیع مین تا چیز روسیاہ
اللہ کیا بساط ہے میرے گناہ کی

بسمل ترا بچے گا نہ اے ترک دیکھ تو
برچھی اُتر گئی ہے جگر تک نگاہ کی

کسکی سواری آتی ہے صحرا مین ای جنون
اُٹھ اُٹھ کے رقص کرتی ہے کیون گرد راہ کی

سب عیب ایک اشک ندامت سی مٹ گئے
ساری سیاہی دہو گئی روے سیاہ کی

ایسا کیا ہے دشت نوردی نے ناتوان
مین بیٹھ گیا جو اُٹھ کے پڑی گرد راہ کی

ہمپر کسی نے لطف کیا یا ستم امیر
ہمنے اُسی کی شان کرم پر نگاہ کی

کیا کہین دل سے کہان وصل مین ارمان گئے
ناز کے صدقے تو انداز کے قربان گئے

امتحان خوب وفا کا بھی جفا کا بھی ہوا
تم ہمین جان گئے ہم تمہین پہچان گئے

کہتے ہین شب کی خوشامد بھی عجب جادو تہی
ماننے کی جو نتہی بات وہ ہم مان گئے

وصل مین کہتے ہین کوئی نہین آڑے آتا
ہاے اسوقت کہان میرے نگہبان گئے

چبھ گئی گوبجو بالی کی بگڑکر بولے
ہاتھہ ٹوٹین ترے مشاطہ مرے کان گئے

جب مین دروازے پہ دیتا ہون کسیکو آواز
کہتے ہین کہدو وہ گھر غیر کے مہمان گئے

کبھی سونی نہین ہوتی ہے سراے دنیا
اور دس آگئے دو چار جو مہمان گئے

پوچھتا کیا ہے کہ بسمل گئے مقتل سے کہان
مہربان پا کے تجھے سب ترے قربان گئے

شیخ جی چھپ کے یہ حجرے مین اُڑانا بوتل
واہ وا آج تو حضرت تمہین ہم مان گئے

حسن انجام پر اسلام کا ہے دار ومدار
تھے مسلمان وہ جو دنیا سے مسلمان گئے

قتل پر بیڑے اُٹھاتے ہو عبث تم بیڑا
سرخرو بھی ہون وہی بنکے جنہین پان گئے

خاکساری کے مزے خوب اُٹھے دنیا مین
خاک ہم چھاننے آئے تھے یہان چھان گئے

دل کو تاکا کسی ناوک نے تو اللہ رے شوق
بڑھ کے لینے کو بہت دور تک ارمان گئے

گرمیان وصل مین کین اُنسے تو جلکر بولے
جانے دو انکو جہنم مین یہ ارمان گئے

حق شناسی کی حقیقت کو انہین نے جانا ؎
اے امیر اپنی حقیقت کو جو پہچان گئے

کس برے حال سے عاشق ترے ایجان گئے
چار حیران گئے چار پریشان گئے

پوچھتا کیا ہے کہان دل جگر ایجان گئے
جاتے کمبخت کہان سب ترے قربان گئے

ہے وہی حسرت دیدار وہی شوق وصال
دل گیا ہاے مگر دل سے نہ ارمان گئے

نیمچان لوٹ کے مقتل مین یہ دیتے ہین صدا
ایک وار اور یہی قاتل ترے قربان گئے

آنکھ سے آنکھ ملی وصل مین تو دل نے کہا
دو گلے ملنے کو ارمان سے ارمان گئے

کچھہ عجب رنگ سے پرزے کیے دیوانون نے
بن گئے گل سے دامن جو گریبان گئے

لاش پر میری کہا آ کے کہ او طالب وصل
کیا ہوا شوق کہان وہ ترے ارمان گئے

بیوفا جان نہین ہوتی ہے اس پردے مین
تو ہی تھا تو ہی تھا ہم جان گئے جان گئے

دل مین تم آنکھ مین تم کعبے مین تم دیر مین تم
تم جہان جا ہو چھپو ہم تمہین پہچان گئے

چتونون نے تری سینے کو بنایا چھلنی
ناوکِ ناز کلیجے کو مرے چھان گئے

سان پر تیغ لگائی جو مرے قاتل نے
دیکھتے ہی ملک الموت کے اوسان گئے

صافیان لیتے ہوے ابر کے لکے آے
اورستان خرابات کی نے پہان گئے

ہمکو سختی سے کہان وادی وحشت مین نجات
تنگ کرنے کو پہاڑ آئے جو میدان گئے

قاضی و محتسبِ شہر سدہارے حج کو
میکشو خوب پیو حلق کے دربان گئے

خواب مین بھی نظر آتی نہین زندان مین فضا
جن مین پھرتے تھے کہان ہاے وہ میدان گئے

وحشتون کے وہ کہان لطف اسیری مین امیر
اب وہ میدان وہ سنسان بیابان گئے

کہتے ہین مجھسے کہ مجبر ہے یہ تہمت کیسی
دل مین تیرے ہے تو ظالم مری حسرت کیسی

پیار کیا تری رفتار کو فتنون نے کیا
تیری ٹھوکر سے ملی اٹھ کے قیامت کیسی

ناوک ناز کی آمد جو کہین سن لی ہے
دل مین گھبرائی ہوئی پھرتی ہے حسرت کیسی

پسلیاں پھولون کے گجرے سے کلائی انکی
نبض کی طرح تڑپتی ہے نزاکت کیسی

خود ترسے ہونٹ یہ کہتے ہین کہ بوسے لو
اور معشوقون کی ہوتی ہے اجازت کیسی

کیاریان پھولون کی دیکھین جو کبھی گلشن مین
یاد آئی مجھے احباب کی صحبت کیسی

درد اٹھ اٹھ کے تہ خاک جو تڑپاتا ہے
بیٹھی ہے مجکو دبا کر مری تربت کیسی

سامنا انکا بسا را جو کبھی ہوتا ہے
ناتوانی سے لجاتی ہے نزاکت کیسی

تم نظر آتے ہو سب کو نہ پتنگون کو چراغ
چھا گئی سب پہ اندھیری شب فرقت کیسی

دوڑتا ہے جو ترا قہر گنہگارون پر
آڑے آتی ہے سپر بن کے تری رحمت کیسی

ہاتھا پائی مین تو مجھسے بھی وہ شوخ چالاک
سب بناوٹ کی یہ باتین ہین نزاکت کیسی

جلوہ گر یار ہے مجمع مین نظر بازون کے
لٹ رہی ہے مری سرکار مین دولت کیسی

اسکو رخصت کرو خلوت مین ہے اسکا کیا کام
وصل کی رات مری جان نزاکت کیسی

ناز سے اسنے جھٹک کر جو چھڑایا دامن
ہاتھ سے جاتی رہی میری طبیعت کیسی

آج بیمار ترا اٹھ کے عدم کو پہنچا
ضعف حد سے جو بڑھا آگئی طاقت کیسی

اسکی رحمت سے ہے سکھ پال جنازہ کیسا
جو رکھے ہوے آغوش ہے تربت کیسی

شب فرقت شب وصلت کا پتا دیتی ہے
ملتی ہے گیسوے محبوب سے رنگت کیسی

اور سے روٹھے ہوے مان لے کہنا من جا
دیکھ کرتا ہے مرا دل تری منت کیسی

مے جو دی ٹوٹے ہوے جام مین ساقی نے نہ لی
پھوٹی قسمت ہی تو ثابت رہی نیت کیسی

حسن یوسف کو بہت آنکھ جھکا کر دیکھا
پوری تصویر تمہاری ہے شباہت کیسی

جی چراتا ہون مین جب ناز اٹھانے سے امیر
کہتے ہین دیکھو امانت مین خیانت کیسی

سادگی مین تری شوخی کی ہے رنگت کیسی
شرم کے ساتھ ہے آنکھون مین شرارت کیسی

دل اُڑا لیگئے دکھلاکے وہ جوبن کا اُبھار
سینہ زوری اسے کہتے ہین خیانت کیسی

روٹھتے وقت ذرا آئنہ لیکر دیکھو
مُنہ بنانے مین بگڑ جاتی ہے صورت کیسی

اچھی صورت کو تری دیکھکے دل لوٹ گیا
ہائے اندھے کو نہ سوجھا کہ ہے سیرت کیسی

ہمتو چلمن کے ادہر ہین نگہ شوق بتا
تو نے چلمن کے اُدہر دیکھی ہے صورت کیسی

گدگداتا ہے جو اُبھرا ہوا جوبن اُن کا
چٹکیان لیتی ہے دل مین مرے حسرت کیسی

ناز اُٹھوا کے اشارون مین کہا بس چل دو
تم تو بیگاری ہو بیگار مین اُجرت کیسی

مجھسے اور غیر سے تکرار پہ وہ کہتے ہین
کیون لڑے مرتے ہو آپس مین یہ حجت کیسی

وصل مین اُٹھتی جوانی کا جو کس بل دیکھا
چُپکی جا بیٹھی الگ ہٹکے نزاکت کیسی

چلتی ہے اب تری رفتار کے پیچھے پیچھے
دبگئی ایک ہی ٹھوکر مین قیامت کیسی

مار ڈالا ہے مجھے وصل کی رات آنے دے
دیکھ خدمت تری کرتا ہون نزاکت کیسی

واعظا اتنا تو سمجھ لے کہ ہے وہ ذات رحیم
گئے مجرم ہی جہنم کو تو رحمت کیسی

چو نکنے ہی نہین دیتی ہے کہ سوچون انجام
آنکھ کھُلتے ہی سُلا دیتی ہے غفلت کیسی

چلنے والے ترے کیا جانین تری بزم کا لطف
کیا خبر دوزخیون کو کہ ہے جنت کیسی

کی مرے دل نے تری زلف مین پھنسکر فریاد
بولی سر چڑھکے ترے میری محبت کیسی

پاکے تنہا اُنہین بوسے جو لئے کہنے لگے
ملگئی مفت چھوڑے کو یہ نعمت کیسی

مین تمہارا ہون تو دل بھی ہے تمہارا صاحب
مفت لے لو اسے ٹھہراتے ہو قیمت کیسی

وصل مین بھی تو نکلتی نہین اے پردہ نشین
دل مین شرمائی ہوئی بیٹھی ہے حسرت کیسی

بے دھڑک دیکھو نکیرین چلے آتے ہین
اچھی خاصی یہ سڑک ہے مری تُربت کیسی

سر پٹکتا ہون مین کروٹ نہین لیتی غافل
پاؤن پھیلائے ہوئے سوتی ہے قسمت کیسی

پھل کو تلوار کے حیرت سے جو دیکھا تو کہا
اک ذرا چکھیئے تو اس پھل مین ہے لذت کیسی

دل مری آنکھون سے کہتا ہے کہ تجھپہ مین نثار
ہائے دکھلائی ہے تو نے مجھے صورت کیسی

بات کرنے کی تو مہلت نہین ملتی ہے امیر
ایسی حالت مین غزل کہنے کی فرصت کیسی

دل ہی عاشق کی بڑی سوغات ہے ۔ اور کیا بیچارے کی اوقات ہے
جھانک تاک اغیار سے دن رات ہے ۔ اب یہ کچھ چوری چھپے کی بات ہے
دیکھ غفلت مین جوانی کو نہ کھو ۔ عمر بھر مین اک یہی تو رات ہے
اتنی باتین کیون سناتے تم مجھے ۔ پیار کرتا ہون یہی اتنی بات ہے
دیکے دل لیتے ہین بوسے جان نثار ۔ گو سے کچھ دیتے ہو کیا خیرات ہے
دیدے ہین اور دیدہ بازی حسن کی ۔ ان ندیدون کی یہی اوقات ہے
بوسے بے گالی کبھی ملتا نہین ۔ یہ ستے انداز کی خیرات ہے
گالیون کی آرزو پر بول اٹھے ۔ لو برا کہتا تھا اچھی بات ہے
جتنے شعرون مین ہے مضمون کمر ۔ سب مین اک پوشیدہ نازک بات ہے
طوطا چشمی سبزہ رنگون پر ہے ختم ۔ بیمروت بیوفا یہ ذات ہے
دیکھو جب بنتی سنورتی ہے وہ زلف ۔ مار رکھنے کی یہ اچھی گھات ہے
پھول ہارون کے لٹاے راہ مین ۔ یہ نیا بھیلا تنی خیرات ہے
مہربانی بے سبب اسکی نہین ۔ گھاتیا ہے اسمین ہی کچھ گھات ہے
تاکی ہے رندون نے پگڑی شیخ جی ۔ کچھ خبر بھی قبلۂ حاجات ہے
یوتلون سے رات دن ڈھلتی ہے مے ۔ یہ نئی بدلی نئی برسات ہے

ہے توکل پر گزر اپنی امیر
اسکے در کی بھیک پر اوقات ہے

دکھلا کے اک جھلک جو وہ روپوش ہوگئے ۔ کیا کیا خیال خواب فراموش ہوگئے
بوسہ جو دیتے دیتے وہ روپوش ہوگئے ۔ ہم آتے آتے ہوش مین بیہوش ہوگئے

حرصِ شراب نے ہمین بدنام کر دیا
چٹ کر کے اِس بلا کو بلا نوش ہو گئے

بیٹھے ہم اُنکے پاس تکلف اُٹھا دیا
ہمدوش ہوتے ہوتے ہم آغوش ہو گئے

لذت سے آشنا جو ہوا دل فراق مین
جتنے چبھے تھے نیش وہ سب نوش ہو گئے

صحبت مین میکشون کی ہمین بے سبب یہ دور
ساغر ہی مست بادہ سرجوش ہو گئے

یاد آ گئے مزے جو پسِ مرگ وصل کے
تربت کے گوشے حورون کے آغوش ہو گئے

مین ہون وہ عندلیب ہوا جب ترانہ سنج
جتنے کہلے تھے گل ہمہ تن گوش ہو گئے

ساقی شراب اور خراباتیون کو دے
ہم تیری چشم مست سے مدہوش ہو گئے

کیا جانے کیا خیال شبِ وصل بندہ ہگیا
باتین جو کرتے کرتے وہ خاموش ہو گئے

ملبوس خاص حسن نے ہمکو عطا کیا
گل کہا کے دستِ یار سے گلپوش ہو گئے

یان وصل و ہجر دونون ہی مین بیخودی رہی
آنے مین غش تو جانے مین وہ ہوش ہو گئے

بوسے لئے جو زلف کے مستی مین تو کہا
مے پیتے پیتے تم تو بلا نوش ہو گئے

پہرون ادہر کو رخ نہ کیا وصلِ یار مین
پریون سے شوخ اُڑ کے مرے ہوش ہو گئے

ساقی سے اور جام جو مانگا ملا جواب
آنکہین تو کہہ رہی ہین کہ مدہوش ہو گئے

دفتر گرا اِدھر تو اُدہر کاتبِ عمل
تڑپے ہم اسقدر کہ سبکدوش ہو گئے

مدت سے سر امانت شمشیر یار تھا
ہم ذبح ہو کے خوب سبکدوش ہو گئے

دیکہا جدہر کنکھیون سے اُس مست ناز نے
غمزہ پکار اُٹھا کہ وہ بیہوش ہو گئے

افسردہ داغ دل ہوے پیری مین کیا امیر
گویا چراغ صبح کو خاموش ہو گئے

قاضی بہی محتسب بہی قدح نوش ہو گئے
چہپ چہپ کے دختِ رز سے ہم آغوش ہو گئے

پہنائین اُسنے کشتون کو زخمون کی بدہیان
جو رنگ ہو کے تیغ سے گلپوش ہو گئے

کاندہا ابہی جنازے کو دینا ہے جانمن
کیا کاٹ کر سر آپ سبکدوش ہو گئے

چھپتے کہاں وہ وصل مین لیکن حجاب سے / منہ پہ نقاب ڈال کے روپوش ہو گئے

عاشق مرے تو سوگ تمہاری بلا کرے / تم کیون برنگ زلف سیہ پوش ہو گئے

سب ذوق وشوق ساتھ جوانی کے چل بسے / دو چار دن وہ ولولے وہ جوش ہو گئے

رخصت ہوے وہ آخر شب خاتمہ ہوا / ہم صبح سے ہی پہلے کفن پوش ہو گئے

مشاطہ پر چلی جو بنا گوش کی سنان / سینہ سپر وہ خال بنا گوش ہو گئے

آئی تھی کسکی شکل خیالی کہ خواب مین / بیساختہ ہم اُس سے ہم آغوش ہو گئے

لپٹا مین اُٹھکے غش سے تو بولے فریبیے / مطلب کیوقت کیسے بجا ہوش ہو گئے

کہنے لگے جو عاشق قد اُن سے دردِ دل / اونچا لگے وہ سننے گران گوش ہو گئے

اُس پاے نازنین کا تو رتبہ بلند ہے / لاکھون کے سر تصدق پاپوش ہو گئے

اُن بجلیون سے دل مین چمکتی ہین بجلیان / قندیل کعبہ اب وہ دُر گوش ہو گئے

جنکی جگہ سر آنکھون پہ تھی دم نکلتے ہی / افسوس کیا وبال سر دوش ہو گئے

آئینے سے لپٹ گئے بے اختیار آج / آپ اپنے عکس سے وہ ہم آغوش ہو گئے

کب تک بغل مین پاے ہوے دلکو روئیے / خالی یونہی ہزارون کے آغوش ہو گئے

ایسے سماے میری نظر مین شب وصال / آنکھون کی پتلیان وہ دُر گوش ہو گئے

وہ شہسوار حسن جو معراج کو چلا / جبریل ساتھ غاشیہ بردوش ہو گئے

بہکا مین مستِ شوق شب وصل تو کہا / لو تم تو بے پیے ہوے مدہوش ہو گئے

دلدار کا پتا تھا کہان ہجر مین امیر
ہم اپنے دل کو لیکے ہم آغوش ہو گئے

ہوے نامور بے نشان کیسے کیسے / زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

تری بانکی چتون نے چُن چُن کے مارے / نکیلے سجیلے جوان کیسے کیسے

نہ گل ہین نہ غنچے نہ بوٹے نہ پتے / ہوے باغ نذرِ خزان کیسے کیسے

ستارون کی دیکھو بہار آنکھ اُٹھاکر
کھلاتا ہے پھول آسمان کیسے کیسے

کرٹے اُن کے تیور جو مقتل مین دیکھے
لیے ناز نے امتحان کیسے کیسے

یہان درد سے ہاتھ سینے پہ رکھا
وہان اُنکو گزرے گمان کیسے کیسے

ہزارون برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا
مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے

وہ صورت نہ آنکھون مین ایسے نہ دل مین
مکین سے ہین خالی مکان کیسے کیسے

ے جہان شارون کے تیور وہی ہین
گلے پہ ہین خنجر روان کیسے کیسے

ان نام آتا ہے اُن کا زبان پر
تو لیتی ہے بوسے زبان کیسے کیسے

ہراک دل پہ ہین داغ ناکامیون کے
نشان دے گیا بے نشان کیسے کیسے

رآکے قدرت کی گلشن مین دیکھو
کھلاتا ہے گل باغبان کیسے کیسے

اُٹھاے ہین مجنون نے لیلی کی خاطر
شترِ غمزدہ ساربان کیسے کیسے

خوش اقبال کیا سرزمین سخن ہے
ملے ہین اسے باغبان کیسے کیسے

جوانی کا صدقہ ذرا آنکھ اُٹھاؤ
تڑپتے ہین دیکھو جوان کیسے کیسے

شبِ وصل حل ہونگے کیا کیا معمے
بیان ہونگے رازِ نہان کیسے کیسے

خزان لوٹ ہی لیگئی باغ سارا
تڑپتے رہے باغبان کیسے کیسے

بناکر دکھاے مرے دردِ دل نے
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

امیر اب مدینے کو تو بھی روان ہو
چلے جاتے ہین کاروان کیسے کیسے

مٹے دختِ رز پیر جوان کیسے کیسے
رہے دور پیر مغان کیسے کیسے

نزاکت حیا وصل کے دونون دشمن
ترے ساتھ ہین پاسبان کیسے کیسے

رہ عشق مین پھرتے ہین مارے مارے
تباہی زدہ کاروان کیسے کیسے

کہین قتل پہ عشق مین خاتمہ ہے
ابھی دینے ہین امتحان کیسے کیسے

ہوا ہے تار اشکون سے غربت مین کیا کیا
ملے خاک مین کاروان کیسے کیسے

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیان کیسے کیسے

چھری تیز ہی رہتی ہے بلبلون پر
ستم کرتے ہین باغبان کیسے کیسے

پتا ایک نے بھی نہ منزل کا پایا
بھٹکتے پھرے کاروان کیسے کیسے

جگر مین تڑپ دل مین درد آنکھون مین دم
ملے ہین ہمین میہمان کیسے کیسے

کسی نے بتایا نہ یوسف کو یہ سے
ملے راہ مین کاروان کیسے کیسے

شب غم بلاؤن کا تانتا لگا ہے
چلے آتے ہین میہمان کیسے کیسے

زمین سخن پر ہین لاکھون سخنور
چمن ایک ہے باغبان کیسے کیسے

ہٹ اقرار وصل آج کرتے ہین کیا کیا
زبان دیتے ہین بے زبان کیسے کیسے

امنگین ترنگین جوانی ہی تک تہین
رہے رات بھر میہمان کیسے کیسے

جہان چھیڑنے پر وہ باتون مین آئے
چلی ہے لگے نشتر زبان کیسے کیسے

چلی وصل مین تیغ انکی نہ خنجر
رہے دم بخود بد زبان کیسے کیسے

ق
توبہ زبان پر ہے شاہ دکن کو
نکالیگی رنگ اب زبان کیسے کیسے

امیر اب سخن کی بڑی قدر ہوگی
پھلے پھولین گے نکتہ دان کیسے کیسے

پھلے نگاہ یہ مری دشمن حیا ہوئی
وہ ایک تھی یہ دوسری اے دلربا ہوئی

لٹکائے کیون گئے ہین یہ کیسی سزا ہوئی
گیسو تو خود بلا تھے انہین کیا بلا ہوئی

موجود آکے وصل مین بھی تو حیا ہوئی
اک جان کا عذاب ہوئی شرم کیا ہوئی

گالی بھی پیار سے منہ سے ترے خوشنما ہوئی
بیجا بھی بات تو نے کہی تو بجا ہوئی

ہے بخشنے نہ بخشنے مین اسکو اختیار
تو ہے گناہگار کہے جا خطا ہوئی

ملتے ہوئے کلیجے مین لیتے ہو چٹکیان
اے جان دل لگانے کی اچھی سزا ہوئی

نہ گل مین

کہتا ہے اُن سے آئنہ صبحِ شبِ وصال
ہے ہے یہ رات بہر مین تری شکل کیا ہوئی

غمزے سے اپنے بولے وہ کشتون کو دیکھکر
لوجی مری گلی نہ ہوئی کربلا ہوئی

رحم آگیا کریم کو محتاج دیکھکر
حاجت ہی اس غریب کی حاجت روا ہوئی

اب انکی کیا ملاے گی مستون سی دخترِ رز
قاضی کے گھر مین پڑکے بڑی پارسا ہوئی

کیا کیا لباس شان کرم کے ہین دیکھتا
خاکِ شفا ہوئی کہین آبِ بقا ہوئی

اب عمر ہوگئی شبِ فرقت کو یہ کہہ
اب ہی جو ابتدا ہے تولیس انتہا ہوئی

دیکھا نگاہِ گرم سے آج اُسنے غیر کو
مقبول کس جلے ہوے دلکی دعا ہوئی

ہے وصل مین تو ہجر سے بھی بڑہکے اضطراب
تڑپانے مین تو درد سے دونی دوا ہوئی

معشوق سبزہ رنگ تھی جبتک تھی سبزپوش
قاتل لباسِ سرخ پہنکر حنا ہوئی

شکوہ کیا جفا کا تو بولے کہ ناسپاس
میری جفا ہی سے تو نمودِ وفا ہوئی

تھی خواب رنگ ہوش یکایک سب اُڑگئی
روزِ فراق تیز کچھ ایسی ہوا ہوئی

آنکھون کے آگے آکے کہ ہی ہوگئی وہ شکل
دم بہ جہان پلک سے پلک آشنا ہوئی

ہے جیتے ایک ادا و قضا اسقدر ہے فرق
سیدہی نظر ادا ہوئی ترچھی قضا ہوئی

آئینہ عاشقون سے سوا ہے ستم نصیب
چلے اسی غریب پہ مشقِ ادا ہوئی

مستان عشق کو رمضان مین بھی عید ہے
روزے مین بھی شراب نہ انکی قضا ہوئی

مقتل کو وہ چلے تو ہٹانے کو بھیڑ بھاڑ
تیغ نگاہ کھینچ کے آگے ادا ہوئی

آئینے نے جواب دیا بات بات کا
لو آج تو کھلی کھلی اے دلربا ہوئی

گھبرا رہے ہو حشر مین کیون اسقدر امیر
اتنی ہی سی تو بات ہے کہدو خطا ہوئی

کچھ بھی جو شوخیون سے وہ آنکھ آشنا ہوئی
کیا پانی پانی شرم کے مارے حیا ہوئی

یان جان اُس سی پہلے ہی نذرِ ادا ہوئی
کیسی خفیفت آکے مرے گھر قضا ہوئی

کیا وصل کی گھڑی مرے حق مین بلا ہوئی
تعریف کی حیا کی تو شوخی خفا ہوئی

لو وصل مین تو جان ہی اُسکی ہوا ہوئی
عیسی یہ درد ہجر کی اچھی دوا ہوئی

بولا فلک یہ مہ جو زلف اُسکی وا ہوئی
نازل ہمارے سر پہ یہ کالی بلا ہوئی

کہتے ہین زلف یار سے دیوانگان عشق
کالی پری کسی کی ہی تو آشنا ہوئی

عبرت یہ کہہ رہی ہے جوانون کی قبر پر
یارو کہو اُمنگ جوانی کی کیا ہوئی

وہ دیکھتے ہی بزم مین مجکو بگڑ گئے
کچھ بات بھی تو کی نہین یہ بات کیا ہوئی

ہین رند تو فراق مین ساقی کے تلخ کام
پوچھو تو دختِ رز سے یہ کیون بدنما ہوئی

ق
غافل نزول ہی تو کمالِ عروج ہے
خاک فنا ہی منزل آبِ بقا ہوئی

نقطے کی سیر دائرۂ معرفت مین دیکھ
حق ابتدا جہان سے وہین انتہا ہوئی

میری تڑپ مین ہی ترے جلوے کی آب و تاب ہے
قدرت خدا کی درد سے پیدا دوا ہوئی

ہتھ پھیریان ہین دستِ نگارین یار کی
اور پھیر دل کے ہاتھ مین آ کر حنا ہوئی

مجکو کڑی نگہ سے ادھر دیکھنا نہ تھا
جوبن کا دل دکھا تو جوانی خفا ہوئی

گاہک وہ جان کی ہین یہ گاہک ہے دل کی بھی
کیسی تمنا قضا کی بھی اُستادہ ہوئی

بسمل ادا شناس تھے قاتل ادا فروش
بدنام مفت بیچ مین پڑ کر قضا ہوئی

مرتے تھے جو ادا پہ وہ سب مر کے رہ گئے
قربان اس ادا کے یہ ایسی ادا ہوئی

حسرت شبِ وصال مین بھی وصل کی رہی
خلوت مین بھی نہ ان سے نزاکت جدا ہوئی

کیا کیا نیازمندون سے ہین بے نیازیان
یان لاکھون لوٹنے لگے وان اک ادا ہوئی

کیون چپکے آرسی نے دکھائی کہ تمنے آنکھ
کسکی طرف سے چھیڑ کی یہ ابتدا ہوئی

بخشا امیر روزِ ازل ہی کریم نے
یان سے پہلے مغفرت ہوئی پیچھے خطا ہوئی

اچھے عیسے ہو مریضون کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہین تم کہتے ہو حال

آرزو وصل کی اچھی یہ خیال اچھا ہے
ہائے پورا نہین ہوتا ہے سوال اچھا ہے

نزع مین مین ہون وہ کہتے ہین کہ خیریت ہے
پھر برا ہوتا ہے کیسا جو یہ حال اچھا ہے

تجھسے مانگون مین تجھی کو کہ سبھی کچھ ملجاے
سو سوالون سے یہی ایک سوال اچھا ہے

یاد وصل آئی تو دل سے یہ کہا حسرت نے
اسکو سینے سے لگا رکھ یہ خیال اچھا ہے

ایک سے ایک حسینون مین ہے اچھا لیکن
سبھے چڑھ جاے جو اپنے وہی مال اچھا ہے

پھول پھل ہون کہ نہون چھاؤن گھنی ہو جسمین
ہر مسافر کی نظر مین وہ نہال اچھا ہے

دیکھے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینون کا وصال اچھا ہے

اچھی حالت پہ کسیکی نہین رہتا کوئی
آنکھین کیون روتی ہین یہ دلکا زوال اچھا ہے

تم زبان سے تو برا کہتے ہو میرے دل کو
چتونون کی تو سنو کہتی ہین مال اچھا ہے

راتین اچھی ہین دن اچھے ہین مہینے اچھے
اچھے معشوق سے صحبت ہو تو سال اچھا ہے

دونون آئینے مین اسمین ہے رقیب اسمین حبیب
خواب معشوق سے عاشق کا خیال اچھا ہے

چیز مانگے کی ہو اچھی ہی تو کس مصرف کی
ہو برا بھی مگر اپنا ہو تو مال اچھا ہے

چودھوین سال مین ہے نام خدا دختر رز
پڑھ دے قاضی کہو دو بول یہ سال اچھا ہے

واعظ اسکی سی ادائین تو نہین حورون مین
ہمنے تسلیم کیا حسن و جمال اچھا ہے

آگیا اسکا تصور تو پکارا یہ شوق
دل مین جم جاے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

بس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری
جسکا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے

آنکھین دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھکے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

وہ ادھر عکس ادھر بیچ مین ہے آئینہ
بحث یہ چھڑ گئی ہے کس کا جمال اچھا ہے

دہن زخم مین ہر قطرۂ خون ہے یاقوت
تیرے تلوار کے بیڑے کا اگال اچھا ہے

ماہ کامل سہ نو دونون حسین ہین لیکن
اک ذرا سن جو ہے کم اس سے ہلال اچھا ہے

ہائے بوٹا سا وہ قد ہائے وہ رخ وہ جوبن
پھول پھل جسکے ہون اچھے وہ نہال اچھا ہے

حسرتین خون کے دریا ہی مین تڑپین تو بھلی
مچھلیون کے لئے موجون ہی کا جال اچھا ہے

شوخیان وصل مین کرتی ہین جو دل کو مایوس
شرم دیتی ہے تسلی کہ ٹال اچھا ہے

برق اگر گرمی رفتار مین اچھی ہے **امیر**
گرمی حسن مین وہ برق جمال اچھا ہے

بھولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے
ہاتھ سینے پہ ہے کیون دل کا تو حال اچھا ہے

پاکدامن ہو تو ارمان وصال اچھا ہے
اچھی نیت ہو تو اچھون کا خیال اچھا ہے

مانگیے بوسہ تو کہتے ہین وہ دیکر دشنام
کیون جواب اسکا ہے اچھا کہ سوال اچھا ہے

دختِ رز گھر مین جو قاضی کے ہے اسکی کیا بات
پارسا گھر ہے رقم جو کہی ہے مال اچھا ہے

ذکر طوبےٰ ہی کا کرتا ہے ہمیشہ واعظ
باغ ہے مین یہی کیا ایک نہال اچھا ہے

اسکا انجام فراق اسکا ہے انجام وصال
کون کہتا ہے کہ فرقت سے وصال اچھا ہے

غم مین گزرے تو برا عیش مین گزرے تو بھلا
نہ برا ہے کوئی دنیا مین نہ سال اچھا ہے

کہتے ہین خوش ہون جو عاشق تو کرین اور آفت
رہنے دو رہنے دو ایسون کا ملال اچھا ہے

روز آتا ہے مرے دل کو تسلی دینے
تجھ سے اے دشمن جان تیرا خیال اچھا ہے

عمر کی جان جوانی یہ جوانی کی ہے جان
بارہ سے بیس تلک جو ہو وہ سال اچھا ہے

ناز کو جان کی ہے تاک ادا کو دل کی
دونون خوش فکر ہین دونون کا خیال اچھا ہے

میزبان مرتا ہے مہمان مزے کرتا ہے
دل کی حالت ہے بری درد کا حال اچھا ہے

نہ سہی ذوق وفا شوق جفا کیا کم ہے
کچھ نہونے سے تو جیسا ہو خیال اچھا ہے

جی لگے کیون نہ حسینون کی جفائین سنکر
تذکرہ جس مین ہو اچھون کا وہ حال اچھا ہے

خوب دیکھا تو جوانی کا ہے سارا جوبن
حسن پریون کا نہ حورون کا جمال اچھا ہے

کہتے ہین آئنے سے واہ ہمین سے لیکر
یہ دکھاتا ہے ہمین کو کہ یہ مال اچھا ہے

چلکے دیکھ آئنہ خانے مین ہین کتنے تجھسے
تجھکو سوجھی ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے

لوٹ ہو دیکھکے دل جسکو وہ قد ہی موزون
جسکو بجلی کہے اچھا وہ نہال اچھا ہے

گرمی مہر قیامت کا بھی دھڑکا نرہے
پھونکدے خلق کو اے مہر جمال اچھا ہے

رشک اسپر نہین ہوتا ہے کسی حاسد کو
خوب دیکھا تو خوشی سے بھی ملال اچھا ہے

کہتے ہین آج کو ناخن سے مرے دی تشبیہ
کل کہو گے ترے ابرو سے ہلال اچھا ہے

گرمی شوق یہ کہتی ہے چلو دیکھین تو
سنتے ہین طور پہ بھی ایک نہال اچھا ہے

قوت عجز سے تا کنگرۂ عرش پہنچ
رنگ پروانہ یہ اسے بے پر و بال اچھا ہے

رشک سے بوسہ ابرو نہین دیتے وہ امیر
کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچھا ہے

ہر کلی کہتی ہے کہلا کر ترے دیوانے سے
دیکھ نکلی ہے پری چھ کے پریخانے سے

ساقیا جاتے ہین پیاسے ترے میخانے سے
گھونٹ دو گھونٹ چھلکتے ہوئے پیمانے سے

بت بنے بیٹھے ہین بت جی مرا گھبراتا ہے
اٹھکے کعبے کو چلا جاؤنگا بتخانے سے

حسرتین دیکھین مرے دل مین تو بولے شب وصل
لیتی ہین کیون یہ بلائین مرے دیوانے سے

دخت رز نام خدا اب ہے جوان اے ساقی
کہین مستی مین نکل جائے نہ میخانے سے

لامکان کے جو کتابون مین لکھے ہین اوصاف
ملتے جلتے ہوئے ہین کچھ مرے ویرانے سے

دل مرا توڑ دیا آج مرے ساقی نے
مے پلائی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

رحم ان پر تو کر اٹھنے دے کبھی تو ان کو
ہین غضب مین تری آنکھین ترے شرمانے سے

شیخ جی رہتی ہین کیون سرخ تمہاری آنکھین
شب کو کیا لال پری آتی ہے میخانے سے

میرے ہی دل سے پڑی خانہ خرابی کی بنا
گھر تباہی کا ہے آباد اسی ویرانے سے

کہتے ہین آگ لگے شوق کو تیرے ظالم
جلکے سب رہگئے چھلّے تری گل کھانے سے

رقص کرنے لگا دم بھر مین چھلک کر ساقی
کہدیا جھک کے یہ کیا شیشے نے پیمانے سے

مین نے زلفون کی ثنا کی تو کہا چپ بھی رہو
دم الجھتا ہے اس الجھے ہوئے افسانے سے

دل چرایا ہے تو آنکھین نہ چرا او دیکھو
چوری کھلنے کا ہے ڈر چور کے گھبرانے سے

شیخ جی آئے تھے رندون مین تو کیسے تھے کثیف
کیا نہا دہو کے نکل آئے ہین میخانے سے

پاس آتے ہی جلا پھونک کے رکھدیتی ہے
شمع کی آگ کو کیا لاگ ہے پروانے سے

کل نظر آئے تھے جاتے ہوئے مسجد کو امیر
آج دیکھا تو چلے آتے ہین میخانے سے

راز میخانے کے باہر ہون میخانے سے
محتسب چھین نہ لے خط کہین پیمانے سے

ڈھلتا خفتے ہی مین آنچل وہ کہین شانے سے
ہائے محروم رہا کیون مین سرہانے سے

زلفین ملتی نہین تیری یہ ہوا ہے پریشان جو
آئی ہین پینگ بڑھانے ترے دیوانے سے

تحفہ ہی چاہیے کوثر کے لئے کچھ زاہد
لیتا جا تھوڑی سی تلچھٹ مرے میخانے سے

غیر کو دیکے ساقی نہ ہمین دیکھا کر
ہم نہین پیتے چھلکتے ہوئے پیمانے سے

نگہ شوق کی زور آوریون کو دیکھ
آنچل آیا ہے کہان ڈھلکے ترے شانے سے

داغ تو دل مین مرے تیرے لڑکپن ہی سے تھے
اور ابھرے ہین ترے جوبن کے ابھر آنے سے

دیکھ اے دل نگہ گرم سے اسوقت نہ دیکھ
ٹھنڈے ٹھنڈے ابھی نکلے ہین وہ خسخانے سے

دی ہی مے شیخ کو ساقی نے تو تحقیر کے ساتھ
توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانے سے

وہ تو معشوق ہے تڑپانے مین ملتا ہے مزہ
درد دل تجکو ملا کیا مرے تڑپانے سے

کہتے ہین وصل مین دیکھے کوئی چل پھر انکی
بڑے ہشیار ہین جو پھرتے ہین دیوانے سے

میرے غمخوار جو گھیرے ہین انہین مین کیا دون
غم مرے پاس بچے بھی جو مرے کھانے سے

زاہد و وعظ کی مجلس سے کسے ہے انکار
تم چلو پی کے مین آیا ابھی میخانے سے

شمع سے کتنے ہی اک ساتھ لپٹ جاتے ہین
رشک مطلق نہین پروانے کو پروانے سے

نیمجان کرکے مجھے چھوڑ چلا او قاتل
تیری بیدردی ہی اچھی تھی ترس کھانے سے

درد دل سن کے مسیحا دل بیدرد اُن کا
کام افسون کا لیا ہمنے اس افسانے سے

تو سہی میری وفا اُس سے جنازہ اُٹھوائے
بدہیان پہولون کی اُٹھتی نہین جس شانے سے

زلیست کا لطف تو یارون ہی کے دم تک ہے امیر
بیٹھ جاتا ہے دل احباب کے اُٹھ جانے سے

دخترِ رز اُٹھکی ہے ساقی کسی دیوانے سے
کہ پری بنکے اُڑی جاتی ہے پیمانے سے

داغ پر داغ دیے جاتا ہے دم لے اے چرخ
یہ بہی کہالون گا جو فرصت ہوئی غم کہانے سے

بیت حرم مین بہی نہین چین سے رہنے دیتے
روز پیغام چلے آتے ہین بتخانے سے

ساقیا دخترِ رز ہی سے ہے عجب مشاطہ
آکے شیشے کو ملا دیتی ہے پیمانے سے

قتل کے وقت مین تڑپا تو کہا خوش ہوکر
تم ہی تو وصل مین خوش تہے مرے تڑپانے سے

کی تہی ہمچشمون مین تعریف تری شوخی کی
آنکھ نیچی ہوئی میری ترے شرمانے سے

شیخ جی اُٹھے تو لغزش نے قدم لیکے کہا
اُٹھ کے کیون بیٹھ گئے جاؤ نہ میخانے سے

خوب جی بہر کے تصور کا ترے موقع ہے
مین بہت خوش ہون شبِ ہجر کے بڑہ جانے سے

تیرے دیوانے پہ کیا جانے وہان کیا گزری
آیا سیلاب جو روتا ہوا ویرانے سے

شبِ غم کہتی ہے مین پڑ چکی تیرے گہر مین
مجکو کیا کام ہے اب غیر کے گہر جانے سے

چاہتے ہین کہ دل آئین تو الگ ایک سے ایک
راہین زلفون مین نکلواتے ہین وہ شانے سے

کہکے یہ شربتِ دیدار پلایا دمِ نزع
آخری وقت ہے کیا فائدہ ترسانے سے

شرم سے شمع بجہی جاتی ہے تیرے آگے
اُڑ نجائے کہین پر مانگ کے پروانے سے

نکلے چلمن سے وہ سمجھے کہ تماشا ہے کوئی
کام نکلا یہ بڑا دل کے مچل جانے سے

گھنگرو بولین گے گلے مین مرے پا مالون کے
یہ صدا آتی ہے گھنگرو کے ہر اک دانے سے

چاہ کی آنکھ سے جوبن کو جو دیکھا تو کہا
کہین یہ مال ملا جاتا ہے للچانے سے

ذکر ہو کس دلِ وحشی نے کیا ہے کہ امیر
وہی آواز چلی آتی ہے ویرانے سے

گرم اندر کا اکھاڑا ہے تو میخانے سے
رقص پریون کا کوئی سیکھ لے پیمانے سے

عکس کی چھپی ہوئی شکل تو آئینے مین دیکھ
شرم اُسکو بھی تو آئی ترے شرمانے سے

دل ہے دیوانۂ گیسو تو ہین سے بیڑی
آن ہے عشق کے بانکونکی اسی بانے سے

رات یہ تازہ کھلا گل کہ مرے دل کی کلی
مسکرا دی تری چولی کے مسک جانے سے

آبرو ہے دل دیوانہ ہی سے گیسو کی
متبرک ہے یہ تسبیح اسی دانے سے

اُنکی یہ ہٹ کہ نہین آج نہ دونگا بوسہ
دل کی یہ ضد کہ بہلتا نہین بہلانے سے

دہوکے دیتے نہین آنکھون کو بیابانون مین
چھلین کرتے ہین چھلاوے ترے دیوانے سے

اعتبار آپنے وعدے کا خود آپنے کھویا
نہی اُتی ہی تو تیر قسم کہانے سے

کہتا ہے وصل کی شب اُنکی حیا سے شوخی
آج حاصل نہین کچھ چھپنے شرمانے سے

خانقاہون مین جو یہ پھرتی ہے بہکی بہکی
توبہ بھی پی کے مگر نکلی ہے میخانے سے

دیکھ پایا ہے انہین حضرت ناصح نے کہین
اب مین سمجھا جو غرض ہے مرے سمجھانے سے

قاضی شہر ہو یا شیخ حرم کوئی ہو
جو نحوست نکالو اُسے میخانے سے

اشک ہے دانہ مرا اشک ہے پانی میرا
اور واقف ہون نہ پانی سے نہ مین دانے سے

اک ذرا سی حرکت کی بھی سکت مجھ مین نہین
غش پہ غش آتے ہین اب ہوش مین بھی آنے سے

توبہ ٹوٹی ہے ضرور آج کسی اوسنچے کی
توبہ توبہ کی صدا آتی ہے میخانے سے

لوٹین عشاق تہ خاک کے سینون پہ بھی سانپ
یہ اشارہ ہے لٹین زلف کی لٹکانے سے

سیر کہتا تو غزل کچھ نہین دشوار **امیر**
خوف یہ ہے کہ نکل جائے نہ پیمانے سے

جب آنکھ اُس شاہ خوبان پر پڑی ہے
نگہ تقدیر بن بن کر لڑی ہے

لب جانان پہ مسی کی دھڑی ہے
تو سوسن کس لئے پھولی کھڑی ہے

غضب کی پھوٹ الفت مین پڑی ہے
ملا ہے دل جو آنکھ اُس سے لڑی ہے

ہنسی پر جھوٹ افشان کی پڑی ہے | کنی ہیرے کی نیلم مین جڑی ہے
چھپی کیون ہے جو سیلی سے لڑی ہے | یہ چوٹی کس لیے پیچھے پڑی ہے
پہنچتی ہے یہ گردن ہی تک اُسکی | صُراحی دخترِ رز سے کچھ بڑی ہے
شبِ غم مجھسے بیٹھا جائے کیونکر | تری تصویر تو آگے کھڑی ہے
کلی کو باغ مین چھیڑا ہے کس نے | صبا یہ منہ لپیٹے کیون پڑی ہے
خدا اُس زلف و کاکل سے بچائے | بلائے جان ہے جو چھوٹی بڑی ہے
بہت جلدی نہ کر قاتل دمِ ذبح | یہی تو حاصلِ عمر اک گھڑی ہے
شبِ غم کیسی ہی چھوٹی ہو واعظ | مگر تیری قیامت سے بڑی ہے
ادا کا ہک قضا کا ہک کدھر جائے | عجب جھگڑے مین جان اپنی پڑی ہے
نہین رُکتی چلی جاتی ہے دن رات | مری عمرِ روان بھی اک گھڑی ہے
لیا ہے بوسۂ قاتل لپٹ کر | لڑا دی جان تب قسمت لڑی ہے
قضا ہی نے تڑپ دیکھی تھی میری | اسی نے جا کے قاتل سے جڑی ہے
فلک کو پھونکتی ہے آہ دل کی | ذرا سی شمع لَو اتنی بڑی ہے
بڑی جھگڑالو ہے اُسکی حیا بھی | کہ اک اک بوسے پر یہ وان لڑی ہے
ملا کر خاک مین آئے ہو کس کو | یہ کیسی گرد دامن پر پڑی ہے
نہین کھلتی گرہ بندِ قبا کی | یہ ظالم اُسکے دل سے بھی کڑی ہے
ہوا ہے کس بلاکش سے وہ برہم | کہ زلفِ یار قدمون پر پڑی ہے
نگاہِ ناز ہوتی ہے برآمد | سلامی کو صفِ مژگان کھڑی ہے
اجل آئی ہے نذر اُسکے کرین کیا | ہماری جان تو تم مین پڑی ہے
تمہارے لب ہین باغِ حُسن کے پھول | تبسم اُنکی نازک پنکھڑی ہے

امیر اتنا نہ چھیڑ اُسکو شرم

کہ شب بھر پیار کرنے کو پڑی ہے

شب وصل آنکھ جب مجبھیر پڑی ہے
تو کیا کیا شرم شوخی سی لڑی ہے

نظر کس چشم فتان سے لڑی ہے
کہ آنکھون کو لیے نرگس پڑی ہے

نظر جس دن سے اُس رخ پر پڑی ہے
کرن سورج کی اشکون کی لڑی ہے

زمانے جب کی آنکھ اُس سے لڑی ہے
جدھر دیکھو وہی آفت پڑی ہے

وہ بیٹھے ہین مگر تیوری چڑھائے
مسیحا پاس اجل سر پر کھڑی ہے

اُدھر ملکس او ادھر تمنا ہے وہ شوخ
یہ دو بانکون مین کیا بحث آ پڑی ہے

اگرتے ہین جو لگن مین شمع سے پھول
پر پروانہ اُنکی پینا کھڑی ہے

نکلتے ہی نہین مسجد سے واعظ
خدا کے گھر مین مال انکی گڑی ہے

گرہ بند قبا کی کھل رہیگی
وہ کھولو جو گرہ دل مین پڑی ہے

مرے گھر ہجر کے دن دھوپ یا رب
جمی ہے یا گڑی ہے یا جڑی ہے

مری میت کو ٹھکرا کر وہ بولے
کہان کی نیند تمکو پیٹ پڑی ہے

نگاہ مست ساقی نے دکھا کر
کہا لو پھول کی جا پنکھڑی ہے

زبان دی پھر وصل او رخود ہی بولے
مین سچ کہتا ہون یہ جھوٹی بڑی ہے

قشقہ اُسکی نگہ سے بھی ہے کٹر
چھری خنجر سے بھی مُنہ کی کڑی ہے

لپٹ کر سوتی ہے روز اُس سے چوٹی
یہ میری جان کے پیچھے پڑی ہے

اُبھار اُن جوبنون کا کھہ رہا ہے
جوانی خود نمائی پر اڑی ہے

نہین اُس تیغ کے قبضے مین چھلا
دلہن کے کان مین انتی پڑی ہے

نکل سکتی نہین حسرت شب وصل
کہ وہ چیتون چھری کھینچے کھڑی ہے

لہو مین تر ہے کیون اے چشم خونبار
بتا تو آج تو کس سے لڑی ہے

خضر بھی عمر مین دنیا سے ہین کم
یہ بڑھیا ساری دنیا سے بڑی ہے

نگھ جاسے کہان سینے سے اُٹھکر — ہمین تو حُسن کی دولت گڑی ہے
ادا قاتل ہے الزام اسکے سر پر — قضا کیا مفت مین ماری پڑی ہے
نہین پلکون کی اوجہل مین وہ پتلی — دُلہن چلمن مین شرمائی کھڑی ہے
نکیلی ہی سجیلی ہی ہے وہ آنکھ — مگر دیکھا تو شرمیلی بڑی ہے
پھنستے ہین وہ بیٹھے گہ مین چہاگل — قیامت در پہ گہبرائی کھڑی ہے
ہنسے مین جب دہان زخم بسمل — تو اک تلوار اور اُسنے جڑی ہے
نہ توڑو نرگس بیمار کی آس — عصا ٹیکے ہوے کب سے کھڑی ہے
کھینچتے ہین سب اس منزل پہ مر کر — عدم کی راہ بھی کتنی کڑی ہے

امیر اپنی نظر مین قصر شاہی
فقیرون کی سی ٹوٹی جہوپڑی ہے

چمکا ہے ہین کیا داغ جگر آہ رسا نے — ان پہولون مین اور آگ لگادی ہے صبا نے
جائے تپش دل مری کس کس کو بُلانے — مُنھ تیری طرح مجھسے چھپایا ہے قضا نے
پردہ رُخ محبوب سے اُلٹا ہے ہوا نے — یہ پہول کھلایا ہے نیا باد صبا نے
یون ہاتھ اُٹھایا ہے دعا کے لئے مین نے — تاثیر سے وان ہاتھ اُٹھایا ہے دعا نے
بلبل جو ہوئی ذبح تو غنچے یہ پکارے — چھوڑا ہے شگوفہ یہ نیا باد صبا نے
لو وصل مین بیتابی دل ہو گئی دونی — کی اور کمک درد محبت کی دوا نے
کس کس کے چلے جوڑ شب وصل مین مجہپر — چکمے دیے شوخی نے تو کی چال حیا نے
بسمل ہی مجھے چھوڑ گیا خنجر قاتل — افسوس وفا مجھسے نہ کی اُسکی جفا نے
برما کے مرے دل کو جگر تک اُتر آئین — کیا کام لیا نیچی نگاہون سے حیا نے
لو عفو معاصی کے لگا سے رہین عاصی — رحمت کو بہت آتے ہین بخشش کے بہانے
کام آگئی شوخی کہ نقاب اُسنے اُلٹ دی — شب کو تو مجھے مار ہی ڈالا تہا حیا نے

برسات مین بہی یہ نہ ابھرنا تہا نہ ابھری | چھینٹے دیے کیا کیا مری توبہ کو گھٹا نے
اُس دست حنائی پہ گلے کٹ گئے کتنے | پیسے ہین ہزارون ہی کے دل پیسکے حنا نے
گہبرائی ہوئی تیغ بکف پہرتی ہے ہرسمت | کیا جانے دیا برق کو کیا حکم گھٹا نے
آئی ہے دم نزع مرے گہر شب فرقت | گھیرا ہے برے وقت مین اس کالی بلا نے
اک آن مین جب بہ دیے جل تھل تو مین سمجھا | واقف تری رحمت سے کیا سبکو گھٹا نے
اُس دست نگارین کو کیا ہے جو بھبھوکا | دل مین مرے اک آگ لگا دی ہے حنا نے
توبہ کرو توبہ کہین میخانے سے ہٹتی | کوڑے اسے بجلی کے لگائے ہین گھٹا نے
کمبخت مرے گھر سے نکلتی ہی نہین ہے | مامن مرے مسکن کو بنایا ہے بلا نے
اُس گل کے جو ہاتہون کو بنانا تہا بھبوکا | لالے کا لہو چوس لیا برگ حنا نے
اللہ رے میری شب ہجران کی سیاہی | سویا پکار اُٹھے مجھے گھبرا کے بلا نے
شکوہ جو کیا سنگدلی کا تو وہ بولے | بت ہمکو بنایا ہے تمہارے ہی خدا نے
ہر گام پہ لغزش تہی رہ عشق مین لیکن | پھسلے تو سنبھالا ہمین تسلیم و رضا نے
گہیرا تو بہت زلف بتان نے مجھے لیکن | ابتک تو اس آفت سے بچایا ہی خدا نے

دل پیسکے امیر اُنکے قدم تک ہی نہ پہنچا
اور بوسے لیے ہاتہون کے ہی پیسکے حنا نے

سیکھی ہے ادا تیری مریجان قضا نے | آتے ہی مرے پاس لگی جان چرانے
یہ خوشخبری نزع مین دی مجکو قضا نے | بھیجا ہے عیادت کو تری مجکو ادا نے
ساقی کے تصور سے یہان کہل گئین آنکہین | ہشیار کیا ہمکو مے ہوشربا نے
بت کہتے ہین سن سنکے گلہ جور و جفا کا | پیدا ہی کیا ہے انہین کامون کو خدا نے
نادم جو ہوا جرم پہ رحمت کا ہوا جوش | کی میری شفاعت مرے اقرار خطا نے
معشوق جفاکار ہین عشاق وفادار | ایک ایک کو حکمت سے بنایا ہے خدا نے

کو سمجھے ترے دیوانے جنون مین
چھالے یہ اُچھالے ہین ہمارے کفِ پا نے

یا لاش کو تربت کو بھی روندا
کی خوب وفا مجھسے ترے جور و جفا نے

ت مجھے تیغ تغافل ہی نے مارا
پوچھا نہ جفا نے نہ قضا نے نہ ادا نے

پہ گرے تیر تو پھر سر نہ اُٹھایا
کیا برق کو روندا ہے تری لغزشِ پا نے

لہ تا زمین سب زندۂ جاوید
شمشیر قضا توڑ کے رکھدی ہے ادا نے

ن سے اس ٹھاٹھ سے پھولو نمین وہ آئے
نذرین اُنہین دین اُٹھکے مرے اہل عزا نے

نہ سے ہم بچکے جو نکلے
غمزے سے چھُری لیکے کیا ذبح ادا نے

یار نے بیمار ون کو مارا
اک زہر کی چٹکی اُنہین دی خاک شفا نے

ے ستم تمکو ستمگار بنایا
در پردہ ستم مجھپہ کیا میری وفا نے

ں ہے تنگ آئی ہے یہ بی اثری سے
کوسا ہے تہ عرش مجھے جاکے دعا نے

ہی اُٹھا تو وہ مخمور ہی اُٹھا
تاکا جسے تیری نگہ ہوشربا نے

ے ہم آغوشیِ تاثیر کی حسرت
سجدے کیے ہین بابِ اجابت پہ دعا نے

ھلا دو ڑپڑے سیکڑون فتنے
لین بڑھکے بلائین ترے بالون کی بلا نے

ہے دعا وصل کی کسکے کہ لپٹ کر
بوسے دیے ہین مُنھ کو مرے میری دعا نے

ر کیا تجھسے مرے ہوش اُڑا کر
دو کام کیے اک نگہِ ہوشربا نے

ی چتون نے مری آہ کی تاثیر
جو بچگئی وہ چھین لی دشمن کی دعا نے

ہے جب اُس کوچۂ گیسو مین مرا دل
روکا ہے جو آفت نے تو ٹوکا ہے بلا نے

چلے جاتے ہین دنیا سے ہزارون
کیا جانیے کیا کہدیا چُپکے سے قضا نے

دکھلاکے ادا مجکو **امیر** اُسنے کیا قتل
پیدا اثرِ درد کیا میری دوا نے

ہین نکلنا اب تو در وازے پہ مشکل ہے
قدم کوئی کہان رکھے جدھر دیکھو اُدھر دل ہے

تری مشکل ہو اب آسان اے بسمل یہ مشکل ہے
کہ قاتل خود نگاہ یاس کی تجہہ پر یون بسمل ہے

شب وصلت وہ اسکا چلبلاپن دیکھکر بولے
غریب آفت کا مارا غمزدہ بیکس یہی دل ہے

کہین ایسا نہو تجہہ سے ہی کوئی وار چل جاے
قضا ہٹ جا کہ جھنجھلایا ہوا اسوقت قاتل ہے

بلا واعظ نہ محشر مین سب ساری خدائی کا
بڑی ہی دہوم کا جلسہ قیامت کی یہ محفل ہے

نہ کر معشوق کو بے پردہ آنکھین بند کر مجنون
کہ لیلی آنکھ کی پتلی ہے آنکھ آغوش محمل ہے

مجھے تو درد ہے تیا انجھے سے کیون یہ بیدردی
مرے پہلو مین ہی دل ہے ترے پہلو مین ہی دل ہے

عدو ہی واسطے قسمت بزم ماتم مین ہے ساتھ انکی
ہمارے پہولون مین کمبخت اک کانٹا ہی شامل ہے

دل بسمل مرا قاتل مرا قاتل نہ کہہ اسکو
اسے اللہ رکھے ایک عالم کا وہ قاتل ہے

عبث ہے تاک جہانک اے شیخ تجکو دختر رز کی
بھلا یہ عمر اس نوعمر سے شادی کے قابل ہے

مجھے تو میکدے مین خانقاہ کا مزہ آیا
وہ اقب سکے سب اللہ والون کی یہ محفل ہے

مین اسکی یاد مین ہر دم وہ میری گہات مین ہر دم
دل بسمل مین قاتل ہے دل قاتل مین بسمل ہے

فسانہ رہگیا حسن و محبت کا زمانے مین
نہ مجنون ہے نہ لیلی ہی نہ ناقہ ہے نہ محمل ہے

طلب مین کھینچ دے یارب زمین کوے جانان کی
کہ مین ہون ناتوان اور دن ہی آخر دور منزل ہے

ذرا رخ پاکے انکا لیا بوسہ تو وہ بولے
کسی کے منھ لگانے مین ہی تو ہمکو مشکل ہے

جہان ڈوبا سفینہ عاشقون کا پار ہے بیڑا
نیا دریا ہے اس دریا کی تہ مین اسکا ساحل ہے

لحد مین لیکے دم جانا ہے میدان قیامت مین
یہی منزل نہین اور اسکے آگے ایک منزل ہے

مرے سینے پہ رکھکر ہاتھ کہتا ہے وہ شوخی سے
یہی دل ہے جو زخمی ہے یہی دل ہے جو بسمل ہے

امیر خستہ جان کی مشکلین آسان ہون یارب
تجھے ہر بات آسان ہے اسے ہر بات مشکل ہے

ادہر ضعف اور ادہر رعب اب سوال وصل مشکل ہے
کڑے دو پہرون مین بیٹھی ہوئی آواز سائل ہے

سگ اصحاب کہف انسان کے زمرے مین داخل ہے
برا بھی ہے تو اچھا ہی اگر اچھون مین شامل ہے

سے چلے منہ موڑ کر تو ہی تو پھر سنسان ہی مقتل — ترے ہی دم سے تو ای تیغ قاتل رنگ محفل ہے
نقاب اٹھی تو کیا حاصل حیا اٹھی تو آنکھ اٹھی — پڑا اگر اتو یہ پردہ ہمارے اُن کی حائل ہے
الٰہی بھیجدے تربت مین کوئی حور جنت سے — کہ پہلی رات ہے پہلا سفر ہے پہلی منزل ہے
جدہر دیکھو ادہر سوتا ہی کوئی پاؤن پھیلائے — زمانے سے الگ گور غریبان کی بھی محفل ہے
کلیجے سے لگا آنکھون سے مل استانہ دو بھر کر — اسے تلوون سے ملتا ہی ارے یہ تو مرا دل ہے
منگا کر آئنہ کیون سامنے کی چوٹ کہا بیٹھا — تو اپنا آپ دشمن ہے تو اپنا آپ قاتل ہے
گری ہے ٹوٹ کر توبہ بھی بام مے پر لے زاہد — یہ کیسی پارسا تھی اب جو میخوارون مین شامل ہے
کہین نازون کی تلوارین کہین غمزون کی چھریان ہین — یہ مجمع ہے حسینون کا کہ جلادون کی محفل ہے
وہ شوق قتل سے مضطر ہی یہ شوق شہادت سے — نہین کہلتا کہ ان مین کون بسمل کون قاتل ہے
اسی جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا مین — اُسی کی شکل بنجاتا ہے جس کے مقابل ہے
نہ ہے وحشت جہان کوئی بگولا دشت مین اٹھا — تو دوڑا قیس یہ کہکر کہ وہ لیلی کا محمل ہے
بڑھ ای آہ رسا باب اثر آغوش ہے کہولے — بہت ہی تیری مشتاق ای مسافر تیری منزل ہے
گرہ مین دیکھئے گیسو کی یا چوڑی کی مٹھی مین — نہ سینے مین مرا دل ہے نہ پہلو مین مرا دل ہے
ہمین کیا کام توبہ سے کہ رندِ لاابالی ہین — یہ ذی عصمت تو زاہد پارساؤن ہی کی قابل ہے
نگاہ غور سے دیکھے اگر انسان تو آنکھین ہون — ذرا سا اسکی قدرت کا نمونہ آنکھ کا تل ہے
دے اُگلشن کو حیرت کسکی شمشیر تبسم نے — کہ گل ہین خون مین تر خندۂ گل نیم بسمل ہے

شریک حال امیر احسان ہر حالتمین ہے اُس کا — صنم جبتک کے ملتے ہین خدا کا فضل شامل ہے

نکلنا اُس گلی سے ہو کبھی عاشق کو مشکل ہے — وہ کہتے ہین کہ لو پھر آگیا کیا بیحیا دل ہے
خدا رکھے چراغ جام سے میخانہ ہے روشن — شرابی اہل محفل دختر رز میر محفل ہے
فراق یار مین خنجر بکف یاس آکے للکاری — جہان رہتی ہے حسرت وصل کی وہ کونسا دل ہے

چھری کھینچی تو پھر اپنی کمر مین تو نے کیون کھلی
ارے یہ تو کلیجے مین مرے رہنے کی قابل ہے

جہان لیجاتی ہے قسمت پہنچتا ہے وہین انسان
بھٹک سکتا نہین کوئی کہ خضر راہ کامل ہے

مرے دل کو حسین جمگھٹ مین اپنے دیکھکر بولے
یہان دیوانے کا کیا کام یہ پریونکی محفل ہے

لب جانبخش پہ نام عدو تب منہ لگا تون کیا
مرے آب بقا مین زہر بھی تھوڑا سا شامل ہے

یہی کروٹ بدلوا دے یہی اٹھ اٹھکے بٹھلادے
مزہ ہمدردیون کا درد دل سے مجکو حاصل ہے

گیا طوف حرم کو قیس تو آواز یہ آئی
ارے نادان یہ بستی نہین لیلی کا محمل ہے

کسی کا رات بھر جلنا ترا شب بھر کہا رہنا
ترے زیر قدم اے شمع محفل تیری منزل ہے

ادھر ہے قتل کی لذت ادھر ہے وصل کی لذت
گلے پہ تیغ ہے سینہ تہ زانوی قاتل ہے

عجب کیا گر اٹھا کر سختی فرقت ہو اتکڑے
کوئی لوہا نہین پتھر نہین انسان کا دل ہے

شب وصل مین دونون کو ہے آئینہ حیرت
ادھر مجھسے مقابل ہے ادھر مجھسے مقابل ہے

مریض عشق تجھہ تک آسکے کس طرح اے عیسی
ادھر سے اب ادھر کروٹ بدلنا اسکو منزل ہے

قریب انسان اُس بت کی نگاہ لاکھہ پیار آئے
وہ صورت دور ہی سے پیار کر لینے کی قابل ہے

لپٹ جانے سے مطلب قیس کو ہے یہ خبر کسکو
کہ ناقہ ہے کدھر اور کس طرف لیلی کا محمل ہے

تمہارے عکس خال رخ سے ہے سارا جہان روشن
امیر کا نام تو دل مین سویدا آنکھہ مین تل ہے

سخی کا دل ہے ٹھنڈا گرمی روز قیامت مین
کہ سر پر چتر رحمت سایۂ دامان سائل ہے

امیر اللہ حافظ ہے ہجوم ناز مین دل کا
کہ سو جلاد ہین خنجر بکف اور ایک بسمل ہے

بلا پہ صبر کیا عیش جاودان کے لیے
مزے ہین خلد مین اب خلد آشیان کے لیے

چھری وہ لائے ہین عاشق کے مرغ جان کیلیے
غضب کی شاخ نکالی ہے آشیان کے لیے

بچی جو پریون سے جان آ پھنسا مین حورون مین
اب ان حسینون مین بھیجا ہے امتحان کے لیے

اندھیری رات مین بجلی کو بھی ترس آیا
غریب لیکے چراغ آئی آشیان کے لیے

نہ اُٹھے وہ نہ سہی دیکھہ تو لیا مجھکو
اُٹھی نگاہ تو تعظیم میہمان کے لیئے

کمر لچکتی ہے خنجر سنبھل نہین سکتا
اور آپ آئے ہین عاشق کی امتحان کے لیئے

حضور اس کے ہین دشمن بہت اجازت ہو
تو پاسبان ہون مین شکوہ پاسبان کے لیئے

مزے مزے کے تعلق ہین زخم و خنجر مین
زبان دہن کے لیئے ہو دہن زبان کے لیئے

ادا ہی تیری ہے قاتل قضا کی پردے مین
بدل کی بھیس یہ آئی ہے امتحان کے لیئے

سوال بوسہ جو چپکے سے بھی کیا تو کہا
ٹھہر منگائی ہین چاپنین تری زبان کے لیئے

ہزار شکر کہ پیکان سے دل ہوا آباد
خدا نے بھیجدیا وارث اس مکان کے لیئے

جلا رہی ہے پتنگے کو شمع سے یہ کہو
زبان دراز یہ تعزیر ہے بے زبان کے لیئے

لگاؤن آنکھون سے چومون نہ سنگ اسود کو
کہ ان لبون سے ہین بوسے اُس آستان کے لیئے

چمک کے آئی جو بجلی تڑپ کے دل نے کہا
وہ برق نے قدم آہ شرر فشان کے لیئے

جو خانہ باغ کی کلیان بھی چٹکین تو بولے
یہ کس نے بوسے صبا میرے آستان کے لیئے

جواب دیتی ہی طاقت بھی ہائے پیری مین
بہت کڑے ہین یہ دن جان ناتوان کے لیئے

خدا جو پوچھے گا کیون جان دی جوانی مین
دکھاکے تجکو کہونگا کہ اس جوان کے لیئے

مین امتحان مین پورا ہوا تو پھر کیسے
زرا سمجھکے تقاضا ہوا امتحان کے لیئے

مین ہون وہ سوختہ جان گرگئین سلے بجلی
سمجھکے جگنو اُٹھالاؤن آشیان کے لیئے

اجازت اپنی نزاکت سے لی ہے یا یون ہی
نکل کھڑے ہوے سرکار امتحان کے لیئے

ستے ہے اب امیر سے کیون ضبط آہ کی تاکید
حضور ہی نے تو دی ہے زبان فغان کے لیئے

امیر روتی ہے امت شہ زمان کے لیئے
زمین خاک اُڑاتی ہے آسمان کے لیئے

کھلی زبان مری کسکے داستان کے لیئے
اُچھلکے دل نے جو بوسے مری زبان کے لیئے

نکلکے سینے سے اے آہ برق سے کہہ آ
کہ ایک ڈال تو رہنے دے آشیان کے لیئے

پکارتا ہے وہ جوبن اُبھر کے سینے مین
کہ بیقرار ہون مین بھی اسی جوان کے لیے

مرا خدا تو توانا ہے ناتوان ہون جو مین
یہ آسرا ہے عصا جان ناتوان کے لیے

نکیلے تم ہو جو بھالے ہو تو رسیلے تم
پھر اور دل کو مین رکھ چھوڑون کس جوان کیلیے

غضب کی آگ تھی کمبخت برق آتش دست
چمن کو پھونک دیا ایک آشیانہ کے لیے

نہ موت آئے نہ غش آئے نہ [illegible]
عجب کی قیدین لگائی ہین پاسبان کے لیے

گلہ تڑپ کا نہ انسان کرے جو عاشق ہو
یہی تو ہے پر پرواز مرغ جان کے لیے

کہو کہ آکے رہے میرے پاس تربت مین
اداس بیٹھی ہے کیون بیکسی مکان کے لیے

وہ آشنا نہوا گو برنگ نقش قدم
قدم قدم پہ قدم مین نے پاسبان کے لیے

پسند بو مین بھی ہے اسکو رنگ فتنہ گری
کہ عطر فتنہ خریدا ہی عطر دان کے لیے

کہ گنگا یہ بھی چوٹی جو ہوتی ہو قتل عام کے بعد
حضور اب ہین یہ تیاریان کہان کے لیے

کہو کہ پیر مغان جام جم لو رہنے دے
بہت ہے دختر رز میرے امتحان کے لیے

ملی جو ناز سے اُس [illegible] کیے ہم کو
لپٹ کے بوسے تری تیغ خونفشان کے لیے

زمین کو ہے غبار آسمان سے ہے خلاف
نہ ہم زمین کے لیے ہین نہ آسمان کے لیے

وہ دل جو روز بدل کر نئے نظر آئے
کہان سے لاؤن مین اُس شوخ دلستان کیلیے

وہ بال گوندھ کے پھانسی عبث بناتی ہین
بلائے جان ہین یو ہین جان ناتوان کیلیے

جفا کے شوق مین حد سے گزر نہ او ظالم
کوئی تو طرز ستم چھوڑ آسمان کے لیے

اجل کا لقمہ ہوا پہلے پھر مین لقمہ گور
یہ دونون کھولے تھے منہ ایک ناتوان کے لیے

دل اور تصور جانان مین ربط لازم ہے
مکان مکین کے لیے ہی مکین مکان کے لیے

شباب آتے ہی آندھی کی طرح دل آیا
بہار آئی تو جھونکے بھی کچھ خزان کے لیے

امیر نالہ بھی ہو ساتھ ساتھ اشکون کے
جرس بھی شرط سفر مین ہی کاروان کے لیے

جوش کتنا ہے خون بسمل سے
دو دو ہاتھ آج ہون گے قاتل سے

کچھ بھری سی ہے وہ نگہ دل سے
تیغ روٹھی ہوئی ہے بسمل سے

پوچھو پیکان تیر قاتل سے
شور ہے ہو رہے ہین کیا دل سے

منھ کہین موڑ لے نہ خنجر یار
یہ جو روٹھا منے گا مشکل سے

لے چکے دل تو ہنس کے فرمایا
پیار اب کیجیے گا کس دل سے

رات کی صحبتین جو یاد آئین
اُٹھ گئی شمع رو کی محفل سے

غیر اور اد ہمارے جانبازی
کیا مزے کا مرے ہوئے دل سے

بزم جنت کی کھینچی ہے تصویر
رنگ لیکر تمہاری محفل سے

دل مین بھرتی ہین وصل کی باتین
نہین آتین زبان تک دل سے

کیون نہ تڑپے کہ ناوک قاتل
چھینے لیتی ہے موت بسمل سے

اس ادا سے وہ آئی وصل کی رات
کہ نکل آئین حسرتین دل سے

ہون مین وہ سخت جان کہ موڑ کے منھ
عذر کرتی ہے تیغ قاتل سے

سیر محفل خوب نہین ہوتا
اُٹھے جاتے ہین لوگ محفل سے

حال مجنون سے خاک اُڑانے کا
کہتی ہے آنکھ لگے گرد محمل سے

مفت دیدون گا کیا مین جان سی چیز
عمر بھر جاویدلون گا قاتل سے

کام یارون مین کیا تکلف کا
بے تکلف اُٹھا دو محفل سے

آئینہ دیکھ کر وہ شرمائے
آنکھ نیچی ہوئی مقابل سے

ڈوبی ہے کس غریب کی کشتی
سر پٹکتی ہین موجین ساحل سے

دل یہ دنیا سے سرد ہے کہ امیر
ہوئی ٹھنڈی غزل بھی مشکل سے

منھدی کتنی ہے دست قاتل سے
چھین لے رنگ خون بسمل سے

جان چھوٹے گی مر کے قاتل سے — مشکل آسان ہو گی مشکل سے

بگڑے تشبیہ ماہ کامل سے — سمجھے تعریف اوپری دل سے

خون بسمل زمین مین بہا دم ذبح — منہدی چھوٹی نہ ہے دست قاتل سے

تڑپین دیوانے اور وہ چپ بیٹھے — یہ کڑی اُٹھ چکی سلاسل سے

قیس لیلی کو گود مین لینا — سیکھے پردہاے محمل سے

عمرین گزری ہین ٹھوکرین کھاتی — منزلون دور ابھی ہون منزل سے

آئنہ خانے مین جو وہ آئے — چونکھے لڑ گئے مقابل سے

سُنکے پھبتی وہ حور کی بولے — کہی اچھی مگر بُرے دل سے

وہ مسافر ہون مین کہ بنکے خضر — لے گئی غربت آکے منزل سے

وہ جو بے پردہ سامنے بیٹھے — پردے سب اُٹھ گئے مری دل سے

کیا خبر بعد مرگ یارون کی — ساتھ چھوٹا ہے پہلی منزل سے

دل تو تلوون سے تونے مل ڈالا — یہ ہوا کس طرح ترے دل سے

جمکے بیٹھے کوئی تو یون بیٹھے — لاش اُٹھے نہ کوے قاتل سے

میرے پہلو سے تو نہ اُٹھ اے درد — پیار کرتا ہون مین تجھے دل سے

کیا ہین یہ چشم قیس کے پردے — لپٹے ہی رہتے ہین جو محمل سے

ایک اس کو دیا تو دس پائے — جھک کے مل اے کریم سائل سے

ساتھ والون نے ساتھ چھوڑ دیا — دور لیجا کے مجکو منزل سے

کہکے لبیک مغفرت دوڑے — توبہ عاصی کرے اگر دل سے

وہ کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے — آہ نکلی نہیں ابھی دل سے

ہو زمین لاکھ سہل لیکن امیر
ہوتے ہین اچھے شعر مشکل سے

عشق مین دن زندگی کے بھر چلے
مر کے تم پر جیتے جی ہم مر چلے

آ گئے آگے فتنۂ محشر چلے
چال قاتل کی اگر خنجر چلے

مر چلے ہم مر کے اُس پر مر چلے
کام اپنا نام اُس کا کر چلے

رات بھر وہ کنگھی چوٹی مین رہے
صبح تک آرے مرے سر پر چلے

دل ہے پامال ہجوم یاس و غم
کیا اُگے سبزہ جہان لشکر چلے

حشر مین اجلاس کسکا ہے کہ آج
لیکے سب اعمال کا دفتر چلے

خون ناحق کر کے اک بے جرم کا
ہاتھ ناحق خون مین تم بھر چلے

سعی تو کی وصل کی ہم نے بہت
جب نہ کچھ قابو چلا تب مر چلے

لالے کی مانند ہم اس باغ مین
داغ لینے آئے تھے لیکر چلے

لائے تھے مثل شرر تھوڑی سی عمر
آنکھ ادھر کھولی اُدھر ہم مر چلے

برہمن او شیخ مین چوٹین چلین
کعبہ و بتخانہ مین پتھر چلے

تم کو جینا ہو مبارک ہمدمو
ہم تو ان پر مرتے ہی بس مر چلے

پہنچین گے اُس بزم مین مشتاق ہی
اور یون چلنے کو دنیا بھر چلے

بے مروت آنکھ ہو کیا سامنے
مے سے ہو خالی تو کیا ساغر چلے

پھر تبسم سے چھڑک قاتل نمک
زخم پھر ہم زخمیون کے بھر چلے

چشم و ابرو دونون کے جوہر دکھا
دم جو لے خنجر تو پھر ساغر چلے

کوے قاتل مین گزر آسان نہین
آدمی تلوار پر کیون کر چلے

گردش چشم اپنے مستون کو دکھا
ساقی اب کیا دیر ہے ساغر چلے

ضعف اُس کوچہ مین کہتا ہے امیر
بیٹھیئے صاحب کہان اٹھکر چلے

چال سے پامال مجھکو کر چلے
ہائے کیا چلتا ہوا نشتر چلے

اس چمن سے لخت دل لیکر چلے
ہم نئے پھولون سی دامن بھر چلے

مست تیر اگر شریک دور ہو
دختر رز لیکے خود ساغر سے چلے

عاشق اب ای جان جی کر کیا کرین
مرنے کو آئے تھے تم پر مر چلے

چھپ کر اُس کوچے مین راتون کو گئی
اپنے سایے سی بھی ہم بچکر چلے

یہ بلی کس جرم پر دم کو سزا
حکم ہے دن بھر چلے شب بھر چلے

جتنی ہین چالاک آنکھین فتنہ گر
جوڑ ان عیارون پر کیونکر چلے

دور قاتل مین نہین کچھ روک ٹوک
شوق سے چھریان چلین خنجر چلے

شیخ سے میخانے مین پی یا نہ پی
دختر رز کو تو رسوا کر چلے

سچ ہے مرے قاتل کا شرمیلا مزاج
پھیر کر منھ حلق پر خنجر سے چلے

بیخودی سے وصل مین کھنڈت پڑی
گھر مین وہ آئے تو ہم باہر سے چلے

دوڑے بسمل تیغ قاتل کیطرف
پیاس کے مارے سو کوثر چلے

جرم اپنا موج کی تقصیر کیا
کیون حباب اتنا اُٹھا کر سر چلے

قدر دان شعر تو سب چل بسے
شاعرون کا کام اب کیونکر چلے

سر جھکائے کہہ رہے ہین سرفروش
آزمانا ہو جسے خنجر سے چلے

گل گیا آخر تہ تربت کفن
ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے

رہتے کیا دنیا مین آئی تھے امیر
سیر کر لی اور اپنے گھر سے چلے

کسیکی چاہ بھی دل مین مری ای نازنین نکلی
ترے تیرون نے گھر بھر کی تلاشی لی کہین نکلی

تمنا کب ترے عشاق کی اے نازنین نکلی
سبب جلنے کا دل سے جو نکلی بھی تو آہ آتشین نکلی

ابھی تیور کڑی کیون ہین ابھی کیون تیغ کین نکلی
کوئی ارمان نہین نکلا کوئی حسرت نہین نکلی

ہٹا کر وہ نگہ پلکون کا پردہ خشمگین نکلی
یہ چھری کھینچے ہوئے ظالم اُلٹ کر آستین نکلی

تری صورت کچھ ایسی کلک قدرت سے حسین نکلی
کہ اسکی ہر ادا سے شان صورت آفرین نکلی

الٰہی قتل پر میرے وہ اتراتے ہین کیون اتنا
بدن سے جان نکلی یا دہن سے آفرین نکلی

دل مجنون سے نکلی آہ یا بجلی کوئی چمکی
کہ محمل سے تڑپ کر لیلی محمل نشین نکلی

شریک حال عاشق بیکسی مین کون ہوتا ہے
جو نکلی بھی تو کچھ دل سوز آہ آتشین نکلی

کیا اقرار بھی اُس نے تو وہ انکار ہی ٹھہرا
مری قسمت سے نکلی ہان بھی وہ پر نہین

اسی دن کے لیے آنکھون مین ہمنے تجکو پالا تھا
بڑی تو بے مروت اے نگاہ واپسین نکلی

اُڑا کر لے گئی دل اک نگہ مین ساری محفل کے
بڑی ہی شوخ دیدہ تیری چشم سرمگین نکلی

وفا کی داد دینے مین بھی شرمیلی ادائین ہین
دہن پر دم سے نکلی یا زبان پر آفرین نکلی

تجھے بیٹھے ہی اپنی جگہ سب رعب قاتل سے
نہ دل سے مرحبا نکلی نہ منھ سے آفرین نکلی

ہوا دیدار اُسکا خواب مین باتین تصور مین
کوئی حسرت کہین نکلی کوئی حسرت کہین نکلی

وہ کہتے ہین یہان تو ہو گئی ہلکان جان اپنی
اور ابتک حسرت وصل آپکے دل سے نہین نکلی

مرے بالین پر ان سا سنگدل بیدرد جب اٹھا
عجب حسرت بھری اک آہ وقت واپسین نکلی

ترے انکار نے اے جان دل کو کر دیا بیدل
انی برچھی کی نکلی جب ترے منھ سے نہین نکلی

کیا خون اُس نے کن کن حسرتونکا وصل مین آکر
بڑی کافر بڑی ظالم تری چین جبین نکلی

ترے انکار کے انداز نے بھی مار ہی ڈالا
اُدھر منھ سے نہین نکلی ادھر جان حزین نکلی

الٰہی کس شہید ناز نے سر اپنا کٹوایا
کہ ننگے پاؤن فردوس برین سے حور عین نکلی

سوال وصل پر انکار مین بھی وہ بچاتے ہین
جو نکلی بھی تو بچکر ہان ان کے دہن سے نہین نکلی

عجب لذت بھرے ہاتھون سے قاتل نے کیا زخمی
کہ منھ سے اُف نکلنے کی جگہ بھی آفرین نکلی

تن بیجان کو زیر خاک کیا دھر دھر کے پیسا ہے
ستم کرنے مین اُستاد آسمان کا بھی زمین نکلی

نہ چھوڑا ساتھ اُن کا میری تربت پر بھی آ بیٹھین
بڑی پابند اپنی وضع کی اپنے حسین نکلی

نہ نکلی دل سے یا رب وصل مین بھی واہ ری قسمت
تری حسرت تو تجھسے بھی سوا پردہ نشین نکلی

جنون اتنک سنا تھا ساتھ چولی اور دامن کا
گریبان کو نکلتے دیکھکر کیون آستین نکلی

غش آیا وصل مین مجکو تو بولی ناز کی اُنکی
کہ لو مجھسے بھی اُن کی ناتوانی نازنین نکلی

امیر اُبھرا جو وہ جوبن ملا دل کا پتا مجکو
یہی دونون اُچکے چور تھے چوری یہین نکلی

خبر ہے نعش پہ کس بیوفا کے آنے کی
کہ جان ابھی سے ہے مشتاق جا کے آنے کی

نکالتے ہین وہ مانگ اور دل یہ کہتا ہے
نکل رہی ہے سڑک یہ بلا کے آنے کی

شگاف سینے مین ہین پھر ہی کیون تڑپے ہے دل
دریچیان تو کھلی ہین ہوا کے آنے کی

وہ بار بار نگاہین ادھر جو کرتے ہین
دکھاتے ہین مجھے گلیان قضا کے آنے کی

شب وصال مین اُس شوخ کو پلا کے شراب
مین راہین روک رہا ہون حیا کے آنے کی

ہزار برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن
ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی

یہ وضع مجکو نہین ہے پسند جاؤ بھی
ادا نکالی ہے تیوری چڑھا کے آنے کی

نہ چوک وقت کو پا کر کہ ہے یہ وہ معشوق
کبھی امید نہین جس سے جا کے آنے کی

گھٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی امیر
ادا کسی کی وہ پردہ اُٹھا کے آنے کی

جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے
مین روتا ہون اُن کو ہنسی سوجھتی ہے

تمہین حور اے شیخ جی سوجھتی ہے
مجھے رشک حور اک پری سوجھتی ہے

یہ آتا ہے جی مین کہ کوثر پہ چلیئے
خرابات مین دور کی سوجھتی ہے

جفا کو وفا کیون نہ سمجھون مین ناصح
محبت مین اچھی بُری سوجھتی ہے

یہان تو مری جان پر بن رہی ہے
تمہین جان من دل لگی سوجھتی ہے

جو کہتا ہون اُن سے کہ آنکھین ملاؤ
تو کہتے ہین تم کو یہی سوجھتی ہے

کہا مین ذرا پاس آؤ تو ہنس کر بولے
اجی آج تو دور کی سوجھتی ہے

دم نزع بھی تکتی ہین اس کو آنکھین
جو کچھہ سوجھتی تھی وہی سوجھتی ہے

یہان تو ہے آنکھون مین اندھیر دنیا
وہان اُن کو سُرمہ مسی سوجھتی ہے

شب وصل آخر ہے اے دل لپٹ جا
تجھے اب خوشی ناخوشی سوجھتی ہے

جو کی مین نے جوبن کی تعریف بولے
تمھین اپنے مطلب ہی کی سوجھتی ہے

بُری ہو نہ قسمت الٰہی کسی کی
کہ جو سوجھتی ہے بُری سوجھتی ہے

بُرا دخت رز کو کہے کیون نہ واعظ
بُرے کو بھلی بھی بُری سوجھتی ہے

پڑا ہے یہان دیدہ و دل کا رونا
تمھین آئنہ آرسی سوجھتی ہے

گھٹا گھر کے آتی ہے جب فصل گل مین
تو متوالون کو میکشی سوجھتی ہے

یہان دل ہے صد چاک پڑتی ہین چوٹین
تمھین کنگھی چوٹی اجی سوجھتی ہے

کسی زلف سے ہر طرح جا لپٹنا
نہ بگڑی نہ دل کو بنی سوجھتی ہے

کمر کی رعایت شب وصل کیسی
کہین ایسے مین نازکی سوجھتی ہے

امیر ایسے ویسے تو مضمون ہین لاکھون
نئی بات کوئی کبھی سوجھتی ہے

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہر انتخاب

وہ مست ہون کہ ساغر جیب مین پا گیا
بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
وقت آخر مین نہین ہے کوئی میرا آسرا
سوجھا ہے بیخودی مین یہ مضمون دور کا
آنکھین ملائین آپ تو کہہ دے درد دل کہون
نہ پوچھ اے محتسب ساغر الٹ دونگا تو کیا ہوگا
محشر مین دیر تھی اگر آنے مین یار کے
تڑپتے ہین اگر بسمل تجھے کیا +
مسجود وہ صنم ہے ہر رند و پارسا کا
منہ پھیر کر چلی تھی خفا ہو کے تیغ یار
لگ کے چھاتی سے وہ سوتا تھا کلیجا شاد تھا
بتو مانا نہین ہو تمین تمھارے قتل کے قابل

اکبار یا غفور کہا اور چڑھا گیا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا
شرم عصیان رہ گیا ہے ایک تیرا آسرا
پردے مین دختِ رز کے ہی جلوہ حضور کا
پھر دن مزاج ہی نہین ملتا حضور کا +
بجائے بادہ شیشون مین لہو تیرا بھرا ہوگا
اے شور حشر تو نے مجھے کیون جگا دیا
تو اپنا کام کر قاتل تجھے کیا +
شاید کہ رہگیا ہو بندہ کوئی خدا کا
بارے جھپٹ کے مین نے گلے سے لگا لیا
کیا وہ دن تھے دل سے پہلو جب مرا آباد تھا
مگر للہ بھی اک کام کر لو گے تو کیا ہوگا

ہے تشنگی وہی غم الفت کی آج تک
قاصد کو بھیجنے سے اُسکی گلی مین حاصل
خالی نہ بزم اپنی رہی دور جام سے ✤
خواب مین اک دم خیال اُسکا ہوا تھا لب بلب
فلک ہم تو تیرا بھی شکوہ نہ کرتے ✤
آتے ہی دم نزع مرے پاس وہ بولے
رہ رہ کے اک کھٹک سی سینے مین ہو رہی ہے
دل تو پہلو سے ہمارے کھو گیا
کہا دل نے یہ مجھسے کھینچکر خنجر وہ جب آیا
صف محشر مین تیرے کشتون نے
نہ پھرا نامہ بر زبان سے امیر
روانی سے چلتا نہین حلق پر
وصل کی رات بھی پہلو ہی بدلتے گذری ✤
تیرے ابرو کی یاد مین اے بت ✤
انصاف جو ریار خدا سے طلب کیا
مرا دل دیکھ کر بولی خرابی ✤
وائے قسمت پاؤن اپنے رہگئے تھک کر امیر
ہم جو رخصت ہوئے اُس بت سے تو ہنگام وداع
خاطر مری صیاد کو ہے سب سے زیادہ
نہ ملا تھا جواب نامہ اگر ✤
اِس قدر ہے دراز ہجر کی رات ✤

سارا لہو نچوڑ کے مین نے پلا دیا ✤
کیون خون سر پہ لو نمین اک بندہ خدا کا
رکھا جو اُس نے ہاتھ سے ہم نے اُٹھا لیا
عمر بھر لذت سے اپنے ہونٹھ مین چاٹا کیا
مگر تجکو ڈھب ہی نہ آیا جفا کا ✤
ہم جاتے ہین یہ حال تو دیکھا نہین جاتا
شاید ابھی ہے باقی ٹکڑا کوئی جگر کا
درد پہلو ہائے تو کیا ہو گیا ✤
تڑپنے تلملانے لوٹنے کا وقت اب آیا
کچھ سمجھ کر مجھے امام کیا ✤
زندگی نے مجھے جواب دیا ✤
تری چال خنجر بھی چلنے لگا ✤
ایک کروٹ دل بیتاب نے سونے ندیا
ہم نے کعبے کو بھی سلام کیا
تمنے بھی اے امیر بڑا ہی غضب کیا
یہ ویرانہ کبھی آباد بھی تھا ✤
وادی مقصود جب دو چار منزل رہگیا
ہنس کے بولا وہ صنم جاؤ خدا کو سونپا
احسان ہے یہ مجھپہ مری بے بال و پری کا
آکے قاصد جواب ہی دیتا
پر تڑپنے سے جی نہین بھرتا ✤

تم تو دوزخ مین بچاؤ گے ہمارے بدلے | زاہدو ہم جو گنہگار ہین پھر تمکو کیا

واعظو وعظ کی مجلس مین تو تہا مین مدت | کچھہ اگر ہوش مین ہوتا تو تمہاری سنتا

خنجر نے ترے دیا نہ پانی + | ترسا ترسا کے مار ڈالا +

کیون نہ کٹتی زبان تری اے شمع | سوز دل کیون زبان پر آیا +

اے دل تو اور چار پہ عاشق ہو مجھکو کیا | مین نے ترے بھلے کو کہا کیا برا کیا

مری صورت جو بدلی فرط غم سے | تو وہ بولے کہ اچھا روپ بدلا

کمی گر ترا تیر کر جائے گا | تڑپ کر یہ نخچیر مر جائیگا

سوا اسکے کہ کچھ دل کو تڑپنے مین مزا پایا | مرے پہلو مین رہکر تونے اے درد اور کیا پایا

وہ بولے بزم مین اغیار سے الگ ہٹنا | نہین امیر تو بیٹھا ہو یان فقیر بنا

کھیل تھا عمر بھر جو دیکھا تھا | زندگی کیا تھی اک تماشا تھا

کہتا ہے عشق دیکھہ کے میرا چراغ داغ | روشن ہوا اس سے نام مری خاندان کا

زور جنون سے ضعف مین ارمان نکلگیا | اٹھا نہ ہاتھہ بھی کہ گریبان نکل گیا

نہ چونکا مرا بخت خفتہ امیر | پھنکا صور محشر زمانہ ہوا

اللہ رے تری وصل کی حسرت کہ جیتے جی | دل کھو کے حورون سے بھی لپٹا نہین جاتا

میکشون کا نامۂ اعمال سارا دھو گیا | جو دھوان بھٹی سے اٹھا ابر رحمت ہو گیا

بادۂ اطہر جسے سمجھے ہوئے ہو زاہدو | دخت رز بھی تو اسیکا نام ہے اک پیار کا

بزم مین آکر وہ غیرون پر ستم کیون کر گیا | میرے ہوتے غیر پر بیداد مین کیا مر گیا

نزع مین ہون مین کہو انسے اب آرام کرین | دیکھنا تھا مجھے سو ایک نظر دیکھہ لیا

دل مرا ایک قطرۂ خون تھا | نوش جان اسکو تیرے غم نے کیا

اے دل بلائے جاؤ کبھی آہی جائیگا | دو چار بار کہنے مین شرما ہی جائے گا

اے جذب شوق دید کشش مین کمی نکر | جلوہ کسی طرح سے وہ دکھلا ہی جائیگا

بیقراری ایک سی دونون طرف تھی تمھین تھی
ہم ادہر تڑپا کیے قاتل اُدہر تڑپا کیا

نالے کرتے کرتے مین ٹھہرا تو وہ کہنی لگے
مرگیا غش کرگیا دیکھو تو چپ کیون ہوگیا

قتل کا فرد وہ ہی میرا کام آخر کرگیا
یہ خبر سنتے ہی مین مارے خوشی کے مرگیا

اپنے مرنے کا نہین غم مگر اتنا غم ہے
اے عزیز و ملک الموت نے گہر دیکھہ لیا

وہ سرمہ بھری آنکہین فتنہ ہین کہ بلا دین
کتنون کو لگا رکہا کتنون کو سلا رکہا

ناقوس لیکے جاتے ہو کعبے کو تم امیر
فریاد ان بتون کی کروگے خدا سے کیا

پیے گا تو بھی تو زاہد نہی جنا مین شراب
جو میکشون نے یہان پی تو کیا گناہ کیا

فرشتے آکے جہان مین گناہگار ہوئے
کیے گناہ جو ہم نے تو کیا گناہ کیا

امیر صانع قدرت کا کھیل ہے دنیا
بنا بنا کے مٹائی ہین صورتین کیا کیا

نوجوان لوگ کیا نہین کرتے
دل لگایا تو کیا گناہ کیا

دل خون ہوکے میر اکب چھوٹتا ہی اُس سے
جس گل کے ہاتھ آکر رنگ حنا نہ چھوٹا

خزان نزدیک ہے اب اور رنگ اے باغبان ہوگا
نہ مین اس باغ مین ہونگا نہ میرا آشیان ہوگا

قاتل اک چٹکی نمک دے ڈال اب
زخم کہاتے کہاتے تو جی بھر گیا

کس کس نے ہمکو روکا اُس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پانون پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

شب وعدہ نہ جھپکی آنکھ تک آرام کب آیا
یہی کھٹکا رہا شب بھر وہ اب آیا وہ اب آیا

عاشق ہوئے مگر کچھہ اچھا برا نہ جانا
ہم دل لگا تو بیٹھے لیکن لگا نہ جانا

خط اُسنے بے پڑہی قاصد سنائین سیکڑون باتین
جو پڑہ لیتا کہین خط تو خدا جانے وہ کیا کہتا

دے جلد جام ساقی ٹوٹے خمار میرا
تیار ہے جماعت ہے انتظار میرا

کب انا الحق جرم تہا منصور کا
دیکھنے والا تھا کس مغرور کا

پیکان سے ترے دلکو مرے ہے یہ علاقہ
جب تیر کھچا ساتھہ کلیجا نکل آیا

مردے کا زندہ کرنا کیسا تم آپ مرتے
مرنے کا کچھہ مسیحا تم نے مزا نہ جانا

اُلجھن ہے کب سے مجھکو نکل ہی چکے کہین
کمبخت دم تو جان کا جنجال ہو گیا

ناقے کے پاؤن تھک گیے قسمت یہ قیس کی
جب تھوڑی دور نجد کا میدان رہگیا

دل بوند بھر لہو ہے پر جب یہ مضطرب ہو
اُسوقت رنگ دیکھو اِس بوند بھر لہو کا

مست ہین حلقہ کیے ایک سا ہی سب پہ کرم
دور ساغر مین سبو پیر مغان بن بیٹھا

مہمان امیر تم ہو ورنہ
وہ خانہ خراب گھر مین ہوتا

ادہر ہی جو تھی دولائی چلتا نہ تھا اُبھر کر
جوبن چھپایا تم نے لیکن چھپا نہ جانا

کہتے تھے دل کسی سے لگاؤ نہ اے امیر
دیکھو تو چار روز مین کیا حال ہو گیا

مجھکو دیکھا تو آئنے نے کہا
ہاے کیا حال ہو گیا تیرا

سُنا ہے کل کہین مسجد مین وہ بت آیا تھا
نماز ہو نہ سکی اس قدر ہجوم ہوا

قتل سے ہم رہے محروم گری ہاتھ سے تیغ
ہاے اس آنکھ سے جلاد کو کیون دیکھا تھا

اُٹھتا نہین ہے شور جو بازار مین کہین
کیا آج امیر مست سے اُٹھا نہین گیا

ق

تو مجھسے نہ مل خیر مجھے بھی نہین پروا
ڈھب تیرے جلانیکا یہ اے یار کرونگا

تصویر تری لا کے مین اب سامنے تیرے
چھاتی سے لگاؤنگا اُسے پیار کرونگا

نالے بھی سماتے نہین اس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

قیامت کا اگر ڈر ہے تو یہ ہے +
کہ ہے ہے ہم کو پھر جینا پڑے گا

بولے وہ گلی مین اپنی مجھسے +
او خانہ خراب اپنے گھر جا

ملک دیتا تھا فلک جاگیر مین ہم نے مگر
مختصر سا ایک تختہ بہر مدفن لے لیا

رُخ جو قاتل اِدھر نہین کرتا
ہاے دل بھی جگر نہین کرتا

ذکرِ شب فراق پہ کہتا ہے دل مرا
لو میرے آگے نام نہ اُس روسیاہ کا

اُس بُت تند خو کو رام کیا +
آفرین اے امیر کام کیا

سوال خون کا اپنے کرینگے تجھسے جو ہم
جواب غمزۂ حاضر جواب کیا دیگا

اظہار حال حشر کے دن کچھ نہو سکا
قصہ تمام طول زمانہ قلیل تھا

بس غم یہ کہا عاشق کا ای امیر
تجھے کوئی آزار ہو جائے گا ◆

تیری لگن پر فدا سو جان سے دل ہو گیا
تو نے آدھی بات کی مین نیم بسمل ہو گیا

وہ آئے کھینچکے تلوار سب کو شاد کیا
امیر آج بہت ہم نے تمکو یاد کیا

کھل گیا زاہد کہ ستون پر خدا کا رحم ہے
ابر جب قبلے سے اُٹھا میکدے پر چھا گیا

غم اُسکا حسرت تو نہ پوچھتا ہی میرے تو سینے مین
کہان ہے وہ جو دل نام اک یہان بیمار رہتا تھا

وفا تو یاد نہین یاد رہتا ہو نہین تجھسے
جفا مین تو نہ کسی کو شریک کر میرا

مجھسے ہو سکتا کہ دیتا بازوی قاتل کو پیچ
وان ہوئی ابرو کو جنبش یہان بدن پر سر نہ تھا

یار آیا ہے مرے مرنے کے بعد
ہاے اس وقت مین زندہ نہوا

ڈوب کر جو بے خون چکان نکلا
تیر دل کا مزاج دان نکلا ◆

کل ذرا چپ مرے پاس آکے جو بیٹھا ناصح
مین تو سمجھا کہ مین کمبخت اُسے دیکھ آیا

مدت ہوئی کہ غم سے خون ہو کے بہ گیا دل
صدقے کیا تھا صاحب تم ہی عزیز کرتا

حضرت عیسی ابھی کیا دیکھتے ہو یہ ہی نبض
پہلے اُسکو دیکھ آو پھر مجھے تم دیکھنا

کچھ آج نہین رنگ یہ افسردہ دلی کا
مدت سے یہی حال ہے یارو مرے جی کا

سنوارا ہی اگر اُس کو لحاظ اتنا بھی تو رکھنا
اب ای مشاطہ آئینہ نہ اُسکے روبرو رکھنا

دلبری سے کام ہے ہم کو دل آزاری سے کیا
یار کی یاری سے مطلب اُسکی عیاری سے کیا

شمع کیطرح جلا بھی مین پھنکا بھی لیکن
عمر بھر رشتۂ الفت مری گردن مین رہا

بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی
درد دل نے جو مدد کی تو مین بستر سے اُٹھا

مین دل لگا کے تو سنتا ہون کیا کرون ناصح
ترا کلام ہی دل مین اثر نہین کرتا

ٹوٹ کر کس کان سے موتی کا دانہ گر پڑا
ڈھونڈھتے آنکھوں سے جو سارا زمانہ گر پڑا

ضعف دل نے اثر یہ دکھلایا
درد سے بھی اُٹھا نہین جاتا

آوارہ پھر رہا ہے محبت کی راہ مین | اک دل دیا تھا ہمکو خدا نے سو یون گیا

چکر لگا رہی ہے جو بجلی چمن کے گرد | مد نظر ہوا ہے مرا آشیانہ کیا

ہزارون اُس سی سوا بے نشان ہین لیکن | نکل گیا ہے زمانے مین نام عنقا کا

لاکھون کو اُس لیلی کی دیوانے تھی زمین عشق نی | ایک مشتِ استخوان کا نام مجنون رکھدیا

بہا خون ہوکر جو ٹھوکر سے بولے | مصیبت کا مارا یہ دل تھا کسی کا

ہم مر گیے تو واہ ری بدنامیون کا پاس | مٹوا دیا نشان ہمارے مزار کا

دیکھکر عکس آئنے مین کہا | یہ تو کچھ صورت آشنا نکلا

پاڑہ رکھی ہے اُسنے خنجر پر | ہاے اس وقت مجھہ مین دم نہ ہوا

دل مین تو ہین حضور وہان غم کا کام کیا | ہو جس جگہ سرور وہان غم کا کام کیا

جو ہے مقام جسکا زیبا وہی ہے اُسکو | سینے مین داغ بہتر پہلو مین درد اچھا

بولے وہ سُنکے رات کو میری صدا امیر | پوچھو تو کوئی نام ہے کیا اس فقیر کا

یون تیرے در پہ کیون پڑے رہتے | ہم غریبون کا گھر اگر ہوتا

تو ہی بتا ٹھکانا اے باغبان ہمارا | کس شاخ پر چمن مین تھا آشیان ہمارا

تپ غم ہوئی تو بھی معشوق ہم کو | تری گرمیون نے ہمین مار ڈالا

روز محشر سے ڈرایا ایکدن مین نے اُنہین | سُنکے بولے وہ بھی اک فتنہ ہی اپنی چال کا

پڑ گیا ہے کوئی ناسور جگر مین شاید | کہ مری آنکھہ سے کل شبکو لہو پھر آیا

پہلے تو کوی یار مین تنہا امیر تھا | نکلا جو گھر سے یار تو جمِ غفیر تھا

بتکدے مین ہین اے صنم خوشباش | گھر تو ان کا خدا کے نذر ہوا

چھو گئی بو جسان محبت کی | رنگ پھر ڈر سے مُنہ نہین چڑھتا

قتل ہووی کا تو شرعاً ہی درست | ناصح اب تک کیون سلامت رہگیا

زلف و رخ دونون نے مجھپہ ستم ایکسان کیا | اسنے حیران کیا اُسنے پریشان کیا

کھٹکتے ہین جو رہ رہکر تری تلوو نمین ای ہرجا
عوض لیتے ہین کانٹے تجھسے اپنی پایمالی کا

جو میرے قتل کو تلوار لیکے یار آیا
لپٹ گیا مجھے بے اختیار پیار آیا

شوق سے مین نے جو خنجر کے تلے سر رکھدیا
چھیڑنے کو ہاتھہ سے قاتل نے خنجر رکھدیا

داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ دلکو امیر
ایک چنگاری نے سارا گھر جلاکر رکھدیا

یارب شب فرقت بھی ہوئی ہے کہین آخر
اس شام نے بھی منہ کبھی دیکھا ہے سحر کا

بازو پہ رکھکے سر جو وہ کل ساتھہ سوگیا
آرام یہ ملا کہ مرا ہاتھہ سوگیا

گل خودستے بی ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہوگیا

ضبط کرتے ہی اثر نالہ کا ظاہر ہوگیا
بول اُٹھی گھبراکے ہے ہے لو وہ آخر ہوگیا

تم جو پہلو سے اُٹھے ویسی نہ صدما اُٹھا
درد پہلو مین یہ اُٹھا کہ مین چلا اُٹھا

وحشت کا سلسلہ نہ گیا ہاتھہ سے کبھی
دامن سے ہاتھہ اُٹھا تو گریبان پہ جا پڑا

گلگشت کی مدے مجھے تکلیف ہمصفیر
کیا دل گرفتگی مین مزا اسیر باغ کا

تھے اشک حسرت جہان ہجر مین
وہین خشک میرا لہو ہوگیا

نہین تو نے دیکھا ہے اس بت کو زاہد
یہ ایمان ہرگز سلامت نہ رہتا

دلمین مضمون تھا جو اس شوخ کی ظاہر نہوا
رہگئی مجھکو یہ حسرت کہ وہ شاعر نہوا

کچھ اس ادا سے مارا مجھے کشتہ ادا کو
مقتل مین ہر طرف تھا اک شور آفرین کا

عشق نے زور دکھایا تھا امیر
کوہکن کو ہکنی کیا کرتا +

چپکا بیٹھا ہوا ناصح کی مین باتین سنتا
بر ترا ذکر تھا اے یار مین کچھہ کہہ نہ سکا

بڑہا مست شراب شوق ہوکر وصل مین جب مین
تو وہ بولے پئے ہو آج تم مجھسے الگ رہنا

مرکے اس شوخ سے وصال رہا
خواب مین بھی وہی خیال رہا

کرتے تو کیا قتل مجھے یار نے لیکن
رو رو کے مری خون کو تلوار سے دہویا

ایسے کا کیا کرے کوئی دربار ای امیر
دو دن جہان سلام کیا وہ بگڑ گیا +

چلے جو آگے بتاتے تری گلی کی راہ
میں آج خضر سے بھی سخت بدگمان ہوا

زیر شمشیر بھی نظارۂ قاتل نہوا
خوب اے حسرت دیدار مرا ساتھہ دیا

کھینچتا ہو نہیں تصویر میں اگر ہاتھہ اُنکا
کھنچ چکے کہتی ہیں کہ ہے ہے مرا ہونچا ٹوٹا

امتحان گاہ محبت میں تھی سب ثابت مگر
دو قدم جو بڑہ گیا میدان اُسکے ہاتھہ تھا

زرا چشم تر کو اشارہ کیا
کہ دریا نے ہم سے کنارہ کیا

شکوہ زبان پہ آ نسکا رنج ہجر کا
اک بوسہ دیکے اُسنے مرے مُنہ کو سی دیا

جنّت کا نہیں خواہان حور ذکا نہیں طالب
بوٹا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا

پٹ کی اوجھل سے قیامت ہے اشارے کرنا
تھر ہی بیٹھکی کھڑکی سے نظارے کرنا

سمجھے کہ عرض حال کریگا ضرور امیر
دربار اُسکے آتے ہی برخاست کردیا

ازل کے دن کوئی نادان تھا نہ دانا تھا
فقط امیر عنایت کا کارخانہ تھا

باغبان کہتا ہی سُن سُنکر فغانِ عندلیب
پھونکدی اے آتش گل آشیانِ عندلیب

باغبان بیداد گر گل ہیو فا گلچین رقیب
یارب اپنا دردِ دل کِسکو سنائی عندلیب

بند ہوگئی اُس گل کی یہ نازک مزاجی کی ہوا
پھر گئی منقار تک آکر صدائی عندلیب

گلون سے لگی ساری گلشن میں آگ
الٰہی کہان جائے بُلبُل غریب

میری حق میں ہر طرح ہی یار کی چتون غضب
قہر کی چتون ہی آفت پیار کی چتون غضب

دیکھہ سکتا ہون نہیں اُنکو نہ وہ مجکو امیر
گھر کے اندر ہیں وہ بیتاب میں باہر بیتاب

شمع پر گذری ہے جو شب تا سحر
مختصر سی ہے ہماری سرگذشت

دم بھر ٹھہر میں ہاتھو نسی دل کو سنبھال لون
بیدرد میرے سینے سے پیکان ابھی نہ کھینچ

ہنسکے رونے پر مری کیسا کیا مجکو خجل
بہ گیا میں پانی پانی ہوکی آنسو کی طرح

اب یہ عالم ضعف کا ہی میں جو روتا ہون امیر
ساتھہ ہر آنسو کی گر پڑتا ہون آنسو کی طرح

لیل و نہار وصل دکھاتا ہے تو دکھائے
کیسی یہ آسمان نے لگائی ہے شام صبح

ہماری راے مین بہتر ہی سیکشی کو صباح
اب آگئے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح

دعوی ہے گوکہ بیگنہی کا امیر کو
بیٹھا ہی تیرے آگے گنہگار کی طرح

نہین ہین پتلیان آنکھون مین اسکی
یہ در پردہ ہین دو فتنے نظر بند

بوسہ اُس لب کا ملا پائی مُراد
مُنہ کی مانگی آج ہاتھ آئی مراد

کہتے ہین کشتۂ رفتار سے وہ ٹھکرا کر
کھولدے آنکھ اگر ہی مری رفتار پسند

تجکو بھیجا تھا کس لیے قاصد
بات کا تو جواب دے قاصد

کرتے ہین ڈرتے ڈرتے اُدہر اک نگاہ شوق
جب خوب دیکھہ لیتے ہین پہلے ادہر اُدہر

کچھہ ایسی بیخبری چھاگئی ہے الفت مین
نہ دل کو میری خبر ہی نہ مجکو دل کی خبر

ہین قریب صحن گلشن ہم اسیر دنکے قفس
دیکھہ لیتی ہین کبھی پہولونکا جوبن جہانک کر

آے بہت جو یاد پس مرگ میرے داغ
دو پہول اُٹھا کے پہیکدیے میری گور پر

آیا جو یاد سونا اُس سے چمٹ چمٹ کر
تکیہ سے شب مین رویا کیسا لپٹ لپٹ کر

آنکھین تو میری ملتی ہوا یجان پاؤن سے
نرگس کو احتیاط سے رکھتے ہو طاق پر

اسطرف ہم اُسطرف دل بیچمین ہے چشم تر
ہم سمندر کی ادہر ہین دل سمندر کے اُدہر

سمجھے جو اُسکو سایۂ دیوار یار ہم
اُٹھا گیا نہ سایۂ طوبی مین بیٹھہ کر

ناتوانی نے زور کام کیا +
چڑہ گئے یار کی نگاہون پر

مین وہ گل ہون اس چمن مین باغبان
پہیکدے گلچین بھی جسکو توڑ کر +

مشکل سی ذبح ہونگا بڑا سخت جان ہون مین
کرتا ہے مجکو ذبح تو تلوار تیز کر

عقل کہتی ہی کہ وہ وحشی ہے پہلے رام کر
شوق کہتا ہی ابھی سے وصل کا پیغام کر

قتل کر براک نرالے تیغ یار +
آشنا نا آشنا پہچان کر

دہوم کرتا ہی جو ای وحشت تو خاطر خواہ کر
شہر گردی کب تلک صحرا سی بھی کچھ راہ کر

عشق کے نام سے معشوق کو ہوتا ہی گریز
جی مین ہی آج سی عاشق ہون شب فرقت پر

زر نظارهٔ گل بلبل پر بال و پر کرلے
بٹھا دے ایک دم صیاد اسے دیوار گلشن پر

گھر بیٹھے ہی رقیب کو مجھسا سمجھ لیا
باہر تو گھر سے آ کبھی تلوار کھینچ کر

زغ ہے حسرتون کا دل داغ داغ پر
گرتے ہین جسطرح سے پتنگے چراغ پر

گرتی نہین ہی اوس یہ آنسو ہین ای فلک
روتی ہی رات بھی مرے بخت سیاہ پر

جانے دی اس بت کو ضبط نالہ و فریاد کر
اتنی بے صبری نکر ای دل خدا کو یاد کر

بیٹھ رہین پڑ جائے تا آنکھ اس رخ پر نور پر
چڑھ کے بیٹھی ہین کلیم اللہ کوہ طور پر

تو آسمان توڑ چکا اب بہت نہ چڑھ
اے نالہ آگے جا ادب ہے خدا سے ڈر

مسافر سی جھگڑتے ہین فرشتون سی خدا سمجھے
گھڑی بھر چپ پڑا اپنی نہین دیتی ہین منزل پر

جان اگر دینی نہین ہی ساقی گلفام پر
کیون لہو روتی ہی منہ کہہ کر صراحی جام پر

صیاد یہ ستم تو برائے خدا نکر
بے بال و پر ہون مین ابھی مجکو رہا نکر

کوئی جوبن پر ہی عاشق کوئی اسکی گات پر
کچھ نہین کھلتا کہ ہم دیوانی ہین کس بات پر

بس مردن یہ بخشا ہم کو رتبہ بیقراری نے
چھپے ہم خاک کے نیچے گئے افلاک کے اوپر

اے یار بات بات پہ ہوتا ہی اب بگاڑ
غصہ ہی قہر غمزہ ہی آفت غضب بگاڑ

کیون نہو دریا کے پانی مین یہ توڑ
ہے مرے ہی آنسوؤن کا تو نچوڑ

فصل گل آ گئی شاید کہ صبا گلشن سے
برگ گل لیکے چلی مرغ گرفتار کے پاس

نکلے اب کوئی تو راہ پرورش
بندہ پرور اک نگاہ پرورش

اب نہین دو شعر ہی یاد اے امیر
تھے کبھی دیوان کے دیوان حفظ

دیکھکر گستاخی پروانہ شرماتی ہی شمع
تھوڑی تھوڑی کیسی محفل مین ہوئی جاتی ہی شمع

مجلس مین بیان سوز دل کا
جلجائے تری زبان اے شمع

مدد ای وحشت دل دونون ہم یکرنگ ہو جائین
پھٹے جسدم گریبان چاک پہنچی آنکی دامن تک

ایک قطرہ خون ہی دل پر وہ قطرہ ہی امیر
غوطے کھاتے پھرتے ہین جسمین دو عالم آجتک

اے غم تری اب خوشی کہانتک | کمبخت لہو تو ہو گیا دل
دیکھکر تیغ مجھے غش نہین آیا قاتل | سجدۂ شکر کو سر مین نے جھکایا قاتل
سارا ہے چمن مکان بلبل | ہر شاخ ہے آشیانِ بلبل
قفس مین آج بہت بیحواس ہی بلبل | گلونکی خیر ہو یارب اُداس ہے بلبل
استخوان پہلو کے میرے سونگھکر بولا ہما | کسطرح کھاؤن نہین آتی ہی انسے بوی دل
روتے ہین صیاد و گلچین ہی خزان سارا چمن | اکطرف ہے ہای بلبل اکطرف ہی ہاے گل
بگڑا ہوا گلون کا جو پاتا ہی رنگ دل | غنچے کی طرح باغ مین ہوتا ہی تنگ دل
محفوظ کوئی سختی ایام سے نہین | عشاق سخت جان ہین تو معشوق سنگدل
جلد کیسے گذر گئی شبِ وصل | ادہر آئی اُدہر گئی شبِ وصل
مستی مین بہک کے کعبے پہونچے | جانا تہا کدہر کدہر گیے ہم
یہان خمارِ محبت وہان ہی نشۂ حسن | نہ اختیار مین تم ہو نہ اختیار مین ہم
چھپ گیے پہلے تو مجھکو دیکھکر | پھر کہا لو کس سے شرماتے ہین ہم
ہے یہ کس چشمِ سیہ کا دَور دَور | شیشے کی صورت پسے جاتی ہین ہم
پہنچے سب منزل پہ چلتی تھی ہمارے ہمنفس | المدد ای تیز رفتاری رہی جاتے ہین ہم
تردستیِ مژگانِ ستم کیش تو دیکھو | ہر ہاتھ مین سو وار ہین ہر وار مین سو زخم
راتدن رونا تڑپنا تلملانا پیٹنا | ہین تو ہم ناکام پر رہتا ہی کامونکا ہجوم
بہار آئی جنون کیا مین جاؤن گلشن مین | نہ تار میرے گریبان مین ہی نہ دامن مین
تجھسا دیکھا نہین جوان کوئی | اچھے اچھے جوان دیکھے ہین
مرکے بھی یار کا دم بھرتے ہین | زندۂ عشق کہین مرتے ہین
جانمن وہ دلکے لے لینے کی راہین اور ہین | جنکو آنکھین ڈہونڈہتی ہین وہ نگاہین اور ہین
کیا ہی مین نے جب اظہارِ شوق گل اسیری مین | مری صیاد نے میری پرونکے پھول کتری ہین

دلِ ویران مرا آباد رہے
ایسے ویرانے کہان ہوتے ہین

اِتنا متاعِ جان پہ تفاخر نہ چاہیے +
ایدل یہ جنس کونسی بازار مین نہین +

ہمین لے گئی بیخودی دور امیر
خدا ہی ملائے تو اب ہم ملین

سگ وہان نے کیا ہے کرم تو عذر ہی کیا
جلی بھنی ہوئی ہین ہڈیان سو حاضر ہین

خدا دراز کرے عمر برق اے گلچین
چراغ آکے جلاتی ہی آشیانون مین

شیخ جی مر گیے ہین اُنکے مرید
حبس دم کا گمان کرتے ہین

اودل عشق مین بس رونے لگے تم تو امیر
نہ ابھی نالے کیے تم نے نہ آہین کھینچین

سفر نہین ہے لحد مین بھی وحشتِ دلسی
ہم اب یہان سے الٰہی کہان نکل جائین

تجھے کیا ہم جو وصف ساقی گلفام کرتی ہین
تو اپنا کام کر واعظ ہم اپنا کام کرتے ہین

وصل کو اُنسے جو کیسے تو کرین وعدۂ حشر
کیجیے قتل کی خواہش تو ابھی حاضر ہین

پاس اخفائے محبت ہی یہانتک کہ امیر
دل بھی میرا مری حالت سے خبردار نہین

ہزار طرح کے ہوتے ہین وہم ہمکو امیر
کسی کی آنکھ جہان ہم نے پرآب دیکھتی ہین

یار کے اُٹھتے ہی برہم ہوگیا سامانِ عیش
مے کہین مینا کہین ساقی کہین ساغر کہین

امیر دیر و حرم سے الگ جو جاتی ہین
وہ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا بناتے ہین

وفا کا وعدہ وفا ہو یہ غیر ممکن ہے
جفا کا وعدہ تو ابتک وفا ہوا ہی نہین

بلبل آواز اسیرانِ قفس کو نہ سُنا
صحبتین اگلی چمن کی انہین یاد آتی ہین

عجب دریاے حیرت مین پڑا ہون +
مین کس ناآشنا کا آشنا ہون

ہو کی خوش نالہ بلبل پہ جو گل ہنستے ہین
وہ تری پیار کی باتین مجھے یاد آتی ہین

نہین پروا کسیکو کاروان مین +
الٰہی کیا مین فریادِ درا ہون

اُسکو چے مین جب ٹھوکرین کھاتا مین گیا ہون
لغزش سے گرا ہون طپش دلسے اُٹھا ہون

زاہد و غافل نہین اُس سے صنم
بن گیے ہین بت خدا کی یاد مین

سنتی نہین ہائے عمر رفتہ ۔ اک عمر سے ہم پکارتے ہین
راحت کو ڈھونڈھتا ہی عبث تو جہان مین ۔ اِسکا زمین مین ہی نہ پتا آسمان مین
دینی نہ تھی کسیکو جو اے آفریدگار ۔ پیدا ہی کیون کیا تھا خوشی کو جہان مین
مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہ بر سے کہا ۔ یہی جواب ہے اسکا کہ کچھ جواب نہین
کبھی ہم تک نہین آتین جو دل کا حال دکھلائین ۔ وہ نظرین سیر کرتی پھرتی ہین مژگان کی سائے مین
پھولو نسی کہہ صبا یہ خوشی کی جگہ نہین ۔ رونے کا ہی مقام ہنسی کی جگہہ نہین
اُس خرابی مین ہم پڑے ہین امیر ۔ کہ جہان خاک بھی نہین کو سون
ای صبا جا کے اسیرانِ قفس سی کہدے ۔ موسم گل ہی اب آکر چمن آباد کرین
اتنی فرصت ہمین دی اکششِ وحشتِ جنون ۔ تھم کے دو چار گھڑی خاطرِ صیاد کرین
نامہربان ہے یار تو اُس کا نہین قصور ۔ یہ مہربانیان بھی کسی مہربان کی ہین
ہجر مین اظہار تنہائی کا کرتا ہون جو مین ۔ حسرتِ دیدار کہتی ہی کہ مین تو ساتھ ہون
ادب عشق بتا مجکو جو مرضی ہو تری ۔ خواب مین بھی مین اُسے پیار کرون یا نکرون
تنہائی مین نہ رونے نہ گانے کا لطف ہی ۔ اک تان تم اوڑاؤ تو اک نالہ ہم کرین
صورت کو اسکی دیکھہ کی سمجے ہو تم غریب ۔ تم سی کبھی امیر سے باتین نہین ہوئین
ڈراؤن حشر کی فریاد سے تو کہتے ہین ۔ ہمارے آگے تمہاری وہان سُنیگا کون
اپنے گھر بیٹھے وہ آرام سے کرتے ہین بسر ۔ دیکھکر حال مرا ضبط کرین تو جانون
غم نہ اُسکا جای دل سے خوش ہو تمین ۔ دل کے جانے کا مجھی کچھہ غم نہین
کوٹھی سے وہ اُتر کر پہنچے بھی اپنے گھر مین ۔ آنکھین ہماری ابتک چھت سی لگی ہوئی ہین
نگاہین حیا سے کہان پھر چلین ۔ ادہر دیکھیے پتلیان پھر چلین
گھر مین اللہ کی واعظ ہین تو یہ کچھہ ہی کلام ۔ میکدے مین ابھی آئین تو ہماری سی کہین
پڑ گیا پھول کوئی آتش گل کا شاید ۔ آشیانے جو عنادل کی پڑی پھنکتے ہین

گھات مین محتسب کو رہنے دو
مست بھی ہوشیار رہتے ہین

نہ عارض نہ زلفِ دوتا دیکھتے ہین
خدا جانے ہم تجھ مین کیا دیکھتے ہین

لیا پھر تو نے اُس کا نام اے دل
ارے ظالم ابھی سمجھا چکا ہون

کسیکا دل ہے مکدر ضرور مجھسے امیر
کہ اک غبار سا رہتا ہی میری آنکھون مین

اے صنم اب ترا خدا حافظ
ہم تو کعبے کی راہ لیتے ہین

امیر مرنیکو آسان نہ ہجر یار مین جان
اٹک اٹک کے نکلتی ہی انتظار مین جان

تو ادب سے جسے کہتا ہی صمد اے زاہد
اُسکو پیار سے ہم لوگ صنم کہتے ہین

آتے ہین جانبِ زندان جو وہ مر لیتے ہین
اچھی آپ اپنے اسیرونکی خبر لیتے ہین

لگا کر تجھسے دل حاصل ہوا یہ ای وفا دشمن
زمانے بھر کا مین دشمن زمانہ بھر مرا دشمن

اشک سے جب دیکھیے معمور ہین
دونون آنکھین ہین کہ دو ناسور ہین

مانگتا ہون خدا سے روز شراب
مین بھی کیا رند پاک طینت ہون

کنائے جانتے ہین آپکی گھاتین سمجھتے ہین
زمانہ ہمنے دیکھا ہی یہ سب باتین سمجھتی ہین

لذت جو خامشی مین ہی کیونکر عیان کرون
قابل بیان کے جو نہو کیا بیان کرون

برچھیان جب اُدہر سے چلتی ہین
دل کی کیا حسرتین نکلتی ہین +

یہ تیلیان نہین ہین لوہے کی ہمصفیرو
چھریان لگی ہوئی ہین چارونطرف قفس مین

کرتے ہین بندگی پیر مغان
مغبچے کیا جوان صالح ہین

وہ بت آئیگا تو بت بنجائیگا واعظ ابھی
حاکمون کے سامنے چلتی ہین تقریرین کہین

ایک بھی مانتا نہین وہ بت
ہم خوشامد ہزار کرتے ہین

نہ تڑپون جو فرقت مین تو کیا کرون
کہ بے شغل رہنے کی عادت نہین

کوئی مجھکو لیے جاتا ہے کہین
نہین معلوم کہان جاتا ہون

راہ صحرا کی جو ہم لیتے ہین +
جتنے کانٹے ہین قدم لیتے ہین

ڈوبنے لگتا جو مین دریا مین ہون وہ ناتوان | چھوٹی چھوٹی کشتیان لی لیکے موجین دوڑتین
جب مین کہتا ہون کہ ساحل تک مجھے پہنچائے کون | خضر کہتے ہین کہ اس دریا کا ساحل ہی نہین
ہم کو فردائے حشر کا کیا غم | کہ شب ہجر کی سحر ہی نہین
ایکا روان کسے کاروان مین امیر | جرس بھی تو آواز دیتا نہین
ہو کوئی گاہک تو سودے کا امیر | کون سے بازار مین سودا نہین
ہنس تو پڑتے ہین میرے رونے پر | شکر ہے گریہ بے اثر تو نہین
ایسی راحت ملی قناعت مین | سو گیے پاؤن کنج عزلت مین +
مین کہتا نہین منہ سے کچھ مر رہا ہون + | غم عشق تیری خوشی کر رہا ہون
مزہ ملا مجھے یہ دل کی بیقراری مین | کہ بھر رہا ہون نمک اپنے زخم کاری مین
کرتے ہین جو لوگ ذکر اُن کا | ایک ایک کا منہ مین دیکھتا ہون
دم لے نہ ابھی پوچھ مرے درد کو ہمدم | روتے سے جو دل ٹھہرے تو کچھ بات کرون مین
ان حسینون کی ہے عجب سرکار | پاؤن چھونے پہ ہاتھ کٹتے ہین
کرین نہ قتل وہ عشق و ہوس کو جان تو لین | کمر سے کھینچکے شمشیر امتحان تو لین
نفرت ہی روک ٹوک سے اپنی سرشت مین | رضوان کو دیکھکر نہ گیے ہم بہشت مین
پاؤن اُس کے نہین دباتے ہین | اُسپر اپنا دباؤ ڈالتے ہین +
اس سے رشک اُس سے ضرر دونون خدا کی نیکیان ہین | رہنما رہزن تمہاری راہ مین سب ایک ہین
مرے گھر خواب مین آئے تھے اک دن | ادہر منہ کرکے اب سوتے نہین ہین
لیا ہے غیر نے بوسہ اُسکو گالی دو | خفا ہو مجھسے نہ لینے مین مین نہ دینے مین
نالہ اگر کرے تو سمجھ بوجھ کر کرے | بلبل سے کہدے کوئی کہ ہم بھی چمن مین ہین
مین خدا کے سامنے کہدونگا زاہد تو تو کیا | یارسا بت دوسرا ساری خدائی مین نہین
رات دن غم پہ غم گذرتے ہین | ہم تو اس زندگی پہ مرتے ہین

میکدے مین کہین پڑے ہونگے
شب جمعہ ہے آج **امیر** کہان

صیاد سے چھری کے تلے عندلیب نے
حسرت سے یہ کہا کہ غریب الوطن ہون مین

عاشق ڈرائینگے اُسے کہکر یہ حشر مین
کیون اے صنم خدا سے ترا اب گلہ کرین

محتسب جام سے جو ٹوٹے ہین
میکشون کے نصیب پھوٹے ہین

ہماری سامنے بڑھ بڑھ کے بولتا ہی بہت
ملے وہ اب کے تو ناصح کو سامنے کردین

دیکھنا لغزش نہ کہنا واعظو
پی کے ہم آئے ہین بزم وعظ مین

امیر وادی غربت مین تاکجا گردش
بہت سفر مین رہے اب چلو وطن کو چلین

لیٹ بالئین جو وصل مین تو کہا
بس انہین باتونسی مین چڑہتا ہون

اے چرخ یہ اپنے حوصلے ہین
اک دل ہے ہزار آبلے ہین

تڑپا مین بہت تو ضعف بولا
اللہ ابتک یہ حوصلے ہین

کشتہ اک پردہ نشین کا ہون فرشتونسی کہو
میرے تابوت سے دو چار قدم دور رہین

عکس اپنا آئینے مین دیکھکر کہتا ہے یار
دیکھنے والونسی خلوتمین بھی چھٹکارا نہین

کسکے غم مین اجل آئی کہ مرے ماتم مین
بال کھولے ہوئی فردوس سے حورین آئین

بحث تنگی مین دہن کی کیون ہی کچھ یہ حال تہین
کسکے دستہ بگتی ہو تم غنچہ تو اس قابل نہین

دعائین مین نے انکو دین تو بولے
ابھی یہ گالیان کس پر پڑین تہین

کیا تڑپ کر لوٹ کر اوقات کاٹی ہجر مین
کروٹین لے لیکے ہمنے رات کاٹی ہجر مین

آمد ہی فصل گل کی جلدی **امیر** اُدہر بڑہ
ٹانکے جو چاک دلمین دو چار رہ گئے ہین

بے تکلف ہو تو ہم شعر و سخن پر غش ہین
کوئی معشوق ہو بیساختہ پن پر غش ہین

تڑپے ہے کس طرح یاد قاتل مین
جان بھی ہے کہین مرے دلمین

کیونکر تری گلی سے مین قاتل ابھی اُٹھون
مٹی مین مل تو لون نہین لہو مین نہا تو لون

محشر مین بھی دیوانونکو پوچھا نہ کسی نے
آگے کی خدا جانے ابھی تک تو بچی ہین

سراپا آرزو ہون کیا نہ مانگون اور کیا مانگون
خدا سی گر دعا مانگون دل بی مدعا مانگون

فصلِ بہار آئی گلشن مہک رہے ہین
ہر شاخ گل پہ کیا کیا بلبل چہک رہی ہین

دشمن ہین بات بات مین وہ بدگمان ہین
ظاہر مین دیکھیے تو بڑے مہربان ہین

باوفا و بیوفا سب زیر خنجر ہین وہان
آشنا نا آشنا دونون برابر ہین وہان

دو باتین ہین دن ہو رہین دونو نکے مقرر
تم آؤ گے کس دن مجھے بلواؤ گے کس دن

دیکھا ہی کسی راہ مین ہنسنے کہ نہین ہوش
گھبرا ای ہوئی پہرتے ہین گھر بھول گئی ہین

ساقی مین تیری نرگس میگون کا مست ہون
توبہ کا نام لین مرے دشمن بہار مین

سخت جان مجھکو سمجھکر قتل وہ کرتا نہین
میرے مرنیکی جگہ ہی یہ کہ مین مرتا نہین

زہے نصیب خوشا بخت اگر قیامت مین
گناہگارون مین تیرے شمار ہم بھی ہون

جوش جنون کا اب کوئی سامان ہی نہین
وہ ہاتھ ہی نہین وہ گریبان ہی نہین

خم کے خم صاف جو کر جاتی تہے وہ با تو نہین
ذکر خیر آجتک اُن کا ہی خرابا تو مین

ہدفِ تیر مژہ کرکے وہ کہتا ہے امیر
تیر کسنے ترے سینے پہ لگائے دیکھون

تاب و طاقت تو مری ربنی کوچے مین تری
گھر تلک اپنے مین اب جاؤن تو کیونکر جاؤن

خطِ طویل یار کو مین نے لکھا مگر
مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھہ پتا نہین

معشوق ہو حسین کہ ساقی ہو نازنین
دلمین مزا نہین تو کسی مین مزا نہین

باطن کو دیکھیے تو سراپا فریب و مکر
ظاہر کو دیکھیے تو وہ کچھہ جانتے نہین

رکھتے نہ تھے چمن مین جو پاؤن فرش گل پہ
تیری گلی مین اب وہ کانٹو نپہ لوٹتے ہین

ڈہیر ہین سایۂ اشجار مین کچھہ مٹی کے
اور کچھہ ہمکو خبر گور غریبان کی نہین

نیند آنے کا نہین اب کوئی سامان امیر
نہ وہ زانو ہی نہ بازو تہ سر کچھہ بھی نہین

وہ مست شراب پھر رہے ہین
ہم مفت خراب پھر رہے ہین

خاک جو لپٹی ہوئی آتی ہے محمل سے تری
ہے یہی مجنون اب اے محمل نشین مجنون کہان

چاشنی عشق کی جس روز سے چکھی ہی امیر
تلخ باتین لب شیرین سی مزا دیتی ہین

اُٹھ گیے سب ہمنفس کس کسکا یارب غم کرون
قیس کو روؤن کہ مین فرہاد کا ماتم کرون

شام سے روز سر جو دھنتا ہون
شمع کی سرگذشت سنتا ہون

انسان حسین کیسی پریان یہان کہان ہین
مٹی کی مورتین ہین چینی کی پتلیان ہین

تم تو مرے سوال کا دیتے نہین جواب
مجسے جو کوئی پوچھے تو مین کیا جواب دون

طرز نالہ وہ بتا دو جو ہو صیاد پسند
اے اسیران قفس تازہ گرفتار ہو مین

عمر کو سارا زمانہ گذران کہتا ہے
دن جدائی کا مگر عمر مین محسوب نہین

باغبان تو ہی کسی شاخ پہ بٹھلا دے مجھے
بے پر و بال ہوا ہون مین طاقت پرواز نہین

حضور یار مجھے عرض حال کرنا ہے
کرے قبول تو ناصح کو مین وکیل کرون

کھب گئین دلمین اگر پلکین نکیلی زاہدا
سیکڑون پڑ جائینگے رخنے ترے ایمان مین

ممکن ہی بے زمین مین صبر ایجاد اکرون
فرمایشین جو یار کرے اُسکو کیا کرون

نہ عارض نہ زلف صنم دیکھتے ہین
خدا دیکھتا ہی جو ہم دیکھتے ہین

کون گلگشت کو بازار مین آیا ہی کہ آج
مشوری ہوتے ہین یوسف کے خریدار و نین

اے عمر رفتہ کہدے یاران رفتہ سے تو
بچھڑے ہوئے تمہارے تمکو پکارتے ہین

دیکھا تھا دل نے جب سے تری آن بان کو
ہم صبر کر چکے تھے اُسیدن سے جان کو

کھاتے ہو قسم نہین مین عاشق
صورت تو امیر اپنی دیکھو

روتے ہین ترے مریض پہرون
چھاتی سے لگا کے درد دل کو

کی خطا مین نے دیا وصل کا تمکو جو پیام
تذکرہ کر کے زمانے سے پشیمان نکرو

نرگس کی آنکھ سوے زمین بے سبب نہین
ہے خفتگان خاک پہ حسرت بہار کو

کنگھی جو کر رہی ہین وہ بالو نمین بار بار
رگ رگ سے کھینچتا ہی کوئی میری جان کو

بکنے دو ناصح جو بکتا ہی امیر
تم بھی چپ بیٹھے ہوئے باتین سنو

تم وہین کو نہ کبھی اپنی کمر کو دیکھو | دیکھتے ہین جو انھین انکی نظر کو دیکھو
جان سے اپنی ہم تو درگذری | قتل مین تم بھی درگذر نہ کرو
جگاتا ہون مین کب سے تم ذرا کروٹ نہین لیتی | اٹھو ای خفتگان خاک کیسی نیند سوتی ہو
کہے دیتے ہین غیر کے گھر نہ جاؤ | اگر جاؤ تو گھر کے اندر نہ جاؤ
فصل گل آنے سے پہلے پھنس گئے ہم دام مین | ہائے کیا کیا دل مین تھی سیر چمن کی آرزو
دنیستی مین نہ ہستی مین ہی یہ نقش وجود | مٹے امیر یہ جھگڑا کہین مٹا ہی چکو
عارضی حسن ہی اس سی بہت الفت نکرو | یہ مسافر ہے مسافر سے محبت نکرو
نمازیو مجھے ناحق امام کرتے ہو | نہین مین ہوش مین تم سب الگ الگ پڑھ لو
لکھا ہے خط مین اسنی یہ مجھہ بدنصیب کو | انشا کا عہدہ ہم نے دیا ہی رقیب کو
کوئی برچھی کا وار ادھر بھی ہو | میری حسرت پہ بھی نگاہ کرو
جو بیقرار بہت دیکھتا ہے مجکو وہ بت | تو ہنسکے کہتا ہی صاحب خدا کو یاد کرو
بیان کرتا ہون اس مہ سی مین ای پری تیری داستانکو | لپٹ کر کرتی ہی پیار پہرون زبان سی کچھ دہن بانکو
پہلے تو آرسی مین منہ اسنی اپنا دیکھا | پھر مجھہ سی ہنسکے بولا کیا مانگتے ہو بولو
آہ کس حسرت سے لیلی نے کہا ہنگام نزع | سونپے جاتی ہون تجھی ای بیکسی مین قیس کو
میری حیرت پہ عبث ہو اسقدر حیران تم | صاحب آئینے کو اپنے آگے رکھکر دیکھ لو
بھرنے پر آچلی ہین ہمارے جگر کے زخم | تو زلف مشکبو کے ذرا پیچ کھول دو
وصل مین پوچھتا ہے وہ مجھہ سی | اس قدر بے حواس تم کیون ہو
مین نے کہا جو یار سے مجکو بھی قتل کر | بولا جنون ہوا ہی تمھین جا کے فصد لو
کل کی منزل سی مگر آج کی منزل ہے کڑی | نار ٹھہرا کے یہ کہتی ہین ذرا دم لے لو
لب جان بخش سے اپنے زرا تم | کبھی ہم مرنیوالون کو بھی پوچھو
کون سمجھاسے جفا پیشہ دل آزارونکو | اک نظر دیکھہ تو لو آنکھونکے بیمارونکو

کرتے تو ہو سوال امیر اس سے حشر مین
اور اسکو گر جواب نہ آیا تو پھر کہو

کچھ تسلی دل زار تو کرتے جاؤ
تم نہ آؤ مگر اقرار تو کرتے جاؤ

امیر دل نے کہا مجھسے سُنکے ناصح کی
تم اپنا کام کیے جاؤ اُسکو کہنے دو

وہ عکس ہی آئینے مین کہتی ہین بگڑ کر
کیون سد سکندر کیے اودہر جا کے چھپے ہو

حقیقت درد دیدہ روی کی اسدم آشکارا ہے
ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا دل ہمارا ہو

ہمارے تمھارے تکلم بھی ہو
مزا ہے کہ روز جزا تم بھی ہو

نیند اچٹ جائیگی تم میری کہانی نہ سُنو
اور جو سُنتے ہو تو پھر میری زبانی نہ سنو

نہین ہی دل مری پاس اب تم اور گھر دیکھو
نہو یقین تو پہلو کو چاک کر دیکھو

بگڑ کے اُسنے کہا بعد ذبح کشتون سے
تڑپ تڑپ کے لہو مین ڈبو دیا مجکو

نمک بھی تو زخمون پہ چھڑکو ذرا
دم ذبح لب پر تبسم بھی ہو +

سوز دل چہرے سے عیان ہے امیر
پیار کس شمع رو کو کرتے ہو

تقوی کہان کا جام چلے آج زاہدو
خرقے اُتار اُتار کی بھٹی مین جھونکدو

ہو لینے دو اے جان ذرا روح کو رخصت
ٹھہرو مرے پہلو سے ابھی تیر نہ کھینچو

شمع کہتی ہے یہ پتنگون سے
آگ مین رکھکے پھونکدی مجکو

جہان دیکھا پھرا تیری زلف کو
جگر روتا ہے دل کو دل جگر کو

بتو اُبھار کو جوبن کے کیا چھپاتے ہو
خدا کی دی ہوئی دولت کو کیون چراتے ہو

تب مزہ ہے بادہ خواری کا امیر
سامنے ساقی بغل مین یار ہو

وصل کی شب انہین شرم آتی ہے پیشمونسی
وحشی نرگس کی جو ہین اُن کو کنارے رکھدو

اسی ادا سے جو تو آئیگا تو روز جزا
ملیگی الہی سزا تیرے داد خواہون کو

زخم سلوائیگی یار وابھی جلدی کیا ہے
پہلے کچھ میرے تڑپنے کی تو تدبیر کرو

خون کچھ دینے لگی ہے میری قبر
کوئی چنگی خاک اُٹھا کر ڈالدو

بسملو پر رحم کھا کر اُنسے کہتی ہے قضا | ان گنہگارونکے حق مین جلد کچھ ارشاد ہو
نہ اس سے ڈر ہی نہ اسکی ہوس کبھی مجکو | نہ غم کا غم نہ خوشی کی ہی کچھ خوشی مجکو
آئے اول تو وہ کب پاس مری محفل مین | اور جو آئے بھی تو مجلس سے اُٹھائی مجکو
آئے جو زبان پہ شکوۂ یار | ہم کاٹ کے پھینکدین زبان کو
کب مین کہتا ہون مجھی ای یار تو الفت سے دیکھ | مین تجھے حسرت سے دیکھون تو مجھے حیرت سے دیکھ
ساقی مین کب سے لوٹ رہا ہون خمار مین | اک جام ادھر بھی ساقی کوثر کا واسطہ
طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین | زندگی موت ہی میری مری صیاد کے ہاتھ
مرے مزار پر آیا جو وہ بت گمراہ | تڑپ کے روح نے آواز دی کہ بسم اللہ
اب نہ اُسکا رخ نہ خط و خال دیکھ | اے دل بیتاب اپنا حال دیکھ
غریب عاشقون پر رحم کھا کے بولے وہ | غریب انکو نہ سمجھو بڑے شریر ہین یہ
حرم والون سے یہ قول صنم ہے | قدیمی گھر ہمارا بھی حرم ہے
اُس سے تنہائی مین تو لپٹا ہون | ڈر ہے چھاگل کہین پکار نہ دے
کھلتا نہین کہ اُسکے کوچے کا کیا پتا ہی | مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھسی پوچھتا ہے
چور نشئے مین یار بدخو ہے + | اب لپٹ جایے تو قابو ہے
شب فرقت تو مرا کام ہی کر جائیگی | وصل کی رات نہین ہی جو گذر جائیگی
برباد کر دیا ہی وحشت نے دل کی مجکو | ہمسایہ کار ہنے والا جنگل مین جا بسا ہے
صاف دل ہین ہم آئنے کی طرح | جس سے جو بات ہی وہ بر رو ہے
کچھ رنج ہی دنیا مین تو کچھ ہم کو خوشی ہے | آنکھو مین جو آنسو ہین تو ہونٹھو پہ ہنسی ہی
یہ وجہ ہی جو مجمع رہا کرتی ہے خلقت | مرقد پہ مرے یار کی تصویر لگی ہے
تھا جو کل تک کسی کے زانو پر | آج وہ سر ہے اور زانو ہے +
کبھی مُنہ کھول کر نہ دکھلایا | لن ترانی ہی لن ترانی ہے +

دل مرا کہدو کہ وہ شوخِ ستمگر پھیر دے
دل نہ پھیرے تو مری گردن پہ خنجر پھیر دے

ای شبِ فرقت عجب اندھیر کی یہ بات ہے
ساری دنیا مین تو دن اک میری گھر مین رات ہے

نزع مین یار سے رخصت مجھی ہو لینے دے
ضبط سے کہدو کہ دل کھول کی رو لینے دے

دیکھتی ہین جب اُسی آنکھین تو کہتا ہی یہ دل
دیکھیے یہ دیکھنا کیا کیا دکھاتا ہی مجھے

بسملون سے بھی ناز اُٹھوائے
ہائے انداز میرے قاتل کے

اُٹھتا نہین دل سے مری بارِ غمِ فرقت
ای جانِ حزین تو بھی ذرا ہاتھ لگا لے

سویا ہون شبِ کوچ جرس سے مین یہ کہکر
پیدا جو سحر ہو مجھے غل کرکے جگا لے

کعبے نہ جائے جو وہ نہ پہنچے خدا تلک
زاہد خدا کے گھر کی یہی ایک راہ ہے

اک مست کا خیال جو ہنگام خواب ہے
مجھکو نہین نیند کے مجھے کیفِ شراب ہے

آسان نہین ہے دام سے دنیا کی چھوٹنا
یہ اک بڑے حکیم کا باندھا طلسم ہے

جوبن اُبھار پر ہے چمن کو بچائیے
بادِ صبا لگائے گی چوری انار کی ✤

لیلی کی طرف پھر نہ کری مُنہ کبھی مجنون
مجنون کو جو لیلی تری تصویر دکھادی

ملتا نہین مزاج جو سوسن کا ای صبا
مسّی سے ہے شاید آج عروسِ بہار کی

کون کہتا ہی کہ الفت مین ہمین راحت ہوئی
پیٹنے رونے تڑپنے سے کہان فرصت ہوئی

ہاتھ پھولونکو لگایا مین نے کب ای باغبان
یان گریبان چاک کرنیسے کہان فرصت ہوئی

مین خار ہون ای برق جلاتی ہی مجھے کیا
گلچین ہین ہزارون کسی گلچین کو جلادی

کیا رہے اس چمن مین افسردگی بڑی ہے
ہر شاخ گل کی نیچے بلبل مری پڑی ہے

خانہ بردوش ہر شرابی ہے ✤
کیا خرابات کی خرابی ہے

نہ واعظ ہجو کر ایکدن دنیا سے جانا ہی
اری مُنہ ساقی کوثر کو بھی آخر دکھانا ہے

برستی ہی اُداسی چار ہی ہے بیکسی غافل
بصیرت ہو تو عبرت کا محل قصرِ فریدون ہے

جب کہیے شبِ وصل چلو سو رہین ای جان
جھنجھلا کے وہ کہتی ہین ابھی رات پڑی ہے

نخچیرون نے یہ لخت جگر آستین پروے
ہنس ہنس کے اڑایا ہے بہت زخم جگر نے

آبنی جان پر قیامت ہے
فرقت مین جکو موت ٹھکانے لگا گئی

آج امید صبح ہونے کی
مژگان تر سے جان تسلی سی پا گئی

قاصد ہمارا نام تو لینا نہ یار سے
دامن گل نسیم چاک کرے

غیر کی بھیجی ہوئی مسی لب سے تمنے مَلِ ذرا
ہون وہ بلبل جب مرے دل کی کلی مرجھا گئی

جان نثارون کا اس قدر ہے ہجوم
زور ہے اب یہ ناتوانی کا

ہے قصد کہ دل اُنسے نہ تشیون کے چرائیے
خط مرا پھینک کے منھ پھیر کے کہا قاصد نے

مرتے ہین بندگان خدا کچھ نہین خیال
چاہت نئی نئی ہے محبت نئی نئی

مین حرف ناشنوا سے کیونکر کہون امیر
کسی واماندہ وحسرت زدہ کو یاد کرتا ہی

مائل جور جو وہ زلف دوتا ہوتی ہے
کرون اک نالہ دل مین یہ ٹھنی ہے

یہ مجھ سے تو مری جان نبھے گی کیونکر
جو تیر ہے سفاک کا پھولونکی چھڑی ہے

اوچھی کوئی قاتل کی جو تلوار پڑی ہے
آج پہلو سے دل کی رخصت ہے

کیسے نصیب جاگ اُٹھے نیند آ گئی
رخصت دل یہ شام فرقت ہے

کانٹونکی اوس پیاس ہماری بجھا گئی
کہنا کسی کی جان ہے جو منھ تک آ گئی

بلبلو تم کو کچھ بھی غیرت ہے
ورنہ کیون غم کی گھٹا دل پہ ہمارے چھا گئی

اک میری سارے کچھ ہونٹ آ دا آپ چھپا دی
تیغ مقتل مین چل نہین سکتی

دل سے حسرت نکل نہین سکتی
تاکا ہے بڑے گھر کو تری دزد حنا نے

وہ بھی ہو آپ پہ عاشق تو یہ کھل جاوے ذرا دیکھے
اللہ ان بتون کو بھی کتنا غرور ہے

دو چار دن تو ضبط فغان بھی ضرور ہے
سنتا ہی میری حق مین وہ ساری جہان کی

سنو ای قافلے والو جرس فریاد کرتا ہے
سو بلا مین گرفتار بلا ہوتی ہے

کہ اب تو جان ہی پر آبنی ہے *
مین نے حال اپنا کہا تم اُسے شکوا سمجھے

بلبل کی آنکھ گل پہ قمری کی سرو پر ہے
نرگس سے کوئی پوچھے تو کسکو دیکھتی ہے

قاتل سمجھ کے تیر کو سینے سے کھینچنا
ناوک کے ساتھ ساتھ کسیکا جگر بھی ہے

عجب ادا سے تمہاری نگاہ پھرتی ہے
چھری گلے پہ مرے بیگناہ پھرتی ہے

کرونگا بت کی زیارت بھی اب حج کو چلون
حرم سے دیر کیجانب بھی راہ پھرتی ہے

وصال مین بھی یہان پیچ و تاب رہتا ہے
اُدھر حجاب ادھر اضطراب رہتا ہے

یہ ہے شوق جانیکا کوچے مین تیری
کبھی ہم ہین آگے کبھی سایہ آگے

ہوئے جو ذبح بڑی پیچ و تاب سے چھوٹے
تمھین ثواب ہوا ہم عذاب سے چھوٹے

ساقی ترے ہجر مین ہے یہ ضعف
توبہ نہین ہم سے ٹوٹتی ہے

پھر نہ کہنا **امیر** کو لاؤ
اب وہ تیری گلی ہی جاتا ہے

جائے آرام سمجھکر مین یہان آیا تھا
دل کے ہاتھون سے لحد مین بھی تڑپتے گذری

محفل عیش ہو یا مجلس غم دونون مین
شمع کو روتے پتنگونکو تڑپتے گذری

دل جو بے اختیار روتا ہے +
کسی حسرت کا خون ہوتا ہے

اللہ ری گرمیان مری معشوق کی **امیر**
آیا خیال دلمین تو آگ لگ گئی

بے شبہہ کنج قبر ہے جائے سکون مگر
کیسا سکون جب دل بیتاب ساتھ ہے

مین تو روتا ہون اپنی قسمت کو
تو بتا ابر کس کو روتا ہے +

جہان ہم ہونگے انجین عشق کی اُس گھر مین آئینگی
یہان پریان جلاتی ہین وہان حورین جلائینگی

رہا جاتا نہین ہے عشق دو دن
ہمین بیمار ہونے کا مرض ہے

ہجر کا دن نہین ہے داخل عمر
عمر تو وصل تک تمام ہوئی

یہ دن فراق کا کیون دیکھتے ہمین چھوکے
شب وصال کے ہمراہ ہو لیے ہوتے

ندیان بہ گئین کشتونکے لہو سے قاتل
تیری تلوار مگر خون کی پیاسی ہی رہی

اک ذرا پردۂ محمل کو اٹھا دے لیلی
پھر کوئی حالت بیتابی مجنون دیکھے

سبب پوچھو نہ کچھ رونے کا ہم سے
یہی جانو کہ رونے کا مرض ہے

اللہ رے طول نامہ کہ کہتا ہی نامہ بر
اس بوجھ اٹھانیکو کوئی مزدور چاہیے

کبھی جھانکا تو ہوتا آگ یہ کیا جی مین آئی تھی
عزیزون نے مری تربت مین جالی کیون لگائی تھی

فرقت مین میہمانیٔ غم کیا کرون امیر
ٹکڑے ہین کچھ جگر کے سو وہ بھی جلے ہوئے

دل لیکے ملاتا ہے ڈھٹائی سے جو آنکھین
ظالم نہ سہی رحم حیا بھی نہین آتی

نہین اٹھتی ہین تیرا مجنون اشجار گلشن کے
یہ کچھ پرزے گریبان کے ہین کچھ پرزے ہین دامن کے

کہا مجنون نے شاید ناقۂ لیلی ادہر آئے
مین اس امید پر چنتا ہون کانٹے اس بیابان کے

پی کے مے بیٹھے وعظ سننے امیر
یہ بڑی تم نے ہوشیاری کی

کشتہ ہو نہین فراق کا اکسیر کیا کرے
تقدیر مین شفا نہین تدبیر کیا کرے

اٹھا کر نہ پھر آنکھ غیرون کو دیکھو
جو ہون چار آنکھین ہماری تمہاری

دہن تک آ نہین سکتا ہی دلکی تنگی سے
دہوان جگر کا بھی کچھ دل ہی دلمین گھٹتا ہی

کیون سوی کمر ہاتھ بڑہائے ہے وہ کاکل
لیلی کبھی مجنون کی بلائین نہین لیتی

ذکر اس شوخ کا آتا ہی تو اللہ ری تڑپ
منہ کو آتا ہی جگر بات نہین کی جاتی

تمہاری سی صورت ہے حورون کی اچھا
یہ باتین کہان پیاری پیاری تمہاری

غنی ہین جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے
فقیر عشق مین ہم کیا ہوئے امیر ہوئے

دیکھا جو تڑپتے ہوئے مجکو تو وہ بولا
اس درد سے اچھا ہے یہ بیمار جو مرجائے

جو ہوش مین مجھے لانا ہی دوستو منظور
کہو کہ تجکو ترے یار نے بلایا ہے

کرتے ہو جو تم امیر کو قتل
اتنا تو کہو گناہ کیا ہے

کہتا ہے سر بزم وہ بت کھول کے گیسو
لینا ہو جسے دل کو وہ پہچان کے لیجائے

دکھلایا روز ہجر شب وصل نے امیر
وہ رات اگر نہ آتی تو یہ دن نہ دیکھتے

وہ سنتا نہین حال دل اے امیر
کہانی سی کب تک کہا کیجیے

سوکھے ہوئی دو چار کہین پڑے کھڑکے ہین
کیا وقت نکالا ہی رنجش کا بھی ظالم نے
ابھی امیر کو صاحب برا بھلا نہ کہو
جب کہا مین نے مری قتل مین اب دیر ہی کیون
تو پھرا ہی بہت اے پیر فلک سچ کہنا
داد دیتے کہ نہ دیتے دل فریادی کی
نہ پوچھو اضطراب و ضبط کا حال
سارا بدن پڑا ہی کچہ بھی کہین نہین ہے
اچھی نہین ملامت ہر وقت کی یہ ناصح
خیر تم پر نہین ہے زور اپنا
برباد نہ کر جو کچھ خبر ہے
یان زخم سے لذتِ جگر ہے
نہ جانے کے تھی اُس گلی سے بہانے
ہو گیا کیا تجھے الفت مین امیر
دو گھڑی آپکا ہنس ہنسکے لگاوٹ کرنا
درد دل کیون نہ مجھی جانسی پڑ کر ہو عزیز
ہیزم خشک نے جلکر یہ کہا گلشن مین
حال سننے کو وہ آئے ہین مگر کون کہے
جب دل پژمردہ پہلو سی مری نکلا امیر
جواب دینی مین آئی نہ کیون حیا اُن کو
ہمنشین اُنسی جو کہتے ہین کہ مرتا ہی امیر

اب جا ونمین گلزار مین کیا آگ لگانے
جب خوب سنورتا ہی تب مجھسی بگڑتا ہی
بُرے بھلے کا تو صحبت سے حال کھلتا ہی
بولے وہ اپنی خوشی آپکو جلدی کیا ہے
مجھسا بیکس بھی زمانے مین کہین دیکھا ہی
کان رکھکر کبھی سُنتے تو کہ کیا کہتا ہی
جگر آ آ کے منھہ تک پھر گیا ہے
رہتا ہی ہاتھہ دل پر جو مال ہی یہین ہے
انسان کی طبیعت قابو مین ہی نہین ہی
مر مٹین گے یہ اختیار تو ہے +
اے بت یہ دل خدا کا گھر ہے
احباب کو فکر بخیہ گر ہے +
نہ اب ضعف ہمکو نہ بیطاقتی ہے
ابھی روتا تھا ابھی ہنستا ہے
رنج برسونکا مرے دلسی مٹا دیتا ہے
اُٹھکے محفل مین تری مجکو بٹھا دیتا ہی
کہ انہین تازہ نہالونمین کبھی ہم بھی تھے
کہ تڑپ دل کی تو دم ہی نہین لینے دیتی
حسرتین تھین پیچھے پیچھے ساتھہ روتی پیٹتی
سوال کرنے مین جب مجکو شرم آتی ہی
کہیے کبتک وہ غریب اب یہ مصیبت دیکھا

کہتے ہین وہ اجی عاشق کہین تم سے ہین غریب
پاس جا بیٹھے پھر انکی کوئی غربت دیکھے

قبر پر جب وہ حور آتا ہے
چھن کے جالی سے نور آتا ہے

بت بن گیے ہم **امیر** آخر
یہ یاد صنم کی انتہا ہے

کتنے آرام طلب ہین ہم بھی
سائہ تیغ مین نیند آتی ہے

دل جسے لوگ سمجھے ہین وہ **امیر**
حسرت آباد نام اک گھر ہے

نہ تون کھینچا ہی قشقہ ان بتونکی عشق مین
شرم آتی ہی خدا کے سامنے جاتی ہوے

پڑا ہی تفرقہ ایسا فراق یار مین باہم
نہ دل ملتا ہی پہلو کو نہ پہلو دلکو ملتا ہی

کیا کہین عشق مین کیا ملتا ہے
بت کے ملنے سے خدا ملتا ہے

چھوا جو انکو تو بولے وہ گالیان دیکر
کسی کا ہاتھ کسیکی زبان چلتی ہے

آپنی جان پر دغا پائی ÷
دل لگانے کی یہ سزا پائی

شرم کی سبب سے وہ خورشید لقا لیتا ہے
آئنہ دیکھ کے چہرہ کو چھپا لیتا ہی

حلال کرکے مرے ہمصفیرونکو صیاد
لہو بھری ہوئی چھریان مجھے دکھاتا ہے

ہے وصل مین راحت نہ جدائی مین الم ہی
آنے کی نہ شادی نہ گئی کا مجھے غم ہے

دل بیتاب شب وصل تو دم لینے دے
ہجر کی رات تڑپنے کے لیے کیا کم ہے

ہم تڑپتے ہین پڑی سارا جہان سوتا ہی
ای شب ہجر یہ کسدن کا عوض ہوتا ہی

کیون جاؤن مین سوی کعبہ اے شیخ
بتخانہ مین کیا خدا نہین ہے

نشان پایا نہ اپنی یوسف گم گشتہ کا ہمنے
ہزارون قافلے چھانے ہزارون کارواں ڈھونڈھے

ہائے غم سے بھی جی نہین بھرتا
برکت اٹھ گئی زمانے سے

کیا جانین ہم کہ ہنسنا کہتی ہی خلق کسکو
ہمنے جو آنکھ کھولی تو چشم تر ہی دیکھی

کیا یہ بہکاتا ہے مستونکو تجھے ہوش بھی ہی
جو عطا پاش ہی واعظ وہ خطا پوش بھی ہی

مین نے بوسہ جو لیا زلف کا ساقی نے کہا
صرف مینوش نہین یہ تو بلا نوش بھی ہی

مرا زخم دل اس لیے دیکھتے ہین
کہ دیکھین تو تلوار کیسی پڑی ہے

کہتا ہے مجھی دیکھ کے وہ اپنی گلی مین
دیوانے ترا گھر بھی کہین ہے کہ نہین ہے

ہمکو چالین تو لگا لینے کی آتی ہین بہت
یار کے آگے مگر ایک نہین چلتی ہے

گالیون کا وصل مین کیا کام ہے
لطف بے ہنگام اسیکا نام ہے

تجکو مجھ غربت زدہ کی حق مین کیا منظور ہے
پانون اٹھ سکتی نہین ای ضعف منزل دور ہے

مے کشو مری آج بے جام و سبو پی لیجیے
محتسب کا چڑھکے چھاتی پر لہو پی لیجیے

الفت مین یون تو اکثر ہم زار زار روئے
کل دل پہ ہاتھ رکھکر بے اختیار روئے

مجکو زاہد نہین شراب حرام
تیسرے دن میسر آئی ہے

خاک مین کسکی مل گئی حسرت
خاک اڑاتی جو صرصر آئی ہے

بڑھ جاتی ہے چمن مین اور آرزو تمہاری
جس گل کو سونگھتا ہون آتی ہے بو تمہاری

جو کچھہ تری ہاتھون دل خونین پہ ہوا ہی
مہندی تری ہاتھونکی بیان کرتی ہے تجھسے

دیکھکر عکس کو آئینے سے کہتا ہی وہ شوخ
تو نے بتلا مری تصویر کہان سے پائی

اب کام اگر نہ آئی تو کب کام آئین گے
کیا بت امیر تجکو خدا سی ملائین گے

طرفہ اقبال بتون کا ہی کہ با اینہمہ ظلم
جسطرف ہو کے نکلتے ہین دعا ملتی ہے

یاد مین زلف و رخ کے میرا حال
صبح کو کچھ ہے شام کو کچھہ ہے

اے طول زمانۂ اسیری
بلبل کہین گل کو بھولتی ہے +

اجل کا دور ہی بیدرد عہد مین تیرے
دکانین بند پڑی ہین دوا فروشون کی

داغ پر داغ عزیزون نے دئے ہین ایسے
کہ مری دلمین نہین جا سے سویدا باقی

سوتا ہون کوی یار مین محشر کے دن مجھے
جھونکے نسیم خلد کے آکر جگائین گے

آرام کا اس گھر مین نہ اس گھر مین گذر ہے
دل درد کا گھر ہی تو جگر داغ کا گھر ہے

کافی ہے مجکو چین تمہاری جبین کی
کیون تیغ کھینچتے ہو شکن آستین کی

پارہ دوزی کی دکان ہے کہ مرا سینہ ہے
ہر طرف تو میرے ہین دل اور جگر کے ٹکڑے

خبر انجام سے دیتا ہے پیری مین قد خم
اشارہ ہے کہ اب دن خاک مین ملنے کے آپہنچے

ہونٹھونپہ دم ہے لیکن دلمین یہی ہے حسرت
دو حرف اُسکے مُنہ کے سن لیتے ہم کسی سے

راز کیا عاشق و معشوق کی غیرونپہ کھلین
صلح آنکھونمین ہے آنکھونمین لڑائی ہوجائے

مین نے کہا کہ پھیر دو دل کیا کرو گے تم
بولے ہم اپنے تیر کا پیکان بنائین گے

وہ غصے مین ہر وقت بھرے رہتے ہین مجھسے
مین خوش ہون کہ صد شکر توجہ تو ادھر ہے

کہا یہ جیا ڑکے دامن کو اُسنے خلوتمین
یہان بھی خاک کسی خاکسار کی پہنچی

دل جلا کرتی ہین نظارہ بازی دور سے
ہین تو دوزخ مین مگر آنکھین لڑی ہین حور سے

کانٹونمین وہ ہے پھول ستارونمین وہ ہے چاند
ذرونمین وہ خورشید ہے قطرونمین گہر ہے

نظارۂ قاتل سے مین ہون بیخبر ایسا
کچھ ہوش ہے خنجر کا نہ گردن کی خبر ہے

کیا جانیے وحشت مین کہا کیا انہین مین نے
ہمدم بھی مری آج تسلی نہین کرتے

بچھونا خاک کا ہے اب ترے بیمار کے نیچے
پڑا ہے دیر سے غش سایۂ دیوار کے نیچے

کھینچتے ہی تیغ خوف سے اغیار مر گیے
بگڑا جو یار کام ہمارے سنور گیے

کیا کیا ہوا ہے دل تہ و بالا مین کیا کہون
کوٹھے پہ چڑھکے آپ جو نیچے اُتر گیے

تھک گیے ہم رہ طلب مین **امیر**
کر چکے سعی جتنی قدرت تھی +

درازی سنتے تھے مدت سے ہم روز قیامت کی
سو اک کچی گھڑی نکلی ہماری روز فرقت کی

آئی بہار چلکے رفوگر کو چھیڑئیے
ہنس ہنسکے چاک جیب کے ٹانکے اُدھیڑئیے

تھی اپنی جانماز تو مدت سے رہن مے
تسبیح رہگئی تھی سو وہ اب گرو ہوئی

ہون وہ حسرت زدہ کہ در پہ مرے
یاس امیدوار بیٹھی ہے +

کبھی نا آشنا تو کہتے ہین
یہی باتین ہین آشنائی کی

امیر اُس بدگمان کی کان تک پہنچی تو پھر کیا ہے
بھری مجلس مین کہتے ہو کہ ہم خالی نہین بیٹھے

جھک کے ملنے لگا وہ بت ہم سے
اے تری شان کبریائی کی

طور پر جو کلیم نے دیکھا
وہ شرارہ نہ تھا شرارت تھی

جان جلائی یار ہی جو ہو سو ہو جھگڑا مچکے
ملے بھی ہو قصہ کہین مقتل مین قاتل آچکے

تونے اے یار بے تپاک کیے
کیسے کیسے جوان ہلاک کیے

اک پری وش نی کیا تھا ناز سی مجکو جو قتل
لائین پریان تخت میری لاش اُٹھانیکو لیے

تیشے سے کوہکن کے آواز آرہی ہی
شیرین کی دل پہ الفت چوٹین لگا رہی ہے

مجنون سی کوئی کہدی لیلی غریب کب سے
زانو پہ سر کو رکھے آنسو بہا رہی ہی

پیاس سے پڑگئی ہین حلق مین کانٹے لاکھون
پھول سی بھر کے کوئی جام پلادی ساقی

کہان تلک نہ پہنچتی دعا اجابت کو
امیر ہای ہماری زبان ہی نہ کھُلی

کبھی اقرار ملنے کا کبھی انکار کرتے ہو
ٹھہرتے تم نہین اک بات پر دل کس طرح ٹھہرے

انتہائے نشہ مین آتا ہے ہوش
ہوشیاری انتہائے نشہ ہے

وہ جلوہ دیکھکر جب طور پر موسی کو غش آیا
تو آئی غیب سے آواز دیکھا ہم نہ کہتی تھے

کشتے ہم اس ادای بت نازنین کے ہین
کھینچی گئی نہ تیغ تو تیور بدل گیے

کیا دہاک تیرے فتنۂ قامت کی بندھی ہے
آتے ہوئے ڈرتی ہی قیامت نہین آتی

جان جائے تو جائے پر ای جان
دل کہان تمکو چھوڑ کر جائے

اُس چشم مست کا ہی اشارہ ہر ایک سے
آئے تو سامنے کوئی ہشیار ہی سہی

زبان تیغ نہ چاٹے دہان زخم کو کیون
ٹپک رہا ہی مزہ خون سی شہیدونکے

ترحم ایک طرف وہ جفا نہین کرتے
جفا کا وعدہ کیا ہی وفا نہین کرتے

برسون تری تلاش مین ہم مثل گردباد
آوارہ جنگلونمین پھرے خاک چھانتے

غیر کے ساتھ وفا کرکے وہ مجھ سی بولے
تو جفا دوست ہے اک طرز جفا یہ بھی ہے

مُنہ پہ غصہ ہاتھ مین تلوار ابرو پر شکن
جان دو بھر ہو جسی وہ تمسی حال دل کہے

اثر تو دیکھیے قسمت کی نارسائی کا
کہ یار تک مرے مر کے بھی خبر نہ گئی

نہ سمجھے تھے خدا کو جب تلک سمجھی تھی ہم سمجھے
جو سمجھی اب تو یہ سمجھی نہ سمجھے تھے نہ سمجھین گے

دو ہاتھ جب کنارہ سبو دیر اُس مین کیا لگے
ہم پیر کر شراب مین کوثر سے جا لگے

ہر نہال تاک مین واعظ وہی انداز ہے
کونسی وہ شاخ ہی طوبیٰ کی جو سپر ناز ہی

میری کھیتی ہوئی ہی جب سرسبز
برق کیا کیا تڑپ کر آئی ہے

پنہان جو سوز عشق کرے مرد ہی وہی
دل پُھک گیا مگر نفس سرد ہی وہی

ابھی وہی ہی ہماری شب فراق کی شام
ہزار بار جلی شمع اور تمام ہوئی ✢

گیا ہے دیر سے ناخوش امیر آج
خدا ہی ہے جو اب کعبے سی آئے

یون جھلکتی نہین مینا مین شراب گلگون
دلِ پُرخون کی گلابی یہ عجب عالم ہے

عجب طلسم ہی الفت کہ سامنے اُسکے
بجای شکوہ زبان سے دعا نکلتی ہے

امیر اُس بت کو دل دیتے ہو کیا شامت تمھاری ہے
کسی پتھر پہ دے پٹکو جو ایسا تم کو بھاری ہے

ہزار ہون حسن آدمی مین ہزار ہون خوبیان پری مین
امیر اپنا تو ہی یہ مشرب ادا نہین ہے تو کچھ نہین ہے

دیکھنا قاتل کو ہے تو دیکھ لے
دیکھ بسمل وقتِ فرصت تنگ ہے

ہم ایک ایک سے یہ پوچھتے ہین دنیا مین
کہان سی آئے تھے اب ہم کہان کو جائینگے

آتا ہی خون اب مری آنکھون سی ہمدمو
آنسو کہان یہ آنسوؤن کا کچھ نچوڑ ہے

تکتی ہی دم ذبح جو بلبل طرفِ باغ
یاد آتی ہی حسرت دلِ آوارہ وطن کی ✢

قاضی آئے کہ محتسب آئے ✢
اب تو ہم میکدے مین آ بیٹھے ✢

کسطرح بنتی ہی اسے مرغ قفس صیاد سے
دل پھٹا جاتا ہی اپنا تو تری فریاد سے

الفت کسی کی نوک مژہ سے جو تھی امیر
مر کر بھی اک کھٹک سی رگ جان مین رہ گئی

کہا جھنجھلا کے اُسنے وصل کی شب
کہ روئیے کبھی فرصت بھی ہو گی

ہوش جب تک رہا شراب ہی پی
ایک ہین ہم بھی اپنے مشرب کے

اب سرِ بازار کہتی مین اُٹھا کر وہ نقاب
آئنہ دیکھ کے وہ عکس سے شرماتی ہین
غیرونکی حال پر تو بہت لطف ہے تجھے
دو گھڑی سامنے رکھکر اُسے دکھلاتی ہین بہزاد
آنکھون مین تری نہین مروت
بات اپنی اپنے دل ہی مین رہے
اے صنم اللہ والی سیکڑون شیدا ہوئے
تم جو کھاتے تو ہوا امیر کا دل +
زندگی بھر ساتھ تھی مرنے پہ بھی ہمراہ ہے
دیکھنا شوخی کیا پیغام وصل
یہ آئینے مین اپنی عکس سے وہ شوخ کہتا ہے
مری اللہ مری اللہ نہ کہہ صرف اللہ اللہ کہہ
لہو روآنسوٗن کا قحط اگر ہے +
نہ کرای چارہ گر چاکِ جگر کو بند بخیے سے
اپنی کہو گذرتی ہے کسطرح اے امیر
چلے آتے ہین ہم بھی تیرے پیچھے
ساتھ اپنی کچھ نہ لائے تھے نہ کچھ ہم لے چلے
میری دوا شراب ہے مجکو نہین حرام
تو کھینچے گا اُس کی شکل بانی
اب تو آجاو دم ہے آنکھون مین +
چھیڑ دون اپنی اسیری کی کہانی نہ کہین

جیسے یوسف کو نہ دیکھا ہو وہ ہمکو دیکھ لے
تم بھی اب آنکھ لڑانے لگے دیکھا دیکھی
ہم پر بھی لطف حال ہمارا بھی غیر ہے
کھینچدے تو ہین تصویر ہماری دلکی
کیا دیکھ کے آشنا ہو کوئی
مُنہ سے نکلی اور پرائی ہو گئی
جب سے اس دنیا مین تم نام خدا پیدا ہوئے
اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے
دیکھنا اے دل رفاقت حسرت دیدار کی
ہجر سے جب آشنائی ہو گئی
کرون کیا میری تیری تیغ مین سد سکندر ہے
یہ ہٹ دھرمی ہے زاہد خدا سبکا برابر ہے
اسی دن کے لیے خونِ جگر ہے
ہوا ای کوچۂ جانان اسی کھڑکی سی آتی ہے
ہم ہین فقیر لوگ ہماری بھلی کہی
تجھے اے عمرِ رفتہ کچھ خبر ہے
خالی ہاتھ آئی تھے خالی ہاتھ دنیا سی چلے
زاہد جو یقین تو قاضی سے پوچھ لے
تو نے کہی اور مین نے مانی
ناامیدانہ اک نگاہ سہی
مُنہ لگاتا نہین اس خوف سے صیاد مجھی

اب میری ہڈیان نہ گھلا گوشت گھل چکا
افسوس فکر کچہ نہین صیاد کو مری
وہ لب ساحل تماشا کو جو ہین آئے ہوئے
تیغ کھینچے وہ آرہا ہے امیر
باقی نہ دلمین کوئی الٰہی ہوس رہے
پوچھو واعظ سے چلکے اے رندو
شور محشر امیر کو نہ جگا
حل نہین ہوتا معما بیقراری کا مری
بیستونکی طرف آئی ہے تو شیرین سے کہو
دنیا سے نہین زیست مین امید رہائی
دیکھنے وہ جو نہ آئے تو نہین مجھکو گلہ
سودا زدونکو قتل جو زلفِ رسا کرے
پا چکے چین نہ خاک بھی ہم کشتۂ عشق
ابتو آسان ہی کردے مری مٹی برباد
یاد آگئی جو اسکے دُرِ گوش کی امیر
نامہ بریار کے آنیکی نہین کہتا ہے
مقتل مین وہ ہر گام پہ سو بار گرے ہین
ہے آج جو سرگذشت اپنی
دل مین جو ارمان تھی افسوس یون ہی رہگئی
مجکو نہین شکایت مقتل مین اب کسیکی
تیغ قاتل نے تو ارمان نکالے کچھ کچھ

اے فکر رزق بس کہ یہ حصہ ہما کا ہی
گل کان رکھکے سنتے ہین فریاد کو مری
موجین آتی ہین چلی آغوش پھیلائی ہوئے
دیکھیے آج کس کی آئی ہے *
چودہ برس کی سن مین وہ لاکھون برس ہی
کیا سزا ہے خلاف گوئی کی *
سو گیا ہے غریب سونے دے
دل تو پہلو مین نہین یارب تڑپتا کون ہی
اک ذرا تربتِ فرہاد پہ ہوتی جائے
پھرا ہی اجل کا در زندان پہ ہمارے
میری حالت ہی وہ اب ہے کہ نہ دیکھی جائے
تم اور خوش ہو رنج تمھاری بلا کرے
دل بیتاب کو اللہ سلامت رکھے
پھر کہان تو مجھے اے بادِ صبا پائیگی
بے اختیار آنکھ سے آنسو نکل پڑے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے
یہ ٹھوکرین کھائی ہین شہیدونکی سرونکی
کل اس کی کہانیان نہین گی
دل جگر دونون لہو ہو ہو کے آخر بہ گئی
پیکان نے دلدہی کی خنجر نے ہمدمی کی
اب ہی خنجر قاتل سی شکایت باقی

اک عمر ہوئی ترک کیے عشق کا پیشہ
پر آج تلک چہرے کی زردی نہین جاتی

کرتے ہو ڈہونڈ ڈہونڈ کے تم عاشقونکو ذبح
کتنا تمہین ثواب کمانے کا شوق ہے

قاتل مرے سوا نہ کرے تو کسی کو قتل
اللہ تیرے ہاتھ کو پائے ثبات دے

آزردگی کے خوف سے جسجا نہ رو سکے
ایسی جگہہ امیر سے کیا خاک ہو سکے

رات بھر تڑپا پس دیوار مین تو صبح تک
بولی او خانہ خراب اب اپنے گھر کی راہ لے

حجاب چشم تصور سے غیر ممکن ہی
چھپین وہ لاکھ مگر ہم تو دیکھ ہی لینگے

کل تک تو کچھہ کھچی ہوئی رہتی تھی تیغ یار
ہے آج کیا کہ میرے گلے سے لپٹ گئی

شام فرقت مین یہ ہر روز خیال آتا ہے
اے خدا ہم بھی کبھی صبح وطن دیکھینگے

ہنسکے کہتا ہے مرے زخم جگر سی قاتل
کردیے تونے نمکدان کی نمکدان خالی

ہم جو روتے پر آتا رہے ہو گیے
ہٹ کے سب دریا کنارے ہو گیے

اب تم چھپاؤ منہ نہ کرین ہم فغان کو ضبط
جو بات تھی وہ ساری زمانے پہ کھل گئی

حرم سے دیر کو آئے امیر مر مر کے
خدا کے گھر سے پھرے ہم خدا خدا کر کے

موذنون کا برا ہو جگا دیا مجھکو
ابھی تو آنکھ لگی تھی خدا خدا کر کے

نکلے جب پردے سے تم اللہ رے حفظ
غیب سے آنکھونپہ پردے پڑ گیے

دو دن کی محبت مین جو حالت ہوئی میری
برسونکے مریضون کی یہ صورت نہین ہوتی

تصور مین بھی تو آتا ہی تو سمٹا ہوا ای بت
چراتی ہی بدن تیری طرح تصویر بھی تیری

مسجد مین بلاتا ہے ہمین زاہد نافہم
ہوتا کچھہ اگر ہوش تو میخانے نجاتے

امیر اک ذرا دیکھے بھالے ہوئے
محبت مین دل کو سنبھالے ہوئے

کس شرم بھری آنکھ کی ہی فکر الٰہی
جو سر مجھے زانو سے اٹھانے نہین دیتی

نہین گلہ وہ اگر میرے دل کا غم نہ سنے
خدا تو ہے نہین سنتا اگر صنم نہ سنے

پتا نہ قیس کا پایا کہین ہزار پھری
تمام نجد مین محمل نشین سوار پھری

وہ رنگ ہین نئی دکھائے تڑپ کے قاتل کو
کہ موت گرد مری ہو کے بیقرار پھری

میری نہین تقصیر تری حسرت دیدار
دروازے سے تیری مجھے جانے نہین دیتی

کلیان نہین پھولونکی یہ دامن مین ہمارے
آلودہ خون کچھ ہین گریبان کے پرزے

جنازے پر آؤ نہ تم گور پر +
کس امید پر جی سے جاے کوئی

پھونچا ہے نازکی کا یہ رتبہ کہ یار نے
پہنین جو چوڑیان تو کلائی اتر گئی

ہم فقیرون کو کہان حوصلۂ وصل امیر
مہربان اُسکو جو پایا تو کبھی جا بیٹھے

ہم قتل یون ہوے نہ کسیکو خبر ہوئی
قاتل کی آستین بھی لہو مین نہ تر ہوئی

ایسی دو دو ہر کہین ہو سکتی ہے اُلفت مین امیر
دل بھی پہلو مین ہے یار بھی پہلو مین ہے

دل کی تڑپ یہی ہے تو ضبط امیر کب تک
بے اختیار اکدن فریاد کر اُٹھو گے

ہون مین بیمار محبت کوئی مجرم تو نہین
میرے گھر پر ہے طبیبونکی چڑھائی کیسی

چھپتا ہے دل کا رنگ کہین ضبط آہ سے
حسرت ٹپک رہی ہے ہماری نگاہ سے

کہا یہ اُسنے مجھکو ذبح کر کے
تڑپنے دو یہ حسرت بھی نہ رہجاے

ہے آسمان الٰہی کس دل جلے کا مدفن
اک شعلہ صبح ہوتی اُٹھتا ہے روزیانسے

ضبط دیکھو اُدھر نگاہ نہ کی
مرگیے مرتے مرتے آہ نہ کی +

کہو قضا نہ چڑھے بار بار مُنہ اُسکے
زبان دراز ہے تلوار میری قاتل کی

ہاتھ ڈالا مین نے دامن پر تو بولے ناز سے
میرا دامن چھوڑ دے اپنا گریبان پھاڑ لے

بنایا ترے ناتوان کو تو لوگ
کفن رکھ کے تابوت مین لیچلے

آنکھ کس کس سے یار کی نہ ملی +
نہ ملی مجھ سے پر کبھی نہ ملی +

اور اک بات حسینونکی نرالی سنئے
دیجیے انکو دعائین بھی تو گالی سنئے

کیون گٹھریان بھری ہین منعم نے پیرہن کی
جائینگی ساتھ اُسکے دو چادرین کفن کی

وہ کیا اُٹھاے ہجر مین صدمے ملال کے
جس ناتوان سے لطف نہ اُٹھین وصال کے

ساقی نے مست ہو کے جو کین بہیجا بیان — شرما کی مستی آنکھ کی پردی مین چھپ رہی

جنبش نہین سینی مین ہماری رگ جان کو — قاتل یہ ترے تیر کے پیکان کی کھٹک ہے

اپنے زخمونکی لیے مشک ہے مجکو درکار — بہیجدی ٹوٹے ہوئی بال جو ہون گیسو کے

زلفونکی کوڑے باندہ کے تسکین لگائیے — فتنا ہین حضور مرے بال بال کے

ہجر مین یاد تری زلف رسا آتی ہے — ہمکو دوزخ مین بھی جنت کی ہوا آتی ہی

پوچھتا مین جو مسیحا کہین مجکو ملتے — درد دل کی بھی تمھین کوئی دوا آتی ہے

آگ سی دلمین پس مرگ بھری رہتی ہے — گھانس کب تربت عاشق کی ہری رہتی ہے

گرتے افشان سی تمھاری جو ستاری دیکھی — چاندنی رات مین جھڑتی ہوئی تارے دیکھی

خندۂ گل سن کے کہتا ہے وہ گلرو ناز سی — چوٹ لگتی ہی مرے دل پہ تری آواز سے

بے سبب نالان نہین مین یار کے در پر امیر — آشنا کرتا ہون اسکو درد کی آواز سے

بجلی کی طرح پہرتی تہی محفل مین کوندتی — کیا کہیے وہ نگاہ کدہر تھی کدہر نہ تھی

مارتے ہو نہ جلاتی ہو کبھی عاشق کو — نہ جفا آتی ہے تمکو نہ وفا آتی ہے

خال شب کو رخ روشن پہ تمھاری دیکھے — ہم نے یوسف کی طرح خواب مین تارے دیکھے

صبا بھی ہو کے کبھی نامہ بر نہین جاتی — ہوا بھی ابتو ادہر کی ادہر نہین جاتی +

لاکھ بار اٹھتا ہے پر جاتا نہین + — درد شاید دل مین میرے قید ہے

ہوتی ہے ہتو صبح جدائی اگر ایسی + — اللہ نہ دشمن کو دکھائے سحر ایسی +

اب آؤ زندگی مستعار جاتی ہے — کرو نہ غم مرے کہ فصل بہار جاتی ہی

یہ سمجھے ہم جو اٹھا گرد باد صحرا مین — کسی کی روح کہین بیقرار جاتی ہے

روان ہے نکہت گل کی طرح یہ عہد شباب — پلا شراب کہ ساقی بہار جاتی ہے

جو بیقراری دل اب ہے گر یہی ہوتی — تو آج تک مری کا ہیکو زندگی ہوتی +

آج تک گور مین لیلی کو نہین صبر و قرار — میری مجنون مرے مجنونکی صدا آتی ہے

واى قسمت ہمتو لنگر ہی اٹھانے مین رہے
اُڑ گئین موجون کی صورت کشتیان احباب کی

پیشکش کرنا بھی کچھ لازم ہی بسمل کے لیے
سر لگا رکھا ہے مین نی تیغ قاتل کے لیے

مجھی پہ چھری تیز ہے ناصحا
کبھی اُسکو جا کر نصیحت نہ کی +

بڑا کریم ہے زاہد وہ بخش ہی دیگا +
بساط کیا ہے ہم ایسے گناہگارون کی

فصل گل آئی ہی یون ہم تم ملین ای گلبدن
جیسے کلیان نکلی ہین شاخون سی سر جوڑے ہوے

تیری کوچے سی اب نہ گذرین گے
ہم بھی ایسے نہین گئیے گذرے

بت مین نہ وفا کی بات پائی +
بے عیب خدا کی ذات پائی

آئی پیری قشقہ دہو زنار توڑ اب ای امیر
کیا اسی صورت سی جائیگا خدا کی سامنی

زاہد وہم سے پوچھو قدر ان کی
بت ملے ہین خدا خدا کر کے

غش آگیا کبھی کبھی آنکھین بدل گئین
کیا کیا شب فراق مین نوبت گذر گئی

درد بلبل خدا نہ سنوائے
ہائے گل کی صدا نہ سنوائے

زاہد کہے جو گذری وہ بت کبھی نظر سے
ساری خدائی صدقے ایک ایک بال پر سے

مجلس وعظ مین آنا تو نہ ممکن تھا امیر
ہمکو [illegible] یان دست سبو لایا ہے

ہستی و نیستی کا کھلتا نہین ہے عقدہ
آتے ہین کچھ ادہر سی جاتے ہین کچھ ادہر سے

صبر آتا ہی نہ مجھکو نہ اُسے آتا ہی
دل کو سمجھاتا ہون مین دل مجھی سمجھاتا ہی

میرے بالین پر آکے بولی اجل
اُٹھیے سرکار نے بلایا ہے +

کیا غم عشق جان سے کم ہے
غم رہے جان کا کسی غم ہے

اک کنارے پڑا ہوا ہی امیر
کچھہ تمہارا غریب لیتا ہے

دل نے کہا جو یار سی لپٹا مین وصل مین
ای شوق وصل ہان کوئی ارمان رہ نجائے

مین تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دون
لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے

شیخ حرم کا مشرب مین خوب جانتا ہون
لب پر صمد صمد ہی دل مین صنم صنم ہے

جانا اگر حرم کو ہی منظور ای امیر — تو میکدے سے راہ ہی سیدھی لگی ہوئی
سو رہا پھیر کے منہ یار شب وصل امیر — واہ کیا طالع خوابیدہ نے کروٹ بدلی
مسکرائے وہ اِس ادا سے امیر — مین تو سمجھا کہ اب گری بجلی
ہم جس کے غم مین مرتے ہین اُسکو ابھی تلک — یہ بھی خبر نہین ہے کہ بیمار کون ہے
خواب مین تھا وصل اب اُس سے جدائی ہو گئی — آنکھ میری کیا کھلی تقدیر میری سو گئی
اُسکو بھی ہجر مین نہ ہماری خبر رہی — کمبخت موت آج کہان جا کے مر رہی
بیٹھے جو میرے سینہ پہ خنجر وہ کھینچکر — سمجھا مین آ رہی ہین مرے ارمان نکالنے
جا کر کہین گے حسن کی بازار مین امیر — ہم دل کو بیچتے ہین خریدار کون ہے
آپ سے بلبل نکلتی ہی کہین گلزار سے — بیکسی ہمکو لیے جاتی ہی کوے یار سے
چمن مین مری خاک اگر جائے گی — تو بلبل ندامت سے مر جائے گی
ترے بس مین ہی بوے گل ای نسیم — جدہر جائے گی تو اُدہر جائے گی
نہ دیکھا تو نے ای لیلی کبھی چشم محبت سے — ہرن جا جا کی آنکھین ملتی ہین مجنون کی تربت سے
نقش تربت سے ہون آفت مین امیر — مٹ چکے یہ بھی کہین جھگڑا مٹے
دشت غربت مین پڑی ہی مجھپہ کیا مشکل کڑی — دن بہت کم رہگیا ہی اور ہی منزل کڑی
پاس یکتائی کا اُس شوخ کو ایسا ہی امیر — گھر مین ہو آئنہ تو گھر کی طرف مُنہ نکری
سمجھائین مجکو ناصح لیکن ذرا سمجھ لین — وحشت کی مین بھی لونگا مجکو جنون ہی سے
بیخودی یار کا پتا دے گی — بے نشانی نشان بتا دے گی
بیٹھے جاتے ہین وہ ہار یاسمین کی بوجھ سے — اُٹھ نہین سکتی کلائی آستین کی بوجھ سے
کیا مجھی کو دیکھ کے حیرت ہوئی — دیکھو آئینے کی کیا صورت ہوئی
بولے وہ شب وصال مجھ سے — اس شوق کی انتہا بھی کچھ ہے
تری کوچے مین ہین سب سر بکف پر فرق ہے اتنا — کوئی ہی دو قدم پیچھے کوئی ہے دو قدم آگے

منہ سے جو آہ نکلی وقتِ وداع قاتل
بولا کہ تیر مارے تب آفرین نہ نکلی

دل نہ بازار مین مہنگا ہی نہ سستا چھوٹے
کھو ہی جائے کہین کمبخت کہ جھگڑا چھوٹے

دشت وحشت مین آدمی کیسا
سیکڑون کوس جوگیے نہ ملے

ہم سیہ بختون کو سمجھ کی طرح
تیری چیتون نے لگا رکھا ہے

دل جو تڑپا تو آنکھ سے کیون روئی
بیٹھے بیٹھے اسے یہ کیا سوجھی

مکان سے سوئے لامکان لیگئی
یہ وحشت کہان سے کہان لیگئی

کوئی امیر ترا درد دل سنے کیونکر
تو ایک بات کہی اور دو گھڑی روئے

وصل دل کھو کر ہوا نہ نصیب
تو ملا تو کمر تری نہ ملی

چڑھ کے منبر پہ جو سنے واعظ
اور جوش سے کوئی خدا باقی

آنسو تو بہاتا ہون مگر ڈر ہے یہ مجھکو
دھو جائے نہ تن سے کہین خاک اسکی گلی کی

وصل کی گل سے کوئی راہ تو نکلے صیاد
بیچ ہی ڈال مجھے ہاتھ کسی گلچین کے

منتین کس کس سے لین قاتل تری نخچیر نے
چلتے کھینچے تیر جو سینے کی شمشیر نے

درد دل کہیے تو کہتا ہے وہ شوخ
ایک ہی تم کو کہانی یاد ہے

مشتاق بوے زلف رسا کا دماغ ہی
تیرا بھی اے امیر بلا کا دماغ ہے

چاک چاک ایسا ہوا دست جنون سے پیرہن
کچھ نہین کھلتا گریبان کون دامن کون ہے

شریک درد نہین کوئی پڑ ہکے آنکھون سے
کہ ایک روتی ہے جب دوسری بھی روتی ہے

آستین یار نے چڑھائی ہے
وقت تقدیر آزمائی ہے

کس نگہ سے تمنے دیکھا تھا امیر
روتے روتے آنکھ ہچکی لگ گئی

جنبش ہوئی جو نوک مژہ کو وہان امیر
اک پھانس سی یہان مری دل مین کھٹک گئی

تو وہ بت ہی کہ تجھے ساری خدائی چاہی
بندہ اللہ سی کس کس کی برائی چاہے

آنکھ ابھی یاد مین اک گل کی لگی ہی میری
دو گھڑی مجکو نسیم سحری سونے دے

کہا جب اے صنم جلوہ دکھادے
تو وہ بولا کہ یہ دولت خدا دے

پوچھا نہ جنس دل کو بازار مین کسی نے
سو بار لیگیے ہم سو بار پھیر لائے

ضعف کی کچہہ کہی نہین جاتی
سانس بھی اب تو لی نہین جاتی

راتون کو کہا کرتا ہے بلبل سے یہ صیاد
ظالم تری فریاد تو سونے نہین دیتی

چھڑک کر میرے زخمون پر نمک قاتل یہ کہتا ہی
نمک سے پاٹ دون مین آج میرا دل یہ کہتا ہی

لگاؤن دوسری تلوار وہ قاتل یہ کہتا ہی
لپٹ جاؤن نہین جوہر بن کی میرا دل یہ کہتا ہی

زبان شمع کہتی ہی کہ مین تجھکو جلا دونگی
مین کب ٹلتا ہون پروانہ سر محفل یہ کہتا ہے

کیا کہتے ہیں تم زبان سنبھالو ✤
یہ بھی کوئی گفتگو کا ڈہب ہے

تنہا مرے پاس شب کو آئین
اتنا مرا اعتبار کب ہے ✤

آپ ہی جل رہے ہین پروانے ✤
شمع کی سرگذشت کون سُنے

جب دن کو کہا اُنسے کہ وہ بات نہو گی ✤
بولے کہ ٹھہر جا ابھی کیا رات نہو گی

سمجہانہ مین تو حضرت ناصح کی ایک بات
کچہہ خود ہی وہ کہا کیے خود ہی سُنا کیے

چمن مین نالۂ بلبل سے بیدماغ ہین سب
نہ آپ سوے نہ ظالم کسیکو سونے دے

مطلب کی بات مُنہ تلک آتی نہین کبھی
اک بات ہے کہ میرے دہن مین زبان نہین

پوچھے کوئی فلک سے کہان قیس و کوہکن
دو واک جو تھے نمود کے عاشق وہ کیا کیے

کہتا ہے کون گرد سواری کے گرد ہی
مجنون کی خاک محمل لیلی کے گرد ہے

جب کہا مین نے بتو کیون مجھی کرتے ہو شہید
ہنس کے کہنے لگی لله بھی اک کام سہی

کرتے ہو سینہ چاک مرا تیر کے لیے
الله میرے دلسی بھی پیکان عزیز ہے

اسکی پروا کچہہ نہین تکلیف یا آرام سے ہے
ای غم جانان مجھے تیری خوشی سے کام ہی

صبر آتا ہے مری دل کو نہ تو آتا ہے
رات دن اب مری آنکھونسی لہو آتا ہی

عشق اب ہمکو خاک باقی ہے
اک ذرا جھانک تاک باقی ہے

بہت بقا نہ سمجہ اے سبزہ ار پھولونکی
گلی مین یار کے جب تک کہ مرنجائینگے

نجد مین گھبرا کے جا نکلے جو ہم
دست ساقی سی جو مین کچہ جام لینے مین کا

مین رو دیا جو **امیر** اُسکے مسکرانے پر
گیا دل تو لیکن یہ منزل کڑی ہی

آپ ہی تم **امیر** کھو گئے
کیا اُس بت نے قتل الحمد للہ

عشق مین انجام ہی میری سیہ بختی کا کیا
خنجر کا ذوق شوق شہادت کا جوش ہی

غیرت کی جا نہین ہی جو وہ خود فروش ہی
جب دیکھتا ہون یار کے بند قبا کھلے

یہ رنگ تشنہ دہانی ہی بعد مردن بھی
گم ہو گیا ہون یار کو مین نامہ بھیجکر ✤

میرے سر بالین پہ روتی ہے حسرت
وہ تیر جلد کہین آ چکے کب سے بیٹھی ہین

ترے در تک تو لایا ہے ہمین شوق
اسواسطے مرتا نہین ایجان مین ابھی تک

ڈالی پھولونکی اگر میرے حضور آتی ہی
رہی ہین وصل مین برسون ہم اس کروٹ وہ اُس کروٹ

وہ کیا جانے کسیکا حال کیا ہے ✤
کہ چار دن ہی چمن مین بہار پھولون کی

سبزہ ار ہم گئے گذرے مین پر نہ جائینگے
قیس بولا پیر و مرشد خیر ہے

غیب سے آواز آئی یہ شب آدینہ ہے
تو بولے آپکے میرے ہنسی نہین ہوتی

ابھی عشق مین جان کھونی پڑی ہے
یار کی جستجو کو نکلے تھے ✤

یہی تو ہم خدا سے چاہتے تھے
یار زلف شانہ مین سی اپنی آشنا پوچھ دے

سر کی مجھے خبر ہی نہ گردن کا ہوش ہے
جوبن کا ہی ابھار جوانی کا جوش ہے

کہتا ہون یونہی دلکی گرہ یا خدا کھلے
اُگی ہین خاک سے کانٹے زبان نکالے ہوئے

قاصد پھرے اُدہر سے تو پائے کہان مجھے
عشق بھی مرگ نوجوانی ہے ✤

جگر کو تھامے ہوئے دلکو ہم سنبھالے ہوئے
یہان سے گھر تلک اب کون لیجائے

بیداد کا تمکو کوئی ارمان نہ رہ جائے
بتّی بتّی سے مجھے بوے غرور آتی ہے

جبہ رہنے کی عادت مشکلو نسی ہے تنے ڈالی ہی
کہ درد عشق سے نا آشنا ہے

✤

غم ہجر سے کوئی اتنا تو پوچھے
کلیجا مرا کیون مسلے ڈالتا ہے

نہو بہت اشک بہانیکی بری ہوتی ہے
دیکھ ای چشم تر ایسی ہنسی ہوتی ہے

پھر تو نے امیر اُس سے کی بات
سو باتین ابھی سُنا چکا ہے

ایسی کیا بات کہہ اُٹھی تم امیر
کہ کسی طرح پھر بتا نہ سکے

دونون مین آدمی ہے گر فرق ہی تو اتنا
تقدیر بنادی ہی تدبیر بتادی ہے

انسان بہو چاہیے کہ نہو اسکو کبھی رنج
زنہار کسی سے کوئی امید نہ رکھے

آزردہ غیر سے ہوئی دین مجکو گالیان
کس سے بھری ہوئی تھے وہ کس پر برس پڑی

پیا کی آب دم شمشیر سے ابتک ہی پیاس
منہ سی باہر جو کشتے کی زبان نکلی ہے

عجب بیخودی ہے خبر کچھ نہین
کہان سی ہم آئے کہان جائین گے

نہ رہنے نہ جانیکی ہم کو خبر ہے
یہ کیسی اقامت یہ کیسا سفر ہے

نامہ بر یار کے آنیکی نہین کہتا ہے
ایک بھی بات ٹھکانیکی نہین کہتا ہے

سارا جہان ہے گویا تصویرونکا مرقع
اِس بزم مین کسیکو پروا نہین کسیکی

کٹکے سر میرا جو قدمون پہ گرا
گر پڑے آنسو مرے جلاد کے

تا جوانی ہوش تھا پیری مین غافل ہوگیے
رات بھر جاگا کیے ہم صبح ہوتے سوگیے

ہے یہی قتل کی لذت تو مجھے ای قاتل
حشر کو بھی تری فریاد نہ کرنے دیگی

یہ دل نے کنج قناعت سے آشنائی کی
کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا کی شکستہ پائی کی

جان پائی ہے غم الفت مین کھونیکے لیے
دل تڑپنے کے لیے ہے آنکھ رونیکے لیے

دم جو نکلا غم فرقت مین تو ہم یہ سمجھے
دل جو روٹھا تو منانیکے لیے جان گیی

جگر پنکھا ہلاتا ہے جو دل سینے مین جلتا ہی
جو ہمسایہ ہے آخر کام کچھ اُس ہی نکلتا ہی

بالای آسمان تھے ہم عرش آشیان تھے
کوئی نہ تھا وہان تھے اب کیا کہین کہان تھے

خاموش ہین لحد مین جو لوگ خوش بیان تھے
غنچے نکی وہ دہن ہین بلبل کی جو زبان تھے

دیکھا خزان مین ہمنے بلبل کے آشیان کو
دو چار پر شکستہ دو چار استخوان تھے

کمزور پا کے ہمکو کیا بل کی لے رہے ہو
ہم بھی تو نوجوان تو آخر کبھی جوان تھے

پہونچے جو ہم عدم کو اہل عدم یہ بولے
مدت کے بعد آئے اتنے دنون کہان تھے

مین نہ کہتا تھا فغان کی مجھسی فرمایش نکر
باغبان سب پھول مرجھا کر چمن مین گر گئے

کچھہ تو میری درد دل نے اُسکے دل مین راہ کی
بیٹھے بیٹھے آج اُس بیدرد نے اک آہ کی

دی مجھکو محبت اک پری کی
اللہ نے بندہ پروری کی

ہر روز میرے مُنہ پر ہنستے ہین دوست دشمن
رونے نے ہر گھڑی کی سب آبرو ڈبو دی

مجھکو حیرت ہے کہ دنیا کی تو فانی ہے بہار
نخل حسرت کسطرح سے اس زمین مین لگ گئے

جو وہان جاتا ہے پھر اُس کی خبر ملتی نہین
نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر درکار ہے

بہار اُس رُخِ رنگین کی لوٹتا ہے خط
ہم ایک سے ہین جیسے زہر کھائی ہوئے

ترے چاہنے والے مرجائینگے
یہ ناکام بھی کام کر جائین گے

مُنہ دیکھو نہین مقتل مین اجل کا تری ہوتے
اے خنجر قاتل تجھے غیرت نہین آتی

چھانتا ہون تری گلی کی خاک
دل مرا ہے یہین سے نہ ملے

بجائے دختر رز میکدے مین حور آئے
جو توبہ توڑون تو آواز یا غفور آئے

جب آتا ہے غش ہمکو آتا ہے دھیان
امیر ایک دن یونہی مرجائینگے

جب مین کہتا ہون غضب ہے ترا مکھڑا کیا ہے
سنکے کہتا ہے ابھی آپنے دیکھا کیا ہے

کوئی دم بے تکلف ہو کے مستو نمین اگر بیٹھے
تو جو کچھہ عرش پر ہے دیکھ لے زاہد وہ گھر بیٹھے

امیر اتنا جو ہو نمین پست قسمت وجہ ہے اسکی
بلندی بخت کے حصے کی بھی اشعار مین آئی

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوہر انتخاب

لہ

ہاتھ رکھ کر مرے سینے پہ جگر تھام لیا
تمنے اس وقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا

آج تو ہے اُسکی فرقت مین بلا کا سامنا
آگیا قاتل تو کل ہوگا خدا کا سامنا

اُڑا اے پُرزے تو قاصد کو ناگوار ہوا
مین خوش ہون ایک سے نامہ مرا ہزار ہوا

حشر کر ہم سے آج وہ رشکِ قمر کھلا
انگڑائی لی تو سمجھے کہ مقصد کا در کھلا

وحشت مین کہان اب کوئی ہمسایہ ہی میرا
سب چلدیے ہمزاد ہی یا سایہ ہی میرا

گرا کر زمین مین ظلم سے بچنے کا دھیان تھا
دیکھا تو زیرِ خاک وہی آسمان تھا

راہ بتلا دی عدم کی خضرِ منزل ملگیا
گھر سے ابھی وقت نکلا تھا کہ قاتل ملگیا

بعد مرنیکے لگی ہاتھ دوا بھی تو کیا
مردۂ تشنہ جو دریا مین بہا بھی تو کیا

کیف حاصل ہو لگے داغ نہ میخواری کا
مستیِ عشق بڑا کام ہے ہشیاری کا

بیداد تھی شوخی تھی جفا تھی کہ ستم تھا
ہوتی جو وفا آپ مین جو کچھ تھا وہ کم تھا

جان کر دوست وہ ہوے شاکی
چاہیے شکر اس شکایت کا +

دھیان کیون فرقت مین باندھا اس لبِ جان بخش کا
وائے قسمت دم نکلنے کا سہارا بھی گیا

تمنے ہمسے بیوفائی کی تو تم سے حُسن نے
وہ بڑا عادل ہے دیکھا انتقام آخر ہوا

لے گیئے مسجد سے مجھکو مغبچے
توبہ توبہ مین پکارا ہی کیا +

کب گیا دل سے حسینون کا خیال
شیشے مین پریان اُتارا ہی کیا

برسون کعبے مین رہی جا کے کلیسا کیسا
نکلا دو ہونٹ چکنے ہم اُسے کیسا کیسا +

مانگ بالونمین نکلواتے ہین اب غیر سے وہ
ہے جو منظور مرا چاک گریبان ہونا

بستر خواب کو دیکھو کہ ہے ٹکڑے سے ٹکڑی
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیتابی کا

ہار اُس گل کا مرے ہاتھ سے ٹوٹا ہیہات
ساتھ ہی کیون نہ مرا تار نفس ٹوٹ گیا

احسان یہ وقت گریہ ہے تیری خیال کا
دریا مین ڈوبتا تھا اُنکا لا کرم کیا

خُم توڑ کر بنا ہے بہت ساغر شراب
مستون پہ محتسب نے بڑا الاکرم کیا

قبر کھودی تو مگر یہ مری وحشت سے ڈرا
اپنی چادر بھی یہین دزد کفن چھوڑ گیا +

یون شب ہجر مین کرتے ہین غلط غم اپنا
مُردہ خود بنتے ہین خود کرتے ہین ماتم اپنا

شہر بیگانہ مین ہوتا ہی مسافر کا جو حال
ہے سیہ تو نکے مُحلے مین وہ عالم اپنا

مین انجمن مین حسینون کی تازہ آیا ہون
خبر نہین ابھی کسکا مزاج ہے کیسا

فریب اور کسی کو یہ جا کے دے قاصد
وہ اور صلح کا پیغام ہو نہین سکتا

خط وطن کو لیے جاتا ہے تو لیجا قاصد
پر مرا حال نہ یاران وطن سے کہنا

ہچکیان لیتی ہین مقتل مین تری بسمل ناز
یا کسی بزم مین مجمع ہے خوش آوازون کا

قاصد کو ہوا دیکھ کے شاید اُسے سودا
آیا در جانان سے مگر کچھ نہین کہتا

پوچھو نہ مجھسے جا کے حسینونمین دل کا حال
آپس کی چھین چھان مین سے چاک ہو گیا

ساتھ طاؤس کے صحرا مین کیا قیس نے رقص
ابر تیرہ کو سیہ خیمہ لیلیٰ سمجھا +

ہے دور روی یار مین غایب سراغ شب
باقی ہے اب تو ماہ کے سینے مین داغ شب

گستاخ کسقدر ہے کہ محفل مین یار کی
خاموش صبح تک نہین ہوتا چراغ شب

ممکن نہین کہ بوسے ملے مجکو یا جواب
مشکل کی بات ہے دہن اُسکا ہے لاجواب

مجسے سکین کے ساتھ رہتا ہے
کتنا سکین نواز ہے غم دوست

شبِ وصل کی نہین ہے یہ گویا ہے روزِ حشر
جنت ہے دید دوست جہنم ہے خوی دوست

اشک دامن سے یار نے پوچھے
کچھ تو آنسو پچھے ہمارے آج

کسے ہے وصل کی خواہش تری خیال کے بعد
کہ حشر تک نہین پھر ہجر اس وصال کے بعد

خوشی کا رنج ہے مجکو ملال کی ہے خوشی
کہ رنج ہے پسِ راحت خوشی ملال کے بعد

خبر آمدِ گل کیسی سُنائی صیّاد
یونہی ہم جلتے تھے اور آگ لگائی صیاد

ہو کو سنے سے اُنکے جو صدمہ ہو جان پر
خوش ہون کہ میرا نام تو آیا زبان پر

رو سیاہ جرم الفت سے بے قصور آیا نظر
سطرِ قرآن کی طرح ظلمت مین نور آیا نظر

اے دشمنِ جان خوف تری تیغ سے کھاکر
آئی ہے اجل چشمۂ حیوان مین نہاکر

کرلے قبول اگر کسی مجرم کا یار عذر
ناکردہ جرم جاکے کرون مین ہزار عذر

آیا غش اُسکے سامنے پروردگار شکر
باقی تو مُنہ پہ یار نے چھڑکا ہزار شکر

مقامِ شکر ہے ممتاز غیرون سے کیا اُسنے
گنا ہون پر سزا دی اُنکو مجکو بیگناہی پر

نیرنگیِ عالم مین کبھی فرق نپایا
دیکھا تو وہی صبح وہی شام ہے ہر روز

کہین مٹتی ہین ہمارے دلِ مایوس کے داغ
ہونگے مرہم سے نہ اچھے کبھی طاؤس کے داغ

حقا کہ دو جہان مین ہے ذات الہ ایک
دو آنکھین جسطرح کہ ہے اُنمین نگاہ ایک

وہی دلبر ہے ہو جو دلربا ایک
ہزارون بت ہین عالم مین خدا ایک

اُس در پہ سجدہ کرکے یہ دربانسے کہہ لیا
مسجد یہان سے دور ہے وقتِ نماز تنگ

کہا مین نے کہ تمپر جان دون مین
کہا یہ بھی ہے کیا دینے کے قابل

ہمکو پروا نہین پھولی ہین جو گلزار مین گل
نوکِ مژگان پہ ہے یان لختِ جگر خار مین گل

لٹ گیے ایسے جفاکار ترے جور سے ہم
جا رہے روز مین کچھ اور ہوی اور سے ہم

ہر دستہ شبِ غم مین کرین دل ہی سے باتین
بہت کہتے ہین دیوانی سے کیا بات کرین ہم

دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا
نہوئی پر نہوئی گردشِ ایّام تمام

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
رہگئی ایک نہین ہان کا کہین نام نہین

یاد موے مژۂ یار رولا دیتی ہین +
چبھ کے پھانسین جو مری دلکو مزا دیتی ہین

دیکھنے کو تمھین اے اہل عدم آتے ہین
خیر اگر تم نہین آتی ہو تو ہم آتے ہین

کیسے شوخی وہ حسین شرم کے انداز ہون
پھاڑے کپڑے مگر سب چاک بے آواز ہون

مرگِ مجنون ہی سے ہے ماتم اب بھی یہ بپا دشت مین
خاک اُڑاتی ہین بگولے سر پہ کیا کیا دشت مین

آیا ہی یار سامنے لازم ہے غش کرون
ہوش و خرد جو کچھ ہے وہ سب پیشکش کرون

رحم کرنا تو جفا کارون کا دستور نہین
ہان اگر درد ہو میرا سا تو کچھ دور نہین

ملال کس سے کہون کوئی آس پاس نہین
شریکِ غم فقط اک دل اسی حواس نہین

ہرچند نہین وصال ممکن +
وہ چاہے تو ہے محال ممکن +

امید جواب کی ہو کیا خاک +
جب اُس سے نہو سوال ممکن +

پیکے مے ان واعظونسے عذرخواہی کیا کرون
بوی مے آتی ہی ہونٹھونسی الٰہی کیا کرون

کہا کے تلوار جو قاتل کی فغان کرتا ہون
لذت زخم رقیبون سے نہان کرتا ہون

بزمِ جانان سے مین کب جاتا ہون
روز کہتا ہون کہ اب جاتا ہون

کبھی وہ دن تھے کہ خورشید تھا مین
ابتو سائے سے بھی دب جاتا ہون

ہجوم رنج ہے اسکا خیال کچھ بھی نہین
ملال یہ ہے کہ اُنکو ملال کچھ بھی نہین

مین بھی اب امتحانِ یار کرون +
چاہیے ضبط اختیار کرون

بعدِ مرگ آئے ہین وہ تربت پر
اب کہان جان جو نثار کرون

دل بھی ہے انتظارِ یار مین گم +
اب کہو کس کا انتظار کرون

حالتِ دل کی مین اُسے آگاہ کیا کرون
طاقت جب آہ کی بھی نہو آہ کیا کرون

عادت ہے مجکو آہ کی نازک مزاج یار
ستے ہے جل رہین یہ سوچ کہ اللہ نہ یاد کرون

آتا ہی یہ دلمین اسے ناصح کو دکھا دون
پر رشک جو مانع ہی جواب ہمکو مین کیا دون

بے دیکھے برہمن کے ہی انکار مین حیران
اللہ کوئی بت تو نہین ہی کہ دکھا دون

پیری مین ہین یون عشق کے داغ اپنے بدن مین
گل پھولتے ہین صبح کو جسطرح چمن مین

رشتہ بر پا مجھے صیاد نے آزاد کیا
تا الجھ کر کسی کانٹے سے بیابان مین ہون

رہنے دیتا نہین صیاد بھی اپنے گھر مین
ایسی تقدیر کہان ہی کہ گلستان مین رہون

دل سے کہتا ہے تصور یار کا
تو مصور ہے تو مین تصویر ہون

جاے میخانہ بنی ہے مسجد
کبھی گھورے کے بھی دن پھرتے ہین

مانگیے کیونکر دعا سے طول عمر
منہ کی مانگی موت بھی ملتی نہین

جانکر غیر بلایا جو مجھے مین آیا
اپنے دہوکے پہ خفا ہو مین گنہگار نہین

سب بلاؤنسے چھڑایا ہی جنون نے مجھکو
لاکھ اب مجھسے خطا ہو مین گنہگار نہین

حیات جاودان ہے انپہ مرنا +
مرے دشمن نصیب دشمنان کیون

کیون کہون انسے کہ چھوڑو شیوۂ جور و ستم
ترک عادت ہی عداوت مین کوئی دشمن نہین

کام آیا ضعف ہی کوے بت دلخواہ مین
ساے کی ہمراہ گر کر بچھ گیا مین راہ مین

سنی ایک بھی بات تمنے نہ میری
سنین مین نے سارے زمانے کی باتین

کبھی ذکر دشمن کبھی ذکر فرقت
یہ سب ہین مرے آزمانے کی باتین

لیا نام واعظ نے جب اسکے درکا
کہا مین نے اب ہین ٹھکانے کی باتین

نکالا اسنے اس حیلے سے ہمکو اپنی کوچے سے
چلو جلدی کرو سامان دعوت کا ہم آتے ہین

اس کوچے مین کچھ رہروونکے نقش قدم ہین
کچھ طالب دیدار بچھا آے ہین آنکھین

آٹھ اللہ نے جنت کی بناے گلزار
ہی نوان داغون سے گلزار مری سینے مین

مرد مفلس ہون مری اشک مسلسل ہون قبول
اور مین موتیونکے ہار کہان سے لاؤن

ناصح کی سامنے مین اگر مست ہون تو ہون
خدمت مین پیر مغان کی ہشیار تو نہین

کہان کوئی محرم کہون کس سے غم
کہ غم کے سوا کوئی محرم نہین

دعا ہے مرگ فرقت مین جو مانگی
محلے والے پکار اُٹھے کہ آمین

اس رشک کا برا ہو کہ گلیو مین خلق سی
کہتا ہون تجکو مین یہ مرا دلربا نہین

دل مکدر ہی بہت بیٹھا ہی آئینہ تیر یار
ہے یہ ڈر کا زنگ لگ جائی نہ پیکان کہین

ٹھہر ٹھہر کے ذرا لیچلو مرا تابوت
کہان اُمید کہ پھر آؤن کوے قاتل مین

بعد مرگ آسودگی کیسی کہ سو سو بار ہم
مر چکے ان خوبرویون پر مگر راحت نہین

تیرے وعدی پہ شاد ہون کیونکر
اپنی قسمت کو جانتا ہون مین

ہوے زاہد مرید پیر مغان
واہ مرشد کو مانتا ہون مین

فقط دو ہاتھ سو ہی ایک مین جام ایک مین شیشہ
کہان وہ ہاتھ ہے اب جو پڑی ساقی کی گردن مین

کریگا قتل آخر رشک مجھکو قتل ہو ذین
شفاعت کے لیے کیون لوگ اُسکی پاؤن پڑتی ہین

جان دی تب ملی مجھے راحت
موت سے کچھ مین شرمسار نہین

اس جُرم پر بجا ہی سزا وے جو مجکو ہجر
جیتا رہا مین لذت روز وصال مین

فقط غرض کی ہی دنیا کہ جب نکلتی ہی جان
عزیز مردی کو گھر سے نکالدیتے ہین

غافل مری طرف سے ایسی جو ہو رہے ہو
آنکھین تو کھولو صاحب کس نیند سو رہی ہو

قاتل کا جب تمام زمانہ شریک ہو
اللہ ہے کہ فیصلہ بسمل کا ٹھیک ہو

آہ کرنے پہ کیون بگڑتے ہو +
تم تو صاحب ہوا سے لڑتی ہو

در پئے دشمنی عاشق ناکام نہ ہو
خوبصورت ہو خدا کے لیے بدنام نہو

خوشی ہو نزع مین بھی یاس آس پاس نہو
کہ دیکھنے جو وہ آئے کہین اُداس نہو

مہر و وفا و غیر کا پیچھے گمان کرو +
ترچھی نظر سے پہلے ذرا امتحان کرو

نہین گھیرا ہی پلکون نے چشم مست دلبر کو
لیا ہی دو نون ہاتھون سی کسی میکش نے ساغر کو

جان بخش لب سے فیض جو ملجائے آپ کو
طوفان میں عمر نوح ملے ہر حباب کو

جھکنے میں سے کے دیر تہ تیغ کیں نہو
وہ شوخ زود رنج ہے چین بر جبین نہ ہو

منکر گوشہ نشینان خرابات نہو
کہ یہی گوشہ کہیں قبلۂ حاجات نہو

ہمنشینون سے یہ ایما ہے نہ پاس آنے دو
حکم دربانون کو باہر نہ اسے جانے دو

پہلے زلفونکو سنگھا کر مجھے بیہوش کرو
پہر مرے سینے سے تم تیر کا پیکان کھینچو

بھر کے آتی ہین آنسو میرا حال زار دیکھو تو
اُٹھا ہے آج کیسا ابر دریا بار دیکھو تو

عیادت کیسی اتنا بھی کبھی منہ سے نہین کہتی
جہان سے اُٹھ گیا عاشق کہ ہے بیمار دیکھو تو

سُناؤن کیا انھین نالی مین اپنے راتونکو
وہ دلمین خوب سمجھتی ہین ایسی باتون کو

آپ تو دیکھتے چلتے ہین وہ جوبن اپنا
دیکھتا ہو نہین تو کہتے ہین کہ کیا دیکھتی ہو

شبہہ کرتے ہین وہ جب رکتی ہین دربان تو کر
بھیس بدلے ہوئے انمین کوئی چالاک نہو

ضعف سے پاؤن کا وہ حال کہ جنبش ہے محال
ہاتھ وہ جن سے گریبان بھی کبھی چاک نہو

ناز ہے تم کو بہت حسن کی یکتائی پر
اک ذرا آئنہ خانے مین تو چلکر دیکھو

داد ہر وار مین کرتا ہے مجھی سے وہ طلب
قدردان زخم کا سمجھا ہے جو قاتل مجکو

یون بھی آتا ہے کہین کوئی کہ میری گھر مین
پاؤن رکھا نہین کہتے ہو کہ گھر جانی دو

لاغری کا ہے یہ احسان کہ مین اُس محفل مین
روز جاتا ہون خبر تک نہین دربانونکو

یار کے ذکر سے ناصح نے لگائی اور آگ
یارب آیا تھا تسلی کو کہ تڑپانے کو

دیکھیے کہان تہے ایسی حسینونکی جگھٹے
محشر کا روز اور الٰہی دراز ہو

دل منعم و فقیر کے بدلا کرے سپہر
اِسکو کبھی خوشی کبھی اُسکو ملال ہو

ملتا ہے مشقت سے ترا دامن دولت
پی توڑے ہوئی پاؤن یہ آتا ہے کہان ہاتھ

خدا کرے کہین تو اے صنم سفر سے پھرے
کہ جان بلب ترا عاشق خدا کی گھر سے پھرے

ضعف سے کچھ بھی چل نہین سکتی
آہ منہ سے نکل نہین سکتی ✦

یہ غش ناتوانی سے آنے لگے
کہ پانچون حواس اب ٹھکانے لگے

ایسا ہے کون اسکو جو میری خبر کرے
ایک آہ ہی سو وہ بھی جو پیدا اثر کرے

ہین بڑی بیدرد یہ بت کسکے آگے روئیے
خاک بھی ہوتا نہین ہی آبرو کیون کھوئیے

ٹالتے ہین روز وہ پر دل مرا مسرور ہی
آج کل کب تک کرینگے کیا قیامت دور ہے

کیا مزہ انجمن یار مین دل پاتا ہے
ذلتین روز اٹھاتا ہے وہین جاتا ہے

خوشی نظر کہین اندوہ و یاس مین آئی
اجل ہی کاش پری کے لباس مین آئی

گلا کٹا تہ ز راف بھی داد خواہ نی کی
چھری وہ تیز تری شرمگین نگاہ نی کی

ہجر مین نیند کا جھونکا اگر آجاتا ہے
پھر کوئی خواب مین ٹھوکر سے جگا جاتا ہے

فوج بہار پنج سے گرم ستا ہے
تھالے سے جو شجر ہے وہ پا در رکاب ہے

اب یہ حالت ہی کہ واقف ہو کی حال زار سے
میری دشمن کرتے ہین میری سفارش یار سے

عشق سے پیری مین بھی کچھ لاگ باقی رہ گئی
کاروان عمر گزرا آگ باقی رہ گئی

سے ہے دختِ رز حلال تجھ کو کیا تمیز ہی
واعظ یہ زرخرید ہ ہماری کنیز ہی

جان سمندر و دل پروانہ دے مجھے
اے سوز عشق ہمت مردانہ دی مجھے

دل چرایا ہے مرا پر وہ خجل کتنا ہے
فق ہوا جاتا ہی منہ چور کا دل کتنا ہے

ناتوانی کی نہ پہ تہمت ہے
ناز اٹھانے کی اب بھی طاقت ہی

وہ دوپہر کو گھر سے ہمارے نکل گیے
ہم دن ڈھلا تو گور کی سانچے مین ڈھل گیے

یہ نکلا نتیجہ جو آے گیے
کہ اُس در پہ بیٹھے اُٹھاے گیے

یہ بھی اک بات ہے عداوت کی
روزہ رکھا جو ہم نے دعوت کی

کچھ کام نہین ہوا نہین فریادرسی سے
رونیکا سبب کرتے ہین دریافت ہنسی سے

دل ہی پروانہ مرا پر وصل سے مایوس ہی
شمع تو ہی چار دیواری تری فانوس ہے

یار نے آئینہ دیکھا دشمن دل دو ہوئے
مشکل کیا اب جان بچنے کی کہ قاتل دو ہوے

شمشیر آبدار کہ اس کا نظارہ ہی
جاری ہے لین دین یہ رسم زمانہ ہی

میرا جگر تو کانپ گیا اس نگاہ سے
مرض میرے افزون یہ ہوتے گیے

دیوانگان زلف کا کب کام بند ہی
دیکھے جو میری آنکھونمین حلقے پڑے ہوے

کھلین پلکین نگہ اس چشم افسون ساز سے نکلی
پردہ الٹ کے جب وہ دیدار عام دے

تیر یون دل تڑپے کو ہے [illegible]
شمع کو کس کی تجلی یہ نظر آتی ہے

دل اسکا ترم لیا یہ دل نوحہ گر کرے
لٹک کر زلف نے [illegible] ساقی کا پیچ پایا

کیا تغافل ہے کہ [illegible] بیگانہ ہے
وہ ہم نازک دلونکو آنکھ دکھلا دے تو کیا گزرے

اس سنگ آستان سے جدا اپنی جبین ملی
میری گھر سے قصد آنیکا تو آنا ہے

وہ درد ہے کہ اسکا مزا کچھ نہ پوچھیے
درازی کا اگر دونونکی دیکھو ایک مطلب ہے

بتون کی روش کوئی کیا جانتا ہے
دنیا سے کتنے اٹھ گیے ہی انجمن وہی

کچھ شرم نہین خلق جو انکو نگران ہے

دل ٹکڑے ٹکڑے ہے تو جگر پارہ پارہ ہی
دریا کا ابر ابر کا دریا خزانہ ہے

اس سنگدل کا دل نہ ہلا میری آہ سے
کہ عیسی بھی بالین سے روتے گیے

آواز شب کی سرمۂ شب سے بلند ہی
افتادہ یہ نئی ہے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوے

کہ لیلی پردہ محمل اٹھا کر ناز سے نکلی
ایوب صبر کرتے تو ہم سلام کرتے

جسطرح تیر کوئی سوے ہدف جاتا ہے
[illegible] سی تھوڑی جو یہ محفل مین ہوئی جاتی ہے

ڈر ہے کہین نہ غیر پہ نالہ اثر کرے
تعجب کی جگہ ہے کہ وہ معشوق مین سمایا

سب نے جانا آج تک شنی نہ پہچانا مجھے
دکان شیشہ گر مین مست آ جاے تو کیا گزرے

[illegible] کہ بادشاہی روی زمین ملی
پر ذرا چھپ کر سپہر تفرقہ پرداز سے

کہتا ہی دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے
شب نے روز فرقت ہے قیامت روز کی شب ہے

بڑے بے وفا ہین خدا جانتا ہے
آئے بھی گل گیے بھی مگر ہے چمن وہی

سمجھے ہوے ہین تاب نظر انکو کہان ہی

ہنسا کیا کام ہے دنیا مین جو عید آئی ہے — کیا طلوع اس سے کہ معشوق یہ ہرجائی ہے
جو آنسو یون زمین پر دیدۂ نمناک اُٹھا لینگے — کہان سے سر پہ پھر ان مصیبت خدا اُٹھا لینگے
ہزار نالہ مرا آسمان تک پہنچے — نہین امید کبھی اُسکے کان تک پہنچے
قدم زمین پہ رکھو جو تم تو ہو یہ خوشی — اُچھل اُچھل کے زمین آسمان تک پہنچے
جو ضعف دل کا یہی حال ہے تو عرش کجا — نہین امید کہ نالہ زبان تک پہنچے
اُن ابروون کو دیکھکے حالت سقیم ہے — تلوارین دُہری محبت پڑین دل دونیم ہے
فرقت مین زندگی یہ عنایت خدا کی ہے — آگے جو کچھ کہون تو شکایت خدا کی ہے
جینا بھی دل جلونکو تمہارے ممات ہے — اخگر کو موت قطرۂ آب حیات ہے
عاشقون مین کہیے ایسا کون ہے — ہم بُرے ٹھہرے تو اچھا کون ہے
اسلیے در پر صدا دیتا ہون نہین — بول اُٹھے شاید وہ اتنا کون ہے
ہونگے روز حشر اعضا تک عدو — جو ہین بیگانے ہین اپنا کون ہے
چھوٹی ہی قیامت شب فرقت ہی بڑی ہے — اس چار پہر رات کی وہ ایک گھڑی ہے
ہے مد نظر خون یہ کس کا کہ حنا نے — چومے ہین ترے ہاتھ ترے پاؤن پڑی ہے
اُس بزم مین ای شوق نہ باہر ہو ادب سے — اللہ بچائے نگہ چشم غضب سے
سرمے کی سلائی نے کیا آکے جو مُجرا — اُس آنکھ کی شوخی نے صدا دی کہ ادب سے
آزردہ نہو لیسکے جو بوسہ نہ کیا شکر — لب بند مرے ہو گئے شیرینیِ لب سے
میری مرنیکی خبر جھوٹی اُڑاتے ہین وہ روز — کیا مسیحائی ہے غیرونکے جلانیکے لیے
آپ ملتے نہین ہین گھر مین کبھی — کہتے ہین خانمان خراب مجھے
نشہ مے نے کر دیا اندھا — خاک سوجھے رہ صواب مجھے
ممنون ناز کی ہون کہ وہ پاس سے مرے — اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ جاتی ہین دامن کو بوجھ سے
وصال یار سے ہی بے تکلفی ہے یہان — کہو ادب سے کہ رکھے معاف آج مجھے

ہے خدا ہی اگر پڑا جاوے
کسی قاتل سے پوچھیے تعبیر
دیکھکر چشم مست جی ڈوبا
برسون جب وہ پڑی شوق دید مین ہم
مین تو کیا دل مین مصور کی چھپی جاتی ہی
پسند آئی نہ دست جنون کی بیکاری
ہوی کسی کے نہ ممنون صورت اخگر
ہے عید کہ زندان سے مین آیا ہون سوی دشت
نیرنگی عالم ہی کا شاکی ہی تو اے دل
جو سیر شب ہجر دکھاتا ہے تصور
گریبان چاک دیکھے گا تو کیا کیا بدگمان ہوگا
جب سے پیدا ہوی صیاد کے بس مین آئی
مضمون کمر کہ اُس کی دہن کا نکالیے
مجکو یہ شوق ہی کہ کہین جلد ہو وصال
وحشت جنون کی ہم کو اذیت پسند ہی
بوسہ عطا ہو مجکو جو ہے قصد قتل کا
ہم بتون سے امید وار کرم +
ہوا نہ وصل نصیب اب بھی التجاؤن سی
خالی نہ جام مے سے ہی میخانے مین نہ خم
دیتا نہین جواب بھی مجکو وہ ننگ سے
یہ دماغ اُنکو کہان تھا جو تکلم کرتے

خط لکھا اضطراب مین ہنسنے
کشتے دیکھے ہین خواب مین ہنسنے
غوطے کھائے شراب مین ہنسنے
چھپکے تب اک نگاہ کی ٹھہری
کیا کہون نوک پلک کیا تری تصویر مین ہے
جنون مین اسلیے پہنا ہے پیرہن ہمنی
بدن سے مرکے بھی پیدا کیا کفن ہمنی
کانٹون سی گلے کیون مری چھالے نہین ملتے
نادان ابھی نیرنگ محبت نہین دیکھے
ایسے تو تماشے شب وصلت نہین دیکھے
خداوندا کہین آئے ۔ تو گر یار سے پہلے
پر نکلنے بھی نپائے کہ قفس مین آئی
ملک عدم کا کوئی تو رستا نکالیے
اُنکو یہ فکر ہے کوئی جھگڑا نکالیے
پھر کیا سمجھ کے پاؤن سی کانٹا نکالیے
مرتے ہوے کہ دل سی تمنا نکالیے
کارخانے ہین اُسکی قدرت کے
زمین ہی سجدون سی تنگ آسمان دعاؤن سے
خرد و بزرگ جو ہی بیان آفتاب ہے
مجکو گمان کہ بات مری لاجواب ہے
کاش منکر مرے شکوون کو تبسم کرتے

بیٹھکر کون تری کوچے مین یار اُٹھتا ہی
خاک ہوتی ہین کوئی دم مین غبار اُٹھتا ہی

رو کتا ہون نہین زبان پر کبھی ہو کر بیتاب
دل نالان اُسے سینے مین پکار اُٹھتا ہے

ترے کوچے مین جو بیٹھا ہے جم کر
وہ مین ہون اور میر انقش پا ہے

بنی ہے جبین تری زلف عنبرین کے لیے
یہ میری جان مناسب نہین جبین کے لیے

بڑا ہی داغ سجود اور داغ عشق مین فرق
کہ ہے یہ دل کے لیے اور وہ جبین کے لیے

اب تو روے مردم دنیا نہ دیکھین گے کبھی
بلکہ آئینے مین منہ اپنا نہ دیکھین گے کبھی

دیکھکر میری تڑپ بولے فرشتے قبر مین
یہ تماشا آج تک دیکھا نہ دیکھینگے کبھی

ہے بجا رنگ جو یہ تیری یہ خال کا ہے
یہ بھی اک نقطہ مری نامۂ اعمال کا ہی

شور محشر کا سنا ذکر تو اُسنے یہ کہا
وہ تو آوازہ مری پاؤنکی خلخال کا ہے

عجب دلچسپ نقشہ عالم ایجاد رکھتا ہے
جو آنکھین دیکھ لیتی ہین اُسی دل یاد رکھتا ہے

نہ یہ ساعد نہ یہ بازو نہ یہ آنکھین نہ یہ ابرو
فقط تیرا سا قد ہی اور کیا شمشاد رکھتا ہی

دل بے آرزو بھی دے تو ہی لطف
یون تو سب کچھ دیا خدا نے مجھے

ایمان لای کعبے مین اُس بت کو دیکھکر
کچھ بتکدے مین جا کی برہمن نہین ہوے

دے کہین حکم نہ وہ گھر سے نکلوا نیکا
بیخودی جلد مجھے آپ سے باہر کر دے

اسواسطے ناصح کی مین سنتا ہون کہ شاید
بات اُسکی زبا نسے کوئی مطلب کی نکل جاے

جان لینے مین دم ذبح یہ جلدی کی سوت
اک ذرا اور توقف کہ مزا ملتا ہے

دینے تو دل چلے ہین اُسی شوق و ذوق مین
پر دیکھیے وہ لی کہ نہ لے بے نیاز ہے

فارسی کیسی وہ ہندی بھی نہین پڑھ سکتا
سیر دیکھو مری عرضی عربی مین گزری

نام عزت سے جو لیتے ہین وہ اب
غیر بھی شاید مرا ہمنام ہے

ناصحون نے اُسے دیکھا تو نصیحت کیسی
اُلٹی کرنے لگے اب اُس سے سفارش میری

کرو نہین بندہ نوازی کا عشق کی کیا شکر
ہزار زخم دیے ہین ہزار داغ مجھے

کھا لینے کو مجھے جب پاؤن سے لپٹا تو کہا
جا کسی روز تری سر کی قسم آئین گے

سختی نہ وہ بھی دیکھ سکی میری نزع کی
گھبرا کے روح خانۂ تن سے نکل گئی

کیا جانے کہان لگ گئی اُس بت کی تمنا
اب آپ مین آنا مجھے دشوار ہوا ہے

دیت کیواسطے محشر مین کب ہون دامنگیر
سب مجھے نمود ہی منظور اپنے قاتل کی +

کون جاتا ہی کہین سے بے مطلب
جان لینے کو اجل آئی ہے

چھیڑا جو بہت مین نے کہا حضرتِ صاحب
پردے کے نہ باہر کہین آواز نکلجاے

بتخانے کے دروازے پہ مدت سے پڑے ہین
شاید کبھی کچھ کام خدا ساز نکلجاے

سنتا ہون دعای سحری کرتی ہے تاثیر
امید کہان ہے شبِ فرقت مین سحر کی

چراغِ رخ نے کیا صاف انکا پردہ فاش
سیاہ خانۂ گیسو مین دل چھپا نہ سکے

رات کو آئی ہین پریان خواب مین مجھکو نظر
تیرہ وہ بہیر لگائین گے یہی تعبیر ہے

وصل مین وہ کیا کرینگے چاک ای دستِ جنون
پرزے دامن کی اڑائے گریبان چھوڑ دے

گدا ہون سی مجھے اپنی ناتوانی باز رکھتی ہے
سے زخم دیکھکر جاہون تو نیت بھر نہین سکتی

قطرہ زن پھرتی ہی ہر سو جو ہوا پر بدلی
ڈہونڈتی ہی کہ کہان خاک ہے برباد مری

کیا کسی خوش چشم کا دیوانہ آیا باغ مین
دیکھتی ہی ہر طرف نرگس جو آنکھین پھاڑ کی

اک دن مرے گھر ماہ محرم مین تو آؤ
اب مہندی لگانیکا بہانہ تو نہین ہی

کس کو مین اپنی تنگدلی پر کرون گواہ
محشر مین وہ دہان و کمر دونون چھپا ہی

بیساختہ دل دکھا تو بولے +
کیا جانیے آہ تھی یہ کس کی +

مجھے جب دور سے دیکھا وہ بولے
کوئی ناوک فگن ہے یا نہین ہے

قدر مرنے کی ہم سمجھتے ہین
مدت سے جیے [illegible]

اک چار ہے ہمیشہ مگر مثل رنگ و بو
ہم ست نہ [illegible] ملے

افسانہ سنگ و تیشہ سے ہے اور
یادِ صحبت [illegible]

پرزے خط کے ہین دست قاصد مین — ایک کیا سنو جواب لایا ہے

عاشق و معشوق دونون تیری دیوانے ہین یا — دامنِ یوسف گریبانِ زلیخا چاک ہے

شبِ فرقت تو ابد تک نہین ہونیکی تمام — تیرے عشاق کو اندیشۂ فردا کیا ہی

مین ہر اک سے جو خطا اپنی بیان کرتا ہون — ہے یہ مطلب کہ اسی کوئی ستمگر نہ کہی

دشمنون کا شکوہ کرتے ہین حضور دوستان — دوست جب دشمن ہو پہر کس سے شکایت کیجیے

تمام عمر آستے دیکھتا رہا ہون مگر — ہنوز حسرتِ دیدار یار باقی ہے

آئینے کی آنکھ سے لڑتی ہے جب عاشق کی آنکھ — دیا ہتی ہی جہیت لی لذت تری دیدار کی

وعدہ وصال نے کیا بیخود — دیکھیے کیا وصال مین گزرے

پوچھو نہ اس زمانے مین الفت کا حال کچھ — اک رسم تھی قدیم سو موقوف ہو گئی

خوشا تقدیر یار پیش گل کرتی ہے حال اپنا — نہ قاصد کی ضرورت ہے نہ حاجت ہے کبوتر کی

مجھے دشمن سمجھتی ہو تو بہتر ہے ہو کیون غافل — کوئی غافل نہین رہتا جہان مین اپنے دشمن سے

برہمن یا صنم کہتا ہے زاہد یا صمد یا رب — زبان جسکی ہے جو اسمین وہ تجھکو یاد کرتا ہی

دو پیاس مین آبِ دمِ شمشیر تو ہم کو — اتنی بھی مروت تمہین اللہ نہین ہے

مشتاقِ ستم ہو گا نہ مجھسا کوئی بسمل — ہر زخم کی قاتل کی طرف آنکھ لڑی ہی

سینے پہ مری ہاتھ ہی اسکا پی تسکین — تھم اے دل بیتاب کہین وہ نہ اچھل جاے

چمن اشکِ مجنون سے سینچا ہی شاید — کہ سنبل مین گیسوی لیلے کی بو ہی

آئینہ ہو نہین شاید جو دیکھتا ہے مجکو — ہندو ہو یا مسلمان اپنا سا جانتا ہی

خواب مین آئے تھی وہ غیر کے ساتھ — کھل گئی میری آنکھ خیر ہوئی

تکلیف ہی پہ شکر گدا کو ہی مناسب — شاہون کیطرح کچھ غم عالم تو نہین ہے

از ادب کچھ ہم نہین خواہش ہم آغوشی کی کیا — دو نگاہین جب ملین گی ہم بغل ہو جائینگی

قطعاتِ تاریخ

منشی محمد ممتاز احمد صاحب آرزو خلف حضرت مصنف

ورق تصویر کا ہے ہر ورق ہر صفحہ آئینہ
مضامین نت ہیں یا مہ جبینوں کا یہ مجمع ہے
کھچے جاتے ہیں کیوں دل آرزو کیوں ہوش اُڑتے ہیں
پریرویوں کی محفل یا حسینوں کا مرقع ہے
۱۳۱۳ھ

حکیم محمد عبد الکریم خان صاحب برہم فتحپوری

این نغز کلام کیست دانی
کاندر ہمہ دہر ہیچو جان است
برہم دل و دیدہ کن نثارش
دیوانِ امیرِ نکتہ دان است
۱۳۱۳ھ

مولوی محی الدین حسین خان صاحب تسنیم پروفیسر محبوب کالج سکندر آباد

زہے جوشِ طبعِ روانِ امیر
مضامین کا دریا ہے اک بہہ رہا
کہی میں نے تسنیم تاریخِ طبع
صنمخانۂ عشق ہے بے بہا
۱۳۱۳ھ

محمد جلیل حسن صاحب جلیل

سارے مصرعِ قدِ دلبر کا جواب
سارے مطلعِ رخِ انور کا جواب
خوب دیکھا جو صنمخانۂ عشق
پایا بتخانۂ آزر کا جواب
۱۳۱۳ھ

حضرت علے عبد القادر شمس القادری المدعو بہ مرشد علی الحنفی القادری البغدادی المتخلص بالجمال و العاصی

گرد عشق آباد دیوان را تمام — حسن طبع عشق بنیان اسیر
گفت تاریخش جمال عشقبار — اسے ہمہ عشقیت دیوان اسیر
۱۳۱۳ھ

و له

چھپا جو آپ کا دیوان تو شاعروں نے کہا — کہ آپ سعدی شیوا بیان عہد ہوے
جمال یہ دُرِ شہوار سال کردو نثار — اسیر خسرو اہل زبان عہد ہوے
۱۳۱۳ھ

محمد حسام الدین صاحب حسام خلف مولوی حافظ محمد نور اللہ

ہیں کیسے کیسے شعر معنی خیز — سمجھیں وہ انکو ہون جو ذو معنی
مصرع سال بھی ہے باغ وبہار — ہیں یہ الفاظ پھول بو معنی
۱۳۱۳ھ

حافظ محمد علی صاحب حفیظ جونپوری

کھلا ہے عطر گلہاے مضامین — معطر بزم ارباب سخن ہے
حفیظ اچھا کھلا تاریخ کا پھول — نہیں دیوان تروتازہ چمن ہے
۱۳۱۳ھ

مقرب الخاقان استاذ السلطان بلبل ہند جہان استاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ

فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر داغ دہلوی

واہ کیا دیوان کہا ہے لاجواب — ابتدا سے انتہا تک بے نظیر
شوخی الفاظ ہے یا برق شوخ — بارش مضمون ہے یا ابر مطیر
لفظ مصرع بیت سب جادو بھرے — دلفریب و دلستان و دلپذیر
ہر نکیلا شعر دل مین چبھ گیا — اس سے بڑھکر کوئی کیا مارےگا تیر

یہ سخن ہے لایقِ بزمِ سخن ٭
یہ سخن ہے قابلِ شاہ و وزیر

یہ کلام ایسا کلام اِتنا کلام
ہے نشانِ مصحفی شانِ اسیر

محو ہو جاتے جو اسکو دیکھتے
ناسخ و آتش تو کیا مرزا و میر

فیض لیتے اس سے خاقانی و فغان
داد دیتے اسکی ظہیر و ظہیر

مستند کیونکر نہو ایسا کلام
جو کہا گویا ہے پتھر کی لکیر

بھاگنے کی راہ ڈھونڈیں عیب جو
اپنا اپنا کان پکڑیں حرف‌گیر

آج ہے یہ طوطیِ معجز بیان ٭
بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر

ایسا استادِ زمانہ ہے کہاں
زندہ رکھے تو اسکو یارب قدیر

ہے یہی اے داغؔ اسکا سالِ تاریخ
گلدستۂ زیبا خیالاتِ امیر
۱۳۱۳ھ

ولہ

اس گنجِ سخن سے تا قیامت
محروم نہونگے طالبِ فیض

یہ داغؔ نے سال لکھا
دیوانِ امیر صاحبِ فیض
۱۳۱۳ھ

محمد ضمیر حسن خان صاحب دلؔ شاہجہانپوری

میرے استاد کا پہلا دیوان ٭
تھا بلاغت کے چمن کا گلِ تر ٭

اسکی تاریخ یہ لکھدے اے دلؔ
اب فصاحت کا چھپا ہی دفتر
۱۳۱۳ھ

منشی امتیاز احمد خان صاحب رازؔ

قالبِ طبع میں آیا جو صنمخانۂ عشق
جتنے مشتاق تھے سب لگے دیوانے سے

رازؔ تاریخ کہی میں نے جو نکلا دیوان
نکل آئی ہے پری سجکے پریخانے سے
۱۳۱۳ھ

سید زاہد حسین صاحب زاہد سہارنپوری

اشعار ہین یا گوہر شہوار کی لڑیان — یہ لطف لطافت کسی دیوان مین کہان ہے
ترتیب کی تاریخ کہی مینے یہ زاہد — دہوئی ہوئی کیا چشمۂ کوثر سے زبان ہے
۱۳۱۰ھ

سید ولایت احمد صاحب شمیم خیرآبادی انسپکٹر سعدآباد ضلع متھ

عشاق کی جان یہ صنمخانہ ہے — معشوقون کی یہ آن صنمخانہ ہے
کہتا ہے شمیم دیکھکر حسن کلام — اللہ کی شان یہ صنمخانہ ہے
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد مظفر حسین صاحب صبا خلف اکبر مولوی یوسف علی مرحوم

اک پھول ہے گلشن مین صنمخانۂ عشق — اک لعل ہے معدن مین صنمخانۂ عشق
۱۳۰۶
کیا حسن دکہاتا ہے صبا آنکھون کو — اعجاز کے دامن مین صنمخانۂ عشق
۱۳۱۳ھ

مولوی محمد عبد الواسع صاحب صفا خلف مولوی یوسف علی مرحوم

صفا نزاکت مضمون دکہا رہی ہے بہار — سخن کے باغ مین ہے تازہ گل صنمخا
برنگ لالہ ہے ہر شعر رنگ مین ڈوبا — ڈہلا ہے حسن کے سانچے مین گل صن
۱۳۱۳

منشی محمد مسعود احمد صاحب ضمیر خلف کوچک حضرت مصنف

گوہر وجوہر صنمخانے کے ساتھ — دیکھکر بولا یہ چرخ چنبری
نور کی تاریخ ہے یہ اے ضمیر — ایک جا ہین ماہ زہرہ مشتری
۱۳۱۳ھ

عروسِ سخن کے لئے لا کلام
ادا ہے کلامِ جناب امیر
کرے ناز سے لے جسقدر دون کی
سجا ہے کلامِ جناب امیر
نکیون ختم ہو جائے شوقِ سخن
سنا ہے کلامِ جناب امیر
نہ وحشی کو کیون نئے تاریخ ہو
بھلا ہے کلامِ جناب امیر
یہ آنے لگی چار سو سے صدا
نیا ہے کلامِ جناب امیر
۱۴ × ۴۷۴ / ۶۱۸۵۶

سید مومن حسین صاحب صفی امروہوی

مداح امیر لکھنوی کے
ہین سارے سخن شناس انسان
دیوان دوم چھپا جو اُن کا
ہر ایک کے تن مین پڑ گئی جان
لفظون سے عیان رخِ معانی
آئینہ ہے اس صفا سے حیران
ہر نقطے مین سب بے شمار نکتے
ہر نکتے پہ نکتہ فہم قربان
خوش ہو کے کہی صفی نے تاریخ
چھاپا بخدا یہ خوب دیوان
۱۳۱۳ھ

محمد قادر علی خان صوفی مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

نواب رامپور کے اُستاد کا جواب
دیکھا نہ آج تک تہِ چرخِ کہن سُنا
نقل ہے یہ اُنکے دوسرے دیوان کی طبع کا
چھوڑا اگلون نے زمزمہ بلبل کا اَنسُنا
قادر ہوا جو گوش بر آواز بہرِ سال
دل سے امیرِ سحر بیان کا سخن سُنا
۱۳۱۳ھ

تمت بالخیر

اطلاع

اس دیوان کے ملحقات کا مجموعہ جسمین قصائد قطعات رباعیات تاریخین وغیرہ ہین انشاءاللہ جداگانہ چھپیگا اسلیئے کہ اگر وہ سب چیزین اس دیوان کا ضمیمہ کیجاتین تو حجم بڑھجاتا اور یہ پسند نہوا کہ ملحقات کے انضمام سے دیوان کو طول دیا جائے بلکہ اسی اختصار کی نظر سے احباب کی تاریخین بھی بہت ہی کم درج کی گئین اور تقریظین بالکل نہین

منشی سید قمر الدین صاحب قمر تحصیلدار ملازم دار الاقبال بھوپال

حسنِ صورت حسنِ معنی دونوں یکجا ہے یہ
فکرِ رنگین سے کہی تاریخ ترتیب اے قمر
ہے نئی بندش نئے مضمون نیا ہر شعر ہے
دیکھنا کیا رنگ مین ڈوبا ہوا ہر شعر ہے
۱۳۰۶ھ

منشی امرناتھ صاحب نصیب کلرک پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور

بت ہے بہزاد نے ہے حسن صنمخانۂ عشق
صنمخانہ ہے یارب کہ پریخانہ ہے
نام ہی نام ہے مانی کا نہین کچھ بھی نہین
سامنے جسکے صنمخانۂ چین کچھ بھی نہین
۱۳۱۳ھ

منشی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر بنارسی

نیر دیوان اک چمن ہے
کیسی ہے چمک دمک کی تاریخ
اشعار یہ پھولونکی ہین جھڑیان
مصرع ہین یہ موتیون کی لڑیان
۱۳۱۳ھ

منشی محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت مہتمم تصویر سخن

ہو سکے کیا وصف دیوان امیر
لکھ وجاہت مصرعِ تاریخ طبع
ہے سراپا دلپسند و دلپذیر
بے بہا ہے یہ کلام بے نظیر
۱۳۱۳ھ

محمد حبیب حسن وحشی دیوبندی مقیم حال رڑکی

ہوا شاہد مدعا جلوہ گر ہے
ہے نسخہ خاطر تا یقین
دل غافل مین صورت بوسہ گل
چھپا ہے کلام جناب امیر
چھپا ہے کلام جناب امیر
ابا ہے کلام جناب ا...
۱۳۱۲